جرنیل سپاہ صحابہؓ غازیِ اسلام، شہید نامور صحابہؓ

حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ

کی

لہو رنگ داستانِ حیات

حیاتِ اعظم طارق شہیدؒ



مصنف

حافظ محمد ندیم قاسمی

Scanned with CamScanner

ثانیِ جرنیل سپاہِ صحابہؓ

غازیِ اسلام، محافظِ ناموسِ صحابہؓ

حضرت مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ العالی

کے مفصل حالاتِ زندگی

حیاتِ اعظم طارق

مصنف:

حافظ محمد ندیم قاسمی

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: حیات وخدمات جرنیل سپاہِ صحابہؓ
مولانا اعظم طارق شہیدؒ

مؤلف: حافظ محمد ندیم قاسمی

تعداد: 1100
قیمت: 300روپے

ملنے کے پتے

☆کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار، راولپنڈی
☆مکتبہ شہید اسلام، لال مسجد اسلام آباد
☆مکتبہ امیر معاویہ بہار کہو اسلام آباد
☆مکتبہ الفیض ۵۔غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
☆ادارہ نشرواشاعت نصرت العلوم گوجرانوالہ
☆مکتبہ محمود سرگودھا
☆مکتبہ الاحمد ڈیرہ اسماعیل خاں
☆مکتبہ سلطان عالمگیر اردو بازار لاہور
☆مکتبہ عائشہ چوہڑ چوک راولپنڈی
☆ادارۃ الانور کراچی
☆مکتبہ لدھیانوی کراچی
☆مدنی کتب خانہ مانسہرہ
☆مکتبۃ القرآن امین پور بازار فیصل آباد
☆مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆کتب خانہ مظہری کراچی
☆مکتبہ فاروقیہ حسن ابدال
☆مکتبہ سراجیہ سرگودھا
☆اسلامیہ کتب خانہ ایبٹ آباد
☆مکتبۃ القرآن رائیونڈ لاہور
☆مکتبہ عشرہ مبشرہ اردو بازار لاہور
☆مظہری کتب خانہ کراچی
☆قرآن محل راولپنڈی

Scanned with CamScanner



انتساب

ہم اپنی کاوش کو

بقیۃ السلف حضرت مولانا مفتی رشید احمد قادری پسروری مدظلہ العالی

اور

استاد القراء حضرت مولانا قاری غلام فرید مدظلہ العالی

کی

شفیق دعاؤں کے نام کرتے ہیں

اللہ پاک ان بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے

﴿آمین ثم آمین﴾

منجانب

مصنف _____

Scanned with CamScanner

فہرست

عنوانات	صفحہ
حرفِ آغاز	11
تقاریظ و تاثرات	15
پہلا باب	
خاندانی پس منظر	26
ولادت باسعادت	43
بچپن	43
تعلیم	48
چنیوٹ دوران تعلیم کے واقعات	49
ابتدائی زندگی کا آغاز	52
شادی و اولاد	54
عالم شباب	55
دوست احباب	55
جمیعت نوجوانان اہلسنت کا قیام	56
دوسرا باب	
مولانا جھنگوی "عظیم شخصیت	58
گاؤں میں جلسہ	58
مولانا جھنگوی "کمالیہ میں اور آپ کی ملاقات	59
دوسری ملاقات	60
دورہ کراچی	60
شیعت کا لٹریچر	62

Scanned with CamScanner

جلسہ سے قبل	63
پروگرام ملتوی	64
جرگوی شہید گرفتار	64
مولانا محمد اعظم طارق اغواء اور تشدد	65
حق نواز (شہید) مسجد میں جمعہ	66
مولانا جھنگوی رہا	66
پہلی تقریر سے اقتباسات	66
تیسرا دورہ کراچی	70
فقید المثال استقبال	70
مولانا اعظم طارق کی صوبائی جنرل سیکرٹری کے لئے نامزدگی	72

تیسرا باب

شہادت امیر عزیمت اور آپ کی جنازہ میں شرکت	74
جانشین امیر عزیمت کا انتخاب اور آپ کا کردار	75
کراچی واپسی پر مظاہرے اور قاتلانہ حملہ	76
ڈپٹی سیکرٹری کے عہدہ پر انتخاب	76
الیکشن 90 اور مولانا ایثار القاسمی کی فتح	76
شہادت قاسمی شہید	77
سپاہ صحابہ کراچی کا ردعمل	78
نائب سرپرست اعلیٰ کا انتخاب	78
مولانا اعظم طارق جھنگ میں	79
مولانا کے والد کا فرمان	79
شہادت مولانا عبدالصمد آزاد	79

Scanned with CamScanner

چنیوٹ میں گرفتاری اور رہائی	81
شہادت میاں اقبال حسین	84
پہلی دفاع صحابہؓ و دفاع پاکستان کانفرنس پر گرنیڈوں سے حملہ 4 کارکن شہید	85
علماء کرام کی شہادتیں	87
جھنگ انتظامیہ کے خلاف مظاہرے	89
چوتھا باب	92
بلدیاتی الیکشن	93
الیکشن شیڈول	93
جرنیل سپاہ صحابہؓ کی فہم و فراست	93
سانحہ جامع مسجد عثمانیہ جھنگ	94
جرنیل اول مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کی پیشین گوئی	96
تفصیل نتائج انتخاب بلدیہ جھنگ 1991	97
جھنگوی شہیدؒ گروپ کے کامیاب امیدوران کی فہرست	98
بلا مقابلہ کامیاب کونسلرز	98
مقابلہ کے بعد کامیاب کونسلرز	98
وضاحتی نوٹ	98
ضلع کونسل جھنگ	99
تبصرہ روزنامہ جنگ 30 دسمبر 1991ء خصوصی ایڈیشن	99
پانچواں باب	99
بلدیاتی انتخابات میں کامیابی	101
ضمنی انتخابات کا اعلان	102
قائدین سپاہ صحابہؓ کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات	102
حق تلفی	102
انتخابی مہم کا آغاز	103
قائد جمعیت اور میاں زاہد سرفراز کی جھنگ آمد	104
وزیر اعلیٰ بھی جھنگ پہنچ گئے	105
قائد سپاہ صحابہؓ کی شعلہ نوائی	105
	106

Scanned with CamScanner

جرنیل کی گھن گرج	107
یوسف مجاہد صاحب کی گرفتاری	107
انتخابی مہم کا اختتام اور جلوس	108
آخری شب	109
اور مولانا اعظم طارق جیت گئے	109
چھٹا باب	
حلف نامہ	113
ضمنی انتخاب	113
ایم۔پی۔اے کے ترقیاتی کام	114
شہادت مولانا مختار احمد سیالؒ	114
جھنگ پھر جنگ کی لپیٹ میں	115
جھنگ انتظامیہ کا ظلم و جبر	116
جرنیل سپاہ صحابہؓ کی گرفتاری	117
ایرانی صدر کو پیش کی جانے والی یادداشت	118
ناموس صحابہؓ بل	120
ساتواں باب	
کاروان ناموس صحابہؓ	
صادق آباد سے اسلام آباد تک (5 فروری 93ء تا 12 فروری 93ء)	124
آٹھواں باب	
نواز حکومت کی برطرفی	136
حکومت بحال	137
ناموس صحابہؓ بل منظور اور اسمبلی کا ٹوٹنا	137

Scanned with CamScanner

الیکشن کی تیاریاں	137
مولانا اعظم طارق مدظلہ کی فتح	138
شکست میاں ریاض حشمت جنجوعہ	138
دوبارہ گنتی اور میاں صاحب کی فتح	139
ضمنی الیکشن اور شیخ حاکم علی بھی اسمبلی پہنچ گئے	140
وزارت عظمیٰ کی کشمکش	140
مسلم لیگی امیدوار کی شکست	141
صوبائی وزیر اعلیٰ کا انتخاب	142
تعطیل یوم سیدنا فاروق اعظمؓ	143
پنجاب کے اعلیٰ افسران سے جھڑپ	143
گورنر پنجاب سے مخاصمت	144
قومی اسمبلی میں ناموس صحابہؓ بل روکنے کی کوشش اور آپ کا سپیکر کی کرسی پر قبضہ	145
قاتلانہ حملہ اور حکومت پنجاب کا قاتلوں سے حسن سلوک	146
بے نظیر حکومت کی طرف سے عہدہ اور دولت کی پیشکش	147
برطانیہ کا دوسری مرتبہ دورہ اور حکومت سے اعلان جنگ	149
بی۔بی۔سی ٹیلی ویژن ٹیم کی آمد اور انٹرویوز	149
روپوشی کی کہانی، جرنیل محترم کی زبانی	151
نواں باب	
شاہنواز ڈبہ کا قتل	214
قائدین سپاہ صحابہؓ کی گرفتاری مولانا فاروقی شہیدؒ کی زبانی	214
قائدین کی ضمانت	226

Scanned with CamScanner

نسوانی حکومت کی برطرفی	227
مرحلہ انتخاب	227
مسلم اتحاد کا قیام اور مطالبات	228
مسلم اتحاد پاکستان	229
مسلم اتحاد پاکستان کے عہدیداران	229
اڈیالہ جیل راولپنڈی سے لاہور منتقلی	229
علامہ فاروقیؒ کی شہادت کے بعد کے واقعات	230
مولانا کی والدہ کا انتقال	236
الیکشن 97ء اور مولانا کو دھاندلی سے ہرایا گیا	236
ایک اور آزمائش	238
دونوں کی دوبارہ گنتی اور صوبائی سیٹ پر کامیابی	239
اسمبلی کا حلف اور آپ کی حیرت انگیز طور پر صحت یابی	241
خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر کا قتل اور دوبارہ گرفتاری	242
آپ کی رہائی اور جھنگ آمد	243
جھنگ میں آپ کا تیسرا آپریشن	243
مرکزی قائدین کی گرفتاریاں اور چوہنگ منتقلی	243
پاکستان ٹیلی ویژن پر مباحثہ کا اعلان اور شیعہ لیڈروں کا فرار	244
صدر و جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہؓ پاکستان کی گرفتاری اور مولانا کی حکومت کو دھمکی	247
وزیر اعلیٰ کی طرف سے ملاقات کی دعوت اور پنجاب کے اعلیٰ حکام سے جھڑپ	248
مذہبی جماعتوں کے قائدین کا اجلاس اور شیعہ کے چہرے سے تقیہ کی چادر کا سرکنا	249
چوہنگ کا عقوبت خانہ	250
S.S.P گوجرانوالہ کا قتل اور مولانا کی گرفتاری و چوہنگ منتقلی	250

Scanned with CamScanner

نظر بندی کی مدت ختم اور دوبارہ گرفتاری 253
حکومت کا سپاہ صحابہؓ کے ساتھ معاندانہ رویہ 253
اڈیالہ جیل راولپنڈی کے شب و روز 254
موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داری 265

دسواں باب

حق نواز شہیدؒ کانفرنسیں
مینار پاکستان لاہور 16 مارچ 1990ء 267
اسلام آباد 2 جون 1991ء 273
نشتر پارک کراچی 24 اپریل 1992ء 287
پشاور 23 اپریل 1993ء 293
کوئٹہ 1 جولائی 1994ء 297

گیارہواں باب

خطوط و پیغام 'کارکنوں کے نام 306
جلسوں کی تقاریر کے اقتباسات 328
جیل کی تقاریر کے اقتباسات 343

بارہواں باب

جھنگ کے ترقیاتی کام 354
قومی اسمبلی کے خطابات کی جھلکیاں 358
بیرون ممالک کے دورے 379
قاتلانہ حملے 395
شعراء کا خراج تحسین 409

Scanned with CamScanner

حرفِ آغاز

زندگی اک جبرِ مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

مجھے کبھی بھی خوش فہمی کا یہ مرض لاحق نہیں ہوا ہے۔ اور آئندہ بھی میں اللہ تعالیٰ سے اس موذی مرض کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے بارہ میں یہ دعویٰ کروں کہ میں کوئی بہت بڑا لیڈر ہوں یا ایسا راہنما ہوں کہ جس کی زندگی عام لوگوں کے لیے یا کم از کم کارکنوں کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ۔

من آنم کہ من دانم

میں تو ایک نہایت ہی کمزور سا انسان اور گناہوں کا پتلا ہوں۔ مجھے اپنی کمزوریوں کا بخوبی علم ہے۔ اور اپنی کوتاہیوں اور بداعمالیوں کے باعث بارگاہ ایزدی میں نظر اٹھا کر دیکھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔ تاہم یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور اس کی عنایت ہے کہ اس نے اس ذرہ ناچیز کو اس پر آشوب اور پرفتن دور میں اہل حق کے ساتھ وابستہ فرما کر ایک عظیم مشن و مقصد کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے بلکہ یہ کہوں کہ انگلی کٹوا کر شہیدوں میں نام لکھوانے کا موقع دیا ہے۔

مجھے چھوٹی عمر میں علمی اور عملی کمزوریوں کے باوجود رب العالمین نے جس طرح پے در پے دینی و دنیاوی طور پر کامیابیوں کے اعلیٰ مناصب پر پہنچایا ہے اور مسجد کے محراب و منبر سے لے کر اسمبلی کے ایوانوں تک، لاکھوں کے اجتماعات میں کھڑے ہو کر بولنے سے لے کر دین کی خاطر کال کوٹھڑیوں کی قید تنہائی میں بھی کلمہ حق بلند کرنے کی جو سعادت مرحمت فرمائی ہے شاید اس کی مثال پاکستان میں تو ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی۔ اور میں اس پر اپنے پروردگار کی بارگاہ اقدس میں سجدہ شکر و امتنان بجالاتا ہوں اور ایک مرتبہ

Scanned with CamScanner

پھر اقرار کرتا ہوں کہ میں ایک نالائق انسان اور خطاؤں کا مجسم پیکر ہوں۔ لوگوں کی نظروں میں آج جو بھی مجھے شرافت و مقام نصیب ہے وہ محض فضل ایزدی کا صدقہ ہے۔

جتنا دیا اللہ نے مجھ کو اتنی تو میری اوقات نہ تھی
یہ تمہارا کرم ہے اللہ مجھ میں تو ایسی بات نہ تھی

کارکنوں اور محبت کرنے والے نوجوانوں کی طرف سے ایک عرصہ سے مطالبہ زور پکڑ رہا تھا کہ میں اپنے حالات زندگی تحریر کروں اور اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات و حادثات پر قلم اٹھاؤں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ صاحب واقع جس قدر تفصیل سے اور سچائی سے کسی بات کو بیان کر سکتا ہے کوئی دوسرا ہرگز اس کی طاقت بیان نہیں رکھتا ہے اور میں نے احباب سے وعدہ بھی کیا لیکن جب بھی لکھنے بیٹھتا ہوں تو یہ حقیقت ہے کہ مجھ سے لکھا نہیں جاتا ہے اس کی یہ وجہ ہرگز نہیں کہ مجھے قلم سے کام لینا نہیں آتا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ مجھ میں اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی طاقت نہیں ہے۔ اس لیے یہ کام مجھ سے نہ ہو سکا۔

برادران حافظ محمد ندیم قاسمی اور حافظ بابر اقبال کے شوق و جذبہ اور محنت و کاوش کا اعتراف مجھے اس وقت کرنا پڑا جب ان دونوں نوجوانوں نے میری قومی اسمبلی میں کی گئی تقاریر کو کتابی شکل دے دی اور اسے شائع کرا دیا۔

اب ان کی خواہش تھی کہ وہ میرے حالات زندگی کے بارہ میں کتاب مرتب کریں۔ تب میں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ خلافت راشدہ اور دیگر اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے میرے انٹرویوز کو جمع کریں اور جہاں جہاں ضرورت ہو مجھے سے چھ سات سوالات لکھ کر خط و کتابت کے ذریعہ جیل سے معلومات لیتے رہیں۔ چنانچہ انہوں نے خوب محنت سے یہ مشکل ترین کام سرانجام دیا۔ اور میں نے بھی کافی مواد تحریراً انہیں پہنچایا۔ یہاں تک یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے مرتب ہو گئی۔

کتاب کی کتابت کا فوٹو سٹیٹ میں نے اول تا آخر مکمل پڑھا ہے اور اسے حالت

Scanned with CamScanner

واقعات کے عین مطابق پایا ہے۔ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ یہ کتاب میرے حالات زندگی پر ایک مستند کتاب ہے اور اس کی معلومات بالکل حقائق پر مبنی ہیں تاہم ابھی بہت سے واقعات اور حالات ایسے ہیں جو اس میں درج نہیں ہو سکے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت جبکہ میں اٹک جیل میں ہوں۔ ان واقعات کا لکھنا میرے لئے اور جماعت کے لئے سخت نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ یعنی حکمران طبقہ کی طرف سے وہ تمام لوگ بھی ظلم و ستم کا شکار ہو سکتے ہیں جنہوں نے نہایت ہی حیرت انگیز طور پر کئی مراحل پر میرے ساتھ تعاون کیا اور روپوشی و قید و بند کے اس عرصہ میں ناقابل فراموش کارنامے سرانجام دیئے۔

اپنی زندگی کے عجیب و غریب واقعات کو مرتب کرنا میری دلی آرزو ہے تاکہ میں خود بھی اپنے پروردگار کا زیادہ سے زیادہ شکر بجالا سکوں اور کارکنوں کو بھی نصرت خداوندی کے کرشمے اور حیرت ناک واقعات پڑھ کر یہ احساس ہو کہ دین کی خدمت کرنے والوں کے ساتھ رب العالمین کی طرف سے کیسے کیسے مہربانی کا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

اگر زندگی نے ساتھ دیا تو کم از کم تین چار سال بعد' اپنی روپوشی کی تفصیلات' چوہنگ کے ٹارچر سیل اور قید و بند میں پیش آمدہ ناقابل بیان واقعات کو ضرور منظر عام پر لاؤں گا۔ حکمرانوں کی پیش کشوں' دشمنوں کی بھیانک سازشوں اور بعض دوستوں کی خصوصی مہربانیوں اور مفاد پرستوں کی شرمناک کاروائیوں' سیاسی چغادریوں کی طوطہ چشمیوں اور نام نہاد مذہب و دین کے ٹھیکداروں کے گھناؤنے کردار اور مخلصین کی تڑپ و قربانیوں کا تذکرہ کروں گا۔

اس کتاب میں آپ کو ممکن ہے وہ لذت و چاشنی میسر نہ آئے جو عام طور پر کسی کے حالات زندگی پر مبنی کتاب میں پڑھنے والے کو نصیب ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ایک تو یہ کتاب مرتب کرنے والے نوجوان میدان تالیف و تصنیف میں قدم رکھنے کے طور طریقوں سے بھی ناواقف ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ میں نے خود بھی قصداً ہر بات کو سادہ

Scanned with CamScanner

سے انداز میں ذکر کر کے انہیں مواد پیش کیا ہے اور اپنے بارہ میں حتی الامکان ستائش والے انداز سے پرہیز کیا ہے۔

اگر زندگی نے وفا کی اور کوئی صاحب طرز و انشاء اس کام کے لئے میرے ساتھ کچھ وقت گزارنے کو تیار ہوا تو پھر وہ تمام بہاریں اور خزائیں مسرت و کلفت دکھ اور سکھ' قید و رہائی کی مکمل داستان حیات ایسی صورت میں سامنے آئے گی کہ ہر خاص و عام کی تشفی کا سامان ہوگی۔

لیکن اس سب کے باوجود یہ کہے بغیر بھی چارہ نہیں ہے کہ اصل کمال پہلے قدم اٹھانے والا کا ہی ہوتا ہے اب جو بھی کتاب میرے بارہ میں آئے گی وہ دراصل اسی کتاب کی تکمیل ہوگی اور اس کا اصل ماخذ یہ کتاب ہوگی۔

میں ان تمام حضرات کا بھی ممنون و مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب پر اپنے تاثرات لکھ کر میرے بارہ میں کلمات خیر کا اظہار فرمایا اور جنہوں نے اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں ان دونوں نوجوانوں کا تعاون کیا۔

آخر میں بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ وہ کمزوریوں کو خوبیوں میں تبدیل فرما کر دنیا و آخرت کی سعادتوں سے مجھے بہرہ مند فرمائے اور اس وقت میں جس کیفیت و حالات میں ہوں اللہ تعالیٰ اس کا اختتام و انجام بخیر فرمائے۔ یعنی مجھے اس حالت میں رہائی نصیب ہو کہ میں اور میری جماعت کے کارکن سربلند کر کے چلنے کے قابل ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہماری جدوجہد و کاوش کو شرف قبولیت سے نواز کر ہمیں جلد از جلد اپنے مشن میں کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

محمد اعظم طارق
چکی نمبر 14 قاسم بلاک اٹک جیل
بوقت ساڑھے چھے بجے شام
21-6-98

Scanned with CamScanner

مورخ اسلام علامہ عبدالقیوم حقانی دامت برکاتھم العالیہ

الحمد لحضر الجلالہ والصلوٰ والسلام علی خاتم الرسالہ

مولانا اعظم طارق ایک جواں سال عالم دین' مجاہد' نڈر سپاہی' سپاہ صحابہ ؓ کے جرنیل' اور اپنے بے باک کردار سے علماء کا وقار ہیں۔ احقر نے انہیں برطانیہ کے ایک سفر میں چند روزہ رفاقت میں بہت قریب سے دیکھا' سیاسی عظمت' قیادت کی رفعت' اور عظیم انسان ہونے کے باوجود متواضع' خلیق' ملنسار اور عجز و انکساری کا پیکر مجسم ہیں ان کی سوانح صرف ان کی ذاتی سوانح ہی نہیں' سپاہ صحابہ ؓ کی تاریخ' دعوت و عزیمت کا روشن باب' علم و عمل کی وحدت کا نمونہ' حکومت کے ظالمانہ و تیروں کی نقاب کشائی' حکمرانوں کے دجل و فریب کی عکاسی اور مجاہدین اسلام کی جاں سپاری اور جان نثاری کی ایک لازوال داستان ہے۔

بالاستعیاب کتاب دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ مگر جہاں بھی نظر پڑی درس غیرت پایا۔

جواں سال مولف جناب قاری محمد ندیم قاسمی اور حافظ بابر اقبال صاحب قابل تحسین و لائق ستائش ہیں۔ ان کا یہ نقش تحریر ایک صدقہ جاریہ اور تاریخ کا روشن باب ہے۔

میری ذاتی اور دلی خواہش ہے کہ اسلامی انقلاب برپا کرنے والے نوجوانوں' کارکنوں اور مخلصین کو یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ ہر لحاظ سے نافع ہو گی۔

عبدالقیوم حقانی

سرپرست اعلی جامع ابوھریرہ

خالق آباد' نوشہرہ صوبہ سرحد

4-8-98

Scanned with CamScanner

وکیل صحابہ "استاذ العلماء پیر طریقت' جانشین حضرت پسروری"
حضرت علامہ مفتی رشید احمد قادری (دامت برکاتھم العالیہ)
شاہی مسجد پسرور

الحمدللہ وحدہ و الصلوہ والسلام علی من لا نبی بعدہ ورسول بعدہ

سیرت نگاری ایک عظیم روایت ہے۔ بالخصوص اسلام میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' آئمہ عظام فقہاء کرام' محدثین زیشان ہوں یا جلیل القدر بزرگان دین اولیاء' کی سیرت و سوانح تاریخ کا وہ حصہ ہیں جو ملت اسلامیہ کے لئے طرہ امتیاز بھی ہے اور سرمایہ افتخار بھی۔ سیرت و سوانح سے صرف ایک زمانہ یا طبقہ کے احوال کو قلمبند کرنا ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ ہر دور میں تربیت و اصلاح اور تہذیب و راہنمائی کا عظیم ذریعہ بھی ہیں۔ اکابر اولیاء کرام' مجاہدین عظام کے مجموعہ ہائے سیرت و سوانح سے ان کے مجاہدانہ کارناموں' حق کے لئے بے مثال قربانیوں کے تذکروں سے مجاہدانہ جذبات کو جلا اور قوت ایمانی کو مزید تقویت ملتی ہے۔ علماء حق کا شاندار ماضی' علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے' کاروان عزیمت "سیرت سید احمد شہید" سیرت شاہ ولی اللہ' حیات مجدد الف ثانی' حیات امیر شریعت' نقش حیات اور مرد مومن' ہمارے اس عہد کے وہ مجموعہ ہائے سوانح ہیں جن کو پڑھنے سے نہ صرف قلب و روح منور ہوتا ہے بلکہ ایسی قوت ایمانی حاصل ہوتی ہے کہ انسان کٹھن سے کٹھن اور مشکل سے مشکل ترین حالات میں بھی مایوسی اور عزلت میں پڑنے کی بجائے حق کے لیے مسلسل بڑھتے ہی جانا اپنا عزم اور حق کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔

زیر نظر کتاب "حیات اعظم طارق" بھی ایسا ہی ایک سوانحی خاکہ ہے جو بظاہر ایک نام سے معنون ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک داستان حریت ہے جو قربانیوں سے معمور زرین باب پر مشتمل ایک مختصر عہد کی تاریخ ہے۔ یہ ایک جماعت کی تاریخ ہے' سپاہ صحابہ کی

Scanned with CamScanner

سوانح ہے۔

سپاہ صحابہؓ کفر و رفض کے مقابلہ میں ملت کے حصار کا نام ہے۔

سپاہ صحابہؓ اس حقیقت کی علمبردار ہے کہ الاسلام یعلو ولا یعلی

سپاہ صحابہؓ نے اپنے خون سے یہ عنوان رقم کیا کہ

اسلام زمانہ میں دبنے کو نہیں آیا
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

سپاہ صحابہؓ نے ناموس صحابہ کے تحفظ کی خاطر اپنی جانوں کا بلا تعداد نذرانہ تو پیش کیا لیکن تا ابد یہ ثابت کر دیا کہ

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسر میداں مگر جھکی تو نہیں

سپاہ صحابہ نے دنیا کفر و ضلالت و اعدا دین و اعداء صحابہؓ سے برملا کہا۔

ادھر آ ستم گر ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

اور پھر بالآخر نصرت الٰہی سے انتم الاعلون کے فیصلہ ازلی کے تحت نہ صرف باطل کے عزائم کو خاک میں ملا دیا بلکہ اسے اپنے بلوں اور جھاڑیوں میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

مولانا اعظم طارق کا سپاہ صحابہؓ سے تعلق ایسے ہی ہے جیسے پھول کا خوشبو سے اور سورج کا کرنوں سے۔

سپاہ صحابہؓ جن ولولوں کا نام ہے مولانا اس کی گرج ہیں۔

سپاہ صحابہؓ جس حق کا نام ہے مولانا اس کی سیسہ پلائی دیوار ہیں اور سپاہ صحابہؓ جن قربانیوں کا نام ہے مولانا اس کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔

مولانا اعظم طارق ان مردان حق آگاہ و حق نواز سے ہیں۔ وہ ایک ہی وقت میں مجسمہ عمل بھی ہیں اور مرد مجاہد بھی۔ رزم گاہ میں ہوں تو کفر لرزہ براندام۔ جیل میں ہوں تو

Scanned with CamScanner

شب و روز مصحف بدست۔

روزانہ مکمل قرآن کریم ختم۔ اس طرح وہ بحمداللہ

در کف جام شریعت درکف سندان عشق
ہر ہوسنا کے نداند جام و سندان باختن

کے مظہر ہیں بلکہ وہ جیل میں بھی اپنی شعلہ بیانی سے کفر کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اور تمامتر نامساعد احوال کے باوجود وہ اپنے مشن پر قائم و دائم و رواں دواں۔

اک طرفہ تماشہ ہے حسرت کی طبیعت بھی
ہے کہتے سخن جاری اور چکی کی مشقت بھی

اور بلاشک و شبہ

ہوا گو تند و تیز ہے لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش حق نے جسے دیئے ہوں انداز خسروانہ

"حیات اعظم طارق" اس مرد درویش کی زندگی کا مختصر بیان ہے ناموس صحابہؓ کے تحفظ کی خاطر پیش آمدہ مصائب و شدائد کا سادہ لفظوں میں مختصر تذکرہ ہے اور ان کی مجاہدانہ زندگی کے بعض ایسے مخفی گوشوں کا اظہار ہے جو آج تک بوجوہ سامنے نہ لائے جا سکے۔ اس لئے یہ مجموعہ جہاں دلگداز ہے وہاں دلچسپ اور دل نواز بھی ہے۔

میرے عزیزان باتمیز حافظ بابر اقبال و حافظ ندیم قاسمی جو مولانا کی گرانقدر تقاریر پر مشتمل دو کتب دور جرنیلوں کی تقریریں اور مولانا اعظم طارق کی اسمبلی کی تقاریر' پہلے شائع کر چکے ہیں نے اسے مرتب کر کے نہ صرف سوانح میں ایک خوبصورت اضافہ کیا ہے بلکہ سپاہ صحابہؓ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

اس پر وہ نہایت مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اللہ ان کی مساعی کو قبول فرمائیں۔

رشید احمد قادری عفی عنہ

Scanned with CamScanner

Muhammad Abdullah
Chairman
Markazi Rooet-e-Hilal Committee
Government of Pakistan.
Khateeb, Markazi Jamia Masjid Islamabad.
Tel: 815313, 814313

محمد عبداللہ
چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی حکومت پاکستان
خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد
فون: 815313, 814313

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیزم مجاہد مولانا حمد انعام طارق سلمہ اللہ وحفظہ اللہ جو اس وقت انگلش جیل میں سنت یوسفی کے مطابق ناکردہ گناہوں کی سزا پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسانیاں

عزیزم مولانا موصوف میرے بڑے لڑکے مولانا عبدالعزیز سلمہ اللہ کے دورہ حدیث شریف کے ساتھی ہیں۔ موصوف کو اللہ پاک نے بے پناہ خصوصیات سے نوازا ہے خصوصاً بے پاک نڈر مجاہدانہ صفات کیساتھ ساتھ تواضع انکساری اور خوف خدا اور عبادت الٰہی جیسی پیاری صفات بھی ان میں ہیں الحمدللہ

موصوف کے حیات پر کتاب کا مسودہ سرسری طور پر دیکھا جو پسند آیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک موصوف کی خدمات جلیلہ وعظیمہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے اور انکو ہر شر سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

فقط محمد عبداللہ

۲۱ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ
۱۶ اگست ۱۹۹۸ء
بروقت نماز عصر

Mohtamim JAMIA-TUL-ULOOM-AL-ISLAMIA
AL-FARIDIA, Islamabad.
Member Majlis-e-Shura & Aalami, Majlis-e-Tahaffuz-e-Khatm-e-Nuboowat, Islamabad Pakistan.
Member Majlis Aamala Wafaq-ul-Madaarisul Arabia Pakistan.
Member Markazi Committee AUQAF, Islamabad.

1 مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ الفریدیہ اسلام آباد
2 ممبر مجلس شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد
3 ممبر مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
4 ممبر مساجد کمیٹی اوقاف اسلام آباد

Scanned with CamScanner

عظیم اسلامی سکالر حضرت علامہ زاہد الراشدی مدظلہ العالی

چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم لندن

نحمدہ وتعالی ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

مولانا محمد اعظم طارق آج کے نوجوان علماء میں اس لحاظ سے ممتاز حیثیت کے حامل ہیں کہ انہوں نے مولانا حق نواز شہید" کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ناموس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تحفظ کا پرچم سربلند کر رکھا ہے اور اس راہ میں عزیمت اور استقامت کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان پر قاتلانہ حملے ہوئے اور قید و بند کی مسلسل صعوبتیں پیہم ان کے تعاقب میں ہیں مگر اس کے باوجود وہ اپنے مشن پر ثابت قدمی کے ساتھ گامزن ہیں اور اس میں کسی قسم کی لچک کے روادار نہیں ہیں۔

ان کی کسی رائے یا جدوجہد کے طریق کار سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ان کا خلوص اور قربانی شک و شبہ سے بالاتر ہے اور اسی وجہ سے وہ ناموس صحابہ" کے تحفظ کی جدوجہد میں قافلہ سالار کے طور پر پہچانے جاتے ہیں۔ مولانا موصوف نے اسمبلی کے اندر اور باہر جس طرح اپنے موقف کو واشگاف اور بے باک انداز میں پیش کیا ہے اس سے ان کی جدوجہد اور موقف میں نئی جان پیدا ہوئی ہے اور عام آدمی کو سپاہ صحابہ" کا مقصد اور پروگرام کو سمجھنے میں مدد ملی ہے۔

حافظ محمد ندیم قاسمی اور حافظ بابر اقبال صاحب نے مولانا موصوف کے حالات زندگی اور جدوجہد کے مختلف مراحل کو اس مجموعہ میں مرتب انداز سے پیش کیا ہے جس سے ان کے ساتھ ان کے قافلہ کا تعارف بھی ہو جاتا ہے۔ دعاگو ہوں کہ اللہ رب العزت مولانا محمد اعظم طارق کو ابتلاء و آزمائش کے ہر مرحلہ میں سرخرو کریں اور ان کے ان دو عقیدت مندوں کی اس محنت کو قبولیت و مقبولیت سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین

ابو عمار زاہد الراشدی خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

Scanned with CamScanner

مجاہد اسلام حضرت مولانا عبداللطیف مسعود دامت برکاتہم العالیہ

خطیب جامع مسجد خضریٰ ڈسکہ

اعوذ باللہ من الشیطن لارجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم فلاذ بن ھا جروا واخرجوا من دیارھم واوذو فی سبیلی وقاتلو وقتلوا لاکفرن عنھم سیاتھم ولا ادخلنھم جنہ تجری من تحتھم الانھر صوابا من عنداللہ واللہ عندہ' حسن الصواب ۔ (آل عمران آیت ۱۹۹)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشد البلاء الانبیاء ثم الامثل فلامثل اوکما قال علیہ السلام

دنیا میں گروہ انبیاء قیام حق کے لیے مبعوث ہوا (یا کیا گیا) جس کے رد عمل میں انہیں ہر قسم کی جسمانی اور ذہنی اذیت سے دوچار ہونا پڑا سب سے بڑھ کر سرتاج انبیاء خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم بقول خود اس اذیت و تکلیف سے دوچار ہوئے انبیاء کے بعد اصحاب محمدؐ ان تکالیف سے دوچار ہوئے چنانچہ قرآن مجید نے سابقہ امتوں کی تکلیف اور اصحاب پیغمبرؐ کا موازنہ فرمایا کہ پہلوں کے لیے صرف زلزلو فرمایا لیکن اصحاب محمدؐ کے لئے وزلزلوا زلزالا شدیدا فرمایا دونوں میں فرق نمایاں ہے پھر اصحاب خاتم الانبیاء کی شان سابق امتوں سے یوں بھی نمایاں ہے کہ ان حق پرستوں کو صرف مخالفین انبیاء نے ہی ستایا مگر اصحاب پیغمبرؐ کے ستانے والے کفار و مخالفین بھی تھے اور نام نہاد امت کہلانے والے بھی تھے۔ جو آج تک بلکہ قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے کیونکہ کسی نبی کی تعلیمات اور مشن یا اس کی کتاب و فرامین ہوتے ہیں یا اس کے اصحاب اور ابتدائی پیروکار ہوتے ہیں دشمنان پیغمبر کی منصوبہ بندی نبی کے مشن کو ختم کرنا ہوتا ہے اس کے لیے یا تو اس کی کتاب و تعلیمات کو بے نشان کر دیا جائے یا ابتدائی پیروکاروں کو نابود کر دیا جائے جیسے کہ سینٹ پال نے مسیح کے حواریوں کا کردار بے نشان کر کے ان کی انجیل کو بھی بے

Scanned with CamScanner

نشان کر دیا اور خود مسیح کے حوالے سے خود ساختہ تعلیمات اختراع کر کے آپ کی گدی پر براجمان ہو گیا۔ یہی حساب دشمنان دین نے خاتم الانبیاء صلعم کے دین و تعلیم کے متعلق کرنا چاہا جس کی ابتدا عبداللہ بن ابی نے کی بعد میں عبداللہ بن سباء یمنی یہودی نے جدید عقائد و نظریات اختراع کر کے اور پھیلا کر یہ شیطانی کھیل کھیلنا چاہا چنانچہ رافضی دینی لٹریچر میں اس کی نمایاں آثار و نشانات ملتے ہیں ظالموں نے یہی دونوں کام کئے قرآن مجید کو بھی محرف کہا اور اصحاب محمد کو بھی دین سے بے تعلق قرار دیا مگر چونکہ دین حق قیامت تک باقی رہنا تھا لہٰذا اللہ پاک نے حفاظت قرآن کا ذمہ خود لے لیا اور قرآن مجید جو کہ صحابہ کے مقام و شان کا خود وکیل و محافظ ہے اس لئے ان دونوں چیزوں میں رخنہ اندازی نہ کر سکے حتی کہ اہل حق نے الصحابہ کل عدول کا ضابطہ بنا کر عقائد کی کتابوں میں داخل کر دیا اس طرح مخالفین کی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا لہٰذا جو شخص قرآن مانے گا صحابہ کی عظمت کا ضرور قائل ہو گا مگر شیعہ نے عداوت صحابہ میں ذکر صحت قرآن کا بھی انکار کر دیا حالانکہ ان ہستیوں کو رب کریم نے امکانی حد تک ہر کمال و اعزاز سے نوازا فرمایا اولئک ہم الصادقون المفلحون۔ الراشدون' المتقون الفائزون۔ اولئک ھم المومنون حقا وغیرہ ہر ایوارڈ سے بڑی فیاضی سے نوازا کتب سابقہ (توراۃ' زبور' انجیل وغیرہ) ہر ایک نے ان کو مقدس و قدسی کے لقب سے نوازا۔ قرآن نے ان کو معہ' اور لسان نبوت نے ان کو اصحابی سے نوازا قرآن پاک نے ان کو معیت کے وصف سے ایمان لانے سے دخول جنہ تک متصف فرمایا لکن الرسول والذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم و انفسھم اولئک لھم الخیرات واولیک ھم المفلحون (توبہ ۸۸) اور فرمایا یوم لا یخذی اللہ النبی والذین امنوا معہ نوروھم یسعی بین ایدھیم وبایمانھم (تحریم آیت ۸) درمیان میں ہر اک موقع پر مثلاً نماز' روزہ' جہاد' سفر و حضر' غناء و تنگ دستی وغیرہ میں ان کی معیت بیان فرمائی الغرض یہ حق و باطل

Scanned with CamScanner

کی چپقلش آگے چل پڑی بغض شیعہ مختلف اوقات میں کھل کر سامنے آتا رہا مگر خدا شاہد ہے آج تک رافضیوں کے ذریعے ایک انچ زمین اسلام کے نام پر فتح نہ ہو سکی حتی کہ یہ لوگ جن کو امام اول یعنی (حضرت علی ؓ) کہتے ہیں ان کے حواری بن کر اول تو مرکز اسلام سے ان کو نکالا (مدینہ سے) اس کے بعد ان کو خدمت اسلام کا رتی بھر موقع نہ دیا تا آنکہ ان کو شہید کر ڈالا بعد ازاں مختلف اوقات میں یہ آویزش ظہور پذیر ہوتی رہی فریقین کی کتب و احادیث و فقہ تفسیر و کلام بھی مرتب ہو لیکن جن میں سب اسلام متوازی صورت میں ظاہر کیا جاتا ہے لیکن امت کی کئی مصلحتیں کھل کر محاذ آرائی میں رکاوٹ کا باعث بنتی رہیں تمام اہل اسلام ان کے بارے میں گومگوں کی کیفیت میں رہے تا آنکہ امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی ؒ نے شیعت کو تقریباً برہنہ کر دیا مسئلہ عملاً پھر بھی اتنا واضح نہ ہوا حتی کہ چند سال پیشتر امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی ؒ تمام مصلحتوں کو بر طرف کر کے حق و باطل کو بالکل آشکارا کر دیا جس کے نتیجہ میں ان کو شہید کر دیا۔ ازاں بعد ایثار القاسمی شہید ضیاء الرحمن فاروقی شہید اپنے اپنے وقت پر اس راہ میں جسم و جان کا نذرانہ پیش کرتے رہے حتی کہ اس قافلہ حق و صداقت کا ایک کوہ گراں دنیائے رافضیت کی نیند حرام کرنے والا ایک مرد مومن مولانا اعظم طارق جو کہ مدت سے ظلم و ستم کا سامنا نہایت استقامت سے کر رہے ہیں اسمبلی یا باہر کسی موقع پر ہمت نہ ہاری اور پورے عزم و استقامت سے اپنے مشن و موقف پر مردانہ وار ڈٹے ہوئے ہیں اللہ کریم ان کو مزید سے مزید استقامت نصیب فرمائے۔ اور ان کو دامن صحابہ ؓ سے وابستہ رکھ کر آخرت میں وکالت صحابہ ؓ کا تمغہ عطا فرما کر سرخرو فرمائے۔

زیر نظر کتاب جو کہ قاری محمد ندیم قاسمی اور حافظ بابر اقبال نے مولانا کی مکمل تاریخ استقامت و عزیمت کو مرتب کر کے اہل اسلام کے سامنے مولانا کے ذات و کردار کو متعارف کرایا ہے اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور کتاب ہذا کو مفید و نافع بنائے اور ہم سب کو اس قافلہ برحق کے ہمنوا ہم قدم بنائے اور روز حشر اللہ کریم ہمیں بھی انکے

Scanned with CamScanner

قدموں میں مذکور فرمائے آمین ثم آمین۔

فاطر السموات والارض انتا ولینا فی الدنیا والاخرہ توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین۔

عبداللطیف مسعود

پہلا باب

☆ ـــــ خاندانی پس منظر

☆ ـــــ ولادت باسعادت

☆ ـــــ بچپن

☆ ـــــ تعلیم

☆ ـــــ چنیوٹ دوران تعلیم کے واقعات

☆ ـــــ ابتدائی زندگی کا آغاز

☆ ـــــ شادی و اولاد

☆ ـــــ عالم شباب

☆ ـــــ دوست احباب

☆ ـــــ تحریک نوجوانان اہلسنت کا قیام

Scanned with CamScanner

خاندانی پس منظر

حسب نسب

وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ○ (القرآن)

اور خاندان جان پہچان کے لئے ہیں بے شک تم میں سے باعزت وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (الحدیث)

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔

نسب

مولانا محمد اعظم طارق بن فتح محمد بن عبد اللہ خاں بن ابراہیم خاں بن مہندی خاں بن حسین خاں

قدیم خاندانی پس منظر

مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ کے آباؤ اجداد نسل در نسل کئی پشتوں سے مسلمان ہیں مولانا کے آباؤ اجداد ہندوستان میں آباد تھے ان کی تاریخ کئی سو سال پرانی ہے۔

مولانا ذات یا برادری کے لحاظ سے راجپوت ہیں۔ راجپوتوں کی ایک شاخ (Subcaste) "منج" سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے "منج راجپوت" کہلاتے ہیں۔

خاندانی پس منظر اور اس خاندان کی رہائش کے متعلق تقریباً پاک و ہند کے مختلف علاقے زیر بحث آتے ہیں۔ جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

راجپوتوں کا اصل علاقہ متحدہ ہندوستان میں "راجپوتانہ" کہلاتا تھا کیونکہ اس علاقہ میں آباد لوگ اپنے آپ کو راجپوت کہلاتے تھے یہ لوگ ذات کے اعتبار سے تو راجپوت تھے

Scanned with CamScanner

لیکن مذہب کے لحاظ سے ہندو تھے۔

رانا سانگا سے ظہیر الدین بابر کی جنگ

مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر نے جب پہلی بار ہندوستان پر حملہ کیا تو اس ریاست یعنی "راجپوتانہ" جو ہندوستان کی واحد خود مختار ریاست تھی نے بھرپور انداز میں بابر کا مقابلہ کیا اور اس کو فتح کرنا کافی مشکل ہو گیا تھا۔ اس ریاست کا راجپوت راجہ "رانا سانگا" تھا جو کہ ہندو تھا۔

رانا سانگا بابر کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا اور اس کے بعد بابر "راجپوتانہ" میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ رانا سانگا کی اولاد کو سزا و عتاب کے طور پر اس علاقہ سے نکال دیا گیا یہاں پر قتل ہونے والا "رانا سانگا" (منج) تھا لیکن مذہباً ہندو تھا۔ اس کی اولاد مختلف ریاستوں سے ہوتے ہوئے گجرات کاٹھوال کے علاقوں میں پہنچی۔

اس وقت تک ان تمام علاقوں میں اسلام کا بول بالا ہو چکا تھا اور تمام اطراف کے لوگ اسلام کی طرز زندگی اور مساوات کو دیکھ کر دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہے تھے وہاں پر کچھ منج راجپوت بھی مسلمان ہو گئے لیکن ابھی ان میں ذات پات کا رواج پایا جاتا تھا اور وہ کسی دوسری برادری سے رشتہ داری کے قائل نہ تھے اکبر بادشاہ کے دور میں جب اکبر نے خود ساختہ دین جو "دین الٰہی" کے نام سے معروف کیا جس میں اس نے مختلف ذاتوں اور برادریوں کی لڑکیوں سے نکاح کیا تا کہ تمام لوگ اس کی بات کو تسلیم کریں اسی سلسلہ میں اس نے منج راجپوتوں سے بھی لڑکی کا رشتہ مانگا تھا۔ لیکن منج راجپوتوں نے انکار کر دیا۔ اور اس کو اپنی غیرت کا مسئلہ سمجھ کر مرمٹنے کا عزم کیا اسی وجہ سے اکبر بادشاہ نے ان کو کاٹھوال سے نکلنے پر مجبور کر دیا وہاں سے پھر وہ مشرقی پنجاب میں آکر آباد ہو گئے۔

حسین خاں کا والد پہلا منج راجپوت تھا جو پنجاب میں آکر آباد ہوا تھا۔ حسین خاں نے ضلع لدھیانہ کے نواح میں ایک جگہ کو آباد کیا جو قصبہ کی شکل اختیار کر گئی اس قصبہ کا نام "کلیان" ہے۔ دوسرا تاریخی حوالہ یہ ہے کہ اس علاقہ میں ایک قوم آباد تھی جس کو کلیان

Scanned with CamScanner

کہتے تھے ویسے بھی اس وقت کی زبان کے مطابق کلیان کا معنی ٹھنڈا چشمہ بنتا ہے وہاں کی زمین صحرائی تھی اور یہ بے آباد علاقہ تھا۔

اکبر بادشاہ کے ساتھ لڑ کر آنے والے راجپوت بھی اسی علاقہ میں آباد ہو گئے کیونکہ یہ لوگ زراعت پیشہ تھے انہوں نے اس علاقہ کو آباد کیا اور وہاں اپنا مسکن بنایا اسی علاقہ میں ان کی نسل پھیلی اور وہ وہاں مضبوط ہوتے گئے حتی کہ ان کی جنگ جوئی اور آزادی کی دلیل یہ ہے کہ اس علاقے میں کبھی بھی کسی غیر ملکی نے ڈائرکٹ (Direct) کوئی حکومت قائم نہیں کی اور نہ کر سکا بلکہ ہمیشہ وہاں کے مقامی "راجپوت" راجاؤں کے ذریعے اپنی حکومت قائم رکھی۔

حسین خاں کا ایک بیٹا مہندی خاں تھا جس کا ایک فرزند براہیم خاں تھا جو کہ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ کا پردادا لگتا ہے۔

پردادا کے حالات

مولانا کے پردادا براہیم خاں ایک زمیندار گھرانے کے بیٹے تھے اور والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ بچپن میں والد وفات پا گئے اپنے ننھیال کے ہاں پرورش پائی انتہائی خوبصورت نوجوان تھے۔ بارہ سال کی عمر میں دوبارہ ننھیال سے باپ کے گھر آئے۔ اس زمانہ میں زیادہ مذہبی معلومات نہ تھیں۔ بہت ہی سادہ مزاج آدمی تھے۔ یہاں ان کی شادی ہوئی تو بیوی زیادہ خوبصورت نہیں تھی۔ لیکن عورتوں کی باتیں سنیں کہہ رہی تھیں کہ یہ لڑکا اس لڑکی کے ساتھ نبھا نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ لڑکا خوبصورت ہے اور لڑکی نہ زیادہ خوبصورت ہے نہ زیادہ سمجھ دار۔

بس اسی بات پر کہ میں نے نبھا کرنا ہے کبھی بھی گھر والوں کو کچھ نہیں کہتے تھے۔ حتی کہ بڑے سے بڑا نقصان بھی ہو جاتا تو اف تک نہ کہتے تھے ان کی برداشت کی ایک مثال یہ ہے کہ ان کی بیوی چولہے سے جو راکھ نکالتی تھی وہیں ڈھیر لگاتی رہتی تھی اور دور نہ ہٹاتی تھی ایک دن گھر میں سانپ نکل آیا۔ جب اس کو مارنے لگے تو وہ اسی راکھ میں

Scanned with CamScanner

چھپ گیا۔ سب گھر والے ناراض ہوئے کہ اگر راکھ روزانہ اٹھاتے تو سانپ چھپ نہ سکتا تو ابراہیم خاں نے بڑے تحمل و سکون سے جواب دیتے ہوئے کہا کہ کوئی بات نہیں اگر سانپ بچ گیا ہے۔ تو اس کی آنکھوں میں راکھ تو پڑ ہی گئی ہو گی اور گھر والی کو کچھ بھی نہیں کہا حتی کہ ناراضگی کا اظہار تک نہ کیا۔

انتہائی سادگی اور بردباری سے زندگی گزاری اللہ تعالیٰ نے ان کو تین بیٹے عنایت فرمائے جن کے نام رنگے خاں' عبد اللہ خاں' اور جھنڈے خاں تھے' یہ تینوں بھائی انتہائی سادہ مزاج اور زمیندار قسم کے لوگ تھے۔ سادگی کے ساتھ نماز' روزہ وغیرہ کی بھی پابندی کیا کرتے تھے اور تینوں بھائی باریش تھے ان میں بڑا بھائی بے اولاد تھا اور سب سے چھوٹے کی ایک لڑکی تھی۔

دادا کے حالات

مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ کے دادا کا نام عبد اللہ خاں تھا۔ جو نہایت شریف النفس اور سادہ لوح مسلمان تھے۔ اس زمانے میں جب لوگ بہت کم علم رکھتے تھے وہ دم وغیرہ کیا کرتے تھے اور صوم و صلو کے بھی پابند تھے۔ پیشہ کے اعتبار سے زمیندار تھے۔ اور تقریباً ڈیڑھ مربع رقبہ کے مالک متوسط درجے کی زمینداروں میں سمجھے جاتے تھے ان کی شادی ایک گاؤں "رجیڑہ" میں ہوئی تھی۔ چالیس سال کی عمر میں کسی جادو وغیرہ کی وجہ سے بہت زیادہ بیمار ہو گئے تھے اور یہی مرض جان لیوا ثابت ہوا۔ ان کی اولاد میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں بڑے بیٹے کا نام عطاء اللہ رکھا اور دوسرے کا نام فتح محمد رکھا۔ عبد اللہ انتہائی خدا ترس اور بردبار انسان تھے۔ مذہب کے ساتھ انتہائی لگاؤ تھا۔ ہمیشہ کھانا کھانے سے پہلے کھانے کا کچھ حصہ غریب تک پہنچاتے تھے۔ چھوٹے بیٹے فتح محمد کی عمر ابھی پانچ ہی سال تھی کہ اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔

Scanned with CamScanner

قبل از تقسیم ہندوستان کے حالات

ہندوستان کی تقسیم سے پہلے مولانا کے باپ دادا کا گاؤں "کلیان" تھا۔ کلیان ایک کافی بڑا گاؤں تھا جو تحصیل جگرانواں میں واقع تھا یہ گاؤں ریاست "نابہ" اور ضلع "لدھیانہ" میں واقع ہے۔

کلیان

اس گاؤں کی کافی آبادی تھی جن میں تقریباً ایک حصہ مسلمانوں کا اور دو حصے ہندوؤں اور سکھوں کے تھے ان علاقوں میں دیہاتوں کو محلوں یا پتیوں کے حوالے سے تقسیم کیا جاتا تھا یہاں مسلمان کی دو پتیاں تھیں۔ ایک راجپوت اور سیدوں کی۔ دوسری جٹ مسلمانوں اور دیگر کئی قوموں کی۔

باقی گاؤں میں ہندو اور سکھ آباد تھے لیکن وہ مسلمانوں کے ساتھ انتہائی اچھے سلوک سے رہا کرتے تھے۔ اور آپس میں بہت زیادہ پیار و محبت سے رہتے تھے۔ وہاں کے غیر مسلم مسلمانوں کے مذہبی تہواروں میں بھرپور انداز میں شرکت کرتے تھے اور کبھی بھی وہاں مذہبی بنیادوں پر کوئی ناخوشگوار واقع پیش نہیں آیا تھا۔ بلکہ وہاں کے ہندو بچے بھی مسجد میں آتے تھے اور ابتدائی دینی تعلیم یعنی قاعدہ وغیرہ پڑھتے تھے۔

معاشی لحاظ سے وہاں کے لوگ زمیندار تھے اور بہت کم لوگ کسی دوسرے پیشوں سے وابستہ تھے زراعت سے متعلق مختلف لوگ کام کرتے تھے یعنی لوہار، ترکھان وغیرہ۔

چونکہ اس علاقہ میں ہندو اکثریت تھی اس لئے وہاں گائے کا گوشت کرنے کی اجازت نہ تھی اس لئے کسی قریبی علاقہ سے گوشت لاتے تھے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہوتی تھی بہرحال گاؤں کا ماحول انتہائی سادہ اور لوگوں کے آپس میں تعلقات انتہائی خوشگوار تھے۔

مولانا کے والد اور تایا کے حالات زندگی

مولانا کے تایا عطاء اللہ انیس بیس سال کے تھے کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا جب کہ

Scanned with CamScanner

دو چچا پہلے فوت ہو چکے تھے عطاء اللہ نے اپنی زمینوں کا نظام ہاتھ میں لیا اور چھوٹے بھائی فتح محمد کی پرورش پر خاص توجہ شروع کر دی۔ اس گاؤں میں اکثریت کے ساتھ دوسرے خاندان آباد تھے تو عطاء اللہ کو ان کے مقابلہ میں اپنے اکیلے پن کا احساس ہوتا اس کمی کو دور کرنے کے لئے چھوٹے بھائی کی غذا پر خاص توجہ دیتے کہ جلد جوان ہو کر میرا سہارا بنے عطاء اللہ کو مذہب سے والہانہ لگاؤ تھا فرصت کا اکثر وقت مسجد میں گزارتے تھے۔ ہر قسم کے جھگڑے سے پرہیز کرتے تھے جب کوئی عالم دین گاؤں آتا تو اسے اپنا مہمان بناتے تھے اور گھنٹوں مسائل دریافت کرتے رہتے تھے دن گذرتے گئے کہ چھوٹا بھائی فتح محمد جوان ہو گیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک مثالی جوانی اور طاقت عطا فرمائی تھی گاؤں میں اکثر زور آزمائی کے مظاہرے ہوتے رہتے تھے مگر عطاء اللہ اپنے چھوٹے بھائی کو سختی سے منع کرتے کہ ان میں حصہ نہ لیں۔

ایک دن فتح محمد نے اپنے بڑے بھائی سے چھپ کر وزن اٹھانے کے مقابلے میں حصہ لیا اور سب سے بڑھ گئے جس سے پورے گاؤں اور علاقے میں شہرت ہو گئی اس علاقے میں گندم کی کٹائی کے موقع پر اکثر لوگوں میں کٹائی کرنے کا مقابلہ ہوتا کہ کون تھوڑے وقت میں زیادہ کٹائی کرتا ہے۔ فتح محمد کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس فن میں بھی خاص مہارت بخشی تھی۔ بعض اوقات ان کے ننھیال کے گاؤں میں انہیں خصوصی طور پر بلایا جاتا تھا اپنے ماموں اور خالہ کے بیٹوں کے ہاں جاتے جو دوسرے گاؤں میں رہتے تھے جس کا نام "دلیچ" تھا۔ وہاں کے لوگوں کو بھی گندم کی کٹائی میں پیچھے چھوڑ جاتے تھے۔ ان سب باتوں کے باوجود اپنے بڑے بھائی عطاء اللہ کی نیک تربیت کی وجہ سے پانچ وقت کے نمازی اور دین سے محبت رکھتے تھے خود بیان کرتے تھے کہ جب کوئی عالم دین ہمارے گاؤں میں آتا خصوصاً جمعہ کے دن تو بہت خوشی ہوتی تھی کہ جمعہ پڑھیں گے اور مسائل سنیں گے کہتے تھے کہ ایک مرتبہ میں جمعہ کے دن کنویں پر غسل کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک مولانا صاحب گاؤں کی طرف آ رہے ہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ مسائل سنیں گے

Scanned with CamScanner

جب مسجد میں پہنچا تو وہ مولانا صاحب خطبہ پڑھنے کے بعد کہنے لگے کہ میں کوئی عالم تو ہوں نہیں بس کچھ ٹوٹی پھوٹی دین کی باتیں کروں گا۔ مجھے یہ جملہ سن کر صدمہ ہوا کہ میں نے سمجھا تھا کہ عالم دین ہیں مسائل سنیں گے لیکن یہ تو کہتے ہیں کہ میں عالم نہیں ہوں مگر جب انہوں نے وعظ کہنا شروع کیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور درد بھرے لہجے میں بیان کر رہے تھے اس وعظ نے ایسا دل پر اثر کیا اور ایسی ان کی عظمت دل میں آ گئی کہ بیان سے باہر ہے۔

جمعہ سے فارغ ہوئے ان سے تعارف ہوا پتہ چلا کہ مولانا رحمت علی صاحب ہیں لدھیانہ سے آئے ہیں وہاں پر جامعہ قاسمیہ کے مہتمم ہیں مولانا رحمت علی نے ہماری دین کی طرف رغبت اور محبت کو محسوس کیا تو فرمایا کہ گاؤں میں دین کا مدرسہ کھولو ہم نے کہا کہ مدرس کہاں سے آئے گا فرمایا کہ یہ بات مجھ پر چھوڑو۔

مولانا رحمت علی صاحب کے حالات

مولانا موصوف کا لدھیانہ میں جامعہ قاسمیہ کے نام سے مدرسہ تھا اس کے علاوہ قرب و جوار کے کافی سارے گاؤں میں چھوٹے چھوٹے مدرسے قائم کئے ہوئے تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید تھے۔

انتہائی صاحب درد انسان تھے پیدل چل چل کر مدرسوں کی دیکھ بھال کرتے پاکستان بننے پر مولانا ضلع ساہیوال میں آکر رہائش پذیر ہوئے اور جامعہ قاسمیہ کے نام سے مور والا چوک ساہیوال میں مدرسہ قائم کیا جہاں سے بہت سارے حفاظ اور علماء پیدا ہوئے۔ ابھی یہ مدرسہ مولانا کے پوتے مولانا محمد سلمان مدظلہ کے زیر اہتمام خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

مولانا رحمت علی کا علم حاصل کرنا

مولانا رحمت علی لدھیانہ کے ایک گاؤں "تونگہ ہیڑی" میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں کچھ سکول پڑھا قرآن مجید ناظرہ پڑھا۔ علم دین حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ گھر سے خاموشی سے نکل گئے۔ کچھ سالوں کے بعد گھر والوں کو علم ہوا کہ دہلی میں ہیں۔ ان کے بڑے بھائی

Scanned with CamScanner

محمد یوسف جا کر انہیں دہلی سے واپس لائے گھر والوں نے مشورہ سے طے کیا کہ ان کی شادی کر دیں۔ پھر باہر نہیں جائیں گے۔ لہٰذا شادی کر دی گئی۔ مولانا نے اپنی گھر والی کو بتایا مجھے دین کا علم حاصل کرنے کا شوق ہے۔ جو ابھی مکمل نہیں ہوا کچھ سال اور لگیں گے۔ اگر بخوشی میرا انتظار کر سکتی ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ میں تجھے آزاد کر دیتا ہوں۔ اللہ نے انتہائی نیک سیرت بیوی عطا فرمائی تھی اس نے جواباً کہا کہ آپ خوشی سے اپنا شوق پورا کریں میں انتظار کروں گی۔ اپنے جہیز کے سامان میں سے ضروریات کی کچھ اشیاء بھی مولانا کے حوالے کر دیں۔ مختلف مدارس میں علم حاصل کر کے سہارن پور سے مولانا خلیل احمد صاحب کے پاس دورہ حدیث کیا۔ واپس تشریف لائے لدھیانہ شہر میں مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی" کے والد کے مدرسہ میں تدریس شروع کی۔ ان کی وفات کے بعد اپنا مدرسہ بنایا اس کا نام جامعہ قاسمیہ رکھا اور قرب و جوار کے دیہاتوں میں چھوٹے چھوٹے مدرسے قائم کیے۔ مولانا رحمت علی انتہائی نیک صفات کے مالک تھے اور مہمان نوازی میں مشہور تھے۔ ارد گرد کے لوگ اپنی ضرورتوں سے شہر آتے مولانا سے ملتے۔ مولانا کھانا کھلائے بغیر نہ جانے دیتے۔ صبح ہی سالن وافر مقدار میں بنوا کر رکھتے۔ آٹا گوندھا ہوا پڑا ہوتا۔ مہمان کے آنے پر تازہ کھانا کھلایا جاتا۔ ویسے تو مولانا ایک عالم دین اور شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد سہارن پوری" کے شاگرد تھے اس وجہ سے تمام علوم و فنون میں ماہر تھے مگر جغرافے اور علم میراث میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔ وقت کے جید علماء کرام مثلاً مولانا خیر محمد جالندھری " اور علامہ خالد محمود مدظلہ' آپ سے اکثر مسائل میں استفادہ کرتے تھے۔ مدرسہ سے تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ اپنے اخراجات اپنی زمین اور تجارت سے پورے کرتے شریعت کے اصولوں پر سختی سے کاربند تھے۔ پاکستان آنے پر انہیں جو زرعی رقبہ ہندوستان کے رقبہ کے عوض میں الاٹ کیا گیا اس پر ایسے جاگیردار لوگ قابض تھے۔ جن کے پنجاب کی حکومت کے سربراہ سے قریبی مراسم تھے۔ مولانا نے عدالتی کاروائی کا آغاز کیا ان کی بڑی سفارش ہونے کی وجہ سے دادرسی نہ ہوتی تھی۔ جب کمشنر کے پاس پہنچے۔ اس نے کہا کہ مولانا ہم

Scanned with CamScanner

اوپر سے مجبور ہیں آپ اس رقبہ کو چھوڑ دیں اور جہاں نشان دہی کریں ہم آپ کو الاٹ کر دیں گے۔ مولانا نے ایک جملہ فرمایا۔ جس سے ان کی اصول پرستی' خدا خوفی اور آخرت کا استحضار خوب سمجھ میں آتا ہے۔ جملہ یہ تھا کہ کمشنر صاحب اس وقت اس حالت میں میں مظلوم ہو اور یہ جاگیردار ظالم ہیں اگر میں نے کوئی اور زمین الاٹ کروائی تو میں ظالم ہوں گا اور سابقہ مالک مظلوم ہوں گے۔ لہٰذا میں ظالم نہیں بننا چاہتا خواہ مجھے رقبہ ملے یا نہ ملے (مولانا پر تفصیلی کتاب لکھی جا سکتی ہے لیکن اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔)

ہندوستان کے گاؤں کلیان میں مدرسہ کا قیام

مولانا رحمت علی صاحب کے رغبت دلانے پر مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کے والد حاجی فتح محمد صاحب (مرحوم) اور تایا جی عطاء اللہ اور کچھ دینی ذہن رکھنے والے لوگ مدرسہ بنانے پر تیار ہو گئے یہ قریباً 1932ء کی بات ہے۔ اس مدرسہ کا نام "انوار الاسلام" رکھا گیا اور عطاء اللہ صاحب اس کے منتظم بنائے گئے۔

مدرسہ میں درجہ حفظ شروع ہوا جس کے پہلے حافظوں میں حضرت حافظ نذر محمد صاحب تھے جو بعد میں پاکستان آ کر جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے درجہ حفظ کے صدر مدرس بنے اور ان دنوں میں مدرسہ "انوار رحمت" جی ٹی روڈ ساہیوال کے مہتمم ہیں ان کے علاوہ کافی دوسرے دیہاتوں سے آئے ہوئے مہمان طلباء نے بھی اس مدرسہ سے قرآن مجید حفظ کیا۔ مولانا رحمت علی اکثر مدرسہ کی دیکھ بھال کے لئے تشریف لاتے رہتے تھے۔ مدرسہ کا سالانہ جلسہ بڑی شان و شوکت سے ہوا کرتا تھا۔ جس میں مولانا ابراہیم صاحب جگرانواں والے جو پاکستان آ کر میاں چنوں میں رہائش پذیر ہوئے مولانا عبدالجبار صاحب جو حضرت تھانویؒ کے خلفاء میں سے تھے (اور منڈی ابوہڑ کے رہائشی تھے بعد میں ضلع بہاولپور تحصیل ہارون آباد میں آباد ہوئے) مولانا عبدالعزیز صاحب (زراعتی فارم ساہیوال والے) اور ایک مرتبہ یا غالباً دو مرتبہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور مولانا عبداللہ دھرم کوٹی جو پاکستان آ کر ضلع خوشاب کے ایک گاؤں میں آباد

Scanned with CamScanner

ہوئے بھی تشریف لاتے تھے۔

پاکستان، ہجرت اور مدرسہ کا قیام

پاکستان قائم ہوا سب حضرات ہجرت کر کے پاکستان آ گئے مولانا کے تایا جی اور والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم وہاں سے نکلے تو مدرسہ کے حساب و کتاب کے رجسٹر اور چندے کے پیسے ساتھ لیے کہ جہاں بھی آباد ہوں گے دین کا مدرسہ ضرور بنائیں گے۔ پاکستان بننے کے بعد ملتان ڈویژن ضلع ساہیوال تحصیل چیچہ وطنی چک نمبر111/7R فیصل آباد روڈ پر نہر اور دریائے راوی کے درمیان آ کر آباد ہوئے اور ہندوستان والا زرعی رقبہ ہمیں مل گیا۔ گاؤں کی جامع مسجد جو کچی اینٹوں سے بنی تھی اسے خوبصورت نئے سرے سے تعمیر کیا اور ساتھ مدرسہ "انوار الاسلام" کی بنیاد رکھی اور درجہ حفظ کی تعلیم کا اجراء کیا ابتداء میں پرانے باشندوں کی دین سے دوری اور جہالت کی وجہ سے جاہل پیروں کی بری ہدایت کے سبب سے اختلافات کا سامنا کرنا پڑا۔ وہابی گستاخ رسول ؐ، ولیوں کے منکر، اس قسم کے فتوے لگائے گئے۔ مگر ان حضرات نے بغیر کسی سے بحث کرنے کے دین کا کام جاری رکھا نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دن راوی کے علاقہ کے ایک پیر صاحب نے چیچہ وطنی کے مفتی غلام محمد صاحب جو بلاک نمبر12 والی مسجد کے بانی خطیب و امام تھے۔ اور علاقہ میں انہی کا فتوی چلتا تھا۔ کو لکھا کہ یہ جو چک نمبر111/7R میں کچھ نئے مذہب کے لوگ آئے ہیں گستاخ رسول ؐ ہیں ولیوں کو نہیں مانتے ان کے بارے میں کیا فتوی ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے جواب میں لکھا کہ یہ لوگ صحیح اہلسنت والجماعت ہیں نبی کریم ؐ کے سچے عاشق اور ولیوں کا احترام کرنے والے ہیں اس فتوے سے ان لوگوں کے مرض میں کچھ افاقہ ہوا۔ مگر شیطان حق کو پھیلتے پھولتے کب دیکھ سکتا ہے۔ آخر انہوں نے علیحدہ مسجد تعمیر کر لی۔ آپ کے والد صاحب اور تایا جی فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں سب سے زیادہ صدمہ اس دن پہنچا جب کچھ لوگوں نے تقریباً" اپنے آٹھ دس اور بارہ پاروں کے حافظ بچوں کو یہ کہہ کر مدرسہ سے روک لیا کہ پیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ وہابی ہیں ان کے

Scanned with CamScanner

پاس قرآن نہ پڑھو اور وہ تمام بچے پڑھا ہوا بھول گئے اور آگے کچھ بھی نہ پڑھ سکے بہرحال سلسلہ چلتا رہا۔ گالیاں دینے والے گالیاں دیتے رہے۔ جھوٹے مقدمات کرنے والے جھوٹے مقدمات کرتے رہے۔ مگر یہ دونوں حضرات صبر و استقلال کے پہاڑ بن کر دین کے کام میں لگے رہے جس کے ثمرات یہ ہیں کہ اس گاؤں میں جس میں رمضان شریف میں قرآن شریف سنانے کے لئے ایک حافظ موجود نہیں ہوتا تھا آج سینکڑوں کی تعداد میں حفاظ کرام اور تقریباً پندرہ علماء کرام ہیں جن میں مولانا محمد اعظم طارق اور مولانا محمد عالم طارق بھی ہیں۔ اللہ پاک کا نظام ہے کہ جب دین کے سلسلہ میں کسی کو ستایا جاتا ہے تو وہ شکستہ دل کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں خصوصاً رات کے آخری حصہ میں دست بدعا ہوتا ہے تو اس کے ثمرات ایسے خوشگوار اور بلند ہوتے ہیں کہ تاریخ کے صفحات پر نہ مٹنے والے نقوش چھوڑ جاتے ہیں۔

مثلاً سیدنا صدیق اکبرؓ نے دین کے سلسلہ میں نبی کریمؐ کے بعد سب سے زیادہ دکھوں کا سامنا کیا۔ راتوں میں رو رو کر مانگا تو اللہ پاک نے ایسی بہار دکھائی کہ دنیا مثال لانے سے قاصر ہے۔ دیکھیں کیسی خوش بختی حاصل ہوئی کہ چار پشتیں شرف صحابیت سے مشرف ہوئیں۔ آپ صحابیؓ، باپ صحابیؓ، بیٹا صحابیؓ، نواسہ صحابیؓ، آپ صدیقؓ، بیٹی صدیقہؓ آپ خلیفہ اول بیٹی خاتون اول اس کے علاوہ اور بہت ساری خصوصیات ہیں جنہیں یہاں جمع نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ ایسے ہی ان حضرات کی مصیبتوں کی حالت کی دعاؤں کو اللہ پاک نے ایسا قبول فرمایا کہ مولانا اعظم طارق مدظلہ، کی صورت میں ایک بہت قیمتی فرزند حاجی فتح محمد کو عطا کر دیا۔

حاجی فتح محمد صاحب کی شادی اور اولاد

مولانا کے والد محترم کی پہلی شادی ہندوستان میں اپنے چچا کی اکلوتی بیٹی سے ہوئی جس سے ایک بیٹا محمد قاسم پیدا ہوا اور دو سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نکاح حاجی فتح محمد صاحب نے اپنے بڑے بھائی عطاء اللہ خاں کے تیسرے بیٹے حافظ محمد عمر

Scanned with CamScanner

صاحب سے کیا جن کے چار بیٹے ہیں چاروں بیٹے حافظ و عالم دین ہیں (1) مولانا حافظ محمد طاہر (2) مولانا حافظ عبیداللہ (3) مولانا حافظ سعداللہ (4) مولانا حافظ لطف اللہ ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد 1960ء میں آپ کے والد محترم نے بڑے بھائی عطاء اللہ، مولانا رحمت علی صاحب اور دیگر دوسرے لوگوں کے اصرار پر دوسری شادی اولاد کی غرض سے کی جس سے مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ، اور مولانا محمد عالم طارق مدظلہ، اور ایک تیسرے بھائی محمد سالم 1967ء میں پیدا ہوئے اور ایک سال کی عمر میں وفات پائی۔ ایک چھوٹی ہمشیرہ 1973ء میں پیدا ہوئیں جو دو بچوں کی والدہ ہیں۔ جب مولانا اعظم طارق مدظلہ، کی پیدائش ہوئی اس وقت مولانا کے والد کی عمر پینتالیس سال کے لگ بھگ تھی۔

نسب نامہ ننھال

والدہ صفیہ بی بی بنت مولانا عنایت اللہ خاں بن بھبو خاں بن بوڑھے خاں بن مجاہد خاں بن عبداللہ خاں بن غازی خاں بن دریے خاں بن پیر خاں بن شہباز خاں بن رام دے (رحیم بخش) بن مان چند بن داد بنارس داس۔

مولانا کے ننھال

مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ، کے نانا جی مولانا عنایت اللہ خاں احراری راہنما تھے۔ جن کی زندگی کے کئی سال انگریز اور قادیانیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کے جرم میں جیل میں کٹتے رہے۔ مولانا عنایت اللہ صاحب ہندوستان کے ضلع ہوشیار پور تحصیل گڑھ شانکر کے گاؤں "چنام" کے رہائشی تھے راجپوت خاندان کے چشم و چراغ تھے ابتدائی جوانی میں پولیس میں بھرتی ہوئے لدھیانہ میں سروس کے دوران ایک عالم دین کی ترغیب پر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور علم دین پڑھنا شروع کر دیا رائے پور میں حافظ محمد صالح خلیفہ مجاز حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہیں پڑھنا شروع کیا پھر سہارن پور چلے گئے وہاں سے ضروری تعلیم مکمل کی۔ حضرت حافظ محمد صالح صاحبؒ کے حکم پر شادی کی۔ مولانا اعظم طارق مدظلہ، کی نانی صاحبہ بہت نیک سیرت خاتون تھیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت حافظ محمد صالح صاحب" سے پڑھا کرتی تھیں۔ حافظ صاحب کے چھوٹے بیٹے پیر جی عبداللطیف صاحب کو انہوں نے گود کھلایا تھا جس کی وجہ سے حضرت پیر جی ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔

مولانا عنایت اللہ صاحب نے اپنے گاؤں "پنام" میں مدرسہ انوار العلوم کی 1935ء میں بنیاد رکھی۔ جہاں سے دیگر کئی بچے حفاظ پیدا ہوئے اور خود ان کے بھتیجے مولانا محمد زکریا صاحب وہیں سے حافظ ہوئے اور بعد میں مولانا عنایت اللہ کی خواہش پر پہلے رائے پور میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی پھر پاکستان بننے کے بعد دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی اور کراچی میں مدرسہ انوارالعلوم کی بنیاد رکھی 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیئے 1985ء میں کراچی سے سندھ صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور 1988ء میں وفات پائی۔

مولانا عنایت اللہ صاحب کی اولاد

مولانا عنایت اللہ کی نرینہ اولاد بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی فقط دو بیٹیاں بڑی ہوئیں ان میں سے چھوٹی بیٹی کا پاکستان میں آکر قریباً 1960ء میں حاجی فتح محمد کے ساتھ نکاح ہوا۔

مولانا عنایت اللہ صاحب کے حالات اور ان کا خاندان

ابتدائی پولیس مین ہونے کی وجہ سے ان کی طبیعت حاکمانہ تھی جہاں کہیں دین کی مخالفت دیکھتے حکماً منع کرنے اور اس معاملے میں جھگڑے کو جائز سمجھتے تھے۔

ایک جاہل پیر کی اصلاح

رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک جاہل پیر کو دیکھا کہ دن میں مریدوں کے ساتھ حقہ پی رہا ہے۔ پہلے اسے زبانی منع کیا باز نہ آنے پر ہاتھ کی لاٹھی کو استعمال کیا جو اکثر ہاتھ میں رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے مولانا عنایت اللہ صاحب "کھونڈے والے مولوی" مشہور

Scanned with CamScanner

تھے اکیلے ہونے کی وجہ سے خود بھی زخمی ہوئے مگر اس کے باوجود خوشی کا اظہار کیا کہ دین کے غلاف میں زخمی ہوا ہوں۔ کانگرس اور احرار کے معروف لوگوں میں سے تھے۔ اپنی بیٹیوں کو فارسی اور عربی کا علم' اور ترجمہ قرآن پاک خود پڑھایا۔

حاجی فتح محمد صاحب کی دین کے ساتھ محبت

دین کے ساتھ محبت اور رغبت کا یہ عالم تھا کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "جو دین سے ناواقف ہے وہ اندھا ہے" اس جملے نے بچپن کے صاف ذہن پر یہ اثرات مرتب کئے کہ دل میں یہ بات پیدا ہو گئی کہ اگر بینائی یا داہلی ہو گی تو دین سے ہو گی وگرنہ اندھاپن اور نادانی ہو گی۔ اسی طرح حاجی صاحب" کا یہ فرمان کہ "میری سب سے بڑی خواہش اولاد کے بارے میں یہ ہے کہ میں انہیں حافظ و عالم بن کر تقریر کرتا ہوا دیکھوں" گویا دین پڑھ کر دین پھیلانے میں لگ جائیں۔ جیسا کہ ہر باشعور بیٹا کوشش کرتا ہے کہ میں اپنے والدین کی نیک خواہش کو پورا کروں آپ کو بھی یہ جذبہ پیدا ہو گیا کہ ہم دین پڑھ کر دین پڑھانے اور دین پھیلانے میں لگ جائیں۔

حضرت باباجی عطاء اللہ صاحبؒ کے نیک اثرات

مولانا کے تایا جی عطاء اللہ صاحبؒ جو باباجی کے لقب سے مشہور تھے اللہ پاک کے ولیوں میں سے ایک تھے۔ دنیاداری سے مکمل ناطہ توڑا ہوا تھا۔ سفر بالکل نہیں کرتے تھے۔ کسی قریبی یا دور کے رشتہ دار کے ہاں شادی وغیرہ پر بھی نہیں جایا کرتے تھے نفلی عبادت کثرت سے کرتے تھے۔ آخری عمر تک اڑھائی تین سو نفل روزانہ پڑھنے کا معمول تھا۔ تہجد و اشراق' چاشت' اوابین کے علاوہ گھروں میں جا کر بچوں کو قرآن پاک پڑھنے کے لئے مدرسہ میں لانا گھر کے مردوں' عورتوں اور بچوں کو نماز کا حکم کرنا اور جو راستے میں ملے اسے پہلے اسلام علیکم کہنا آنے والے مہمانوں کو خصوصاً تبلیغی جماعت اور علماء کی میزبانی کرنا یہ ان کے معمولات تھے۔ ان کی طبیعت پر رقت بہت طاری ہوا کرتی تھی۔ جب کبھی کوئی واعظ اپنے وعظ میں اللہ رب العزت یا رسول کریمؐ' اصحابؓ رسولؐ کا ذکر کرتا تو

Scanned with CamScanner

محمد ندیم کاکا

سنتے ہی رقت طاری ہو جاتی جب کبھی خود تبلیغ کرتے ہوئے مذکورہ نام لیتے تو رونے لگتے اور کئی کئی منٹ روتے رہتے اور پھر بات شروع کرتے۔

حضرت باباجی عطاء اللہ صاحبؒ کی دین کے ساتھ محبت

دین کے ساتھ اور مدرسہ کے ساتھ ایسی محبت تھی کہ اس بارہ میں کوئی نازیبا بات یا گفتگو برداشت نہ تھی فرمایا کرتے تھے کہ "ہم کمینے لوگ تھے اللہ پاک نے ہمیں دین کی خدمت کے لئے منتخب کر کے ہمیں عزت دی ہے" یہ اس ذات باری تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا مدرسے کی خدمت نہیں چھوڑوں گا۔ اور میرے بعد تم بھی نہ چھوڑنا جب کبھی کوئی نیک شخص مہمان آتا تو آپ دونوں بھتیجوں اور پوتوں کو مہمان کے پاس بٹھا کر روتے ہوئے یہ فرماتے کہ یہ میرے باغ کے چھوٹے چھوٹے پودے ہیں ان کے لئے دعا کریں کہ بڑے ہو کر درخت بنیں اور پھل دیں۔ یہ انہیں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ آج ان کی اولاد میں دو بیٹے حافظ ہیں سات پوتے حافظ ہیں جن میں سے پانچ عالم اور آپ کے دو بھتیجے حافظ و عالم ہیں۔

حضرت باباجی کے نیک خواب

تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے اکثر خوابوں میں بشارتیں ہوتیں رہتی تھیں۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھ سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو اللہ پاک مطلع فرما دیتے ہیں۔ فرماتے تھے کہ مثلاً بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے دو دن نماز تہجد قضا ہو گئی تو مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ "کہا جا رہا تھا کہ چور کون ہے" ایک شخص نے آکر میرا بازو پکڑ لیا کہ یہ چور ہے مجھے یہ سمجھایا گیا کہ تہجد چھوڑنا چوری ہے۔ اسی طرح فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ بازار میں آٹھ آٹھ فٹ گدلا پانی ہے۔ جس میں میں تیر کر خشکی کی طرف جا رہا ہوں میرے پیچھے حاجی صاحب (فتح محمد) اور میرا بڑے سے چھوٹا بیٹا محمد رفیق بھی ہے۔ میں تو اس سے نکل کر خشکی پر ایک مکان میں پہنچ گیا مگر یہ دونوں ابھی ٹخنوں تک پانی میں ہیں اس کی تعبیر یہ ہے کہ مجھے اللہ پاک نے جہالت دکھائی ہے۔ جس میں ہم پھنسے ہوئے

Scanned with CamScanner

تھے اللہ پاک کی مدد سے نکلے اب میں محفوظ مکان میں ہوں یہ دونوں ابھی کچھ جہالت میں کھڑے ہیں۔ اس لیے میری باتوں کو سمجھ نہیں پاتے ایسے ہی حاجی فتح محمد صاحب نے حج کے لیے درخواست دی۔ پہلے بھی درخواست دیا کرتے تھے۔ لیکن قرعہ اندازی میں نام نہ آتا تھا۔ ایک سال درخواست دی قرعہ اندازی سے قبل ہی بابا جی نے حاجی صاحب سے کہا کہ مجھے نبی کریمؐ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا کہ فتح محمد سے کہو کہ دکان چھوڑ دے اور حج کی تیاری کرے جب قرعہ اندازی ہوئی تو نام نکل آیا۔ ایک دن مولانا اعظم طارق مدظلہ' اور مولانا محمد عالم طارق مدظلہ' کو بلا کر فرمایا کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا خواب یہ ہے کہ ایک بلند ستون ہے۔ جو بالکل صاف ہے۔ میں اس کے اوپر چڑھ رہا ہوں۔ چڑھنے میں کافی دقت پیش آئی مگر میں نے ہمت نہیں ہاری۔ اوپر پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ تم دونوں بھائی پہلے ہی وہاں پر موجود ہو میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی ہے کہ جو مقام میں نے بہت محنتوں سے حاصل کیا ہے تمہیں علم کی وجہ سے جلد حاصل ہو جائے گا۔

لیکن میں نے یہ خواب اس لیے بیان کیا ہے کہ تمہیں خبردار کردوں کہ اونچے مقام پر پہنچ کر اس کی حفاظت بھی کرنا ورنہ اوپر سے گرنے والا بہت نقصان اٹھاتا ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے نیک خواب

حاجی فتح محمد صاحبؒ بھی کبھی کبھار (کوئی) نیک خواب دیکھتے تو بزرگوں سے اس کی تعبیر پوچھتے فرماتے تھے کہ میں نے ہندوستان میں اپنی جوانی میں خواب دیکھا کہ نبی اکرمؐ ایک گھر میں تشریف لائے ہیں۔ میں شوق سے زیارت کرنے کے لیے گیا تو آپؐ نے لیٹنے کی حالت میں تمام جسم کو چہرہ سمیت ڈھانپ رکھا تھا باوجود انتہائی خواہش کے میں زیارت نہ کر سکا حتی کہ خواب مکمل ہو گیا۔ جب لدھیانہ سے مولانا رحمت علیؒ تشریف لائے تو میں نے خواب بیان کیا فرمانے لگے کہ نبی کریمؐ نے تمہیں یہ سبق دیا ہے کہ کھیتوں میں کام کرتے ہوئے گھٹنوں اور رانوں کو نہ کھولا کرو کہ یہ ستر ہے حاجی صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس کے بعد سے میں نے جانگیہ یعنی لنگوٹ پہننا چھوڑ دیا اسی طرح فرمایا کہ جب میں

Scanned with CamScanner

پاکستان میں آ کر کریانہ کی دکان کیا کرتا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم ؐ تشریف لائے آپ ؐ کسی گھر میں ہیں۔ میں بھی حاضر ہوا مجھے فرمایا کہ تو مسجد میں جا۔ میں مسجد سے ہو کر پھر حاضر ہوا پھر فرمایا کہ تو مسجد جا خواب مکمل ہو گیا۔ مولانا رحمت علی تشریف لائے میں نے خواب بیان کیا۔ فرمایا کہ نبی کریم ؐ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ تم دکان کی معمولیات میں کبھی کبھار نماز جماعت سے نہیں پڑھتے نماز باجماعت پڑھا کرو۔ ایک مرتبہ قریباً 1989 یا 90 میں فرمایا کہ میں نے ہندوستان ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر اب سمجھ میں آئی ہے۔ خواب یہ تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے گھر کے صحن میں ایک (گیس) بڑا لیمپ روشن ہے۔ جس کی روشنی دور دور تک جاتی ہے۔ اور اس گیس میں کوئی تیل وغیرہ بھی نہیں ڈالنا پڑتا۔ خواب مکمل ہو گیا میں سوچ رہا تھا کہ روشنی کی تعبیر تو علم سے ہوتی ہے۔ اور علم پھیلانے سے ہوتی ہے۔ نہ تو میں عالم ہوں نہ ہی میرے ہاں کوئی بیٹا ہے اب اس خواب کی تعبیر محمد اعظم طارق و محمد عالم طارق مدظلہ' کی شکل میں پوری ہو رہی ہے۔

جرنیل سپاہ صحابہ ؓ کے نیک خواب

مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کو بچپن ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کثرت سے ہوتی تھی اور حضرات صحابہ کرام ؓ بالخصوص خلفاء راشدین ؓ کی زیارت سے وہ بارہا فیض یاب ہوئے۔ اور یہ سلسلہ اب بہت زیادہ ہے۔ پہلے تو وہ اپنے والد صاحب کو سنایا کرتے تھے۔ اب وہ شاید کسی کو نہیں سناتے اور اصرار پر بھی ٹال دیتے ہیں۔ ہاں صرف اتنا بتا دیتے ہیں کہ سپاہ صحابہ ؓ کے مشن کے لئے اخلاص سے کام کرنے والے کو وہ کچھ روحانی طور پر تیزی کے ساتھ نصیب ہو جاتا ہے جو لوگوں کو سالہا سال کی محنت شاقہ سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ مولانا کو اب تک کثرت سے بلندی کی طرف اڑنے کے خواب بہت آتے ہیں۔ ان ہی خوابوں کو سن کر آپ کے والد مرحوم کو مولانا کی ذات سے والہانہ محبت تھی۔ اور وہ ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کاش وہ آج زندہ ہوتے اور اس چمکتے ہوئے آفتاب کو دیکھ پاتے۔

Scanned with CamScanner

ولادت باسعادت

جرنیل سپاہ صحابہ" مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' ۱۰ شوال ۱۳۸۰ھ ہجری بمطابق 28 مارچ 1961ء بروز منگل صبح چک نمبر111/7R تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں حاجی فتح محمد صاحب" کے گھر پیدا ہوئے۔ پورے خاندان میں حاجی صاحب کے ہاں لمبی مدت کے بعد بیٹا پیدا ہونے پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا گیا اور غریبوں میں خیرات تقسیم کی گئی۔ عزیزوں کو ہدیے دیئے گئے اور نام محمد اعظم رکھا گیا۔

چیچہ وطنی کے گاؤں چک نمبر111/7R میں آپ کے چند گھر آباد ہیں۔ اور آپ کے خاندان کی 100 ایکڑ کے لگ بھگ زمین ہے۔ جس میں سے 22 ایکڑ آپ کے والد محترم کے نام تھی۔ جو اس وقت مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' اور مولانا محمد عالم طارق مدظلہ' اور دو بہنوں کے نام تقسیم ہو چکی ہے۔ اگرچہ آپ کے خاندان کو پورے علاقے میں مولوی کہا جاتا ہے کیونکہ ہجرت کے بعد اس گاؤں میں آتے ہی جامع مسجد کی تعمیر اور مدرسہ انوار الاسلام کی داغ بیل ڈالنے کے باعث بچوں کے حفظ قرآن اور ابتدائی دینی تعلیم دینے کے سلسلہ کے باعث علاقہ کے ہزاروں بچے اس مدرسہ کے شاگرد اور سینکڑوں حفاظ کرام اس مدرسہ کے فیض یافتہ ہیں۔ یاد رہے کہ آپ کا خاندان روایتی مولوی نہیں بلکہ درمیانے درجے کا زمیندار ہے۔ اپنے خاندان میں باضابطہ سب سے پہلے عالم دین ہونے کا شرف آپ دونوں بھائیوں کو حاصل ہے۔ پھر باقی رشتہ داروں کو۔

بچپن

آپ کا بچپن مذہبی گھرانے میں پیدا ہونے کے باعث شروع سے ہی مذہبی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ آپ کی والدہ خود بھی دینی تعلیم سے آراستہ تھیں۔ انہوں نے پڑھنا لکھنا سکھایا اور ابتدا" عالم دین بننے اور تعلیم حاصل کر کے دین کی خدمت کا شوق ذہن میں پختہ کر دیا تھا۔ کہ آپ کی اول و آخر خواہش یہی رہی کہ دین پڑھیں گے اور دین پھیلائیں گے۔ صرف آٹھ سال کی عمر میں خط وغیرہ لکھ لیتے تھے خاندان کی بہت سی خواتین اپنے

Scanned with CamScanner

عزیزوں اور 1971ء کی جنگ میں لڑنے والے فوجی سپاہیوں کے نام خطوط آپ سے لکھوایا کرتی تھیں۔ لیکن وہ پنجابی بولتی تھیں اور آپ کو اس کی اردو بنتا ہوتی تھی بعض دفعہ متبادل اردو کا لفظ ذہن میں نہ آتا تو پنجابی ہی میں لکھ دیتے۔

آپ کا گھر کا ماحول دینی اور مذہبی تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ دونوں بھائیوں نے مدرسہ کا رخ کر لیا تھا۔ لیکن آپ کے مدرسہ میں رواج تھا کہ جس بچے کو ان کے والدین مدرسہ میں داخل کراتے تو اس وقت کچھ شرینی وغیرہ بچوں میں تقسیم کی جاتی اور استاد بچے کو بسم اللہ پڑھاتا۔ آپ نے بھی اپنی والدہ محترمہ سے اصرار کیا کہ میرے بھی باضابطہ داخلہ کا اہتمام کیا جائے۔ تو آپ کی والدہ نے آپ کو ایک بڑی پلیٹ شکر کی بھر دی کہ یہ لے جاؤ اور استاد کو کہو کہ یہ بچوں میں تقسیم کر کے باضابطہ داخل کر لیں۔

بچپن میں شوق تقریر

گھر کا ماحول چونکہ مذہبی تھا اس لئے جمعہ کے دن جلد از جلد تیاری کر کے کپڑے پہن کر جمعہ کی پہلی اذان کے ساتھ ہی مسجد میں جانا اور خطیب مسجد کی تقریر سے پہلے تلاوت کرنا معمول تھا۔ ایک مرتبہ جب کہ ابھی اتنی کم عمر تھی کہ بمشکل چھوٹی چھوٹی دو تین سورتیں یاد تھیں جو والدہ نے یاد کرانا شروع کی ہوئی تھیں جب تیار ہو کر مسجد میں پہنچے تو خطیب مسجد مولانا عبدالکریم صاحب (جو اس وقت غلہ منڈی خانیوال کے خطیب ہیں) تقریر شروع کر چکے تھے یہ منظر دیکھتے ہی دل پر اتنا اثر ہوا کہ زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ جب وجہ دریافت کی گئی تو کہنے لگے کہ میں نے تلاوت کرنا تھی..... اب تو تقریر شروع ہو گئی ہے تو خطیب صاحب نے تقریر روک کر اپنی گود میں شفقت سے بٹھاتے ہوئے کہا لو اب تلاوت کر لو چنانچہ سورت اخلاص کی تلاوت کر کے خوش ہو گئے۔ جوں جوں بڑے ہوتے گئے یہی شوق تلاوت کے ساتھ ساتھ نعتوں کے ذریعہ بھی پورا کرنے لگے پھر جب حفظ قرآن کریم درمیان میں چھوڑ کر ابتدائی فارسی کی کتب کے ساتھ تعلیم الاسلام اور بہشتی زیور پڑھنا شروع کیا تو خطیب صاحب سے قبل (مولانا نور محمد) جو کتب

Scanned with CamScanner

کے استاد بھی تھے۔ بہشتی زیور کھول کر لاؤڈ سپیکر پر وضو و غسل اور نماز کے مسائل پڑھ کر سناتے۔ درجہ کتب کی تعلیم چند ماہ ہی حاصل کی تھی کہ والدہ کی طرف سے یہ بات باور کرانے پر دوبارہ حفظ قرآن مجید شروع کر دیا کہ تمہارے چھوٹے بھائی حافظ و عالم بنیں گے تم اکیلے عالم بنو گے۔ لہٰذا حفظ کر لو۔

چنانچہ حفظ قرآن کریم کے بعد دار العلوم ربانیہ میں داخلہ لیا تو وہاں ہر جمعرات کو درس نظامی کے طلبہ کے مابین ہونے والے تقریری مقابلہ میں حصہ لینے کے لیے نام لکھوایا بزم توحید کے انچارج نے تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ہمارے بالکل نئے طالب علم اور درجہ اول کے طالب علم تقریر کرنے والے ہیں لہٰذا اگر وہ اچھی طرح تقریر نہ بھی کر سکیں تو محسوس نہ کیا جائے لیکن توحید کے عنوان پر ایسی شاندار تقریر کی کہ بزم میں شریک طلبہ عش عش کر اٹھے اور اساتذہ نے بھی خوب شاباش دی۔ بس اس کے بعد پھر تو اپنے گاؤں کی جامع مسجد میں جمعہ کی تقریر معمول بن گئی اور صرف دو سال بعد گاؤں کے لوگوں کے اصرار پر صرف مولانا ہی جمعہ پڑھایا کرتے اور بچپن کا یہ شوق اس نوبت کو پہنچا کہ آج اک عالم ان کی خطابت کا مداح ہے۔

مولانا اعظم طارق مدظلہ' کے والد محترم کا انداز تربیت

مولانا کے والد حاجی فتح محمد صاحب (مرحوم) انتہائی حلیم الطبع انسان تھے بہت کم غصہ میں آتے تھے۔ لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے تھے۔ گالی گلوچ سے اتنا دور تھے۔ کہ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے پاکستان بنا ہے نہ میں نے کبھی کسی انسان کو گالی دی ہے نہ کسی جانور کو۔ آخری عمر میں اولاد ہونے کی وجہ سے حاجی صاحب دونوں بیٹوں سے انتہائی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہوش سنبھالنے سے لے کر 12 دسمبر 1991ء تک جو کہ حاجی صاحب کا یوم وفات ہے۔ آپ دونوں بھائیوں کو نہ کبھی ہاتھ سے مارا نہ کبھی چھڑی سے۔ کبھی کبھار نرم لہجے میں اصلاحی جملے کہتے۔ اکثر دعا سے اللہ پاک سے اصلاح مانگتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان بننے سے لے کر اب تک کبھی بھی سفر یا حضر میں حتی

Scanned with CamScanner

الامکان تہجد کی نماز نہیں چھوڑی۔ اکثر رات کو بعد از نماز مغرب قصے کہانیوں کی بجائے انبیاء علیہ اسلام حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت یونسؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ و یوسفؑ، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن جوانی، اعلان نبوت، مصائب آلام پر مبنی مکی زندگی، ہجرت، جنگ بدر، جنگ احد، فتح مکہ اور اسی طرح صحابہ کرام ؓ کی قربانیوں اور ان کے فتوحات کے واقعات سناتے۔ اور واقعات کو سنانے کا انداز یہ ہوتا تھا کہ واقعات کو انہوں نے پنجابی اشعار میں نظم کیا ہوا ہوتا تھا جو ان کی اپنی اختراع تھی۔ سادہ اشعار میں قدرے ترنم کے ساتھ یہ واقعات سناتے ہوئے اکثر حاجی فتح محمدؒ پر رقت طاری ہو جایا کرتی تھی۔

ان تمام واقعات کا عشق و محبت میں ڈوب کر سنانا اور پھر آپ کو اسلام کی عظمت سے روشناس کرانا ہی وہ ادا تھی جو آپ کے قلب و ذہن پر نقش ہو کر رہ گئی اور آپ کے لئے راہ عمل متعین کر گئی۔

ادھر ہر صبح نماز فجر کے بعد اور دعا سے قبل آپ کے تایا جی مولوی عطاء اللہ خاں مختصر سا خطاب کرتے جس میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی فکر پر انتہائی زور ہوتا تھا۔ پھر بعد نماز فجر مسجد کے عالم دین درس قرآن دیتے اور بعد از نماز عشاء بخاری شریف کا درس ہوتا جس میں آپ بچپن سے ہی شریک ہوتے تھے۔ اس کے فوائد تعلیم کے سالوں میں سامنے آئے۔

بچپن میں عام بچوں کی طرح کھیل کود میں بھی آپ کی دلچسپی رہی۔ فٹ بال، والی بال، کبڈی، کشتی میں حصہ لیتے مگر ان کھیلوں میں بالکل کامیاب کھلاڑی ثابت نہیں ہوئے، بس گزارے والی بات تھی۔ ہیڈ منسٹن تین سال قبل (95ء) میں جیل میں آکر کھیلنا شروع کی اور بہت اچھا کھیل لیتے ہیں۔

گاؤں کی سادہ اور پرفضا زندگی نے شہری زندگی کی چالاکیوں، ہوشیاریوں، نوسربازیوں اور شوخی بازی یا مار دھاڑ کی عادات سے محفوظ رکھا۔ اب تک سینما، نشہ، تھیٹر، شراب

Scanned with CamScanner

وغیرہ کے نام تو آپ نے سنے ہیں۔ کبھی اللہ کی خاص توفیق سے ان چیزوں کو دور سے بھی نہیں دیکھا۔ خاص مذہبی گھرانے کے باعث آپ کے گھر میں ریڈیو کی سخت ممانعت تھی اور اب تک ہے ٹی۔ وی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ٹیپ ریکارڈ کے ہمراہ ریڈیو گھر میں داخل ہو گیا۔ مگر آپ کے گھر میں کبھی بھی استعمال نہیں ہوا۔ البتہ ٹیپ ریکارڈ صرف نعتوں، نظموں اور تقاریر کے لئے استعمال ہوتی رہی ہے۔

مولانا کے والد جناب فتح محمد صاحب دکانداری کرتے تھے۔ 1974ء میں وہ حج پر تشریف لے گئے۔ تو کچھ ماہ آپ نے دکان پر سرسری سا کام کیا۔ وہ بھی اسی طرح جیسے کوئی اپنی دکان پر عام روایتی طور پر بیٹھ جاتا ہے۔ حاجی صاحب نے حج سے واپسی پر دکان چھوڑ دی اور ساری توجہ دین کی اشاعت اور خاندانی امور پر شروع ہو گئی۔

مولانا کو سردیوں کے موسم میں گنے کا جوس پینے اور گرم گرم گڑ کھانے کا بہت شوق ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ گرم گرم گڑ ہاتھ پر ڈلوانے سے آپ کا ہاتھ جل گیا۔ مگر جلد ہاتھ ٹھنڈے پانی میں بھگونے سے بچ گیا۔

گھر کی دکان کے باعث آپ کے گھر میں کھانے پینے کی اشیاء کی کمی نہ تھی۔ بلکہ آپ دوسرے دوستوں کی فرمائش بھی پوری کرنے کے لئے دکان سے جیبیں بھر کا پھلیاں، پتاشے، مرونڈا، مونگ پھلی، بادام، کشمش وغیرہ لے آتے اور دوستوں کو بانٹ دیتے، اخروٹ اور بنٹوں سے کھیلنے اور پتنگ اڑانے کا بھی شوق بہت تھا۔ مگر آپ ہمیشہ مقابلہ میں پیچھے رہے۔ مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولنے کے باعث توحید و سنت کا رنگ بلکہ جذبہ ذہن میں تھا۔ اس لیے آپ کبھی بھی مزارات پر لگنے والے عرس، میلوں میں گئے ہی نہیں البتہ کبھی چلے بھی گئے تو شرک و بدعت کو دیکھ کر صبر نہ کر سکے۔ اور اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے۔ اکثر مرتبہ اس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ کونسلری کے الیکشن میں 1977ء کے قومی الیکشن میں، آپ اپنے امیدواروں کے حق میں زبردست طریقہ سے الیکشن مہم میں حصہ لیتے اور اپنے خرچ پر انتخابی مہم میں سرگرم

Scanned with CamScanner

رہتے تھے، جس کی وجہ سے قومی و صوبائی اسمبلی کے امیدوار اور ضلع کونسل کے اکثر امیدوار آپ کے دوست ہوتے تھے۔

آپ کبھی بھی محرم کے ماتمی جلوسوں کو دیکھنے گاؤں سے باہر شہر نہیں گئے۔ بلکہ بچپن سے یہ بات آپ کے ذہن میں تھی کہ شیعہ لوگ ہی حضرت حسینؓ کے قاتل ہیں۔ اور ان پر خدا کا عذاب ہے کہ اب یہ قیامت تک پٹتے رہیں گے۔

ابتدائی تعلیم

اپنے آبائی مدرسہ "انوار الاسلام سے دونوں بھائیوں نے 1976ء میں پرائمری تک اردو، حساب وغیرہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید حفظ کیا، پھر 1977ء میں دارالعلوم ربانیہ میں ابتدائی فارسی اور چھٹی جماعت کے اردو کی تعلیم حاصل کی۔ وہاں آپ کے مشہور استاد شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب تھے۔ جنہوں نے فارسی کی کتاب پندنامہ پڑھائی۔ اور اس سے قبل تیسیر المبتدی، پڑھائی۔ حافظ مفتی شیر محمد صاحب نے فارسی کی چھٹی و ساتویں جماعت کی کتاب پڑھائی اور حرکتہ الانصار کے موجودہ امیر مولانا محمد امین صاحب سے آپ نے خوش خطی سیکھی۔ اور اردو کی چھٹی جماعت کی کتاب پڑھی۔ 1978ء میں چیچہ وطنی میں مدرسہ تجوید القرآن میں مولانا محمد ارشاد صاحب، پیر جی عبدالعلیم شہید" اور مولانا پیر جی عبدالحفیظ صاحب سے ابتدائی عربی، صرف و نحو کی ابتدائی کتب اور گلستان بوستان و مالا بدمنہ فارسی کی کتب پڑھیں۔ فروری 1979ء میں مولانا اعظم طارق، مولانا محمد عالم طارق اور آپ کے بھانجے مولانا محمد طاہر صاحب تینوں کی شادیاں اکٹھی ہوئیں۔ یہ سال بھی آپ نے چیچہ وطنی میں تعلیم حاصل کرنے میں گزارا۔ 1980ء میں چنیوٹ جامعہ عربیہ میں داخلہ لیا۔ جہاں پر مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ، سے علم وراثت کی کتاب سراجی کے ساتھ ساتھ قادیانی مذہب کے خلاف مناظرہ پڑھا اور مولانا احمد شیر صاحب، مدینہ یونیورسٹی کے فاضل مولانا عبداللطیف صاحب، و مولانا عبدالرب تونسوی صاحب اور مولانا عبدالغفار صاحب سے عالم عربی کا کورس اور درس نظامی کی

Scanned with CamScanner

درمیانی کتب پڑھیں۔ 82 - 1981ء دو سال تک جامعہ عربیہ نعمانیہ کمالیہ میں مولانا محمد اختر صدیقی' مولانا محمد ارشاد' مولانا محمد حسین صاحب فاضل دیو بند سے فقہ' تفسیر' ادب' حدیث' منطق' فلسفہ کی کتب درس نظامی موقوف علیہ تک مکمل کیں اور 1983ء میں جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے دورہ حدیث مکمل کیا۔

دورہ حدیث شریف میں بخاری شریف و ترمذی شریف مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب" سے پڑھیں' مسلم شریف وفاق المدارس پاکستان کے صدر مولانا محمد ادریس صاحب" ' ابوداؤد شریف مولانا بدیع الزماں صاحب مدظلہ' اور طحاوی شریف و ابن ماجہ شریف مولانا سید مصباح اللہ شاہ صاحب سے پڑھیں۔ اور تعلیمی سال کے آخر میں وفاق المدارس کا امتحان امتیازی نمبروں میں پاس کیا۔

نوٹ: مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' نے 1989ء میں کراچی بورڈ سے میٹرک کیا۔ 1991ء میں ایف۔ اے کا داخلہ بھیجا لیکن امتحان سے قبل ہی آپ جھنگ تشریف لے آئے۔ اور اب اڈیالہ جیل سے ایف۔ اے کا داخلہ راولپنڈی بورڈ میں بھیجا ہے۔

چنیوٹ کے تعلیمی سال کے دوران مناظرانہ انداز

مولانا اعظم طارق بچپن ہی میں تقریر کے شوق کے باعث دینی اور مذہبی کتب کا مطالعہ کرنے کے اس قدر عادی ہو گئے تھے کہ حفظ قرآن کریم کے دور ہی میں اپنی مسجد کی لائبریری سے تاریخ اسلام کی تمام کتب اور مقررین کے لئے تصنیف کردہ اکابر علماء کی کئی کتابیں' اردو تفاسیر اور احادیث کی اردو شرح والی کتب کا وافر مقدار میں مطالعہ کر چکے تھے پھر گاؤں کے ماحول میں بریلوی' دیو بندی کی تفریق کے پیش نظر شرک و بدعت اور دیگر اختلافی مسائل پر شائع ہونے والے تحقیقی کتب دور دور سے منگوا کر بالاستیعاب پڑھتے اور شیعہ کے عقائد و نظریات پر بھی کئی کتب کا مطالعہ کیا آپ کے والد حاجی فتح محمد صاحب نے مطالعہ کے اس شوق کی تکمیل میں اس قدر تعاون کیا کہ مہنگی سے مہنگی کتب آپ کی فرمائش پر منگوانے کے لئے کبھی رقم کی کمی نہ آنے دیتے درس نظامی کے ایام میں یہ شوق

Scanned with CamScanner

اس قدر بڑھ گیا کہ آپ کی اپنی ذاتی لائبریری سینکڑوں کتب اور نادر علمی شاہکاروں کا خزینہ بن چکی تھی۔

چنیوٹ میں تعلیم کے دوران "ربوہ" میں مرزائیوں سے مناظرے

1980ء میں جامعہ عربیہ چنیوٹ میں داخلہ لینے کا مقصد ہی یہ تھا کہ سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ' کی شاگردی اختیار کر کے اسلام دشمن طبقوں کے خلاف علمی میدان میں خود کو دلائل سے آراستہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت چنیوٹی صاحب نے ان کے شوق کو دیکھتے ہوئے انہیں خصوصی طور پر اجازت دے دی کہ وہ جس روز بھی جامعہ میں موجود ہوں آپ علامہ خالد محمود صاحب کی کتاب "خاتم النبیین" میرے پاس لے کر آ جایا کرو اور اس میں ختم نبوت کے عنوان پر جمع کردہ احادیث کو حفظ کر کے سنایا کرو چنانچہ اس طرح حضرت اقدس کی خدمت میں بیٹھ کر قادیانیت کے خلاف بہت کچھ سیکھتے اور ختم نبوت کے عنوان پر بیش بہا علوم حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ جب کہ درس نظامی کے باضابطہ تمام اسباق باقی ساتھیوں کے ساتھ جاری تھے۔ انہی دنوں میں مولانا چنیوٹی مدظلہ' کے مشورہ سے حضرت عیسیٰ کی حیات مبارکہ کے عنوان پر مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات کے جواب میں تحریر کی گئی مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کی تصنیف "شہادت القرآن فی حیات عیسیٰ علیہ السلام" کا مطالعہ شروع کر دیا چونکہ یہ کتاب اس قدر نایاب تھی کہ بمشکل اس کا ایک نسخہ ملا تو صرف آٹھ دنوں کے اندر اندر باقی تمام تعلیمی مصروفیات جاری رکھتے ہوئے اس کتاب کو اول تا آخر اپنی کاپی پر نقل کر لیا ان دنوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے عنوان پر ربوہ میں جا کر جامعہ احمدیہ کے پروفیسروں سے خوب مناظرے و مباحثے بھی کرتے رہے اس سال آپ نے ربوہ کے کتب خانوں کو کنگھال ڈالا اور مرزائیوں کی ہر وہ کتاب جس کے کسی ایک حوالہ کی ضرورت ہوتی تھی خرید لیتے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اسی (80) سے زائد تصنیفات کے ساتھ ساتھ مرزا بشیر الدین' نور الدین وغیرہ کی جملہ تصنیفات بھی آپ نہ صرف خرید چکے تھے بلکہ

Scanned with CamScanner

بلاستیعاب ان میں سے اکثر کا مطالعہ کر چکے تھے۔

اہم مناظرہ

ایک مرتبہ جامعہ احمدیہ کے پروفیسروں کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں ان کی طرف سے پیش کردہ حدیث کی مشہور کتاب "دار قطنی" کے اس حوالہ پر جس میں فرمایا گیا "کہ ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں کہ رمضان کی پہلی شب میں چاند گرہن ہو گا اور نصف رمضان میں سورج گرہن ہو گا" مناظرہ طے ہو گیا چنانچہ آپ ڈھیروں کتب تاریخ' انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا اور لغت کی کتب و کتب تفاسیر و احادیث لے کر جامعہ احمدیہ میں اپنے درجنوں ساتھیوں سمیت پہنچ گئے مرزائیوں کے پروفیسروں اور اسٹوڈنٹ کا ازدحام تھا مرزائیوں کا موقف تھا کہ اس حدیث کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تائید میں چاند رمضان المبارک کی 13 اور سورج رمضان المبارک کی 28 تاریخ کو گرہن ہوا ہے۔ مولانا کا موقف تھا کہ حدیث میں چاند کو پہلی شب میں گرہن لگنے اور سورج کو نصف رمضان یعنی پندرہ رمضان میں گرہن لگنے کا ذکر ہے۔ تو مرزائیوں نے کہا چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ چاند گرہن ۱۳' ۱۴' ۱۵ تاریخوں میں ہی ہوتا ہے سورج ہمیشہ ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخوں میں گرہن ہوتا ہے۔ لہٰذا چاند کے تیرھویں اور سورج کے اٹھائیسویں تاریخ کو گرہن ہونے سے ہمارا موقف ثابت ہوتا ہے۔ تو مولانا نے انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا کے حوالہ سے یہ ثابت کر دیا کہ گذشتہ چودہ صدیوں میں اس طرح رمضان المبارک کی تیرھویں تاریخ میں چاند اٹھائیسویں تاریخ میں سورج کم از کم ایک درجن سے زائد مرتبہ گرہن ہو چکے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان اوقات میں فلاں فلاں لوگ مہدی ہونے کے دعوے دار بھی تھے تو پھر آپ کو انہیں بھی مہدی مان لینا چاہیے۔ اس مناظرہ کی آڈیو کیسٹ بھی خفیہ طور پر تیار کر لی گئی تھی۔ جس کا جب مرزائیوں کو علم ہوا تو وہ بوکھلا کر رہ گئے انہی ایام میں مولانا نے ربوہ کی مشہور و معروف احمدیہ لائبریری میں بھی گئے یہ لائبریری واقعی نادر کتب اور لاکھوں کی تعداد میں قیمتی کتب

Scanned with CamScanner

کا ایک ایسا ذخیرہ ہے کہ جس کی مثال پاکستان میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ مرزائیوں کی وہ کتب اس وقت نایاب تھیں مثلاً سیرت مہدی وغیرہ ان کا وہاں لائبریری میں جاکر مطالعہ کیا اور مطلوبہ حوالہ جات کے فوٹو سٹیٹ بنوائے۔

چودھویں صدی کا اختتام اور آپ کا ربوہ میں خطاب

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب میں یہ دعوی کیا تھا "کہ احادیث صحیحہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہو گا۔" تو لہٰذا میں چودھویں صدی کے شروع میں آ چکا ہوں مجھے مہدی تسلیم کر لیا جائے اس حوالہ پر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ' نے بارہا مرزائیوں کو چیلنج کیا کہ مرزا کے دعوی کے ثبوت میں احادیث صحیحہ یعنی صحیح احادیث تو دور کی بات ہے۔ صرف ایک ضعیف حدیث ہی پیش کر دو جس میں چودھویں صدی کا ذکر ہو۔ اسی طرح مرزائیوں کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ بھی عام تھا کہ "بس چودھویں صدی آخری صدی ہے" لہٰذا اگر مرزا صاحب مہدی نہیں ہیں تو پھر اب اور کس نے آنا ہے۔ چنانچہ چودھویں صدی کا اختتام مرزائیت کی موت کے مترادف تھا اس لیے حضرت چنیوٹی صاحب مدظلہ' نے اس عنوان پر بڑے بڑے اشتہارات اور لٹریچر شائع کرا کر مرزائیوں کو دعوت فکر دی کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ مرزا قادیانی کا اپنے بارہ میں کہنا کہ "احادیث میں آیا ہے کہ امام مہدی آخری صدی کا مجدد ہو گا" اب اس صدی کے اختتام سے روز روشن کی طرح جھوٹ ثابت ہو رہا ہے۔

چنانچہ ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ کو جمعہ کے روز مولانا اعظم طارق اپنے کئی ساتھیوں کے ہمراہ ربوہ اسٹیشن پر قائم محمدی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے گئے تو اتفاق سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے جمعہ کے خطیب مولانا خدا بخش نہ پہنچ سکے تو مسجد کے امام قاری شبیر احمد عثمانی نے مولانا کو کہا کہ وہ تقریر کر دیں۔ مولانا نے تقریر کرتے ہوئے مرزائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج میں لاؤڈ سپیکر پر تمہارے شہر میں آ کر تمہیں بتانے آیا ہوں کہ کل شام کا سورج چودھویں صدی کے آخری لمحات کو سمیٹتا ہوا غروب ہو جائے گا اور دنیا والوں کو

Scanned with CamScanner

یہ پیغام دے جائے گا کہ مرزائیت کے یہ دعوے اور نعرے کہ چودھویں صدی آخری صدی ہے۔ سفید جھوٹ کی طرح عیاں ہو جائیں گے لہٰذا اس صدی کے اختتام پر یا تو تمہیں مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا مدعی مہدی تسلیم کر لینا چاہیے یا پھر کم از کم سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ساتھ خود بھی ڈوب کر مر جانا چاہیے تاکہ یہ صدی تمہارے لئے واقعی آخری ثابت ہو۔

دوسرے روز آپ نے جامع مسجد احرار کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد صاحب کی خواہش پر احرار مسجد میں رات کو جلسہ کا پروگرام بنایا اور اس میں اپنے ساتھیوں سمیت شریک ہو کر مرزائیوں کی کتب کے حوالے پڑھ پڑھ کر ان کے اسی دعویٰ کو بیان کیا کہ چودھویں صدی آخری صدی ہے۔ اور پھر کہا کہ چودھویں صدی کا سورج غروب ہو چکا ہے۔ اب پندرھویں صدی کا سورج طلوع ہونے والا ہے اب ہمارا دعویٰ اور اعلان یہ ہے کہ اس صدی میں مرزائیت کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے گا۔

پندرہویں صدی کا پہلا جمعہ اور آپ کا شیعہ کے گڑھ رجوعہ میں خطاب

"رجوعہ" ہاں قصبہ چنیوٹ کی تحصیل میں فیصل آباد روڈ پر واقع ہے جو شیعہ جاگیرداروں کا گڑھ اور تمام شیعہ کی سیاسی و مذہبی تنظیموں کے ہیڈ کوارٹر کا درجہ رکھتا ہے۔ اتفاق سے وہاں سے چند سنی نوجوان جامعہ عربیہ میں آئے کہ ہمیں وہاں جمعہ پڑھانے کے لئے کوئی نڈر اور بے باک قسم کا آدمی دیں کیونکہ وہاں کوئی بھی مولوی جانے کو تیار نہیں ہے مولانا کے استاد مولانا احمد شیر صاحب نے (جو خود بھی شیعت پر بہت گہرا مطالعہ رکھتے ہیں) آپ کو تیار کیا تو آپ نے حامی بھر لی۔ چنانچہ 5 محرم کو آپ رجوعہ کے قصبے میں داخل ہوئے تو چاروں طرف سے شیعہ غنڈوں اور عوام نے جو کہ سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے آپ کو حیرت سے دیکھنا شروع کر دیا جب آپ مسجد میں گئے تو وہاں کا پیش امام آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ آپ چند نوجوانوں کے کہنے پر آ تو گئے ہیں لیکن آپ

Scanned with CamScanner

کو معلوم ہی نہیں ہے کہ آپ کہاں آ گئے ہیں یہاں تو اس سے قبل ایک عالم دین کو خلفاء راشدین ؓ کے نام لینے پر قتل کر دیا گیا تھا۔ وہ زار و قطار روتے ہوئے وہاں کے ظلم و جبر کی داستان سنا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آپ تقریر نہ کریں اور واپس چلے جائیں۔ ادھر مولانا بھی طالب علمی اور جوانی کے جوش میں تھے انہوں نے کہا اب میں آ گیا ہوں تو جمعہ کی تقریر تو ضرور کروں گا۔ چنانچہ آپ نے تقریر شروع کی مسجد میں سینوں سے زیادہ سیاہ لباس والے شیعہ جمع ہو چکے تھے آپ نے حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت اور صحابہ کرام ؓ کی سیرت کو بیان کیا جب آپ نے جمعہ کی نماز سے سلام پھیرا تو چاروں طرف سیاہ لباس والے شیعہ لوگوں کو کھڑے پایا۔ امام مسجد اور سنی نوجوانوں نے آپ کو ہمراہ لے کر جلدی جلدی وہاں سے نکالا اور ویگن پر سوار کرا کر اس وقت تک کھڑے رہے جب تک ویگن اس علاقہ سے نکل نہیں گئی۔

بعد میں معلوم کہ اس علاقہ کے شیعہ جاگیرداروں نے اپنے ڈیروں پر بلوا کر سنی نوجوانوں پر نہ صرف تشدد کرایا بلکہ آئندہ کے لئے سختی سے اعلان کر دیا کہ اس مسجد میں کوئی خطیب باہر سے آ کر تقریر نہیں کرے گا۔

مولانا اکثر کہا کرتے ہیں کہ پندرھویں صدی کا پہلا جمعہ شیعہ کے گڑھ میں پڑھانے سے میرا دل یقین سے کہتا تھا کہ اب اس صدی میں شیعہ کے خلاف کام کرنے کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اس وقت سپاہ صحابہ ؓ کا دور دور تک نام و نشان بھی نہ تھا۔

شادی خانہ آبادی

------ اور ------

اولاد

جرنیل سپاہ صحابہ ؓ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ، ابھی چیچہ وطنی میں زیر تعلیم تھے کہ آپ کی شادی فروری 1979ء میں آپ کے تایا جی کی بڑی صاحبزادی کی بیٹی سے آپ

Scanned with CamScanner

کے گاؤں میں ہوئی۔ آپ کے سسرال اور گھر کے درمیان صرف ایک دیوار کا فاصلہ تھا۔ اس وقت تک مولانا کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بڑا بیٹا محمد معاویہ 1983ء اور چھوٹا بیٹا انس معاویہ 1994ء کے آخر میں پیدا ہوا۔

عالم شباب

عالم شباب کا اٹھارہ سال سے پینتیس سال کا عرصہ نہایت ہنگامہ خیز اور انقلابی انداز میں گزرا ہے۔ ابھی سترہ سال کے ہی تھے کہ شادی ہو گئی۔ لہٰذا اس سنت پر عمل پیرا ہونے کے باعث آوارگی' اور عشق و مستی کے نام پر شروع جوانی کے ایام کو بدنامی کے داغوں سے محفوظ رکھنے اور کھلنڈرے پن کی آلائشوں سے آلودہ ہونے سے بچت ہو گئی۔ طالب علمی کا زمانہ تھا۔ اس لئے ہفتہ کے چھ دن مدرسہ کے ہوتے تھے اور ایک دن گھر کا۔ حصول علم سے فارغ ہوتے ہی درس و تدریس اور خطابت و امامت کے علمی و عملی اور سیاسی و تنظیمی دور کا آغاز ہو گیا۔ اس لیے اللہ کے خاص فضل و کرم سے آپ کی زندگی کا یہ بہترین حصہ فضول اور لغو باتوں میں تباہ ہونے کی بجائے دین کے حصول اور دینی تبلیغ میں صرف ہوا۔

دوست احباب

آپ کے دوست زمانہ طالب علمی میں طلباء ہی رہے۔ اس ماحول سے باہر نکل کر دوستی کا ہاتھ دوسرے طبقہ سے بڑھانے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اپنے ساتھیوں میں حفظ قرآن مجید کے زمانہ میں آپ درمیانے طبقہ کے طالب علم تھے۔ لیکن درس نظامی کے طالب علم کی حیثیت سے ہمیشہ اپنی کلاس میں اول نمبر کے طالب علم رہے۔ تقریر کا میدان ہو یا تحریر' کسی تحریک میں حصہ لینے کا موقع ہو یا کسی سیاسی و مذہبی جلسہ و جلوس کا پروگرام آپ اپنے اساتذہ اور مدرسہ کی انتظامیہ کی توجہ کا ہمیشہ مرکز رہے۔

Scanned with CamScanner

ابتدائی زندگی کا آغاز

فارغ التحصیل ہونے کے بعد کراچی میں اپنے اخیافی بھائی مولانا محمد احمد مدنی کے مدرسہ جامعہ محمودیہ مدنیہ میں درس نظامی کی تدریس اور جامعہ کی نظامت کی ذمہ داریاں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیں درس نظامی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس علاقہ کے شہری بچوں کو دینی تعلیم کی طرف راغب کرنے پر توجہ دی۔ جس سے سکول و کالج کے سٹوڈنٹس میں قرآن مجید حفظ کرنے کا جذبہ بیدار ہوا۔ کراچی میں اس کے ساتھ ساتھ جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں خطابت کا آغاز کیا۔ تو نوجوانوں کے ایک حلقہ کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا چلا گیا۔

جمعیت نوجوانان اہلسنّت کا قیام

شروع شروع میں جو نوجوان آپ کے ہم آواز ہو کر حقوق اہلسنّت کے لئے کام کرنے پر آمادہ ہوئے انہیں ہمراہ لے کر جمعیت نوجوانان اہلسنّت کے نام سے 1984ء میں کام شروع کیا۔ ان کی اکثریت کا تعلق علاقہ مسلم ٹاؤن۔ بفرزون۔ لطیف نگر اور نیو کراچی سے تھا۔ چنانچہ انہی نوجوانوں کی محنت سے 1985ء کے الیکشن میں اس علاقہ سے آپ کے ماموں مجاہد تحریک نظام مصطفیٰ مولانا محمد زکریا صاحب (مرحوم) صوبائی الیکشن میں کامیاب ہوئے۔ جمعیت نوجوانان اہلسنّت کے اغراض و مقاصد قریباً قریباً وہی تھے جو سپاہ صحابہؓ کے ہیں۔ آپ کے کام کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ ایک تربیتی پروگرام ہوتا تھا جس میں عقائد شیعہ میں سے کسی ایک باطل عقیدہ کا مکمل جائزہ شیعہ کی مستند اور اہم کتب کی روشنی میں پیش کیا جاتا تھا۔ اور باضابطہ چھوٹے چھوٹے فوٹو سٹیٹ اشتہارات کے ذریعہ مساجد میں یہ تشہیر کی جاتی کہ آئندہ جمعہ فلاں مسجد میں شیعہ کے عقائد و نظریات اور شیعہ کی ناپاک سازشوں کو طشت ازبام کرنے کے لیے تربیتی نشست ہوگی۔

Scanned with CamScanner

دوسرا باب

☆---- مولانا جھنگوی "عظیم شخصیت

☆---- گاؤں میں جلسہ

☆---- مولانا جھنگوی "کملیہ میں اور آپ کی ملاقات

☆---- دوسری ملاقات

☆---- دورۂ کراچی

☆---- شیعت کا لٹریچر

☆---- جلسہ سے قبل

☆---- پروگرام ملتوی

☆---- جھنگوی "شہید گرفتار

☆---- جرنیل سپاہ صحابہ "کا اغواء اور تشدد

☆---- حق نواز شہید "مسجد میں خطبہ جمعہ

☆---- مولانا جھنگوی "رہا

☆---- پہلی تقریر سے اقتباسات

☆---- تیسرا دورۂ کراچی

☆---- فقید المثال استقبال

☆---- مولانا محمد اعظم طارق کی صوبائی جنرل سیکرٹری کے لئے نامزدگی

Scanned with CamScanner

مولانا حق نواز جھنگوی "عظیم شخصیت

جرنیل سپاہ صحابہ" حضرت مولانا اعظم طارق کے تایا زاد بھائی کے بیٹے رانا مقبول احمد صاحب واپڈا میں ملازم تھے۔ اور جہانیاں میں ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ انہوں نے جہانیاں میں مولانا حق نواز شہید کی پرجوش اور مناظرانہ انداز میں تقاریر سنیں تو گاؤں میں آکر اس کا ذکر کیا۔ مولانا اعظم طارق کے گھر کا ماحول چونکہ سراسر دینی اور مذہبی تھا۔ آپ کے مرحوم تایا جی گاؤں کے مدرسہ کے مہتمم اور والد صاحب ناظم تھے۔ آپ نے ہوش سنبھالتے ہی سکول کی بجائے مدرسہ کا رخ کیا تھا۔ اس لئے دن رات علماء کرام کی تقاریر، شعراء کے نعتیہ کلام سے انس و لگاؤ تھا۔ وقت کے نامور خطباء اور علماء کے جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت کے لئے آپ کے بزرگ تو دور دور جایا ہی کرتے تھے۔ آپ بھی بچپن ہی سے اسی شوق و جذبہ کی وجہ سے ضد کر کے جلسوں میں شریک ہونے کی آرزو پوری کیا کرتے۔

گاؤں میں جلسہ

جرنیل سپاہ صحابہ" جب دارالعلوم ربانیہ میں زیر تعلیم تھے۔ انہی ایام میں آپ نے گاؤں میں جلسہ کرایا۔ جس میں پنجابی زبان کے معروف خطیب مولانا عبیدالرحمان ضیاء آف کمالیہ والوں کو دعوت دی تھی۔ انہوں نے دوران تقریر ایک شعر پڑھا۔ جس کا پس منظر یہ تھا وہ ایک ملنگ سے سوال کرتے ہیں کہ روزانہ ریڈیو پر یہ گانا نشر ہوتا ہے کہ

جو پیسہ ہم کماتے ہیں وہ کل کے کام آتا ہے

لیکن آپ کا لوگوں کے نذرانے اور لوگوں کی جیبوں سے چھینا ہوا پیسہ کس کام آتا ہے تو ملنگ صاحب جواب دیتے ہیں۔

جو پیسہ ہم کماتے ہیں وہ بھنگ کے کام آتا ہے

اور ساتھ ہی مولانا عبیدالرحمان ضیاء دوسرا مصرعہ پڑھتے ہیں۔

افسر جو بے غیرت ہو وہ جھنگ کے کام آتا ہے

سٹقریر کے بعد آپ نے مولانا سے سوال کیا کہ آپ نے جھنگ کے بارے میں جو شعر پڑھا

Scanned with CamScanner

ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جو افسر بھی جھنگ آتا ہے۔ وہ شیعوں اور مقامی جاگیرداروں کو خوش کرنے کے لیے مولانا حق نواز جھنگوی" کے خلاف مقدمات قائم کر کے انہیں جیل بھیجنے کا کام پہلے کرتا ہے۔

مولانا عبیدالرحمان کا یہ جواب سن کر آپ کے ذہن میں مولانا جھنگوی" کے بارے میں غائبانہ طور پر ایک ایسی تصویر بنتی چلی گئی جو حق گوئی و بے باکی و شرک و بدعت کے خلاف شمشیر بے نیام اور شیر جھنگ کے القابات کی حامل تھی اور حکمرانوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو کر بھی پیچھے نہ ہٹنے والا عزم و ہمت کا کوہ گراں جھنگ کے جاگیرداروں' سرمایہ داروں' وڈیروں اور شیعت کے قلعوں میں دراڑیں پیدا کرنے والے مرد آہن۔

مولانا حق نواز شہیدؒ کی کمالیہ آمد اور آپ کی ملاقات

یہ انہی ایام کی بات ہے جب جرنیل محترم چیچہ وطنی میں زیر تعلیم تھے تو کمالیہ میں نیم والی مسجد (جس کے مہتمم پیر جی عبدالحکیم صاحب مدظلہ' ہیں) میں جلسہ تھا۔ جس میں مہمان خصوصی کے طور پر بڑا نام خطیب اسلام مولانا سلیمان طارق مرحوم کا تھا اور دوسرا بڑا نام شیر جھنگ کے لقب سے مولانا حق نواز جھنگوی" کا تحریر تھا۔ اشتہار پڑھ کر آپ کے ذہن کے نہاں خانوں میں چھپا ہوا شوق زیارت پھڑک اٹھا۔ چنانچہ اپنے اساتذہ کے ہمراہ کمالیہ کا سفر کیا اور جلسہ گاہ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے کہ کب شیر جھنگ کا خطاب شروع ہوتا ہے۔ اسی اثناء میں اسٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا کہ چونکہ مولانا حق نواز جھنگوی صاحب نے جلد ہی واپس جانا ہے۔ لہٰذا صرف دس منٹ کے لئے وہ خطاب کرنے کے لئے اسٹیج پر تشریف لاتے ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد اسٹیج پر ایک شخص سفید سوٹ میں ملبوس ہاتھ میں چمکتی ہوئی کلہاڑی پکڑے ہوئے لاؤڈ سپیکر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اب مولانا اعظم طارق کے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ آیا یہی شخص مولانا حق نواز جھنگوی" ہے مختصر سا وجود' عاجزی و انکساری کا مجسم پیکر' روایتی خطباء کی طرح نہ طویل و عریض خطبہ' نہ مخصوص لہجہ و ترنم کے ساتھ اشعار' نہ تمہید کے طور پر اپنی تعریف اور نہ کوئی گلہ شکوہ اور کئی راتوں

Scanned with CamScanner

کی بیداری' دور کے سفر کی تھکاوٹ پر مبنی بہانہ سازی کے خطیبانہ جملے۔

اسٹیج پر آنے والی شخصیت نے مولانا اعظم طارق کو حیرت میں مبتلا کر رکھا تھا کہ اچانک اسٹیج پر بولنے والی شخصیت نے وہ انداز خطابت اپنایا کہ لمحہ بہ لمحہ ان کے الفاظ کے ساتھ ساتھ سننے والوں کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہونے شروع ہو گئے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ تقریر نہیں بلکہ میدان کارزار میں ایک شمشیر بے نیام ہے جو دشمنوں پر بجلی کی طرح کوندتی' لپکتی' لہراتی اور بطلان کفر و شرک کا صفایا کرتی چلی جا رہی ہے۔ ان کی آواز صور اسرافیل کی طرح بلند سے بلند تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور مردہ طبیعتوں میں زندگی کی لہر اور منجمند رگوں میں خون کی گردش کو تیز کرتی چلی جا رہی تھی۔ ان کی گھن گرج کفر و شرک کے ایوانوں میں زلزلہ طاری کر رہی تھی۔ اچانک جب انہوں نے خاموشی اختیار کی تو فضاء نعروں سے گونج اٹھی۔ اسی کے ساتھ ہی دس منٹ کا وقت ختم ہو گیا اور مولانا وما علینا الا البلاغ کہتے ہوئے اسٹیج سے اتر کر چلے گئے۔

مولانا اعظم طارق کے لیے یہ پہلا موقع تھا جب آپ نے مولانا حق نواز جھنگوی" شہید کو دیکھا اور ان کی تقریر سنی۔

دوسری ملاقات

1979ء کے بعد 1980ء میں جب آپ چنیوٹ جامعہ عربیہ میں تعلیم کے لیے داخل ہوئے تو ایک روز ایک شخص کو دیکھا کہ ہاتھ میں سفید چمکتی ہوئی کلاشنکوف' سفید سوٹ میں ملبوس مختصر وجود اور پروقار سراپا کا ایک عالم دین مناظر اسلام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ' سے ملاقات کے لیے ادارہ دعوت و ارشاد کی سیڑھیاں چڑھ رہا ہے۔ ایک ساتھی نے آپ کو بتایا کہ یہ مولانا حق نواز جھنگوی (شہید") ہیں تو آپ کی ان سے دعا سلام ہوئی۔

مولانا حق نواز شہید کی کراچی آمد

1984ء - 1983ء میں جرنیل سپاہ صحابہ" نے کراچی میں دورہ حدیث کی تکمیل کی

Scanned with CamScanner

اور پھر کراچی ہی میں جامعہ محمودیہ مدنیہ بفرزون میں تدریس اور جامع مسجد صدیق اکبرؓ باگن چورنگی میں خطابت شروع کی۔

1985ء کے غیر جماعتی انتخابات میں نارتھ کراچی کے علاقہ سے مولانا اعظم طارق کے ماموں ممتاز عالم دین مولانا محمد زکریا (مرحوم) نے ایم۔ پی۔ اے کی سیٹ کا الیکشن جیتا تو ان دنوں کراچی میں لسبیلہ کے مقام پر مولانا حق نواز شہید کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا زکریا (مرحوم) صاحب نے صدارت کرنا تھی۔ چنانچہ آپ ان کے ہمراہ جب جلسہ گاہ پہنچے تو مولانا جھنگوی "شکوہ جواب شکوہ" کے عنوان سے ایک بے مثال لاجواب خطاب کر رہے تھے اور جلسہ میں شیعہ کا لٹریچر پیش کر کے بتایا کہ کراچی و لاہور کے کئی مصنفین نے حضرات صحابہ کرامؓ کے خلاف دریدہ دہنی کرتے ہوئے تبرا بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ چنانچہ آپ کی تقریر کے بعد میزبان کے گھر پر مولانا حق نواز شہید سے سلام و دعا ہوئی اور کچھ دیر آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا موقع ملا۔ جس میں مولانا جھنگوی نہایت ہی پرسوز اور درد بھرے انداز میں مولانا اعظم طارق کے ماموں مولانا زکریا صاحب مرحوم کو کراچی سے شائع ہونے والی کتب دکھاتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ آپ اس کے خلاف اسمبلی میں آواز اٹھائیں۔ چونکہ مولانا محمد زکریا صاحب بھی تنظیم اہلسنت پاکستان کے مرکزی نائب صدر اور سنی اتحاد پاکستان کے سربراہ تھے انہوں نے بڑی توجہ اور کامل انہماک کے ساتھ مولانا کی باتیں سنیں اور تعاون کا یقین دلایا۔ اس ملاقات میں مولانا اعظم طارق کو یہ احساس اور شدت سے ہوا کہ پاکستان میں اردو زبان میں کثیر تعداد میں بغیر کسی روک ٹوک کے اصحابؓ رسولؐ و ازواج مطہراتؓ کی توہین و تنقیص پر لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ جب کہ آپ خود اس سے قبل جمیعت نوجوانان اہلسنت سے کام کر رہے تھے لیکن شیعہ کے قدیم عربی، فارسی لٹریچر و کتب سے اپنا موقف ثابت کیا کرتے تھے۔ مولانا زکریا صاحب کے ہمراہ مل کر انہوں نے اس وقت کے صوبائی وزیر مذہبی امور حافظ محمد تقی اور دیگر وزراء کے سامنے بھی کئی مرتبہ اس لٹریچر کو پیش کر کے اس پر پابندی کا مطالبہ کیا۔

Scanned with CamScanner

شیعت کا لٹریچر

امیر عزیمت' علامہ حق نواز جھنگوی سے اس مختصر ملاقات کے بعد مولانا محمد اعظم طارق کو شیعت کا لٹریچر خرید کر پڑھنے اور بنیادی کتب شیعہ جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ چند ہی روز بعد آپ کے پاس شیعہ لٹریچر کا بہت مواد جمع ہو گیا۔ اور بڑی بڑی شیعہ کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے قابل اعتراض مقامات پر نشان لگائے۔ اگرچہ اس کے بعد 6 ستمبر 1985ء کو جھنگ میں سپاہ صحابہ" قائم ہو چکی تھی۔ لیکن کراچی میں اس کی آواز اس وقت پہنچی جب 10 فروری 1986ء کو جھنگ میں تاریخی دفاع صحابہ" کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں پورے ملک سے جید علماء کرام' پاکستان کی تمام جماعتوں کے سربراہ جمعیت علمائے اسلام' اشاعت توحید و سنت تنظیم اہلسنت کے ممتاز زعماء شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں جن جید علمائے کرام نے شرکت فرمائی ان میں حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ' امیر مجلس تحفظ ختم نبوت' مولانا عبدالستار تونسوی' مولانا فضل الرحمان صاحب' مولانا صاحبزادہ قاضی احسان الحق صاحب اشاعت توحید و سنت راولپنڈی' مولانا عبدالستار توحیدی' مولانا قاری نور الحق قریشی صاحب' مولانا امیر حسین شاہ گیلانی اور سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی۔ دفاع صحابہ" کانفرنس میں لاکھوں فرزندان توحید نے شرکت کی۔ کانفرنس اہل سنت کے کاز' مشن' پروگرام کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوئی۔ جس کے اثرات پورے پاکستان میں مرتب ہوئے اور مختلف مقامات پر سپاہ صحابہ" کے دفاتر کھلنے لگے اور سپاہ صحابہ" کو پورے پاکستان میں پذیرائی حاصل ہونے لگی۔ اس کانفرنس کے بعد مولانا حق نواز جھنگوی کی طرف سے صوبہ سندھ کے صدر نامزد ہو کر قاری جمشید اقبال کراچی پہنچے۔

مولانا جھنگویؒ کا دورہ کراچی

قاری جمشید اقبال نے بتایا کہ مولانا حق نواز جھنگوی (شہید) ماہ اپریل میں تین روزہ دورہ پر کراچی تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت مولانا محمد اعظم طارق جمیعت نوجوانان

Scanned with CamScanner

اہلسنت کے پلیٹ فارم سے باضابطہ رافضیت کے عنوان پر کام کر رہے تھے۔ چنانچہ تمام ساتھیوں سے مشورہ کے بعد قاری جمشید اقبال صاحب کی معرفت اپنی مسجد جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں فقہ حنفیہ کانفرنس کے نام سے جلسہ منعقد کیا۔ فقہ حنفیہ کانفرنس کے عنوان سے الگ اشتہار شائع کروا کر جلسہ کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔

یوں پہلی مرتبہ مولانا جھنگوی جماعت کے مرکزی جنرل سیکرٹری نسیم صدیقی' مولانا زاہد سعید بٹ' و دیگر احباب سمیت جماعتی دورہ پر کراچی تشریف لائے پہلے روز بعد از نماز عشاء لیاقت آباد (لالو کھیت) میں ان کا جلسہ ہوا۔ دوسرے روز مولانا محمد زکریا صاحب ایم۔ پی۔ اے (مرحوم) کی زیر صدارت مسجد صدیق اکبرؓ میں (جو اس وقت عارضی اور کچی بنیادوں پر استوار اور سیمنٹ کی چادروں کی چھت پر مشتمل تھی) فقہ حنفیہ کانفرنس کی کاروائی شروع ہوئی۔ مولانا حق نواز جھنگوی سے قبل ان کے نوجوان جماعتی عہدیداروں نے پرجوش اور ولولہ انگیز تقاریر سے کانفرنس کو خوب گرمایا اور اس کے بعد مولانا محمد لقمان علی پوری کا خطاب شروع ہوا۔ اور کانفرنس کے آخر میں شہید قائد مولانا جھنگوی کا خصوصی خطاب ہونا تھا۔

جلسہ سے قبل

جب مولانا محمد لقمان علی پوری خطاب فرما رہے تھے۔ مولانا جھنگوی شہید' مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کے گھر جو کہ مسجد کے متصل تھا تشریف لے آئے اور خورد و نوش سے فارغ ہو کر آپ کی مطالعہ کی الماری کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے کتب کا صفحہ صفحہ پڑھنا شروع کیا ادھر جب آپ مسجد سے انہیں لینے کے لیے گھر پر آئے تو مولانا کو مطالعہ میں مصروف پایا مولانا نے آپ کو دیکھتے ہی پہلا سوال یہ کیا..... آپ نے یہ تمام کتب پڑھ کر نشانات لگائے ہیں یا کسی کی کتب سے دیکھ کر خاص خاص حوالہ جات انڈر لائن کئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ بحمداللہ میں نے تمام کتب پڑھ کر قابل اعتراض مقامات پر نشان لگائے ہیں۔ مولانا جھنگویؒ نے فرمایا کہ مجھے آپ سے بہت

Scanned with CamScanner

امیدیں وابستہ ہیں۔ اگر آپ سپاہ صحابہؓ میں شامل ہو کر کام کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ آپ سے بڑا کام لے گا۔ اس کے بعد آپ مسجد میں چلے آئے۔ تو مولانا کو دعوت خطاب دینے کے لئے جب آپ اسٹیج پر آئے تو آپ نے جمیعت نوجوانان اہلسنّت کو ختم کر کے سپاہ صحابہؓ میں مدغم کرنے کا اعلان کیا۔

پروگرام ملتوی

اس کانفرنس کے دوسرے ہی روز مولانا کو اپنا تیسرا پروگرام ملتوی کر کے بذریعہ ہوائی جہاز فوری جھنگ جانا پڑا جہاں کسی اہم سرکاری میٹنگ میں ان کی شمولیت ضروری تھی۔ تاہم دوسرے روز مولانا جھنگوی شہید نے باضابطہ گلشن اقبال میں مسجد معاذ بن جبلؓ کے متصل قاری جمشید اقبال صاحب کی نگرانی میں صوبائی دفتر کا افتتاح کر کے سابقہ جمیعت نوجوان اہلسنّت کے تمام ساتھیوں کو سپاہ صحابہؓ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے نہایت دل سوزی اور درد مندی کے ساتھ آمادہ کرتے ہوئے مختصر خطاب بھی کیا۔

جھنگوی شہیدؒ کی گرفتاری اور شجاع آباد (پنجاب) میں آپ کا خطاب

مولانا حق نواز شہید کے دورہ کراچی کے بعد تقریباً ایک سال تک باضابطہ نہ تو تنظیم کا کام شروع کیا جا سکا اور نہ ہی ان سے کوئی خاص رابطہ ہوا۔ تاہم 18 جون 87ء کو شجاع آباد (پنجاب) میں منعقد ہونے والے ایک جلسہ کا اشتہار آپ کے پاس کراچی پہنچا۔ جس میں آپ کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور مولانا جھنگوی شہید کا بھی نام تھا۔ چنانچہ مولانا سے ملاقات کے شوق میں اور جماعتی کام کے لیے ہدایات لینے، ضروری امور پر مشورہ کے لیے آپ نے پنجاب کا سفر کیا۔ ملتان پہنچ کر معلوم ہوا کہ مولانا کو چند روز قبل گرفتار کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ اس رات کو شجاع آباد میں جلسہ سے خصوصی خطاب آپ کا ہوا۔

دوسرے روز 19 جون 1987ء کو "سانحہ لیہ" پیش آیا۔ اور آپ نے واپس کراچی

Scanned with CamScanner

پہنچ کر اس پر زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اور مولانا جھنگوی شہید" کی رہائی کے ساتھ ساتھ سانحہ لیہ کے ملزمان سرکاری اہلکاران کے خلاف کاروائی کے مطالبے کیے گئے۔

مولانا اعظم طارق اغواء اور انسانیت سوز مظالم

17 اگست 1987ء میں سپاہ صحابہ" کراچی کے زیر اہتمام بیت اللہ شریف میں ایرانی تماشوں کی تخریب کاری اور بے حرمتی کے خلاف ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ جس کے پوسٹر پر ہاتھیوں کی تصاویر بنا کر اگلے ہاتھی پر خمینی کو سوار کر کے بیت اللہ کی طرف حملہ کے ارادہ سے جاتے ہوئے دکھایا گیا تھا اور بڑی سرخی میں لکھا ہوا تھا۔

خبردار!

مسلمانوں ابرہہ کا جانشین ایران کا خمینی بیت اللہ کے تقدس کو پامال کرنا چاہتا ہے۔

کراچی میں سپاہ صحابہ" کا ابتدائی دور تھا اور پوسٹر چسپاں کرنے کے لئے 17 اگست کو رات کئی موٹر سائیکل سوار پارٹیاں اپنے اپنے علاقوں میں روانہ ہوئیں۔ مولانا محمد اعظم طارق اور ان کے ہمراہ قاری خالد محمود (مرحوم) موٹر سائیکل پر لسبیلہ سے صدر تک کے علاقے میں پوسٹر لگانے کے لیے روانہ ہوئے۔ واپسی پر رات دو بجے رضویہ سوسائٹی کے سامنے تین موٹر سائیکلوں پر سوار حملہ آور شیعہ نوجوانوں نے انہیں پکڑ لیا اور اٹھا کر رضویہ سوسائٹی دفتر اہل بیت میں لے گئے خوب تشدد کا نشانہ بنایا مگر کسی شخص کے فون پر اطلاع کئے جانے کے بدولت پولیس نے چھاپہ مار کر دونوں ساتھیوں کو زخمی حالت میں وہاں سے برآمد کر لیا۔ تیسرے روز 20 اگست کو زبردست احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ جس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور ملکی اخبارات میں پولیس تشدد کی تصاویر شائع ہوئیں۔ مولانا جھنگوی" شہید نے سنٹرل جیل ملتان میں یہ اخبارات پڑھے اور کراچی کی تنظیم کی سرگرمیوں پر مسرت کا اظہار فرمایا۔

Scanned with CamScanner

جامع مسجد حق نواز شہیدؒ میں خطبہ جمعہ

مولانا جھنگوی شہید ملتان سے رہا ہو کر جھنگ آئے تو دوسرے ہی روز جمعہ کی رات کو گرفتار ہو گئے۔ اور میانوالی جیل میں بھیج دیئے گئے۔ انہی ایام میں کراچی کے عہدیداران کی کوششوں سے مرکز کے لئے فنڈ جمع کیا گیا۔ اور ایک چار رکنی وفد جس میں 1۔ قاری محمد رفیق الخلیل صدر سپاہ صحابہ ؓ 2۔ قاری تاج محمد نائب صدر 3۔ قاری جمشید اقبال 4۔ مولانا اعظم طارق مدظلہ' جھنگ آیا۔ جھنگ میں پریس کانفرنس کی اور اس پر آشوب دور میں مسجد حق نواز شہید میں جمعہ بھی پڑھایا۔

مولانا جھنگویؒ رہا

مولانا جھنگویؒ شہید میانوالی سے رہا ہوئے۔ اور سیدھے لاہور تشریف لے گئے۔ اور جامعہ مدنیہ لاہور میں جمعہ پڑھایا جہاں مولانا محمد اعظم طارق نے فون کر کے مولانا کو رہائی پر مبارک باد دی اور کراچی کی دعوت دی۔

جامعہ مدنیہ لاہور میں خطاب کے اقتباسات

سامعین گرامی قدر.....

طویل عرصہ کے بعد آج جمعہ کا پہلا خطبہ عرض کر رہا ہوں۔ تقریباً 9 ماہ کا عرصہ جیل میں رہنے کے بعد میری آج آپ سے پہلی گفتگو ہے۔ تفصیلات میں اگر میں چلا گیا تو جمعہ کا وقت ان تفصیلات کی اجازت نہیں دے گا۔ اس لیے میں آپ سے معذرت کے ساتھ بہت مختصر عرض کروں گا۔ اور ویسے بھی اپنے اپنے مزاج اور طبیعت کی بات ہوتی ہے۔ مجھے یہ زیب بھی نہیں دیتا کہ میں اپنی داستان اپنی زبان سے خود بیان کروں۔ نہ مجھے کرنا چاہیے۔ بلکہ جہاں تک اکابرین کے طرز اور طریقہ کار کو میں سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے اپنی موجودگی میں کسی اور کو بھی اپنی تعریف بیان کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ قید و بند کی صعوبتیں' تکالیف' مشکلات یہ نئی نہیں ہیں۔ اور نہ ہی یہ ہے کہ ہم کسی

Scanned with CamScanner

اس شخص کا راستہ چھوڑ دیں گے۔ جو کسی ایک مضبوط عقیدے پر ایمان رکھتا ہو۔ تاریخ گواہ ہے جب بھی کسی نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ارشادات عالیہ پر چل کر سچی بات کہنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ کہی ہے تو اس کے راستہ میں رکاوٹیں ضرور آئیں ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ سچی بات بھی کہیں اور آپ کی مخالفت نہ کی جائے۔ صرف چودہ سو سال کی تاریخ نہیں۔ سیدنا نوحؑ سے لے کر آج کے دن تک کی تاریخ یہ ہے کہ جب بھی حق بات کہی گئی ہے۔ مخالفت ضرور ہوئی ہے۔ اور آپ اس حقیقت کو کسی بھی لحاظ سے رد نہیں کر سکتے۔

بہرحال جہاں یہ حقیقت ہے کہ جب بھی سچی بات کہی جائے گی۔ مخالفت ہو گی۔ وہاں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی کا ایمان' عقیدہ' نظریہ اور فکر تشدد کے ذریعے اس سے چھینا نہیں جا سکتا۔ بشرط کہ وہ دل سے اس عقیدہ پر ایمان رکھتا ہو۔ تو قطعاً وہ اس سے چھینا نہیں جائے گا۔ جذبات کبھی بھی پابند سلاسل نہیں ہوتے۔ انسان وجود کے لحاظ سے ضرور پابند سلاسل کیا جا سکتا ہے۔ عقیدہ ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر آپ اس نعمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں کہ عقیدے کی قدر و منزلت کیا ہے؟ تو آپ کو سیدنا بلالؓ کا اللہ اور رسولؐ کے راستہ میں قربانی اور اس راستے میں مار کھانا یقیناً نظر آئے گا۔ یا اسی طرح اصحابؓ رسولؐ کی تاریخ کو جب بھی آپ پڑھیں گے تو آپ کو یہ محسوس ہو گا۔ کہ انہوں نے جائیداد' مال' وطن' اولاد اور اپنی جان تک صرف اس لیے پیش کر دی کہ وہ ایک مضبوط عقیدے پر ایمان رکھتے تھے۔ اور اس عقیدے کا تحفظ کرنا چاہتے تھے اور وہ تحفظ ان کی قربانی کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر وہ تحفظ بغیر قربانی کے ہو جاتا یا ہو سکتا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ سیدنا خبابؓ کو انگاروں پر لیٹنا پڑتا۔ کوئی وجہ نہیں تھی کہ سیدنا بلالؓ کے ہاتھوں میں کیل گاڑ دیے جاتے۔ کوئی وجہ نہیں تھی کہ اگر بغیر کسی مشقت کے عقیدے کا تحفظ کیا جا سکتا تو سیدہ سمیہؓ کو دو ٹکڑے نہ کر دیا جاتا۔ بہرکیف یہ ایک طویل تاریخ ہے اور اس بات کو سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ ایمان اور عقیدے کا تحفظ جب بھی کوئی شخص کرے گا۔

Scanned with CamScanner

اسے مشکلات سے ضرور گزرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر اس کا کوئی اور راستہ نہیں ہے کوئی چارہ کار نہیں ہے اور پھر یہ بھی ہے کہ جب بھی مشکلات آئیں ہیں۔ تو وہ مشکلات ایک انسان کی آزمائش ہوتی ہیں۔ اللہ رب العالمین یہ آزمائش کرتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے مشن میں منافق ہیں یا مومن یہ اپنے پروگرام پر دل سے ایمان رکھتے ہیں یا ان کی کوئی غرض ہے یا کوئی مفادات ہیں۔ اگرچہ اللہ تو عالم الغیب ہے وہ تو انسان کی ہر حالت جانتا ہے۔ لیکن وہ اس حقیقت کو واضح کر دیتے ہیں کہ آیا یہ شخص یا یہ گروہ' یا طبقہ اپنے موقف میں کس حد تک پختہ ہے اور کس حد تک اس میں مخلص یا غیر مخلص ہے اور مزید ہم تو کوئی چیز نہیں۔ نہ آج کی جیل کوئی چیز ہے۔

اگرچہ میں یہ کہہ دوں کہ بغیر کسی تصنع اور بناوٹ کے کہ آج کی جیل بہ نسبت انگریز کی جیل کے ریسٹ ہاؤس ہے تو یہ خلاف واقع بات نہیں ہو گی۔ ایک وقت جیل کا وہ بھی تھا جب میرے اور آپ کے قائد و مرشد امیر شریعت" نے جیل میں چکی پیس کر اللہ کے دین کا جھنڈا بلند کیا۔ آج جیل میں چکی نہیں ہے ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب میرے اور آپ کے اکابرین نے عقیدے اور ایمان کے تحفظ کے لیے کالے پانی کی سزائیں کاٹیں۔ مولانا جعفر تھانیسری" اپنی تاریخ لکھتے ہوئے یہ لکھ گئے ہیں اور یہی بات میری زبان پر آگئی جو انہوں نے ایک سو سال پہلی کہی کہ کوئی تحریک تشدد سے نہیں دبائی جا سکتی۔ آپ تاریخ کالا پانی پڑھیں گے تو آپ کو مولانا کے یہی الفاظ ملیں گے۔ کہ کوئی تحریک تشدد سے نہیں دبائی جا سکتی بشرطیکہ کہ اس کا کوئی مشن ہو اور وہ دل سے اس کو صحیح سمجھتے ہوں۔

تو میں پہلی بات تو یہ کہنا چاہوں گا اور اللہ کے گھر میں کھڑے ہو کر اللہ رب العالمین مجھے معاف فرمائیں کہ اب تک مستقبل تو اللہ بہتر جانتا ہے اور انسان اپنے مستقبل کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ اب تک مجھ سے جو کچھ ہو سکا۔ اس میں میں نے منافقت نہیں کی۔ میں اس کو ایمان سمجھتا تھا۔ (نعرے)

سامعین محترم.....

Scanned with CamScanner

انشاء اللہ بہت جلد لوگ ہمارے موقف کو سمجھیں گے۔ اور انہیں پتہ چلے گا کہ ہم تخریب کار نہیں۔ فرقہ واریت نہیں پھیلاتے۔ بلکہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سمجھتے وہ اب بھی ہیں کہ تخریب کار کون ہے؟ کہاں ہیں؟ کہاں سے آتا ہے؟ لیکن صرف یہ بات کہ ہم قابو آجاتے ہیں اور جو اصل تخریب کار ہیں اس کی پشت پر کوئی اور ہے وہ قابو میں نہیں آتے۔ اس لیے سارا زور ہم پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک دین کے ترجمان کی حیثیت سے ہم قتل و غارت کو گناہ سمجھتے ہیں۔ ہم تخریب کاری کو گناہ سمجھتے ہیں۔ ہم افراط و تفریط کو گناہ سمجھتے ہیں۔ ہماری دعوت ایک تھی ایک ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ وہ رسی کون سی ہے؟ وہ آسمان سے لٹکتی ہوئی کوئی وجود کی حیثیت میں اور نظر میں آتی۔ وہ رسی محمد رسول اللہ کی شکل میں سامنے آئی۔ وہ محمد رسول اللہ کی تربیت یافتہ جماعت کی شکل میں ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی شکل میں وہ رسی سامنے آئی (واعتصموا بحبل ﷲ) اس رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ ابوبکرؓ نبیؐ کی نماز بیان کر رہا ہے۔ نبیؐ کا روزہ بیان کر رہا ہے۔ پیغمبرؐ کی نیند بیان کر رہا ہے۔ پیغمبرؐ کا وضو بیان کر رہا ہے۔ جو دین پیغمبرؐ پر آیا تھا۔ جس کو خدا نے اپنی رسی قرار دیا ہے۔ وہ دین صحابہؓ نے اپنے قلب مطہر پر نوٹ کیا اور اس کو انگاروں پر لیٹ کر' دریاؤں میں کود کر' آگ میں چھلانگ لگا کر' اپنی چمڑیاں ادھڑوا کر' ماریں کھا کر' شعب ابی طالب کی قید کاٹ کر' جلاوطنی اختیار کر کے بچے ذبح کروا کر اس رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور جو اس رسی سے کٹ گیا۔ کبھی ابوجہل کی شکل میں کٹ کر سامنے آیا۔ کبھی ابولہب کی شکل میں اس رسی سے کٹ کر سامنے آیا اور جو اس رسی سے کٹتے گئے۔ صحابہؓ ان پر چھاتے گئے بہت قلیل عرصہ میں پیغمبرؐ کی جماعت نے پوری دنیا میں اپنی قوت' طاقت' جرات' اور غلبہ منوالیا۔ اور آج بھی تاریخ اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہے کہ قیصر و کسریٰ صدیقؓ و عمرؓ کے جوتے کی نوک پر ناچا کرتا تھا۔ (نعرے)

سامعین گرامی قدر.....

Scanned with CamScanner

بنیادی نقطہ وہی ہے جو میں نے آپ کے سامنے اللہ کے گھر میں کھڑے ہو کر عرض کیا ہے کہ مجھے بہت شرم آتی ہے کہ میں اپنی بات بیان کروں۔ میں کچھ نہیں۔ چودہ صدی بعد اصحاب رسول ؐ کا ایک ادنی سے ادنی ترین نوکر بننے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جب کہ ابھی سمجھتا ہوں کہ جیسے مجھے نوکری کرنا چاہیے وہ نہیں ہو سکی۔ اصل مشن تو یہی ہے موضوع یہی ہے' عنوان یہی ہے کہ رب العزت اس مقدس جماعت کی عزت و ناموس شرافت و تقدس کے تحفظ کے لیے ہم سے کوئی کام لے لیں۔

تیسرا دورۂ کراچی

مولانا جھنگوی ؒ کو 9 ماہ تک ملتان' میانوالی اور دیگر جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد رہائی نصیب ہوئی۔ جامعہ مدنیہ لاہور میں پہلا خطبہ جمعہ دیا۔ (جس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے) لاہور میں مولانا محمد اعظم طارق صاحب نے رہائی پر مبارک باد دی اور کراچی کے دورہ کی دعوت دی۔ چنانچہ کراچی میں مولانا کے استقبال کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اور جماعتی پروگرام ترتیب دیے گئے۔ ایک پروگرام حیدر آباد میں بھی رکھا گیا۔

فقید المثال استقبال

پروگرام کے مطابق کراچی ائیرپورٹ پر مولانا جھنگوی (شہید ؒ) کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ اور ائرپورٹ پر ہی استقبالیہ جلسہ ترتیب دے کر مولانا کو خطاب کی دعوت دی۔ اس موقع پر قریباً پونے دو سال کے بعد جب مولانا محمد اعظم طارق کی مولانا جھنگوی ؒ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے اپنا تعارف کروایا تو مولانا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اخبارات کے ذریعہ جیل میں آپ کی سرگرمیاں پڑھیں مگر مجھے یاد نہیں آ رہا تھا کہ مولانا اعظم طارق کون ہے؟ کیونکہ سابقہ ملاقات ابتدائی اور نہایت مختصر اور سرسری تھی۔

ائرپورٹ پر ہونے والے جلسہ کو مولانا آخری دنوں تک بہت یاد کرتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے جب انٹرنیشنل ائرپورٹ پر سپاہ صحابہ ؓ کے پرچم لہرا رہے تھے اور میں تقریر کر

Scanned with CamScanner

رہا تھا تو مجھے جماعت کی اس درجہ مقبولیت اور کامیابی پر نہایت مسرت ہو رہی تھی۔

اس موقع پر مولانا نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اصحاب رسول ؐ کی عظمت کے دفاع کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دے دوں گا مگر اپنے مشن سے نہیں ہٹوں گا۔ اور پہلی مرتبہ کراچی میں اس مقام پر یہ شعر پڑھا۔

اے صدیق ؓ!

ساری دنیا مجھے کہتی کہ تیرا سودائی ہے
اب میرا ہوش میں آنا تیری رسوائی ہے

اور کراچی کے ایک مقام پر یہ فرمایا!

ان اندھیروں سے کہہ دو کہ اپنا ٹھکانہ کر لیں
ہم نئے عزم سے ساتھ بنیاد سحر رکھتے ہیں

کراچی کے جلسوں سے فارغ ہو کر بذریعہ ہوائی جہاز حیدر آباد تشریف لے گئے۔ مولانا کے ساتھ مولانا اعظم طارق بھی تھے۔ مولانا جھنگوی ؒ کے ساتھ جہاز میں مولانا اعظم طارق کا پہلا فضائی سفر تھا دوسرا فضائی سفر مولانا کے جنازہ کے لیے کراچی سے ملتان تک ہوا۔ حیدر آباد کا جلسہ بھی کامیاب رہا۔ اور کراچی میں تو مولانا جھنگوی ؒ کے جلسوں نے ایک فضا قائم کر دی کہ جماعت کا نام اور مولانا کے اخباری بیانات پوری دنیا میں پڑھے جانے لگے۔

بعد کے اڑھائی سالوں میں مولانا جھنگوی ؒ نے کراچی کا کم از کم چھ مرتبہ دورہ کیا۔ کراچی کے ساتھیوں نے بارہا اصرار کیا کہ آپ کراچی میں مستقل سکونت اختیار کر لیں۔ تاکہ دنیا بھر میں مشن کے پرچار کا آسانی سے مرحلہ طے ہو سکے۔ لیکن مولانا نے ہر مرتبہ جھنگ کے عوام کی محبت اور وہاں کے جاگیردارانہ نظام میں جکڑے ہوئے مظلوموں کی نجات اور مرکز سپاہ صحابہ ؓ کے استحکام کے لیے جھنگ میں رہ کر ہی کام کرنے کو ترجیح دیتے رہے۔ کراچی میں آپ کی آواز حق اتنی موثر ثابت ہو چکی تھی کہ کئی دوسری تنظیموں اور دیگر اہلسنت مکاتب فکر حتی کہ مکتب اہلحدیث کے نامور اداروں نے مولانا جھنگوی ؒ کے

Scanned with CamScanner

اعزاز میں استقبالیہ پروگرام ترتیب دیئے۔

مولانا اعظم طارق کی صوبائی جنرل سیکرٹری کے لئے نامزدگی

1988ء تک آپ کراچی ڈویژن کے جنرل سیکرٹری کے طور پر سرگرمی کیساتھ جماعت کا کام کرتے رہے اور کراچی کے چاروں اضلاع میں ایک سو کے لگ بھگ یونٹوں کا قیام عمل میں لانے میں کامیاب ہوگئے۔ اسی اثناء میں امیر عزیمت" نے کراچی و حیدر آباد اور اندرون سندھ کے کامیاب دورے کئے تو مولانا اعظم طارق آپ کے ہمراہ تھے چنانچہ امیر عزیمت" نے آپ کو صوبہ سندھ کے لئے جنرل سیکرٹری نامزد کر دیا تاکہ اندرون سندھ میں کام کو آگے بڑھایا جائے صوبائی جنرل سیکرٹری نامزد ہونے کے بعد آپ نے نواب شاہ، بھکر، میرپور، کوٹری، حیدر آباد، کھپرو وغیرہ شہروں کا دورہ کر کے ضلعی سطح پر جماعت کی بازیوں کی داغ بیل ڈالی۔

Scanned with CamScanner

تیسرا باب

☆ ----- شہادت امیر عزیمت ؒ اور آپ کی جنازہ میں شرکت
☆ ----- جانشین امیر عزیمت ؒ کا انتخاب
☆ ----- کراچی واپسی پر مظاہرے اور قاتلانہ حملہ
☆ ----- ڈپٹی سیکرٹری کے عہدہ پر انتخاب
☆ ----- الیکشن 90ء اور مولانا ایثار القاسمی کی فتح
☆ ----- شہادت قاسمی ؒ شہید
☆ ----- سپاہ صحابہ ؓ کراچی کا رد عمل
☆ ----- نائب سرپرست کا انتخاب
☆ ----- مولانا اعظم طارق جھنگ میں
☆ ----- مولانا کے والد کا فرمان
☆ ----- شہادت مولانا عبدالصمد ؒ آزاد
☆ ----- چنیوٹ میں گرفتاری اور رہائی
☆ ----- شہادت میاں اقبال حسین ؒ
☆ ----- دفاع صحابہ ؓ کانفرنس لاہور
☆ ----- علماء کرام کی شہادتیں
☆ ----- جھنگ انتظامیہ کے خلاف مظاہرے

Scanned with CamScanner

امیر عزیمت مولانا حق نوازؒ کی شہادت

اور

مولانا محمد اعظم طارق کا امیر عزیمت کے آخری سفر میں شرکت کرنا

22 فروری 1990ء کے روز بعد نماز مغرب آپ نے نصرت بھٹو کالونی نارتھ ناظم آباد میں یونٹ کا افتتاح کر کے کارکنوں سے خطاب کیا اور واپس مرکز سپاہ صحابہؓ جامع مسجد صدیق اکبرؓ نارتھ کراچی اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تو آپ کے بڑے بھائی مولانا محمد احمد مدنی نے فون پر آپ کو امیر عزیمتؒ کی شہادت کی خبر سنائی اس اندوہناک خبر سے آپ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ کچھ دیر آپ نے خود پر قابو ڈالا اور فوراً کراچی ڈویژن کے راہنماؤں کو فون پر اس حادثہ کی اطلاع دے کر مرکز پہنچنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ ایک گھنٹہ بعد مرکز سپاہ صحابہؓ کراچی میں راہنماؤں اور کارکنوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ آپ اور بھائی جاوید اقبال جنازہ میں شرکت کے لئے فوری بذریعہ ہوائی جہاز جھنگ روانہ ہو جائیں۔ ادھر رات ساڑھے نو بجے لیاقت آباد گلشن اقبال اور نارتھ ناظم آباد کے علاقوں میں کرفیو نافذ ہو جاتا ہے۔

چنانچہ آپ ساتھیوں سمیت جونہی مرکز سے روانہ ہوئے تو کرفیو کا نفاذ عمل میں آچکا تھا لیکن اسے امیر عزیمتؒ کی کرامت ہی کہا جا سکتا ہے کہ تمام فوجی چیک پوسٹوں پر آپ کو روک کر پھر کرفیو زدہ علاقہ سے گزرنے کی اجازت دی جاتی رہی۔ یہاں تک آپ ائر پورٹ پر پہنچ گئے۔ کراچی سے ملتان تک جہاز کا سفر کر کے ملتان سے بذریعہ روڈ جھنگ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ جھنگ میں بسوں اور گاڑیوں کے داخلہ کو سختی سے روک دیا گیا تھا۔ حافظ القرآن و الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی اقتداء میں امیر عزیمتؒ کی نماز جنازہ ادا کر کے جامعہ محمودیہ میں جنازہ کے ہمراہ پہنچے تو وہاں پر جامعہ کے صدر مدرس مولانا عبدالرحیم نے آپ کو کفن دفن کے امور میں شریک ہونے کا موقع دیا۔ یہاں

Scanned with CamScanner

تک کہ امیر عزیمت" کو قبر میں اتار کر آپ کے کفن کے بعد بند کھول کر بسم اللہ و علی ملۃ رسول اللہ کے کلمات پڑھ کر سب سے آخر میں آپ اپنے قائد کے ساتھ آخری دم تک مشن حق کے لئے جدوجہد کرتے رہنے کا عہد کر کے قبر سے باہر آئے۔

جانشین امیر عزیمت کا انتخاب اور آپ کی کوششیں

امیر عزیمت" کے دفنانے تک تو آسمان سے بادل کے برسنے کا انداز ایسے تھا جیسے کوئی محب اپنے محبوب کی جدائی میں آنسو بہا رہا ہو اور محبوب کے جنازہ پر پھولوں کی پتیوں کی طرح قطرے نچھاور کر رہا ہو۔ چنانچہ اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت درخواستی" نے فرمایا تھا "لوگو! دیکھ لو حق نواز کی موت پر آسمان بھی روتا ہے لیکن آپ کے دفن کے بعد پھر بادل ایسے برسا جیسے اس کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے ہوں۔ آپ دیگر ساتھیوں کے ہمراہ جامعہ محمودیہ سے سیدھے مسجد حق نواز شہید" پہنچے اور عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ سب کارکن اور باہر سے آئے ہوئے حضرات سنتوں کے بعد بیٹھیں۔ چنانچہ سنتوں سے فراغت کے بعد آپ نے نہایت ہی حوصلہ مندی کے ساتھ کارکنوں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ "امیر عزیمت سے محبت و عقیدیت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم آج یہ عہد کریں کہ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک مشن جھنگوی" کو سینہ سے لگائے رکھیں گے۔ آپ نے مزید کہا زندہ قومیں اپنے مشن کی پاسدار ہوتی ہیں اگر ایک سالار قافلہ جدا ہو جائے تو فوراً دوسرا سالار قافلہ چن کر سفر جاری رکھتی ہیں لہٰذا ہمیں فوراً جانشین امیر عزیمت کا انتخاب عمل میں لانا چاہئے تاکہ یہ کارواں ایک لمحہ بھی رکنے نہ پائے۔ آپ کے اس خطاب سے تمام حاضر حضرات میں ایک نیا جذبہ و ولولہ پیدا ہو گیا چنانچہ دوسرے روز صبح ہی جماعت کے مرکزی رہنماؤں کا اور ممتاز علماء کرام کا اجلاس ہوا جس میں کافی آرا و تجاویز کے بعد علامہ ضیاء الرحمان فاروقی پر (جو کہ اس موقع پر ملک سے باہر بنگلہ دیش کے دورہ پر تھے) اتفاق ہو گیا کہ انہیں حضرت امیر عزیمت کے منصب پر کھڑا کر کے از سرے نو اپنی منزل کی طرف

Scanned with CamScanner

سفر شروع کیا جائے۔

کراچی واپسی پر مظاہرے اور آپ پر قاتلانہ حملہ

جھنگ سے واپسی پر آپ نے کراچی میں زبردست احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع کر دیا جس سے کراچی کے تمام علاقوں میں شیعہ کے کفر کے نعرے گونجنے لگے۔ چنانچہ ٹھیک ایک ماہ بعد آپ 23 مارچ کو قاتلانہ حملہ میں زخمی ہو گئے۔ (نوٹ) اس حملہ کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

اور

آپ کا مرکزی ڈپٹی سیکرٹری کے عہدہ پر انتخاب

جانشین امیر عزیمت علامہ ضیاء الرحمان فاروقی نے سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہؓ کا عہدہ سنبھالتے ہی سپاہ صحابہؓ کی سورکنی مجلس شوریٰ ترتیب دی اور اس کا اہم اجلاس جھنگ میں طلب کیا۔ اس مجلس شوریٰ میں مرکزی عہدیداران کا انتخاب از سرنو عمل میں لایا گیا۔ جس میں مولانا ایثار القاسمی کو نائب سرپرست اعلیٰ اور مولانا اعظم طارق کو مرکزی ڈپٹی سیکرٹری کے عہدوں پر منتخب کیا گیا۔ اور باقی عہدوں پر کچھ سابقہ عہدیداروں کو بحال رکھا گیا کچھ نئے عہدیداروں کا تقرر کیا گیا۔

الیکشن 1990ء اور مولانا ایثار القاسمی کی کامیابی

صدر مملکت غلام اسحاق خان نے جولائی 1990ء میں بے نظیر کی حکومت کا خاتمہ کر کے اکتوبر میں قومی و صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کرانے کا اعلان کیا تو جھنگ کی اسی قومی اسمبلی کی نشست سے جس پر دو سال قبل امیر عزیمت الیکشن لڑ چکے تھے۔ مولانا ایثار القاسمی کو قومی اسمبلی و شہری سیٹ کے صوبائی حلقہ سے الیکشن لڑنے کی جماعت کی طرف سے اجازت دی گئی۔ مولانا ایثار القاسمی نے اسلامی جمہوری اتحاد کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی

Scanned with CamScanner

اور آزاد حیثیت سے صوبائی اسمبلی کے امیدوار کے کاغذات نامزدگی داخل کرائے۔

اس موقع پر مولانا اعظم طارق کراچی سے الیکشن مہم میں حصہ لینے کے لئے جھنگ آئے اور الیکشن مہم میں زور دار تقاریر کیں حتی کہ جس رات مولانا ایثار القاسمی کامیاب ہوئے تو مسجد حق نواز شہید" میں اس موقع پر ہونے والی تقریب کے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض بھی آپ ہی نے سرانجام دیئے۔

مولانا ایثار القاسمیؒ کی شہادت

10 جنوری 1991ء پاکستانی تاریخ کا وہ سیاہ ترین دن ہے جس دن سپاہ صحابہ" کے بانی سرپرست اعلیٰ ممبر قومی اسمبلی مولانا ایثار القاسمیؒ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ مولانا اپنی چھوڑی ہوئی صوبائی اسمبلی کی نشست پر ضمنی الیکشن کے موقع پر پولنگ اسٹیشن کا معائنہ کرنے کے لئے جب بستی گھوگے والی جھنگ سٹی پہنچے تو چاروں اطراف سے پوزیشن سنبھالے ہوئے دشمن اور دشمن کے ایجنٹوں نے اندھا دھند فائرنگ کر دی الیکشن سے ایک روز قبل جھنگ کی انتظامیہ اور فوجی اہلکاروں نے سپاہ صحابہ" اور مخالف فریق کو بظاہر پابند کر دیا تھا۔ کہ الیکشن کے روز کوئی آتشیں اسلحہ لے کر نہیں چلے گا۔ سپاہ صحابہ" نے اس معاہدہ کی پابندی کی جس سے دشمن کو موقع مل گیا۔ مولانا قاسمیؒ کی شہادت بہت بڑی سازش کا نتیجہ تھی۔ جس کی کڑیاں جھنگ انتظامیہ سے جا ملتی ہیں۔

مولانا قاسمی شہید" نے اپنے قائد کی طرح اپنی جان قربان کر کے سپاہ صحابہ" کے کارکنوں کے لئے ایک راہ متعین کر دی کہ ظلم کے خلاف کٹ جانا مگر کبھی جھکنا نہیں۔

مولانا قاسمی شہیدؒ کی نماز جنازہ جھنگ کی مشہور اور وسیع و عریض شفقت شہید گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ جھنگ کے مشہور بزرگ پیر ذوالفقار احمد نقشبندی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں قائدین سپاہ صحابہ" علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید"، مولانا محمد ضیاء القاسمی مدظلہ کے علاوہ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث تمام مکاتب فکر نے شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ کے بعد شہید کی میت جامعہ محمودیہ لے جائی گئی جہاں امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگویؒ کے

Scanned with CamScanner

دائیں پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ اور اس طرح قاسمی شہیدؒ کا حسین و جمیل چہرہ ہمیشہ کے لیے لاکھوں من مٹی کے نیچے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

مولانا قاسمیؒ کی شہادت کے بعد سپاہ صحابہؓ کراچی کا ردعمل

مولانا حق نواز جھنگویؒ کی شہادت کے بعد مولانا محمد اعظم طارق اور کراچی کے جاوید اقبال بذریعہ جہاز کراچی سے باوجود کرفیو کے جنازہ میں شریک ہو کر اپنے قائد کو لحد میں اتارنے تک کی تقریب میں شریک ہو گئے تھے۔ لیکن مولانا قاسمیؒ کی شہادت پر کراچی کے عہدیداروں کے ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مولانا اعظم طارق کراچی میں ٹھہر کر 11 جنوری کو جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں احتجاجی جلسہ کا انتظام کریں اور کارکنوں کو پر امن رہنے کی تلقین کریں۔ ورنہ سخت اندیشہ ہے کہ کراچی کے مشتعل کارکن کوئی انتہائی قدم نہ اٹھائیں۔ اور جماعت کی طرف سے ایک چار رکنی وفد بذریعہ جہاز جنازہ میں شریک ہوا۔

چنانچہ چار رکنی وفد کو جھنگ کے لئے روانہ کر کے مولانا نے ہنگامی طور پر احتجاجی جلسہ کا پروگرام ترتیب دیا اور بعد نماز جمعہ مسجد صدیق اکبرؓ میں تاریخی پروگرام کا انعقاد عمل میں لا کر پرجوش و مشتعل کارکنوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے ہوئے کہا۔ شہداء کے خون کا ہم سے تقاضہ ہے کہ آج آپ اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں ان کے مشن کی تکمیل کے لئے وقف کر دیں۔

نائب سرپرست اعلیٰ کا انتخاب

مورخہ 20 جنوری 1991ء کو سپاہ صحابہؓ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس راولپنڈی میں علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد اعظم طارق صاحب کو مولانا ایثار القاسمی شہید کا نائب و جانشین منتخب کر لیا گیا۔ اجلاس میں تنظیمی پالیسی کے بارے میں اہم فیصلے بھی کئے گئے اور 23 فروری 1991ء کو اسلام آباد میں ہونے والی انٹرنیشنل حق نواز شہیدؒ کانفرنس کو 2 جون تک ملتوی کر دیا گیا۔

Scanned with CamScanner

مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' جھنگ میں

کراچی کے ساتھیوں کی ناراضگی' والدین اور عزیز و اقارب کے بارہا منع کیے جانے کے باوجود مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' نے کراچی چھوڑ کر جھنگ آنے کا چیلنج قبول کر لیا۔ جھنگ پہنچتے ہی مولانا نے وقت ضائع کیے بغیر اپنے فرائض کی بجا آوری میں دن رات ایک کر دیا۔ اور ملک بھر میں طوفانی دورے کر کے سپاہ صحابہؓ کی صفیں مضبوط کیں' گاؤں گاؤں' شہر شہر' سپاہ صحابہؓ کے یونٹ قائم کیے' عوام الناس کو ظالم جاگیرداروں' سرمایہ داروں' وڈیروں کے جال سے باہر نکالنے اور مظلوموں کا ساتھ دینے پر آمادہ کیا اور نوجوان افراد کو زندہ قوم ہونے کا احساس دلایا۔ آپ کے کردار اور حسن سلوک کی وجہ سے عوام الناس میں آپ کو زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ یہ نوجوان شخصیت اپنے قائد حضرت جھنگوی" و قاسمی شہید" کی جدائی سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کر سکتی ہے اور آپ بھی الحمدللہ لوگوں کی توقعات پر پورے اترے۔

مولانا کے والد محترم نے فرمایا

بیٹا..... مجھے تمام رشتہ دار اور شہر و گاؤں کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ اپنے بیٹے کو جھنگ کی جلتی ہوئی آگ میں مت چھلانگ لگانے دو اور اسے موت کی طرف قدم بڑھانے سے باز رکھو اگر اس عہدہ و منصب کو سنبھالنے سے قبل تو مجھ سے پوچھ لیتا تو میں بھی تجھے یہی مشورہ دیتا کہ جھنگ نہ جاؤ بلکہ کراچی ہی میں کام کرو لیکن چونکہ اب تم میدان جنگ میں اتر پڑے ہو اب میں یہی کہوں گا کہ خدا پر بھروسہ کر کے آگے بڑھتے چلے جاؤ اور اب پیچھے ہٹنے کا نام نہ لینا۔

مولانا عبدالصمد آزادؒ کی المناک شہادت

انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس کے ایک ہفتہ بعد انتہائی غریب زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ اور مولانا حق نواز شہید کے موقف اور مشن کی ان کی زندگی اور شہادت کے

Scanned with CamScanner

بعد ہر طرح سے تائید کرنے والے سپاہ صحابہ" لیہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا عبدالصمد آزاد کو صبح کی نماز کے لیے "مسجد اللہ والی" جاتے ہوئے راستے میں فائرنگ کر کے بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ مولانا آزاد سپاہ صحابہ" لیہ کے سرپرست کے علاوہ جمعیۃ علماء اسلام لیہ کے سیکرٹری بھی تھے۔ مولانا عبدالصمدؒ پہاڑپور تحصیل لیہ کوٹ سلطان کے غریب دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر سے حاصل کی۔ شروع سے ہی ایک ذہین طالب علم تھے اور چھوٹی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا۔ مزید تعلیم کے لیے قاسم العلوم میں داخل ہوئے۔ اور وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔

عملی زندگی کا آغاز مسجد اللہ والی میں امامت و خطابت سے کیا۔ آپ جلد ہی زور بیان جرات و استقامت کی وجہ سے مشہور ہو گئے۔ تحریک نظام مصطفیٰ میں اہم کردار ادا کیا۔ اور کئی ماہ تک پابند سلاسل رہے۔

1980ء میں مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے ایک مرزائی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ آپ نے اس کی سخت مخالفت کی۔ لوگوں نے کہا کہ چھوڑو۔ لیکن آپ ڈٹ گئے۔ اور بالآخر مرزائیوں کو قبر کھود کر اپنے مردہ کو ربوہ لے جانا پڑا۔

مارشل لاء کے دور میں حق بات کہنے کے جرم میں 6 ماہ قید اور پانچ کوڑوں کی سزا ہوئی۔

سانحہ لیہ کے بعد مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے ساتھ تین ماہ تک قید رہے۔

جھنگ، مظفر گڑھ، لیہ، ملتان کی جیلوں میں کافی عرصہ تک اسیر رہے۔ محرم کے دنوں میں اکثر گرفتار کر لیے جاتے تھے۔ 1990ء میں جے۔ یو۔ آئی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا اور تقریباً ساڑھے پانچ ہزار ووٹ حاصل کیے۔

10 جون 1991ء کو صبح مولانا عبدالصمد آزاد کو شہید کر دیا گیا شہادت کے وقت مولانا کی عمر تقریباً اڑتالیس سال تھی۔ سوگواروں میں بیوہ اور 4 بچے چھوڑے جن میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں دونوں لڑکے ایک مقامی مدرسہ میں زیر تعلیم ہیں۔

Scanned with CamScanner

چنیوٹ میں گرفتاری اور رہائی

11 جولائی بروز جمعرات چنیوٹ میں تیسری سالانہ شہدائے مدینہ کانفرنس کا پروگرام تھا۔ جس سے نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہؓ مولانا اعظم طارق، فیصل آباد ڈویژن کے صدر قاری عبدالسبحان عثمانی اور دیگر مقتدر سنی علماء اور اکابرین سپاہ صحابہؓ نے خطاب کرنا تھا۔ شہر میں کئی روز قبل بڑے بڑے اشتہارات لگ چکے تھے۔ منتظمین جلسہ کی سہ پہر چار بجے فون پر جرنیل محترم سے بات ہوئی۔ مولانا نے فرمایا کہ میں ابھی افغانستان کے دورہ سے واپس آیا ہوں اور آپ سے رابطہ ہوا ہے۔ رات کے پروگرام کے بارے میں فرمایا کہ میں شاید چنیوٹ سیدھا آ جاتا لیکن آج رات ہی چک جھمرہ (فیصل آباد) میں ایک عظیم الشان کانفرنس ہو رہی ہے۔ جس میں مولانا ضیاء الرحمان فاروقی خطاب فرمانے والے تھے لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی وجہ سے وہ کانفرنس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ اس لیے میرا وہاں تقریر کے لیے پہنچنا ازحد ضروری ہے۔ آپ دو تین ساتھی چک جھمرہ پہنچ جائیں وہاں سے اکٹھے چنیوٹ آئیں گے۔ جب قائد محترم کے فون کی اطلاع نائب ضلعی صدر جناب غازی اشرف صاحب کو دی، غازی صاحب نے کنوینر سپاہ صحابہؓ چنیوٹ جناب خالد حسین کو بتایا کہ ہم مولانا کو لینے جا رہے ہیں اور فون پر ہونے والی گفتگو کے بارے میں بھی بتایا۔ اگر آپ میں سے کسی ساتھی نے آنا ہے تو آ جائیں خالد صاحب نے کہا کہ آپ حضرات چلے جائیں چنانچہ چار ساتھی بذریعہ کار غازی محمد اشرف ضلعی نائب صدر، مرتضیٰ معاویہ، نجم الحسن شیخ اور شمس لز کالونی یونٹ کے ایک ساتھی کے ہمراہ چنیوٹ سے چک جھمرہ کے لئے روانہ ہوئے چنیوٹ میں کانفرنس بعد از نماز عشاء شروع ہو گئی تھی۔ جب چنیوٹ کے ساتھی چک جھمرہ پہنچے تو جرنیل سپاہ صحابہؓ تقریر کر رہے تھے۔ ان کی تقریر میں امیر عزیمت جیسے دلائل اور مولانا ایثار القاسمی جیسی یلغار تھی۔ اور مجمع پر سکتہ طاری تھا۔ جرنیل محترم انتہائی جوش میں شیعہ کے کفر پر دلائل دے کر عظمت صحابہؓ بیان کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ سات سال بیت گئے شہید امیر عزیمت کے چیلنج کو جو وہ اپنی شہادت تک

سینکڑوں مقدمات' تشدد و جیل' ہتھکڑی' داخلہ بندیوں' نظر بندیوں کے باوجود کر رہے تھے شیعوا میں تمہیں کافر کہتا ہوں اعلانیہ کہتا ہوں اگر تم میں جرات ہے تو اس چیلنج کو ہائی کورٹ میں' سپریم کورٹ میں لاؤ۔ لیکن آج تک کسی شیعہ میں اتنی جرات نہ ہوئی۔ کہ وہ آپ کے دلائل کا جواب دے سکے۔ اعظم طارق امیر عزیمت کا روحانی فرزند آج بھی کھلے لفظوں میں امیر عزیمت کے اس چیلنج کو دھرا رہا ہوں کہ شیعوا تم ہمیں ملزم کی حیثیت سے پاکستان کی عدالت عالیہ میں طلب کرو۔ ہم تمہارا کفر ثابت نہ کریں تو ہمیں چوک میں گولی مار دو۔ جلسہ کے اختتام پر مولانا چنیوٹ کے لئے روانہ ہوئے مولانا اپنی گاڑی جس میں مولانا کے علاوہ' ڈرائیور حاجی شفیق' محمد ندیم اور سپاہ صحابہ" پاکستان کے مرکزی ناظم دفتر جناب محمد فاروق بھٹی اور جناب غازی محمد اشرف روانہ ہوئے۔ چنیوٹ کے باقی تین ساتھی دوسری گاڑی میں راستہ بھولنے کی وجہ سے دس منٹ لیٹ روانہ ہوئے۔ دو جگہ پر پولیس نے گاڑی روکی اور تلاشی لی۔ جب یہ تینوں ساتھی جلسہ گاہ میں پہنچے۔

تو معلوم ہوا کہ مولانا گرفتار ہو گئے ہیں ادھر جب مولانا اعظم طارق دیگر ساتھیوں کے ہمراہ جلسہ گاہ سے تقریباً دو کلومیٹر دور غلہ منڈی چنیوٹ کے قریب پہنچے۔ تو پولیس نے راستہ بلاک کر کے انہیں روک لیا مولانا نے روکنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ آپ کو ہمارے ساتھ تھانہ صدر چلنا ہو گا۔ مولانا نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا پہلے آپ کو وجہ بتلانی ہو گی۔ لیکن سٹی مجسٹریٹ اور دیگر پولیس زبردستی مولانا اور ان کے ساتھیوں کو تھانے لے گئی اور کہا کہ آپ گرفتار ہیں۔ جس پر مولانا نے فرمایا کہ میں سپاہ صحابہ" پاکستان کا ایک ذمہ دار فرد ہوں۔ ہم پورے ملک میں دن رات سفر کرتے ہیں۔ لیکن اس طرح بلاجواز گرفتاری ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اگر میرا چنیوٹ میں داخلہ منع ہے۔ تو مجھے بتائیں میں واپس چلا جاتا ہوں۔ فیصل آباد میں اگر داخلہ ممنوع ہے تو میں براستہ سرگودھا چلا جاتا ہوں۔ مجسٹریٹ سے کہا کہ آپ نے چنیوٹ داخلہ بندی کے آرڈر کی تعمیل نہیں کروائی گئی۔ اگر تعمیل ہوئی ہے تو مجھے دکھائیں اور پھر میں گرفتاری کے لئے

Scanned with CamScanner

حاضر ہوں۔ لیکن مجسٹریٹ نے ٹال مٹول شروع کر دی۔ اسی دوران مجسٹریٹ موصوف فون پر کسی سے باتیں کرتے ہوئے دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ تو وہاں پر موجود سٹی تھانہ کے ایس۔ ایچ۔ او محمد حنیف اور انسپکٹر تھانہ صدر محمد یونس۔ اے ایس آئی رشید احمد اور تھانہ صدر کا ہیڈ کانسٹیبل عارف بھٹی اور مشہور شیعہ محرر جعفر حسین اور ممتاز حسین ہندران نے مولانا اور دیگر ساتھیوں پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اسی اثناء میں 8/10 پولیس کانسٹیبلوں نے مولانا اور ان کے ساتھیوں کو لاتوں' مکوں' لاٹھیوں اور بندوقوں کے بٹوں سے بے تحاشا مارنا شروع کر دیا۔ غلیظ گالیاں دیں اور باریش سٹی مجسٹریٹ بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہنستے رہے۔ خدا کا نام لینے والوں اور اصحاب رسول" کی عظمت کے لئے کام کرنے والوں کو نام نہاد اسلامی حکومت میں بری طرح پیٹا گیا۔ مولانا کا تین دفعہ آپریشن ہوا ہے۔ اور اس بیمار مسافر عالم دین کو اتنا پیٹا گیا۔ کہ ان کی ٹانگوں سے بے تحاشا خون شروع ہو گیا۔ اور آپریشن کے ٹانکوں میں شدید تکلیف شروع ہو گئی۔ اور آپ کا سارا بدن سوج گیا جگہ جگہ نیل پڑ گئے اور یہی حالت ان کے دیگر ساتھیوں کی تھی۔ ان کے ڈرائیور حاجی شفیق جو گردے کے مریض تھے۔ ان کا سارا جسم سوج گیا۔ سپاہ صحابہ" کے مرکزی ناظم دفتر جناب فاروق بھٹی کو اتنا مارا کہ ان کے ہاتھ کا انگوٹھا ٹوٹ گیا۔ اور اسی طرح آپ کے گن مین محمد ندیم' کنوینر سپاہ صحابہ" چنیوٹ کلیم محمد خالد مغل اور مولانا عبدالمنان عثمانی کے ساتھی عابد حسین پر تشدد کیا۔ جس سے ان کے سارے جسم پر چوٹیں آئیں۔ اس کے بعد انہیں راتوں رات چنیوٹ سے 40 کلومیٹر دور ویرانہ میں کانڈیوال تھانہ منتقل کر دیا گیا۔ جب چنیوٹ کے ساتھی ملاقات کے لئے گئے۔ تو مولانا کے چہرے پر وہی بشاشت تھی۔ کوئی فکر نہ تھی۔ لیکن ان کے زخموں سے بھی ابھی تک خون رس رہا تھا یہاں سے ڈسٹرکٹ جیل جھنگ بھیجا گیا اور پھر ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد منتقل کر دیا گیا۔ اور چنیوٹ کے مقدمہ کے علاوہ ان پر ایک نو ماہ پرانا مقدمہ قتل تھونپ دیا گیا۔ جب کہ اس قتل کے وقت مولانا کراچی میں ہوا کرتے تھے۔ ان پر اور ان کے ساتھیوں پر سٹی پولیس

Scanned with CamScanner

نے مستغیث ہاریش اہلسنت مجسٹریٹ کی رپورٹ پر محمد فاروق بھٹی' مولانا محمد اعظم طارق' محمد ندیم اختر' حاجی شفیق احمد پر بجرم ۱۸۶/۳۵۳' ۱۸۸/۵۰۶ ت پ AD13 60/65 کا جھوٹا مقدمہ درج کیا گیا جب کہ اطلاع دہندہ کانسٹیبل عاشق حسین کی خفیہ جھوٹی ڈائری رپورٹ پر شہدائے مدینہ کانفرنس کے صدر جلسہ مولانا عبدالوارث چنیوٹی' قاری عبدالمنان' محمد عابد' حکیم خالد' محمد سعید' محمد صدیق' عمر فاروق' شوکت' محمد عامر ملک' محمد سعید ولد عبدالحمید' راؤ اورنگ زیب علی ضیاء بھٹی' محمد یاسین پر بجرم MPO/N کے تحت پرچہ درج کیا گیا۔ حکام بالا سے گفت و شنید کے بعد جھوٹا مقدمہ قتل ختم کر کے ان کے گرفتار ساتھیوں کو 25 روز بعد اور مولانا محمد اعظم طارق کو تقریباً ایک ماہ کے بعد 12 اگست کو فیصل آباد سے رہائی نصیب ہوئی۔ تعجب و حیرت کی بات ہے کہ سات سال بعد اب پھر وہی مقدمہ قتل مولانا پر ڈال کر انہیں راولپنڈی جیل میں قید رکھا ہوا ہے۔

شہادت میاں اقبال حسینؒ

میاں اقبال حسین ضلع جھنگ کے معروف صنعت کار' کھوکھر خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ انتہائی منکسر المزاج' صاحب علم و حیاء' سخاوت اور فیاضی میں ضرب المثل' جھنگوی شہیدؒ کے پرانے عقیدت مند مخلص اور بے باک شخص تھے۔ جن کی زیر نگرانی ضلع جھنگ میں صوفی ٹیکسٹائل ملز کے کئی یونٹ کام کر رہے تھے۔ جھنگوی شہید کے الیکشن 88ء اور مولانا قاسمی شہید کے الیکشن 90ء میں پیش پیش رہے عوامی اور سماجی کاموں میں کافی دلچسپی رکھتے تھے۔ مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ کی چھوڑی ہوئی صوبائی اسمبلی کی سیٹ پر ضمنی الیکشن میں یہی جماعت کے نمائندہ تھے کہ الیکشن کے روز مولانا قاسمی کی شہادت کا سانحہ پیش آ گیا۔ اور ایک مرتبہ پھر قومی و صوبائی کی دونوں سیٹیں خالی ہو گئیں۔

12 اگست 1991ء کو مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کی فیصل آباد سے رہائی ہوئی اور دوسرے ہی روز 13 اگست کو رات آٹھ بجے صوفی ٹیکسٹائل ملز کے منیجنگ ڈائریکٹر اور سپاہ صحابہؓ کے مقامی راہنما اور حلقہ پی پی 65 کے امیدوار حاجی میاں اقبال حسین جھنگ ٹوبہ

Scanned with CamScanner

روڈ پر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کا ٹیلی فون ملنے پر ان سے جھنگ میں امن و امان کے سلسلے میں گفت و شنید کے لیے آفیسر کالونی کے گیٹ پر پہنچے ہی تھے کہ کلاشنکوف کی گولیوں سے ان کا سینہ چھلنی کر دیا گیا۔

مولانا چونکہ دو روز قبل ہی رہا ہوئے تھے اور ایک روز قبل کراچی پہنچے تھے کہ میاں اقبال حسین کی شہادت کی خبر مل گئی فوری وہاں سے بذریعہ جہاز جھنگ آئے اور سیدھے ڈسٹرکٹ ہسپتال پہنچ کر عوام کو پر امن رہنے کی تلقین کی اور جھنگ میں پائے جانے والے غم و غصہ اور نوجوانوں کے اشتعال کو حکمت عملی کے ساتھ کنٹرول کیا۔

حاجی میاں اقبال حسین کے والد محترم صوفی غلام رسول ؒ نے کہا کہ ان کے خاندان نے ملک کے لئے بالعموم اور جھنگ کے لئے بالخصوص امن و امان قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ جس کے جرم میں بیٹے کو قتل کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ موت امر ربی ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خود سزا دینے والا ہے۔

پہلی دفاع صحابہ ؓ و دفاع پاکستان کانفرنس پر گرنیڈوں سے حملہ 4 کارکن شہید

اسلام آباد میں 2 جون 1991ء میں حق نواز شہید کانفرنس کی کامیابی کے بعد سپاہ صحابہ ؓ لاہور نے ایک تاریخی دفاع صحابہ ؓ و دفاع پاکستان کانفرنس کی اجازت حاصل کر کے بھرپور انداز سے تیاریاں شروع کر دیں۔ 6 ستمبر کو جامع مسجد حق نواز شہید میں جمعہ پڑھانے کے بعد جرنیل سپاہ صحابہ ؓ مولانا محمد اعظم طارق اپنی گاڑی میں سوار ہوئے ہی تھے کہ ایک ساتھی نے خبر دی کہ خان گڑھ شہر میں سپاہ صحابہ ؓ مظفر گڑھ کے ضلعی صدر خواجہ محمد یوسف کے گھر گرنیڈوں سے حملہ کر دیا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں خواجہ صاحب شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ یہ خبر سن کر جرنیل سپاہ صحابہ ؓ جھنگ سے براستہ سمندری ہوتے ہوئے حضرت فاروقی شہید کے ہمراہ لاہور روانہ ہوئے۔ رات کے تقریباً دس بجے قائدین چوبرجی گراؤنڈ پہنچے۔ جہاں کانفرنس پورے نظم و ضبط کے ساتھ جاری تھی۔ ہزاروں کی

Scanned with CamScanner

تعداد میں کارکن جمع تھے اور انہوں نے کھڑے ہو کر قائدین کا والہانہ استقبال کیا۔ نعروں کا جواب دے کر قائدین اسٹیج پر تشریف فرما ہوئے اور اسٹیج سیکرٹری سے ترتیب معلوم کی تو انہوں نے جواب دیا کہ کم از کم دو گھنٹے بعد آپ حضرات کا خطاب ہو گا۔ قائدین کچھ دیر آرام کرنے اور خان گڑھ کے حالات سے آگاہی کے لیے اسٹیج سے اتر گئے۔ اور تقریباً رات ساڑھے گیارہ بجے قائد محترم مولانا اعظم طارق تیار ہو کر پولیس موبائل کے ہمراہ کانفرنس کی طرف روانہ ہونے ہی والے تھے کہ پولیس وائرلیس سیٹ پر یہ آواز سنائی دی کہ کانفرنس کے شرکاء پر گرنیڈوں کے ذریعہ حملہ ہو گیا ہے اور کئی لوگ شہید و زخمی ہو گئے ہیں۔ جرنیل محترم فوراً جائے وقوعہ پر پہنچے تو رات کے سماں میں عجیب غم زدہ ماحول، زخمیوں کا شور شہداء کے گوشت کے لوتھڑے، خون کی سرخی، ٹوٹی ہوئی ٹیوب لائٹیں، اور پھٹے ہوئے ٹینٹ، جلی ہوئی قناتیں، آہ و پکار کا ایک محشر بپا تھا۔ مولانا اعظم طارق سیدھے اسٹیج پر تشریف لے گئے اور مائیک ہاتھ میں لے کر بکھرے ہوئے پریشان حال کارکنوں کو پکارتے ہوئے کہا۔

"اصحاب محمدؐ کے سپاہیو!

آج اس طرح واپس لوٹ آؤ جس طرح میدان احد میں دشمن اسلام کے حملہ کا صدمہ برداشت کر کے رسول اللہؐ کے صحابہؓ واپس لوٹ آئے تھے۔ ہم دوبارہ جلسہ کر کے دشمن کو بتا دیں گے کہ ہم بھاگنے والے نہیں ہیں"

مولانا اعظم طارق کے جوش و جذبہ کی اس کیفیت کو دیکھ کر چاروں اطراف سے زندہ دلان لاہور کارکنان سپاہ صحابہؓ پنڈال میں آ کر اس طرح بیٹھ گئے کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ شہداء و زخمیوں کو ہسپتالوں میں پہنچایا جا چکا تھا۔ خون کے عطیے کے لئے کانفرنس میں اعلان کیا گیا جس کی وجہ سے ہسپتالوں میں شوق سے خون دینے والوں کی قطاریں لگ چکی تھیں۔ اس اثناء میں قائد محترم علامہ فاروقی شہید تشریف لائے تو جرنیل محترم اسٹیج ان کے حوالے کر کے خود ہسپتالوں کی طرف چل پڑے۔ اور کچھ ہی دیر بعد قائد محترم بھی

Scanned with CamScanner

تشریف لے آئے۔ قائدین ساری رات مختلف ہسپتالوں میں گھوم کر شہیدوں اور زخمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ معلومات حاصل کرنے ہوئے جب قائدین زخموں سے چور' آکسیجن اور ڈرپوں کے ذریعے علاج معالجہ میں جتلا آنکھیں بند کئے ہوئے بیڈوں پر موت و حیات کی کشمکش میں جتلا نوجوانوں کے پاس پہنچے اور ان کے سروں پر ہاتھ رکھا تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں بلکہ اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگے۔ جب قائدین نے پوچھا۔

بیٹا کیا حال ہے؟ تو کہنے لگے بس آپ آ گئے ہیں آپ کو دیکھ کر ہم ٹھیک ہو گئے ہیں۔ بعد نماز فجر یہ طے پایا کہ 12 بجے شہداء کی اجتماعی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ اس لیے جلدی جلدی شہداء کی نعشوں کا پوسٹ مارٹم کرا کر جنازے تیار کیے جائیں۔ سات ستمبر دس بجے دن ابھی چاروں شہداء (1۔ حافظ محمد سلیمان 2۔ حافظ محمد اکبر 3۔ حافظ عبدالغفور 4۔ حافظ محمد صفدر) کے پوسٹ مارٹم مکمل نہیں ہوئے تھے۔ کہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور میں بیٹھے ہوئے سوگوار قائدین کو فون کے ذریعے خبر ملی کہ جھنگ میں پانچ علماء کرام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ لاہور کے جنازوں سے فارغ ہو کر قائدین شام کو جھنگ تشریف لے گئے۔

علماء کرام کی شہادتیں

7 ستمبر صبح تقریباً ساڑھے آٹھ بجے کے قریب پانچ علماء (مولانا سید صادق حسین شاہ' مولانا رشید احمد مدنی' حبیب الرحمان' حاجی عزیز الرحمان اور قاری محمد حذیفہ) کو اٹھارہ ہزاری جاتے ہوئے صوفی ٹیکسٹائل ملز کے قریب کلاشن کوف کی فائرنگ سے شہید کر دیا گیا۔ بلاشبہ یہ پانچوں علماء کرام سرزمین جھنگ کے وہ عظیم سپوت تھے کہ جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ ایک ادارہ اور ایک تحریک کی حیثیت کا حامل تھا۔ جب جرنیل سپاہ لاہور سے جھنگ پہنچے تو سول ہسپتال میں پانچوں علماء کرام کی خون شہادت سے رنگین نعشیں شیعت کی تخریب کاری و دہشت گردی کی گواہی دے رہی تھیں۔ جھنگ کی در و دیوار پر ایک مرتبہ پھر وحشت' خوف اور دہشت کے سائے پھیلے ہوئے تھے۔ ہر شخص عدم تحفظ کے

Scanned with CamScanner

احساس میں مبتلا تھا۔ پانچ علماء کرام کی نعشوں کو دیکھ کر ایسے معلوم ہوتا تھا کہ اب مساجد میں حق و صداقت کی آوازیں اور مدارس سے قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں آنا بند ہو جائیں گی۔ جھنگ کے علمی ادارے لاوارث ہو چکے ہیں۔ صرف انسان ہی نہیں بلکہ مسجدوں کے محراب و منبر اور مدارس کی درسگاہیں بھی اس ظلم عظیم پر نوحہ کناں تھیں۔

8 ستمبر کو جب پانچوں جنازے اسلامیہ ہائی سکول کے وسیع و عریض میدان میں لائے گئے۔ تو چاروں طرف سے آہ و فغاں کے آوازے بلند ہونے لگے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ صبر کی تلقین کرنے والی زبانیں بھی لرزہ براندام ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور صبر کے پیمانے چھلک پڑے۔

12 گھنٹوں کے اندر اندر 10 نعشوں اور بیسوں زخمیوں کو کندھوں پر اٹھانا کسی قیامت سے کم نہ تھا۔ جھنگ کے وجود پر پہلے ہی بہت گہرے گھاؤ لگ چکے تھے۔ مگر اس زخم کے مندمل ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لوگوں نے گھروں سے باہر نکلنا۔ تاجروں نے دکانوں کو کھولنا اور نمازیوں نے مسجدوں میں جانے سے گھبراہٹ محسوس کرنا شروع کر دی۔

اس کیفیت کو دیکھ کر جرنیل سپاہ صحابہ ؓ نے جماعتی ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ کس طرح اس خوف و دہشت کی فضا کو ختم کرنے کے لئے میدان میں آنا چاہیے۔ چنانچہ مشورہ کے بعد محلہ وار تربیتی نشستوں اور مخصوص علاقوں میں راتوں کو پہرہ دینا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ ایک مرتبہ پھر زندگی معمول پر آنے لگی۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شہریوں کے دلوں میں خود اعتمادی اور احساس تحفظ کا شعور اجاگر ہوتا چلا گیا۔ بالکل انہی ایام میں پنجاب حکومت نے 28 دسمبر کو پنجاب میں بلدیاتی الیکشن کرانے کا اعلان کر دیا۔

Scanned with CamScanner

جھنگ انتظامیہ کے خلاف مظاہرے

22 نومبر 1991ء ہفتہ کی رات پنجاب حکومت کے ایماء پر جھنگ کی انتظامیہ نے بانی سپاہ صحابہ " علامہ حق نواز جھنگوی" کے گھر چھاپہ مارا۔ چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کیا گیا۔ اور ان کے اہل خانہ کو ہراساں کیا۔ اس ظلم و بربریت کے خلاف چئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ " پاکستان حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی مدظلہ' کے حکم پر 29 نومبر بعد از نماز جمعہ گول جامع مسجد سے ایک زبردست احتجاجی جلوس نکالا گیا جس کی قیادت جرنیل سپاہ صحابہ " مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' اور مولانا محمد ضیاء القاسمی" مدظلہ' نے فرمائی جلوس گول جامع مسجد سے لے کر صدر بازار سے ہوا ہوتا ہوا چشتیہ چوک پہنچا جہاں احتجاجی جلسہ ہوا۔

سپاہ صحابہ " فیصل آباد کے ڈویژنل اجلاس کے فیصلہ کے مطابق 30 نومبر بروز ہفتہ جامع مسجد کچہری بازار سے ایک عظیم الشان جلوس بعد از نماز ظہر نکالا گیا جلوس جامع مسجد کچہری بازار سے لے کر ریل بازار' کمیٹی چوک' سرکلر روڈ' کچہری بازار چوک سے ہوتا ہوا چوک گھنٹہ گھر پہنچا۔ جہاں ایک زبردست احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔

مولانا محمد ضیاء القاسمی مدظلہ' نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جھنگ کی انتظامیہ نے مولانا حق نواز جھنگوی" کے گھر داخل ہو کر نہ صرف چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کیا ہے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات اور احکام پردہ کا بھی مذاق اڑایا ہے۔ جس کی وجہ سے ملک بھر کے علماء میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ اور سنی عوام کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ پولیس اور انتظامیہ چوروں' ڈاکوؤں غنڈوں' بدمعاشوں اور قاتلوں کو پکڑنے کی بجائے جس ناز و انداز سے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے یتیم بچوں اور بیوہ کو ہراساں کرنے کا سبب بنی ہے۔ یہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس طرح کا ناروا اور ظالمانہ اقدام اٹھانے والے پولیس افسران کو فی الفور معطل کیا جائے اور سپاہ صحابہ " کے قائدین اور کارکنوں پر بنائے جانے والے ناجائز اور بے بنیاد

Scanned with CamScanner

مقدمات ختم کئے جائیں۔ سپاہ صحابہ" اسٹوڈنٹس کے مرکزی قائد ملک عمر فاروق کو فی الفور رہا کیا جائے۔

سپاہ صحابہ" کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سازشی عناصر جھنگ میں انتخابات کے التواء کے لئے قتل و غارت کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب بھی جھنگ میں پائیدار امن کی صورت قائم ہوتی نظر آتی ہے تو قتل و غارت گری شروع کرا دی جاتی ہے۔ تاکہ امن و امان کی صورت حال مسلسل مخدوش ہونے کی وجہ سے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات التواء میں پڑے رہیں۔ آپ نے مرکزی اور صوبائی حکومت پر کڑی نقطہ چینی کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت خود جھنگ کے مخدوش حالات کی ذمہ دار ہے۔ حکومت نہیں چاہتی کہ جھنگ کا کوئی نمائندہ منتخب ہو کر اسمبلی میں پہنچے۔ اس لئے وہ مسلسل جھنگ میں خون کی ہولی کھیل رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت ایک تیر سے دو شکار کرتی ہے ایک طرف علماء حق کو مسلسل شہید کیا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف حالات خراب کر کے جھنگ کے امن کو تہہ و بالا کیا جا رہا ہے۔ تاکہ نہ جھنگ میں انتخابات ہوں اور نہ ہی سپاہ صحابہ" کا کوئی نمائندہ اسمبلی میں پہنچے۔

انہوں نے فرمایا کہ اگر آج قومی اور صوبائی اسمبلی میں جھنگ کا کوئی نمائندہ ہوتا تو ہمیں فیصل آباد کی سڑکوں پر نہ آنا پڑتا بلکہ ہم اپنے احتجاج کو قومی اور صوبائی اسمبلی میں پیش کرتے جھنگ میں ہونے والے قتل و غارت گری کے متعلق فرمایا کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کی تحقیقات کروا کر ذمہ داروں کو سزا دی جائے جھنگ میں پائیدار امن کے لئے ضروری ہے کہ جلد از جلد انتخابات کا اعلان کیا جائے تاکہ عوام کے منتخب نمائندے ان کے مسائل حل کروانے کے ساتھ ساتھ سپاہ صحابہ" کے موقف کو قومی اسمبلی میں پیش کر سکیں۔

جھنگ کی انتظامیہ کو وارننگ دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر آئندہ کسی نے جھنگوی شہید

Scanned with CamScanner

کے گھر کا رخ کیا تو اس کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔ اس لئے آئندہ کسی کو جرات نہیں ہونی چاہیے کہ وہ جھنگوی شہید کے گھر کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھے۔

جلوس سے مولانا محمد ضیاء القاسمی چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ "پاکستان" جانب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ "پاکستان مولانا محمد اعظم طارق" مفتی ضیاء الحق" مولانا ضیاء الدین آزاد سرپرست سپاہ صحابہ "فیصل آباد" محمد یوسف مجاہد (مرکزی جنرل سیکرٹری) شیخ حاکم علی (صدر سپاہ صحابہ "پاکستان) قاری عبدالسنان عثمانی (سابق صدر سپاہ صحابہ "فیصل آباد) خالد عمران (سیکرٹری سپاہ صحابہ "فیصل آباد) مولانا مجیب الرحمان لدھیانوی نے بھی خطاب کیا۔

آخر میں مولانا محمد اعظم طارق نے دعا فرمائی اور جلوس پر امن طور پر منتشر ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

چوتھا باب

☆ ----- بلدیاتی الیکشن

☆ ----- الیکشن شیڈول

☆ ----- جرنیل محترم کی فہم و فراست

☆ ----- سانحہ جامع مسجد عثمانیہ

☆ ----- پیشین گوئی

☆ ----- تفصیل نتائج بلدیہ جھنگ 91ء

☆ ----- تبصرہ روزنامہ "جنگ"

Scanned with CamScanner

بلدیاتی الیکشن

حکومت کی طرف سے جب یہ اعلان ہوا کہ 28 دسمبر 1991ء کو پورے پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کروائے جائیں گے تو جھنگ میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ یہاں قومی اور صوبائی اسمبلی کے ضمنی الیکشن تو نہ ہو سکے بلدیاتی انتخاب کیسے ہو گا؟ جرنیل اول مولانا ایثار القاسمی شہید نے قومی اور صوبائی سیٹیں بھرپور کامیابی سے جیتیں تھیں۔ مولانا کی شہادت کے بعد جھنگ کے شکست خوردہ' مفاد پرست اور ابن الوقت سیاست دانوں نے جھنگ میں کشت و خون کا وہ بازار گرم کیا کہ الامان ان کی یہی ناپاک کوشش رہی کہ جھنگ میں الیکشن نہ ہوں تاکہ سپاہ صحابہؓ کے امیدوار صوبائی اور قومی سیٹ نہ جیت سکیں۔

میاں اقبال حسینؒ اور مولانا سید صادق حسین شاہ سمیت پانچ علماء کرام کے سینے دن دہاڑے گولیوں سے چھلنی کر دیئے گئے۔ غرضیکہ جھنگ میں اہل تشیع اور ان کے حواریوں نے یہ صورت حال پیدا کیے رکھی کہ الیکشن نہ ہوں اور سنی عوام ظلم و تشدد کی چکی میں پستے رہیں۔

الیکشن شیڈول

جھنگ کے ناسازگار حالات کا بہانہ بنا کر یہاں کی قومی و صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن ایک سال سے التوا میں پڑے ہوئے تھے اس لیے بلدیاتی الیکشن کے شیڈول کے اعلان کے بعد دیگر شہروں میں امیدواروں نے چاکنگ شروع کرا دی تھی۔ لیکن جھنگ میں سرد مہری رہی۔ جب ایک مرتبہ پھر حکومت نے اعلان کہ بلدیاتی انتخابات 28 دسمبر 1991ء کو ضرور ہوں گے۔ تو سپاہ صحابہؓ نے بھی اپنے امیدوار بلدیاتی الیکشن میں منتخب کرانے کے لئے "ہمنگوی گروپ" تشکیل دیا اور اپنے ہم خیال امیدواروں سے درخواستیں طلب کیں۔ بعض حلقوں سے ایک اور دو بعض حلقوں سے چار چار درخواستیں بھی آئیں۔ جانشین امیر عزیمت مولانا ضیاء الرحمان فاروقی شہیدؒ بیرون ملک دورے پر جانے سے قبل ایک کمیٹی بنا گئے۔ تاکہ امیدواروں کی درخواستوں کی چھان بین کر کے علاقے کے معززین سے مل کر

Scanned with CamScanner

بااثر امیدواروں کو ٹکٹ دیا جائے۔ یہ ذمہ داری اس چار رکنی کمیٹی پر اور خصوصی طور پر نائب سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق پر آ گئی 8 دسمبر 1991ء کو جامع مسجد حق نواز شہید" میں اس کمیٹی نے اپنے امیدواروں کو ٹکٹ دینے کے لئے طلب کیا۔ صبح سے ہی جامع مسجد حق نواز شہید" میں بہت سارے امیدوار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آنا شروع ہو گئے تھے مسجد کے آس پاس جمعہ کے دن کی طرح رش تھا۔

جرنیل سپاہ صحابہؓ کی فہم و فراست

مولانا اعظم طارق مدظلہ' نے کمیٹی کے ارکان سے مل کر ایک حلف نامہ تیار کیا تاکہ ہر اس امیدوار سے حلف لیں جس نے درخواست دی ہے۔ تقریباً 11 بجے مولانا اعظم طارق مدظلہ' مرکزی صدر شیخ حاکم علی' مرکزی خازن چوہدری سلطان محمود' شیخ اشفاق احمد کے ہمراہ دفتر سے مسجد کے صحن میں آئے جہاں امیدوار اپنے حمائیتیوں اور دیگر معززین کے ساتھ بیٹھے تھے۔ لاؤڈ سپیکر کے بغیر خطاب شروع کیا اور فرمایا کہ اصولی طور پر حکومت کو جھنگ میں قومی و صوبائی اسمبلی کے ضمنی الیکشن کروانے چاہیے تھے۔ لیکن جھنگ میں بلدیاتی انتخابات کروانے سے شاید حکومت یہ سمجھتی ہو کہ سپاہ صحابہؓ کے نوجوان آپس میں لڑیں جیسا کہ شکست خوردہ عناصر کہہ رہے ہیں کہ اب دیکھنا ان نوجوانوں کی دال جوتیوں میں بٹے گی اور ان کی جماعت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گی۔ بلدیاتی الیکشن نے ہمیں ایک مشکل ترین مرحلہ میں داخل کر دیا ہے یہ ہماری آزمائش کا دن ہے۔ جیالے نوجوانو آپ کو معلوم ہے کہ ہم کشت و خون کے دریاؤں کو عبور کر کے اپنے موقف پر قائم ہیں کتنے ساتھی ہم سے بچھڑ گئے۔

اب ایک ایک حلقہ سے دو دو تین تین چار چار درخواستیں آئی ہیں۔ ٹکٹ تو بہرحال ایک حلقہ سے ایک ہی کو ملنا ہے اگر ایک حلقہ سے چار درخواستیں آئی ہیں تو کمیٹی ٹکٹ تو ایک کو دے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ ایک راضی اور تین ناراض ہوں باہر جا کر وہ تین کہیں ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اب ایثار و قربانی کی مثال آپ نے قائم کرنی ہے۔ ہم صحابہؓ

Scanned with CamScanner

کرام کے نام لیوا ہیں۔ اب آپ لوگوں نے خود فیصلہ کرنا ہے۔ اپنے حلقہ کے ایک بھائی کے سر پگڑی آپ نے خود باندھنی ہے اور عوام کو باور کرانا ہے کہ یہ فیصلہ ہم خود کر کے آئے ہیں۔ مولانا نے جب صحابہ کرام ؓ کے ایثار و قربانی کے چند واقعات مجمع کو سنائے تو رقت آمیز منظر تھا اور سامعین کی آنکھیں پرنم تھیں۔ پھر آپ نے قرآن شریف منگوایا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چوہدری سلطان محمود، شیخ حاکم علی، اور شیخ اشفاق کے ہاتھ بھی اس پر رکھوائے اور خود حلف دیا۔ حلف کے الفاظ اپنے مذکورہ ساتھیوں سے کہلوائے حلف میں یہاں تک فرمایا کہ ہماری نیت صاف ہے اگر ہم کسی امیدوار کی حق تلفی کریں یا زیادتی کریں تو اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ایمان پر نہ کرے۔ قائد محترم نے اتنی بڑی ذمہ داری اٹھائی۔ امیدواروں کی اکثریت نے خود ہی ایک دوسرے کے حق میں دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ بلکہ دستبردار ہو گئے۔ اس طرح جرنیل محترم نے علامہ فاروقی شہید ؒ کی عدم موجودگی میں کمیٹی کے اراکین کے مشورہ سے اور اپنی خداداد بہترین صلاحیتوں سے ایک ایک حلقہ سے ایک امیدوار کو نامزد کر دیا اور جماعت کو ٹوٹ پھوٹ سے بچالیا اور دشمنوں کی سازشوں کو ناکام کیا پھر ایک ایک امیدوار سے ان کے حمائیتیوں کی موجودگی میں قرآن شریف پر حلف لیا اور حلف نامے پر دستخط کرائے۔ اور سخت اور مشکل ترین مرحلہ بڑے دانشمندانہ طریقے سے حل کیا۔ ادھر جھنگ کی قسمت سے کھیلنے والوں نے اور جھنگ کو پسماندہ رکھنے والوں نے "امن پسند" کے نام سے گروپ بنایا اور بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے میدان میں آئے اور سپاہ صحابہ ؓ پر بے بنیاد الزامات لگانے شروع کیے۔ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ، نے جھنگوی گروپ کے امیدواروں کے دفاتر کا افتتاح کرتے وقت ان کے جھوٹے اور شرانگیز الزامات کا دندان شکن جواب دیا۔ اور ان کے گذشتہ سالوں کے کرتوت عوام کے سامنے پیش کیے تو امن پسند گروپ نے بھوک ہڑتال کی اور احتجاجی مظاہرہ کیا۔ جس میں صرف سو ڈیڑھ سو آدمی شریک ہوئے۔ الیکشن ملتوی کرانے کے لئے سرتوڑ کوشش کی۔ جب جھنگوی گروپ کے چھ آدمی بلامقابلہ منتخب ہو گئے۔ تو امن

Scanned with CamScanner

پسند گروپ بوکھلا کر رہ گیا۔ کارکنان جھنگوی گروپ نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور بڑی خوش اسلوبی سے انتخابی مہم کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

سانحہ جامع مسجد عثمانیہ ؒ جھنگ

جوں جوں انتخابات کی تاریخ قریب آ رہی تھی۔ عوام و خواص کی سپاہ صحابہ ؓ کے ساتھ ہمدردیاں اور وابستگی واضح ہو رہی تھی اور اہل تشیع اور اس کے حواریوں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ 28 دسمبر 1991ء بروز جمعہ المبارک الیکشن سے ایک روز قبل جامع مسجد عثمانیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں نماز فجر ادا کرتے ہوئے نمازیوں پر بعض نامعلوم افراد نے عین اس وقت بم پھینکا جب امام مسجد (مولانا محمد الیاس بلا کوٹی مدظلہ) نے دوسری رکعت شروع کی۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ تین افراد موقع پر ہی شہید ہو گئے دیگر دس افراد شدید زخمی ہوئے جن میں سے بعض کے زندہ بچنے کا امکان نہ تھا۔ موت و حیات کا مالک تو رب ذوالجلال ہے کہ جس نے انہیں اس آزمائش سے گزار کر شاہراہ حیات پر پھر لا کھڑا کیا اور وہ اب زندہ ہیں۔ مگر مفلوج و معذور ہو کر رہ گئے ہیں امام مسجد مولانا محمد الیاس بلا کوٹی صاحب بھی اس دھماکے میں زخمی ہوئے ان کے بائیں ٹانگ کے ٹخنے سے لے کر اوپر گردن تک زخم آئے۔

سپاہ صحابہ ؓ کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا اعظم طارق مدظلہ، ہسپتال پہنچے ڈاکٹروں نے آپ کو بتلایا کہ مولانا بلا کوٹی صاحب زندہ سلامت ہیں۔ اور ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ مولانا محمد الیاس صاحب نے مولانا اعظم طارق مدظلہ، کو ہدایت کی کہ آپ فوراً اعلان کر دیں کہ آج بازار کھلیں رہیں گے اور کوئی ہڑتال نہیں ہو گی۔ اور انتظامیہ سے بھی کہہ دیں کہ کوئی کرفیو وغیرہ نہ لگایا جائے اور کل 28 دسمبر کو ہی یہاں الیکشن ہوں۔ مولانا اعظم طارق نے عرض کی کہ حضرت کیا میں ان حالات میں آپ حضرات کی لاشوں اور جسم کے ٹکڑوں پر الیکشن کرانے کا رسک لے سکتا ہوں۔ قوم کیا کہے گی؟ مولانا بلا کوٹی نے اصرار کیا تو اصرار انکار پر غالب آ گیا۔ چنانچہ مولانا نے حاضرین سے کہا کہ تمام لوگ ہسپتال کے باہر

Scanned with CamScanner

جمع ہو جائیں میں ایک اہم اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ اس موقع پر خاصا رش تھا۔ مولانا نے حاضرین کو پرامن رہنے کی تلقین کی۔ اسی روز خطبہ جمعہ جامع مسجد حق نواز شہیدؒ میں حضرت فاروقی شہیدؒ نے دیا۔ اور جامع مسجد عثمانیہ ؓ سیٹلائٹ ٹاؤن میں جمعہ مولانا اعظم طارق نے پڑھایا۔ نماز عصر کے بعد شہداء کی نماز جنازہ ادا کی گئیں۔ حضرت فاروقی شہیدؒ و مولانا اعظم طارق مدظلہ' کے خطابات ہوئے ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ قائدین سپاہ صحابہ ؓ کی بروقت حکمت عملی' اور قائدانہ صلاحیتوں سے دشمن کو اپنے مذموم مقاصد میں ناکامی ہوئی۔ اور اہلیان جھنگ نے صبر و تحمل کا ثبوت دیا۔ پھر پورے پاکستان نے دیکھا کہ 28 دسمبر کا سورج سپاہ صحابہ ؓ کے لیے فتح و کامرانی کا پیغام لے کر طلوع ہوا۔ اصحاب رسول ؐ کے نام کی برکت سے اور امیر عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ' مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ اور دیگر شہداء جھنگ کے خون کی برکت سے 41 سیٹوں میں سے 33 سیٹیں جیت کر حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ 41 ارکان میں کوئی شیعہ کامیاب نہیں ہوا۔ یہ جھنگ کی 44 سالہ تاریخ کا پہلا واقع ہے۔

جرنیل اول مولانا ایثار القاسمیؒ کی پیشین گوئی

جرنیل سپاہ صحابہ ؓ مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ نے مورخہ 4 جنوری 1991ء بروز جمعہ المبارک ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے بلدیہ جھنگ کی بلڈنگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ شیخ اقبال اب ایم۔ این۔ اے شپ' ایم۔ پی۔ اے شپ اور چیئرمین شپ تو کیا انشاء اللہ کونسلر بھی نہ بن سکو گے۔ انشاء اللہ بلدیہ جھنگ پر سپاہ صحابہ ؓ کا پرچم لہرائے گا اور چیئرمین کی کرسی پر سیدنا صدیق اکبر ؓ کا نوکر بیٹھے گا اور 28 دسمبر شہید ؒ قائد کی شہادت کے گیارہ ماہ اٹھارہ دن بعد قائد کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ اور دبی ہوئی تمام آوازیں بیدار ہو گئیں۔ جاگیردارانہ نظام و مظالم کی سیاہ رات ختم ہو کر سپیدۂ سحر نمودار ہوا۔ ظلمت شب تار تار ہوئی۔ ہر سنی ووٹر نے ضمیر کی آواز کے عین مطابق سپاہ صحابہ ؓ کے مشن کی صداقت پر مہر ثبت کر دی اور 29 دسمبر کو بلدیہ جھنگ کی بلڈنگ پر

Scanned with CamScanner

سپاہ صحابہؓ کا پرچم لہرانے لگا۔

تفصیل نتائج انتخابات باریہ جھنگ 91ء

سپاہ صحابہؓ جھنگوی گروپ

جھنگوی گروپ کے کامیاب امیدواران کی فہرست

بلامقابلہ کامیاب کونسلرز

1۔ شیخ فاروق ایڈووکیٹ حلقہ نمبر 50- 2۔ چراغ پہلوان حلقہ نمبر 16- 3۔ عبدالرؤف حلقہ نمبر 19- 4۔ ناصر نواز بھٹہ حلقہ نمبر 13- 5۔ محمد اقبال حلقہ نمبر 28- 6۔ خالد سرگانہ حلقہ نمبر 41-

مقابلہ کے بعد کامیاب کونسلرز

نمبر شمار	نام کونسلر	حلقہ	حاصل کردہ ووٹ	مقابل امیدوار	حاصل کردہ ووٹ
1۔	یاسین سلیمی	2	837	پی احمد	360
2۔	صوفی سلامت اللہ	3	1230	شادی	308
3۔	ظفر بیگ	4	723	رانا وکیل	423
4۔	عبدالرشید	8	612	غلام محمد مدنی	509
5۔	ناصر حیات خان	10	730	خورشید	467
6۔	رانا عبدالمالک	11	1023	ایوب قادری	581
7۔	اقبال بھٹی	12	866	چاند حسین	791
8۔	حاجی منیر	18	1052	مشتاق	334
9۔	محمد افتخار	20	616	حاجی محمود	405
10۔	حاجی یوسف	21	611	ابوفضل	500
11۔	محمد یونس	23	1431	ٹین	346
12۔	پرویز اختر	25	1107	غلام سرور قادری (مرکزی راہنما PAT)	1023
13۔	غلام محمد	27	980	سلیم ہاشمی	327

Scanned with CamScanner

14-	منیر احمد عرف کلا پہلوان	29	1397	حاجی فضل کریم	146
15-	چوہدری حمید ساجد	30	957	جاوید چوہان	320
16-	حاجی صادق	31	634	نواز بھٹی	506
17-	نذیر احمد	32	733	تنویر چوہان صدر مسلم لیگ	516
18-	جلال الدین (ریڑھی بان)	33	642	مختار سیال صدر تحریک جعفریہ	622
19-	اللہ دتہ چوہان	34	822	عطاء محمد	779
20-	عبدالرشید	35	749	رانا محمد امیر	335
21-	گل شیر	40	983	محمد رمضان	643

وضاحتی نوٹ

بلامقابلہ کامیاب ہونے والے جھنگوی گروپ کونسلرز	6
الیکشن کے ذریعہ کامیاب ہونے والے	21
الیکشن کے بعد چار خواتین اور دو مزدور نمائندے منتخب کئے گئے	6
کل تعداد	33
جبکہ امن پسند گروپ کو کل حاصل ہونے والی سیٹیں	14

ضلع کونسل جھنگ

ضلع کونسل جھنگ میں سپاہ صحابہ کے امیدوار غلام محمد ہراج' غلام عباس لکھانہ اور خان ناصر خاں بلوچ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔

تبصرہ روزنامہ "جنگ" 30 دسمبر 1991ء (خصوصی ایڈیشن)

پنجاب کے بلدیاتی انتخاب میں سب سے اہم صورتحال جھنگ کی ظاہر ہوتی ہے۔ جہاں سپاہ صحابہ کے امیدواروں نے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کرلی ہے۔ ان کے چھ امیدوار تو بلامقابلہ منتخب ہو چکے تھے۔ پنجاب میں گذشتہ بارہ تیرہ سالہ بلدیاتی سیاست کے دوران یہ پہلا واقع ہے کہ کسی بلدیاتی ادارے کے سات ارکان بلامقابلہ منتخب ہو جائیں

Scanned with CamScanner

جو کل تعداد کا تقریباً 20 فیصد ہیں۔ ان کے دو ارکان جیل سے بھی کامیاب ہوئے ہیں یہ صورتحال کراچی اور حیدر آباد میں MQM سے قدرے مماثلت رکھتی ہے۔

(نوٹ) ایک کونسلر امن گروپ کا بلا مقابلہ منتخب ہوا تھا کیونکہ جھنگوی گروپ کا امیدوار بروقت کاغذات نامزدگی داخل نہ کرا سکا۔

Scanned with CamScanner

پانچواں باب

☆ ----- بلدیاتی الیکشن میں جھنگوی گروپ کی فتح
☆ ----- ضمنی انتخاب کا اعلان
☆ ----- وزیر اعلیٰ سے ملاقات
☆ ----- حق تلفی
☆ ----- انتخابی مہم کا آغاز
☆ ----- قائد جمیعت اور میاں زاہد سرفراز کی آمد
☆ ----- وزیر اعلیٰ جھنگ میں
☆ ----- قائد محترم کی شعلہ نوائی
☆ ----- جرنیل کی گھن گرج
☆ ----- یوسف مجاہد صاحب کی گرفتاری
☆ ----- انتخابی مہم کا اختتام اور جلوس
☆ ----- آخری شب
☆ ----- اور اعظم طارق مدظلہ، جیت گئے

Scanned with CamScanner

بلدیاتی انتخابات میں کامیابی

28 دسمبر کو پورے ملک میں بلدیاتی انتخابات ہوئے۔ کئی علاقوں میں بڑے بڑے برج الٹ گئے۔ حکمرانوں کی خواہشات کے برعکس کئی مقامات پر غریب اور نادار افراد کامیاب ہوئے۔

پنجاب بھر میں سب سے دلچسپ معرکہ سرزمین جھنگ میں پیش آیا اس ضلع میں 18 لاکھ سنی اور پونے دو لاکھ شیعہ آباد ہیں۔ میونسپل کمیٹی 41 وارڈ پر مشتمل ہے۔ یہاں سپاہ صحابہ کے قائد علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) نے بیرون ملک دورہ سے قبل جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ کی زیر نگرانی 4 رکنی کمیٹی قائم کی جو شیخ حاکم علی، چوہدری سلطان محمود، شیخ محمد اشفاق پر مشتمل تھی۔ قائد مولانا اعظم طارق نے کمال ذہانت اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مطابق پورے شہر کا دورہ کیا اور ہر وارڈ میں جھنگوی گروپ کے نمائندے نامزد کئے۔ کمیٹی نے پورے شہر میں اس طرح انتخابی مہم کو کامیاب کیا کہ 41 سیٹوں میں سے 27 سیٹیں جھنگوی گروپ نے جیت لیں۔ جس میں سے چھ ارکان بلامقابلہ منتخب ہوئے۔

ضمنی انتخابات کا اعلان

جھنگ میں بلدیاتی الیکشن کے پرامن انداز میں ہو جانے کے بعد اخبارات کے اداریوں کے ذریعے اور چیف الیکشن کمشنر کی طرف سے حکومت پر دباؤ بڑھنے لگا۔ کہ ایک سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد اب بلاتاخیر جھنگ میں قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کا ضمنی الیکشن کرایا جائے۔ چنانچہ 20 جنوری 1992ء کو ریڈیو، ٹی وی سے سرکاری طور پر جھنگ میں قومی و صوبائی اسمبلی کے ضمنی الیکشن 4 مارچ کو کرانے کا اعلان ہوا۔

قائدین سپاہ صحابہ کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

الیکشن کا اعلان ہونے سے قبل مختلف مواقع پر بلاواسطہ اور بالواسطہ طور پر پنجاب کے

Scanned with CamScanner

وزیر اعلیٰ نے یہ بات چلائی کہ قومی اسمبلی کی سیٹ حکومتی پارٹی (مسلم لیگ) کو دے دی جائے اور صوبائی اسمبلی کی سیٹ پر سپاہ صحابہ" اپنا نمائندہ کھڑا کر لے۔ قائدین کے واضح انکار کے بعد وزیر اعلیٰ نے مولانا ایثار القاسمی شہید" کے مقدمہ قتل کے مدعی ان کے بھائیوں اور ملزم شیخ اقبال کو اپنے پاس بلا کر نہ صرف صلح کرا دی بلکہ لاکھوں روپے عوضانہ دلا دیا۔اور ان سے صوبائی سیٹ دینے کا وعدہ بھی کر لیا۔

الیکشن کا اعلان ہونے کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں اور میاں شہباز شریف نے قائدین سپاہ صحابہ" سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ اس طرح شہباز شریف کی کوٹھی واقع ماڈل ٹاؤن لاہور میں 9 فروری شام چھ بجے کا وقت مقرر ہوا۔

قائدین سپاہ صحابہ" نے ابتداء میں تامل کیا تاہم مشورے سے یہ بات طے ہوئی کہ ملاقات میں اپنا موقف پیش کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اتمام حجت کے لئے قائد سپاہ صحابہ" مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) جرنیل سپاہ صحابہ" مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' قائم مقام چیئرمین بلدیہ چوہدری سلطان محمود وقت مقررہ پر لاہور پہنچ گئے۔

مذاکرات میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنا سابقہ مطالبہ اس ترمیم کے ساتھ دہرایا کہ آپ اگر قومی اسمبلی کی سیٹ چھوڑ دیں تو صوبہ میں آپ کی وزارت بھی پکی ہوگی جب کہ قائدین کا موقف یہ تھا کہ دونوں سیٹوں پر مولانا ایثار القاسمی (شہید) کامیاب ہوئے تھے یہ انہیں کی سیٹیں ہیں ان پر مسلم لیگ کا کوئی حق نہیں اور مسلم لیگ کو چاہیے کہ ان سیٹوں پر اپنا آدمی کھڑا نہ کرے اور سپاہ صحابہ" و جمعیت علماء اسلام کے ساتھ تعاون کرے۔ مذاکرات کے بعد قائدین رات آٹھ بجے واپس لوٹ آئے۔ اور یہ مذاکرات کامیاب نہ ہوئے۔

حق تلفی

سپاہ صحابہ" پاکستان کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا ایثار القاسمی شہید نے 90ء کے انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد (جمعیت علماء اسلام کے کوٹے سے) کے پلیٹ فارم سے

Scanned with CamScanner

حلقہ این۔ اے 68 سے قومی اسمبلی کا الیکشن 32000 ہزار ووٹوں کی واضح برتری سے جیتا۔ اور پی پی 65 میں صوبائی الیکشن بطور آزاد امیدوار لڑ کر آئی جے آئی کے امیدوار شیخ محمد اقبال سابقہ ایم۔ پی۔ اے و سابقہ چیئرمین بلدیہ جھنگ کو دس ہزار ووٹوں سے شکست دی۔ مولانا ایثار القاسمی کو دس جنوری 1991ء کو ضمنی الیکشن کے موقع پر گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ جس سیٹ پر مولانا ایثار القاسمی شہید ہوئے یہ سیٹ ہر قاعدے سے آئی جے آئی کے فارمولے کے مطابق انہیں کا حق تھا۔

لیکن وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف نے وزیر اعلیٰ کو مہرہ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ کسی طرح بھی سپاہ صحابہ ؓ کا نمائندہ قومی اسمبلی میں نہ پہنچ سکے۔ اور ہمسایہ ملک ایران کے ایک وزیر کا خفیہ دورہ پاکستان بھی اس سلسلے کی کڑی تھی۔ بالآخر الیکشن میں گھمسان کا رن پڑا اور مسلم لیگ اور جمعیت علماء اسلام (سپاہ صحابہ ؓ) ایک دوسرے کے سامنے آگئیں۔

جمعیت علماء اسلام کی طرف سے قومی و صوبائی اسمبلی کی سیٹ پر جرنیل سپاہ صحابہ ؓ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' امیدوار نامزد کئے گئے اور مسلم لیگ کی طرف سے قومی اسمبلی کی سیٹ پر سابق ایم۔ پی۔ اے شیخ محمد یوسف اور صوبائی سیٹ پر کمبل برادری کے چشم و چراغ سابق وائس چیئرمین بلدیہ جھنگ حاجی انتظار حسین کو نمائندہ نامزد کیا گیا۔

انتخابی مہم کا آغاز

ضمنی الیکشن کا اعلان ہوتے ہی قائدین سپاہ صحابہ ؓ نے رابطہ عوام مہم کا آغاز کر دیا۔ اس سے قبل بھی وہ عوام سے دور نہیں رہے تھے۔ 16 فروری کو سپاہ صحابہ ؓ کے پہلے انتخابی جلسہ میں قائد جمعیت مولانا سمیع الحق صاحب تشریف لائے۔ اور انہیں ایک جلوس کی صورت میں تالاب کمیٹی سرکلر روڈ لایا گیا۔ فضا نعرہ تکبیر۔ اللہ اکبر سینوں کا وزیر اعظم طارق اعظم' خلافت راشدہ' حق چار یار اور جھنگوی کا تیرا قافلہ رواں دواں' یہ لشکر کس کا جھنگوی کا' کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہی تھی۔ مولانا سمیع الحق کا فقید المثال

Scanned with CamScanner

استقبال ہوا اور 1985ء کی پنجاب اسمبلی میں داخل ہونے والے بہادر اور نڈر سیاست دان میاں ریاض حشمت جنجوعہ (مرحوم) نے انتہائی مناسب موقع پر مولانا اعظم طارق کی حمایت میں غیر مشروط دستبردار ہونے کا فیصلہ کیا اور اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔

16 فروری ریل بازار' 20 فروری محلہ حسانہ' 22 فروری جھنگوی بازار میں بڑے بڑے جلسے ہوئے 28 فروری تالاب کمیٹی گراؤنڈ (اس جلسہ کے بارے میں قومی اخبارات نے لکھا کہ 77ء کی تحریک کے بعد جھنگ میں اتنا بڑا اجتماع نہیں ہوا۔)

قائد جمیعت و میاں زاہد سرفراز کی جھنگ آمد

قائد جمیعت مولانا فضل الرحمان اور میاں زاہد سرفراز کی جھنگ آمد نے سونے پر سہاگے کا کام کیا دونوں قائدین نے بڑے شائستہ اور شستہ انداز میں حکومتی پالیسیوں کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ مولانا فضل الرحمان نے کارکنوں سے اپیل کی کہ جذباتیت کو چھوڑ کر حقائق کی دنیا میں عملی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے وہ اپنی صفوں میں اتحاد قائم کر کے انتہائی حکمت عملی اور نظم و ضبط کے ساتھ ملک میں رائج گندے نظام کو بدلنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں میاں زاہد سرفراز کو رات تقریباً ڈیڑھ بجے خطاب کا موقع ملا۔ میاں زاہد سرفراز بڑے منجھے ہوئے سیاست دان ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے بہت جلسوں سے خطاب کیا ہے۔ لیکن رات گئے تک اس نظم و ضبط کے ساتھ بیٹھ کر قائدین کے خطابات سننا کسی جگہ نہیں دیکھا یہ کریڈٹ صرف جھنگ کے باسیوں کو ہی جاتا ہے۔ جب کارکن سینوں کا وزیر اعظم۔ طارق اعظم کے نعرے لگا رہے تھے تو میاں صاحب نے از راہ مزاح فرمایا کہ بھائی ہم ہر فرقے کو علیحدہ علیحدہ وزیر اعظم نہیں دے سکتے۔

وزیر اعلیٰ بھی جھنگ پہنچ گئے

جب الیکشن کی گہما گہمی شروع ہوئی تو آٹھ صوبائی وزراء نے جھنگ میں مستقل ڈیرے ڈال دیئے۔ سرکاری مشنری' انتظامیہ' پولیس پٹواری' سکول ٹیچرز' نمبردار' ضلع کونسل کے چیئرمین و اراکین نے حلقہ 68 پر یلغار کر دی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب ہر قیمت پر اپنا نمائندہ

Scanned with CamScanner

کامیاب کرانا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں وہ خود 20 فروری کو جھنگ آئے اور جھنگ میں 40 کروڑ روپے کی سکیموں کا اعلان کر دیا۔ جس میں جھنگ کو سوئی گیس کی فراہمی بھی شامل ہے۔ (جو کہ بعد میں جرنیل سپاہ صحابہؓ کی کوششوں سے جھنگ کو سوئی گیس ملی) غرضیکہ دولت و حکومت غربت و جذبہ کے مقابل آ چکی تھی۔ ایک طرف پجارو، گاڑیاں وزراء کی ظفر موج، شان و شوکت اور سرمایہ کے بل بوتے پر علاقہ کا رخ کئے ہوئے تھی دوسری طرف قائدین سپاہ صحابہؓ بے سرو سامانی کے عالم میں شہداء کے خون اور بلند مقاصد کی تکمیل کے لئے سچے جذبات کے ساتھ میدان میں سرگرم تھے۔

قائد سپاہ صحابہؓ کی شعلہ نوائی

شیخ محمد یوسف کی طرف سے پنجاب کابینہ کے نصف درجن سے زائد وزراء بجلی کے کھمبے، سوئی گیس کے جعلی کنکشن، ملازمتوں کے بوگس آرڈر، تقرریوں کے وعدے لے کر گلی گلی پھر رہے تھے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ وزراء جس گلی یا بازار سے گزرتے لوگ منہ پھیر لیتے۔ بعض من چلے تو "سائیکل چوری دی" کے آوازے کسنے سے بھی باز نہ آئے۔ کیونکہ حکومتی امیدواروں کا انتخابی نشان سائیکل تھا اور جرنیل سپاہ صحابہؓ کا انتخابی نشان سیڑھی تھا اس سلسلے میں وزراء کی طرف سے 15 لاکھ روپے کے عوض 30 ہزار ووٹ جعلی ڈالنے کا منصوبہ جو ایک سرکاری افسر اور بیس پریزائڈنگ افسروں کے مابین طے ہو چکا تھا۔ لیکن قائد سپاہ صحابہؓ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) نے جب اعلان کیا کہ اگر کسی وزیر نے دھاندلی کی کوشش کی تو وہ جھنگ سے زندہ واپس نہیں جا سکے گا جب یہ اعلان اخبارات میں شائع ہوا تو وزراء سمیت پوری حکومت میں کھلبلی مچ گئی اور حکومت کا یہ منصوبہ ناکام ہوا۔

4 مارچ کے انتخابات میں 22 فروری جھنگوی بازار میں قائد سپاہ صحابہؓ کی تقریر کے بعد باہمی رنجشوں اور بلدیاتی الیکشن کی رقابتوں کا سلسلہ ختم ہو گیا اس تقریر میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کی آنکھوں سے آنسو رواں نہ ہوں اس تقریر میں قائد سپاہ صحابہؓ نے

Scanned with CamScanner

4 مارچ کے الیکشن کی غرض و غایت اور 50 شہداء' مولانا حق نواز' مولانا قاسمی کی شہادتوں کا ذکر اس انداز سے کیا کہ سارا مطلع صاف ہو گیا۔ مجمع اور سٹیج پر موجود لوگوں کے رونے کی آواز سے پورے علاقے میں کہرام برپا کر دیا۔ لوگ دھاڑے مار کر رو رہے تھے۔

جرنیل سپاہ صحابہؓ کی گھن گرج

الیکشن کے دوران جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کی تقاریر نے نیا سماں پیدا کیا۔ نہایت اعلیٰ و عمدہ انداز میں جب وہ گفتگو کرتے تو دلوں کے دریچے کھل جاتے مخالفین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے۔ مولانا اعظم طارق کے چھوٹے بھائی مولانا محمد عالم طارق صاحب نے نہایت خوبصورت انداز میں بڑے بڑے مجمعوں کو متاثر کیا۔

محمد یوسف مجاہد کی گرفتاری

الیکشن سے دس روز قبل مولانا اعظم طارق کی انتخابی مہم کے انچارج محمد یوسف مجاہد کو گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا۔ جس کی وجہ سے جھنگ میں اشتعال کی لہر دوڑ گئی۔ مگر سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) نے کمال تدبر سے کارکنوں کو سنبھالا اور امن کی تلقین کی یوسف مجاہد صاحب کی گرفتاری سے سپاہ صحابہؓ کی انتخابی مہم میں تیزی آ گئی۔

جھنگ میں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری اور وزراء کی رہائش والے علاقوں میں موٹر سائیکل چلانے پر پابندی لگا دی گئی۔ دونوں اطراف سے اخبارات میں بلند و بانگ دعوے کئے جا رہے تھے۔ لیکن انتخابی جلسوں اور جلوسوں میں سپاہ صحابہؓ کی قوت کا اظہار ہوتا تھا اور پوسٹروں' بینروں' گاڑیوں' انتظامیہ و پولیس کی بھاگ دوڑ اور دولت کی ریل پیل کے اعتبار سے مخالف فریق کا پلہ بھاری نظر آتا تھا۔ پورے ملک ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے مذہبی رجحان رکھنے والے مسلمانوں کی نظریں جھنگ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ایک طرف وزیر اعلیٰ ہاؤس اور وزیر اعظم ہاؤس میں منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ دوسری طرف مکہ مکرمہ اور مسجد نبوی میں لوگ گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہے تھے۔ پاکستان کا ہر سنی خواہ وہ دیوبندی'

Scanned with CamScanner

بریلوی' اہلحدیث ہوں مولانا اعظم طارق کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کر رہے تھے۔

آپ کے انتخابی جلسوں سے قائد جمعیت مولانا سمیع الحق' مولانا فضل الرحمان' مولانا عبدالغفور حیدری' مولانا محمد ضیاء القاسمی' قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی (اہلحدیث)' مولانا ڈاکٹر عبداللہ سلفی (اہلحدیث)' حضرت قاری شفاعت رسول نوری (بریلوی)' مولانا غلام عباس نوری (بریلوی)' قاری محمد رفیق سیالوی (بریلوی)' مولانا عبدالغفور جھنگوی (ضلعی صدر سپاہ صحابہ' جھنگ) و دیگر علماء کرام نے بھی خطاب کیا۔

بیوہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید اور بیوہ مولانا ایثار القاسمی شہید نے بھی جھنگ میں خواتین کی ذہن سازی کی اور جھنگوی شہید کے مشن کی تکمیل کے لئے مولانا اعظم طارق کی کامیابی کی اہمیت واضح کی۔ اس موقع پر شاعر سپاہ صحابہ' جناب طاہر جھنگوی کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔

انتخابی مہم کا اختتام اور جلوس

2 مارچ کو انتخابی ریلی کا اہتمام کیا گیا۔ حق نواز شہید مسجد سے سفر کا آغاز ہوا۔ بھکر روڈ ملوانہ موڑ سے ہوتی ہوئی ماچھی سلطان روڈ مدوکی جو کہ ریاض حشمت جنجوعہ (مرحوم) اور مولانا مختار احمد سیال (شہید) سابق ضلعی صدر سپاہ صحابہ' جھنگ کا آبائی گاؤں بھی ہے۔ وہاں شرکاء جلوس کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ سینکڑوں کارکن' بچے' بوڑھے' جوان' مولانا اعظم طارق کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ ماؤں بہنوں نے دعائیں دیں۔ ایک بوڑھی عورت کہہ رہی تھی "شالا عمر دراز ہوئے' اللہ مولوی دی حیاتی کرے' مولوی کسے کولوں نہیں ہردا" جلوس مدوکی لنک روڈ سے ہوتا ہوا موضع باغ پہنچا تو وہاں بھی اس کا فقید المثال استقبال ہوا۔ وہاں سے جلوس گوجرہ روڈ کوٹ لکھنانہ سے ہوتا ہوا چک موچی والا فیصل آباد روڈ پہنچا تو سپاہ صحابہ' کے جیالے کارکنوں نے جلوس کو خوش آمدید کہا۔ قائدین سپاہ صحابہ' مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید)' مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' میاں ریاض حشمت جنجوعہ (مرحوم) جلوس کی قیادت کر رہے تھے۔ مزدوروں' محنت کشوں' کسانوں اور غریبوں کا غریب

Scanned with CamScanner

نمائندہ انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ اپنے ہزاروں جاں نثار ساتھیوں کے ساتھ جلوس میں فیصل آباد روڈ جھنگ صدر کی طرف رواں دواں تھا۔ رات تقریباً ساڑھے نو بجے جلوس سیشن چوک سے ہوتا ہوا شہید روڈ پہنچا۔ جہاں جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ رات بارہ بجے انتخابی مہم کا وقت ختم ہونا تھا۔ اس لئے رات بارہ بجے جلسہ برخاست کر دیا گیا۔ یوں انتخابی مہم اپنے انجام کو پہنچی۔

آخری شب

3 مارچ کی شام مرکزی مسجد حق نواز شہید میں قائد انقلاب علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) حاضرین کو نوافل کی ادائیگی کی تلقین کر رہے تھے۔ لوگوں نے ساری رات نوافل ادا کئے۔ 4 مارچ کو کارکنوں نے روزے رکھے۔ بارگاہ ایزدی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ ایک طرف جذبہ ایمان سے سرشار کارکن اپنی دینی غیرت کے ساتھ یلغار کر رہے تھے۔ تو دوسری طرف سرمایہ داروں' جاگیرداروں' شرابیوں' جواریوں' اور دین فروش ملاؤں کا ٹولہ سازشوں میں مصروف تھا۔ آخر وہ وقت آگیا جس وقت کامیابی نے جھنگوی کے روحانی بیٹے مولانا اعظم طارق کے قدموں کو چومنا تھا۔

اور مولانا اعظم طارق صاحب جیت گئے

4 مارچ 1992ء کا دن جھنگ کے مظلوم مسلمانوں کے لئے تقریباً سوا سال کے بعد خوشیوں کا پیغام لایا۔ سورج طلوع ہوتے ہی صبح آٹھ بجے پولنگ اسٹیشنوں پر عوام کا ہجوم تھا۔ سپاہ صحابہؓ کے کارکن ہر مقام پر انتہائی مستعدی سے اپنے فرائض سرانجام دینے کے لئے موجود تھے۔ پولنگ انتہائی پرامن طریقے سے ہوئی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ سابقہ روایت کو دیکھتے ہوئے حفظ ماتقدم کے طور پر مولانا اعظم طارق کو اپنی رہائش گاہ سے باہر نکلنے سے روک دیا گیا۔ پولنگ تقریباً پانچ بجے ختم ہوئی۔ اب ہر کسی کو نتائج کا انتظار تھا۔ سپاہ صحابہؓ کے کارکن ٹیلی فون کے ذریعے سپاہ صحابہؓ کے مرکزی دفتر سے صورت حال معلوم کر رہے تھے۔ پولنگ کے اختتام کے بعد ووٹوں کی گنتی کا آغاز ہوا۔ ایک طرف منبرو

Scanned with CamScanner

مسجد کی سیاست کے قائل نوافل ادا کر رہے تھے۔ دعائیں مانگ رہے تھے۔ تو دوسری طرف آئی۔ جے۔ آئی کے امیدوار کی کوٹھی میں فتح کی صورت میں جشن کا اہتمام تھا کلاشنکوفیں تنی ہوئی تھیں رقص و سرور کی محفلوں کا بندوبست تھا۔

بعد نماز مغرب نتائج آنا شروع ہوئے تو شہری نتائج حوصلہ افزاء تھے۔ تاہم دیہاتیوں کے نتائج توقع سے کچھ کم تھے رات 9 بجے تک ووٹوں کی لیڈ مولانا اعظم طارق کے حق میں کچھ نمایاں نہ تھی۔ لیکن پھر جب جھنگ سٹی اور کچھ اہم دیہاتی علاقوں کے نتائج سامنے آئے تو کامیابی واضح ہو چکی تھی۔ اور جھنگوی" و قاسمی" کی مسند کا وارث 8010 ووٹوں کی اکثریت سے حکومت کے نمائندہ کو شکست فاش سے دوچار کر چکا تھا۔ ترپن ہزار چھ سو انچاس 53649 ووٹ لے کر قومی اور پینتیس ہزار چھ سو چھہتر 35676 ووٹ لے کر صوبائی اسمبلی کا ممبر منتخب ہو چکا تھا۔ صوبائی اسمبلی کی سیٹ پر مولانا کی لیڈ 15432 ووٹ تھی۔

مرکزی دفتر سے سپاہ صحابہ" کی جیت کا اعلان ہو رہا تھا۔ لوگوں کی خوشی قابل دید تھی۔ مسرت و شادمانی سے نوجوان پاگل ہوئے جاتے تھے۔ مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔ جب جرنیل سپاہ صحابہ" مولانا محمد اعظم طارق کو رات ساڑھے دس بجے جامع مسجد حق نواز شہید" آنے کا کہا گیا اور آخری نتائج آ چکے تو گھر میں موجود مولانا کے چھوٹے بھائی مولانا محمد عالم طارق اور باقی اعزہ و اقرباء گلے لگ کر خوشی سے رونے لگ گئے۔ اور اس تاریخی موقع پر شہید قائدین کی یاد اور والد محترم (جو کہ 12 دسمبر 1991ء کو چیچہ وطنی میں انتقال فرما گئے تھے) کی جدائی کا احساس ہوتے ہوئے مولانا اس قدر بے اختیار ہو کر روئے کہ گھر بھر میں ہر ایک آنکھ آنسو بہانے لگ گئی۔

کچھ دیر بعد جرنیل سپاہ صحابہ" باہر تشریف لائے تو تاحد نگاہ انسانوں کا ہجوم نعرے لگاتا ہوا' ہاتھ ہلاتا ہوا' مبارک دیتا ہوا' گلے ملتے' ہاتھ ملانے کے لئے آپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جوشیلے نوجوانوں نے کلاشنکوفوں کے فضا میں برسٹ کھول کر خوشی کا اظہار کیا مسجد

Scanned with CamScanner

کے لاؤڈ سپیکروں پر اللہ کی عظمت و بڑھائی اور جھنگوی اور قاسمی زندہ باد کے نعرے گونجنے لگے۔

کچھ ہی دیر بعد جھنگ سٹی سے قائد محترم علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) بھی تشریف لے آئے جو سارا دن اس علاقہ میں بیٹھ کر الیکشن کی نگرانی کرتے رہے تھے۔

یوں ایک مرتبہ پھر حق نواز شہید کا محراب و منبر صدائے حق نواز و للکار قاسمی سے آشنا ہونے لگا 14 ماہ تک دہشت' خوف' بربریت اور ظلم کی سیاہ رات میں سفر کرنے والی قوم فتح و کامرانی سے آشنا ہو کر جھوم اٹھی۔

اعظم طارق صاحب کے قومی اسمبلی کے ووٹ	53649
مخالف	45639
صوبائی اسمبلی کے ووٹ	35676
مخالف	20244
برتری قومی اسمبلی	8010
برتری صوبائی اسمبلی	15432

Scanned with CamScanner

چھٹا باب

☆ ------ حلف نامہ

☆ ------ ضمنی انتخاب

☆ ------ ایم۔پی۔اے کے ترقیاتی کام

☆ ------ شہادت مولانا مختار احمد سیال،

☆ ------ جھنگ پھر جنگ کی لپیٹ میں

☆ ------ جھنگ انتظامیہ کا ظلم و جبر

☆ ------ جرنیل سپاہ صحابہؓ کی گرفتاری

☆ ------ ایرانی صدر کو پیش کی جانے والی یاداشت

☆ ------ ناموس صحابہؓ بل

Scanned with CamScanner

حلف نامہ

3 مئی 1992ء کا دن پارلیمانی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جب مولانا محمد اعظم طارق نے ایم۔ این۔ اے منتخب ہونے کے بعد قومی اسمبلی کا حلف اٹھایا اور حلف کی عبارت میں درج ذیل الفاظ کا اضافہ کر کے ایوان میں زلزلہ کی کیفیت پیدا کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ "میں اس آئین کی پاسداری کروں گا جو قرآن و سنت کے مطابق ہو گا" ممبران کی مداخلت پر آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے بیس مرتبہ بھی حلف اٹھانا پڑا تو میں اسی طرح اٹھاؤں گا۔ حلف کے فوری بعد نقطہ اعتراض پر ایک ایسی جاندار تقریر کی کہ جس پر اسمبلی کے ممبران ڈسک بجا کر داد دینے پر مجبور ہو گئے۔ اس تقریر میں حکمرانوں کی اسلام دشمنی اور جنگ کے مسائل پر بات کی۔ حلف کے بارے میں دوسرے روز راولپنڈی کے اخبارات نے لکھا کہ پاکستان کی پوری تاریخ میں اس طرح کا حلف یا تو مفکر اسلام' بطل حریت حضرت مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ نے اٹھایا تھا کہ یا پھر یہ اعزاز موجودہ دور میں جانشین قاسمی شہید" مولانا محمد اعظم طارق کو حاصل ہوا ہے۔

ضمنی الیکشن

4 مارچ کو مولانا محمد اعظم طارق نے صوبائی اور قومی نشستوں پر کامیابی حاصل کی تھی۔ صاف ظاہر ہے کہ دونوں سیٹیں تو نہیں رکھی جا سکتی تھیں۔ لہٰذا مولانا نے صوبائی اسمبلی کی سیٹ چھوڑنے کا اعلان کر دیا جس پر 6 مئی 1992ء کو انتخابات ہونا تھے۔ لہٰذا قائدین سپاہ صحابہؓ نے باہم مشورے کے مطابق میاں اقبال حسین شہید کے چھوٹے بھائی میاں عابد حسین کو نامزد کر دیا۔ 6 مئی کا دن پارلیمانی تاریخ کا دن سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ جب حاجی عابد حسین نامزد امیدوار سپاہ صحابہؓ برائے حلقہ نمبر PP 65 بلامقابلہ رکن پنجاب اسمبلی منتخب ہو گئے۔ ان کے مخالف تمام امیدوار حاجی عابد حسین کے حق میں دستبردار ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

سپاہ صحابہؓ کے ایم۔پی۔اے کے ترقیاتی کام

حاجی عابد حسین نے جھنگ کی تاریخ کے مختصر عرصے میں تاریخ ساز ترقیاتی کام کرائے ان کے پرسنل سیکرٹری کی رپورٹ کے مطابق سب سے پہلے 10 کچی آبادیوں کے مکینوں کے لئے پچیس لاکھ روپے کی گرانٹ استعمال کی گئی۔ تعمیر وطن پروگرام 92 ۔ 1991ء کے لئے پچاس لاکھ کی گرانٹ مخصوص کی بارہ اضافی آبادیوں کو بجلی کی فراہمی کے لئے پچیس لاکھ روپے کا تخمینہ منظور کروایا۔ سوشل ایکشن پروگرام میں جھنگ کی نمایاں حیثیت منظور کروائی' جامع ہائی سکول' گرلز ہائی سکول سیٹلائٹ ٹاؤن' گرلز ہائی سکول جھنگ سٹی اور چک جنوبی مڈل سکول کو اپ گریٹ کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے وی آئی وارڈ منظور کروایا۔ تعمیر وطن پروگرام 93 ۔ 1992ء کے لئے جھنگ شہر کو پچاس لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کرانے کے لئے بھرپور کوشش کی۔

ریل بازار جھنگ کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ پانی کے نکاس کا انتظام کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے پچیس لاکھ روپے کی خصوصی گرانٹ منظور کروائی۔ جھنگ کے فوارہ چوک کا نام حق نواز شہید چوک منظور کیا اور شہر کے تمام بڑے چوکوں کو صحابہؓ کرام کے ناموں سے منسوب کروایا۔

مولانا مختار احمد سیالؒ کی شہادت

15 جون کو سپاہ صحابہؓ ضلع جھنگ کے صدر اور مولانا حق نواز جھنگوی شہید مسجد کے نائب خطیب مولانا مختار احمد سیال کو اس وقت شہید کر دیا گیا۔ جب وہ نماز فجر کے بعد اپنے مکان کے باہر لوگوں سے ملاقات کر رہے تھے۔ مولانا مختار احمد سیال پر فائرنگ کرنے والے موٹر سائیکل پر سوار دو شیعہ نوجوانوں کو اہل محلہ (بستی علی آرائیں) نے پکڑنے کی کوشش کی تو انہوں نے کلاشنکوف سے فائر کھول دیا اور دستی بم بھی پھینکا جس سے 17 افراد شدید زخمی ہو گئے۔ دو دن بعد ان میں سے ایک زخمی بھی شہید ہو گیا۔ بستی علی آرائیں کے مکیں بہت مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے ملزمان کو موقع پر ہی پکڑ لیا۔ جرنیل سپاہ صحابہؓ

Scanned with CamScanner

مولانا محمد اعظم طارق و قائد محترم علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید ؒ) اور چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ ؓ پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی و دیگر علماء کرام حج کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب روانہ ہو چکے تھے۔ ۱۳ ذوالحجہ کو حج سے فارغ ہو کر جرنیل محترم نے مکہ مکرمہ واپس آ کر جب پاکستان فون کیا تو معلوم ہوا کہ مولانا مختار احمد سیال کو شیعہ نے شہید کر دیا ہے۔ یہ دل خراش خبر آپ نے قائد محترم و دیگر علماء کرام کو بتلائی۔ تو وہ سب پریشان ہو گئے۔ اور جھنگ میں پیش آمدہ اس سانحہ پر سخت تشویش کا اظہار کرنے لگے۔ ان حضرات کے لئے مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے جب دوبارہ جھنگ فون کیا تو پتہ چلا کہ پولیس نے سلیم فوجی نامی نوجوان کو گولی مار کر شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ قائدین سے مشورہ کے بعد طے پایا گیا کہ جرنیل سپاہ صحابہ ؓ کو فوراً پاکستان پہنچنا چاہیے۔ مولانا اعظم طارق نے جدہ میں پاکستانی سفیر سے بات کی اور P.I.A کے مینجنگ ڈائریکٹر کو کہلوایا کہ آج ہی کی فلائٹ سے مجھے پاکستان بھیجا جائے کچھ ہی دیر بعد آپ جدہ کے لئے تیار ہو گئے۔ اور جھنگ میں یہ اطلاع دے دی کہ جنازوں کے لئے میرا انتظار کیا جائے۔ رات کو آپ جہاز پر سوار ہو کر کراچی پہنچے وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر فیصل آباد اترے اور ٹھیک دن ایک بجے سیدھے جامعہ محمودیہ پہنچے۔ جہاں پر مولانا مختار احمد سیال کو دفن کر کے ابھی لوگ فارغ ہوئے تھے۔ جھنگ کے حالات سخت کشیدہ ہو چکے تھے۔ پولیس نے مرکز سپاہ صحابہ ؓ کا گھیراؤ کرنا شروع کر دیا۔ جہاں پر لوگ سلیم فوجی کی نعش کی واپسی کا مطالبہ کر رہے تھے۔

جھنگ پھر جنگ کی لپیٹ میں

انتظامیہ اور پولیس افسران کے اوسان خطاء ہو چکے تھے پولیس اور عوام کے مابین معرکہ آرائی جب عروج پر تھی اسی اثناء میں پولیس کی بکتر بند گاڑی ایک دھماکہ سے اڑ گئی۔ اور ایس۔ ایچ۔ او کوتوالی سمیت چھ پولیس اہلکار خاک و خون میں لت پت ہو کر آگ لگی ہوئی گاڑی میں لوٹنے لگے۔ اب تک سلیم فوجی نامی نوجوان کی نعش دینے سے انکار کرنے والے اس قدر ہراساں ہو چکے تھے کہ جب مولانا اعظم طارق نے انہیں فون کر

Scanned with CamScanner

کے جھنگ آمد کی اطلاع دی اور نعش کی واپسی کا مطالبہ کیا تو فوراً رضامند ہو گئے۔ آپ نے ان سے کہا کہ پولیس کو مرکز سپاہ صحابہؓ سے واپس بلوائیں میں خود وہاں جا کر عوام کے جذبات کو کنٹرول کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ جامعہ محمودیہ سے سیدھے مسجد حق نواز شہید آئے بازار کھیتانوالہ سے گاڑی سے اتر کر چلنے لگے تب لوگوں کی جان میں جان آئی اور فائرنگ کا سلسلہ رک گیا۔ کچھ ہی دیر بعد جنازہ لایا گیا۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اور احرار پارک میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔

شام تک شہر بھر میں افواہیں پھیلنی شروع ہو گئیں کہ جھنگ میں کرفیو لگایا جا رہا ہے۔ مولانا اعظم طارق نے انتظامیہ کے افسران سے بار بار رابطہ کر کے انہیں تاکید کی کہ وہ فوج کو ہرگز طلب نہ کریں۔ کرفیو لگانے کی ضرورت ہرگز نہیں ہے۔ مولانا مختار احمد سیال شہیدؒ کے قاتل موقع پر ہی پکڑے جا چکے ہیں۔ اب آپ اس سازش سے نقاب اٹھائیں۔ اور عوام کا اعتماد حاصل کریں۔ لیکن حکومت پنجاب کی خصوصی ہدایت پر جھنگ انتظامیہ ایک بڑے آپریشن کے ذریعے اپنے خیال میں ناجائز اسلحہ اور توپوں و راکٹ لانچروں کو برآمد کرنے کا ایوارڈ حاصل کرنے کا منصوبہ بنا چکی تھی۔

جھنگ انتظامیہ کی طرف سے ظلم و جبر کی انتہاء

20 جون کو جھنگ انتظامیہ نے پولیس اور کانسٹیبلری کی مدد سے صبح چار بجے آپریشن کلین اپ کے نام پر تیرہ سو سے زائد سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو بلاجواز گھروں میں داخل ہو کر گرفتار کر کے ظلم و تشدد کا ایسا بازار گرم کیا کہ ہلاکو اور چنگیز خان کی داستانیں اس کے آگے ماند پڑ گئیں۔ گھروں سے زیورات' نقد رقوم لوٹ لی گئیں' عورتوں کی بے حرمتی کی گئی' مردوں کو مار پیٹ کر گرفتار کر لیا گیا۔ شام تک پولیس کی یہ اندھیر نگری جاری رہی۔ مولانا محمد اعظم طارق نے میاں شہباز شریف اور کمشنر فیصل آباد و دیگر افسران بالا سے بات کر کے سخت احتجاج کیا۔ مگر اقتدار اور انتقام کے نشے میں چور کسی بھی شخص نے دادرسی کی کوشش نہ کی اور کرتے بھی کیسے کہ یہ سب کچھ ان کے ایماء پر کیا جا رہا

Scanned with CamScanner

ہے۔ تیرہ سو سے زائد افراد کو گرفتار کر کے جب جیل میں ڈالا تو پولیس نے جیل کے پھاٹک تک گرفتار شدگان پر ڈنڈے برسائے۔ جیل کے اندر کے گیٹ سے لے کر بارکوں تک قیدیوں اور جیل کے عملہ نے ان بے گناہوں پر وہ ظلم کیا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ جب آٹھ روز کے بعد یہ لوگ رہا ہوئے تو ان کے جسموں سے خون رس رہا تھا اور پشت کی چمڑی ادھڑی ہوئی تھی۔ مولانا نے ان زخمیوں کی تصاویر بنوائیں اور وڈیو بنوا کر اس کی کاپیاں قومی اسمبلی میں تقسیم کی گئیں۔

تصاویر کو اسمبلی میں دیکھ کر لوگ شیم شیم کرنے لگے میاں نواز شریف کی موجودگی میں مولانا اعظم طارق نے اس قدر شدید احتجاج کیا کہ وہ بوکھلا کر رہ گئے اور کھڑے ہو کر صفائی دینے لگے مگر حقائق سے انکار کیسے ممکن تھا۔ مولانا کی تحریک استحقاق منظور ہو گئی۔ پولیس اور انتظامیہ کے افسران قومی اسمبلی میں ہر پندرہ دن کے بعد پیش ہو کر صفائیاں دیتے اور اپنے کئے پر پچھتاوے کا اظہار کرنے لگے۔ مولانا نے جب یہ تصاویر صدر مملکت غلام اسحاق خان کو دکھائیں تو وہ بھی اس کھلی لاقانونیت کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکے۔

مولانا اعظم طارق مدظلہ' کی گرفتاری

ستمبر 1992ء میں ایران کے صدر علی اکبر رفسنجانی نے چار روز کا دورہ پاکستان کیا۔ ایرانی صدر کا ایک سو ساٹھ افراد کے وفد پر مشتمل یہ دورہ پاکستان ان کے مقاصد کے پیش نظر بہت کامیاب رہا۔ 21 توپوں کی سلامی اور پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ان کا خطاب اور وزیر اعظم نواز شریف کا ہدیہ تشکر' اسلام آباد اور لاہور میں ان کا شاندار استقبال اور ڈھول کی تھاپ پر رقص و بھنگڑا کا مظاہرہ بھی ان کے لئے بڑا خوش کن تھا۔

7 ستمبر کی صبح سپاہ صحابہ کے نائب سرپرست اور جھنگ سے رکن قومی اسمبلی مولانا محمد اعظم طارق کو اسلام آباد ائرپورٹ سے اس وقت گرفتار کر لیا گیا۔ جب وہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کے لئے بذریعہ جہاز اسلام آباد گئے۔ جمہوریت اور اسلام کے دعویداروں کی بوکھلاہٹ کا یہ عالم کہ ایک رکن اسمبلی سے انہیں اتنا خطرہ محسوس ہوا کہ

Scanned with CamScanner

انہیں ایوان میں نہ جانے دیا کہ کہیں وہ آنے والے ایرانی صدر سے ایران سے آنے والی غلیظ کتب اور ایران میں 34% سنیوں پر ہونے والے ظلم و ستم کی بات نہ کرے۔

"ایرانی صدر کو پیش کی جانے والی یادداشت جس وجہ سے مولانا محمد اعظم طارق کو گرفتار کیا گیا

6 ستمبر رات کو لاہور چوبرجی گراؤنڈ میں تقریر کرتے ہوئے مولانا اعظم طارق نے اعلان کیا تھا کہ وہ ایرانی صدر کو اسمبلی میں یادداشت پیش کریں گے۔ لیکن مولانا کو گرفتار کر لیا گیا یادداشت کی عبارت یہ تھی۔

آنجناب کو معلوم ہے کہ 1400 سال سے دنیا میں شیعہ سنی (مسلم) اختلاف چلا آرہا ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی اس حقیقت سے باخبر ہوں گے کہ اس تنازعہ میں شدت اس وقت آئی جب 11 فروری 1979ء میں ایران میں شیعہ پیشوا آیت اللہ خمینی کی طرف سے انقلاب برپا ہوا۔ اس انقلاب کے فوراً بعد ہزاروں سنی عوام اور علماء انقلاب دشمن قرار دے کر فائرنگ اسکواڈ کے ذریعے شہید کیے گئے انقلاب ایران کی اسلامیت کا پروپگنڈہ اس قدر تیز تھا کہ اہلسنت پر لرزہ خیز مظالم امت مسلمہ کی غفلت' لاعلمی' بے چینی اور کم مائگی کے دبیز پردے میں چھپ کر رہ گئے۔ انقلاب ایران کے فوراً بعد ایران سے ایسا لٹریچر شائع ہوا جس نے دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ اسلام' اسلام کی رٹ ایسے انداز میں لگائی گئی کہ ابتداء میں انقلاب مذکور پر تنقید کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا لیکن جب مسٹر خمینی صاحب کی کتاب "کشف اسرار" ایرانی حکومت نے شائع کی اور اس میں صفحہ 119 پر خلیفہ دوم امیرالمومنین حضرت عمر فاروق ؓ کو اصلی کافر اور زندیق تحریر کیا۔ دوسری کتاب الحکومتہ الاسلامیہ کے ص 40 پر انبیاء سے 12 اماموں کا رتبہ زیادہ بتایا گیا۔ اور اس طرح ملاں باقر مجلسی کی غلیظ اور صحابہ کرام ؓ پر بے بنیاد الزامات پر مشتمل کتابیں منظر عام پر آئیں تو خود انقلاب ایران کو اسلامی انقلاب قرار دینے والے بھی چونک اٹھے۔ ہندوستان سے ایک اسلامی سکالر مولانا محمد منظور نعمانی ؒ (مرحوم) مصر سے

Scanned with CamScanner

ڈاکٹر لبنی' لبنان سے مولف جاء دور المجوس' عراق سے ڈاکٹر موسیٰ موسوی' اور پاکستان سے مولانا حق نواز شہیدؒ نے اس غیر اسلامی تحریروں کے خلاف آواز اٹھائی۔

شیعہ طویل عرصہ سے جس طرح تقیہ کی چادر میں چھپے ہوئے تھے۔ خود ایرانی حکومت نے وہ چادر اتار کر اپنی ہی قوم اور ملت کو برہنہ کر دیا۔

صحابہ کرام اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اسلام کی ایسی مقدس ہستیاں ہیں جن کو پوری ملت اسلامیہ' اسلام کی اساس اور بنیاد تصور کرتی ہے۔ مسلمانوں کے کسی فرقہ کی ان کے بارے میں دو آراء نہیں ہیں۔

لیکن جب خمینی نے اسلام ہی کی اولوالعزم شخصیات کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کی اور حکومتی بنیاد پر دنیا بھر کے مسلمانوں کے مسلمہ عقائد سے انحراف کیا تو اس کے خلاف رد عمل ظاہر ہوا۔ دنیا بھر کا شیعہ اپنے اصلی آئینے کے روپ میں جب عیاں ہوا تو اس پر ان عقائد و نظریات کی وجہ سے کفر کے فتاوی صادر ہوئے۔

اسی وجہ سے سپاہ صحابہ کا قیام 6 ستمبر 1985ء کو جھنگ میں عمل میں آیا۔

آیئے اگر واقعی شیعہ سنی تنازعہ کے خاتمہ چاہتے ہیں تو تحریف قرآن' تکفیر شیخین اور سب صحابہ کرام پر مشتمل تمام ایرانی لٹریچر پر مکمل پابندی لگائیں۔ پاکستان کے شیعہ کو جو ایران کی طرف سے اسلحہ اور روپیہ' لٹریچر فراہم کیا جا رہا ہے۔ اس کو روکا جائے.....

ایران میں اہلسنت کو مساجد بنانے کی اجازت دی جائے ہزاروں ایرانی اہلسنت پر مظالم اور انتقامی سلسلہ بند کیا جائے۔

84ء میں خمینی صاحب نے ایرانی سنی لیڈر مولانا عبدالعزیز صاحب جو تہران میں اہلسنت کی جامع مسجد کی تعمیر کا وعدہ کیا تھا۔ اسے پورا کیا جائے۔ ایرانی یونیورسٹی میں سنی طلباء پر داخلہ کی پابندیاں ختم کی جائیں۔

34% ایرانی اہلسنت کو اپنے عقائد کے مطابق فرائض کی بجاآوری کی مکمل آزادی دی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ اگر آپ اس تنازعہ کو حل کرنے کے لئے مذکورہ نکات پر غور

Scanned with CamScanner

فرمائیں گے تو جہاں ایرانی اہلسنّت اپنے جائز حقوق سے بہرور ہوں گے۔ وہاں پاکستان کے شیعہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ صرف زبانی طور پر شیعہ سنی اتحاد کی باتیں اتحاد کی حقیقی منزل تک نہیں پہنچ سکتیں۔

منجانب ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی و مولانا محمد اعظم طارق .M.N.A

مولانا محمد اعظم طارق رکن قومی اسمبلی کی طرف سے قومی اسمبلی پاکستان میں پیش کیا جانے والا سپاہ صحابہؓ کی کارگزاری کا شاہکار

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں ظاہر ہونے والی اغراض کے لئے مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر45- بابت 1820ء) اور مجموعہ فوجداری 1899ء (ایکٹ نمبر 5 بابت 1898ء) میں مزید ترمیم کی جائے لہٰذا بذریعہ حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

(1) مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

(1) یہ ایکٹ قانون فوجداری (ترمیمی) ایکٹ 1994ء کے نام سے موسوم ہو گا (2) اس کا اطلاق پورے پاکستان پر ہو گا (3) یہ فوری نافذ العمل ہو گا۔

(2) ایکٹ نمبر45 بابت 1860ء کی دفعہ 298 کی ترمیم

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر45 بابت 1860ء) کی دفعہ 298 الف میں

(الف) الفاظ "دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی ایسی سزائے قید دی جائے گی۔ جس کی معیاد تین سال تک ہو سکتی ہے۔ یا سزائے جرمانہ دی جائے گی۔ یا پھر دونوں سزائیں دی جائیں گی" کی جگہ الفاظ موت یا عمر قید یا دس سال قید بمع اسی کوڑے کی سزا دی جائے گی۔ اور جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا "تبدیل کر دیئے جائیں گے"

(ب) آخر میں حسب ذیل تشریح کا اضافہ کیا جائے گا یعنی

تشریح: اس دفعہ میں خلفائے راشدین یا اصحاب رسولؐ کے حوالہ سے لفظ "بے ادبی اس شخص پر بھی لاگو ہو گا جو قصداً یا دانستہ" طور پر اہل بیت عظام (ازواج مطہرات و اولاد

Scanned with CamScanner

رسول ؐ) کی توہین لفظاً' قولاً' یا تحریراً یا مرئی اشکال کے ذریعے یا کسی تہمت' طعن آمیز اشارہ یا درپردہ الزام کے ذریعہ یا بلاواسطہ یا بالواسطہ حسب ذیل ریمارکس کلی یا جزوی طور پر استعمال کرے یعنی

1۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ' حضرت عمر فاروق ؓ' حضرت عثمان ؓ' حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے ایمان کی نفی کرے۔

2۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ' حضرت عمر فاروق ؓ' حضرت عثمان غنی ؓ' حضرت علی المرتضیٰ ؓ اور اہل بیت عظام کی شان میں گستاخی' بے ادبی کرے اور ان کو سچا مخلص اور باایمان مسلمان نہ ماننے کا اظہار کرے۔

3۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ پر بدی کی تہمت لگائے' ان کے ایمان کی نفی کرے' غیر مومنہ کہے اور یا انہیں لائق حد مانے۔

4۔ صحابہ کرام ؓ (جن کے ایمان اور اعمال صالحہ کی شہادت حضور اکرم ؐ سے ہم تک تواتر قدر مشترک کے ساتھ پہنچی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان سے راضی ہونے کی شہادت دی) کے ایمان کی نفی کرے انہیں حضور اکرم ؐ کے بعد مرتد سمجھے اور ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے۔

تشریح: پیراگراف (1) تا (4) بالا کے مرتکب افراد کو ارتداداً سزائے موت دی جائے گی۔

5۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ' حضرت عمر فاروق ؓ' حضرت عثمان غنی ؓ' حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی خلافت حق ہونے کا انکار کرے۔

6۔ ان صحابہ کرام ؓ جن کے مومن ہونے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے رضایاب ہونے کی خبر ہم تک بروایت صحیحہ مشہورہ پہنچی ہو ان کی شان میں علی العموم گستاخی اور بے ادبی کے کلمات کہے۔

7۔ حضرت امیر معاویہ ؓ جنہیں حضرت امام حسن ؓ نے عراق کی اسلامی سلطنت سپرد کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشین گوئی میں انہیں ان (حضرت حسن ؓ) کے اس

Scanned with CamScanner

عمل پر سید فرمایا اور ان کو ان کے فریق حضرت امیر معاویہ ؓ دونوں کو فسقین عظمتین من المسلمین فرمایا کو کافر سمجھے اور انہیں سب وشتم کرے۔

8۔ صحابہ کرام ؓ کی شان میں علی العموم (واضح طور پر) بے ادبی اور گستاخی کرے۔

تشریح: پیراگراف (5) تا (8) بالا کے مرتکب افراد کو عمر قید یا کم از کم دس سال قید بمع 80 کوڑے کی سزا دی جائے۔

(3) (ایکٹ نمبر5۔ 1898ء) کے جدول کی ترمیم

مجموعہ فوجداری 1898ء (ایکٹ نمبر5۔ 1898ء) میں جدول دوئم میں دفعہ 298 الف سے متعلق اندراجات میں

1۔ کالم 5 میں لفظ "قابل ضمانت) تبدل کر دیا جائے گا۔

2۔ کالم 7 میں الفاظ "دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی ایسی سزائے قید دی جائے گی جس کی معیاد تین سال تک ہو سکتی ہے۔ یا سزائے جرمانہ یا ہر دو سزائیں دی جائیں گی" کی جگہ الفاظ "موت یا عمر قید یا دس سال قید بمع اسی کوڑوں کی سزا دی جائے گی" تبدیل کر دیے جائیں گے۔

3۔ کالم 8 میں الفاظ "درجہ اول یا دوئم کا مجسٹریٹ" کی جگہ الفاظ "کورٹ آف سیشن" تبدیل کر دیے جائیں گے۔

بیان اغراض و وجوہ

اسلامی ملک میں اہل بیت عظام اور صحابہ کرام ؓ کی عزت و ناموس کے تحفظ کرنے' فرقہ ورانہ فسادات کا خاتمہ کرنے' اور ہر سال ملک کا امن و امان برباد ہونے سے بچانے کے لئے یہ اشد ضروری ہے کہ قانون میں ترمیم کر کے گستاخان صحابہ کرام ؓ و اہل بیت عظام کے لئے ناموس رسالت کی طرح سخت ترین سزا یعنی سزائے موت' عمر قید یا دس سال قید اور کوڑوں کی سزا رکھی جائے۔ تاکہ اہل بیت عظام (ازواج مطہرات و اولاد رسول ؐ) اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ' حضرت عمر فاروق ؓ' حضرت عثمان غنی ؓ اور حضرت علی

Scanned with CamScanner

المرتضیٰ و دیگر اصحاب رسول ؐ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنے والوں پر قانونی گرفت مضبوط کی جا سکے۔ چنانچہ مذکورہ بالا مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تعزیرات پاکستان میں موجودہ بل کے تحت ترمیم کرنا مقصود ہے۔ علاوہ ازیں مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898ء کے جدول دوئم میں متعاقب بذریعہ بل ہذا کی جاتی ہے۔

مولانا محمد اعظم طارق رکن انچارج

نوٹ: واضح رہے کہ 92ء میں قومی اسمبلی میں پیش کئے گئے اس بل پر 35 ارکان اسمبلی نے دستخط کئے تھے۔

اور 93ء کے الیکشن کے بعد جب مولانا اعظم طارق نے دوبارہ نومنتخب اسمبلی میں یہ بل پیش کیا تو ان کے ساتھ اس بل پر بطور مہر کے دستخط کرنے والے ارکان کی تعداد 80 تک پہنچ گئی تھی۔

Scanned with CamScanner

ساتواں باب

کاروان ناموس صحابہؓ

صادق آباد سے اسلام آباد تک

5 فروری 93ء تا 12 فروری 93ء

Scanned with CamScanner

کاروان ناموس صحابہؓ

سپاہ صحابہؓ پاکستان کے خلاف حکومت اور مختلف طبقوں کی جانب سے بے بنیاد اور من گھڑت پروپیگنڈہ کی وجہ سے یہ بات ضروری تھی کہ قوم کو سپاہ صحابہؓ کے مشن، جدوجہد اور جرنیل سپاہ صحابہؓ کی طرف سے قومی اسمبلی میں پیش کردہ تحفظ ناموس صحابہؓ کے متعلق حقائق سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ 8 - 9 دسمبر کو سپاہ صحابہؓ صوبہ پنجاب کے اجلاس میں اس مہم کا آغاز صوبہ پنجاب سے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پہلے مرحلے میں اس مہم کو "کاروان ناموس صحابہؓ" کے نام سے قائدین سپاہ صحابہؓ کا عوام سے بھرپور رابطے قائم کرنے کے لئے پنجاب بھر کے بڑے بڑے شہروں میں جلسوں اور تمام چھوٹے شہروں میں استقبالیہ پروگراموں کا اعلان ہوا۔ جس کے تحت سپاہ صحابہؓ کے مرکزی راہنما مولانا محمد اعظم طارق ایم۔ این۔ اے نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہؓ پاکستان کی قیادت میں 5 فروری کو صادق آباد سے عوام رابطہ مہم کا آغاز کر کے پنجاب کے تمام بڑے اضلاع بہاولپور، ملتان، خانیوال، ساہیوال، اوکاڑہ، جھنگ، فیصل آباد، سرگودھا، شیخوپورہ، لاہور، گوجرانوالہ، گجرات، چکوال، جہلم، راولپنڈی سے ہوتے ہوئے 12 فروری 1993ء کو اسلام آباد پہنچنا تھا۔ مذکورہ پروگرام کا اعلان دو ماہ قبل کر دیا گیا تھا۔

جوں جوں 5 فروری کا دن قریب آتا گیا پنجاب حکومت کی تشویش بڑھتی گئی۔ حکومت کو غلط رپورٹوں کے ذریعے گمراہ کیا گیا تھا کہ سپاہ صحابہؓ کا یہ کاروان پنجاب کے امن کو تباہ کر کے رکھ دے گا۔ اور اس کاروان کے ذریعے اسلام آباد پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ حالانکہ سپاہ صحابہؓ کی طرف سے ایسے پروگرام کا اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ جس سے امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو۔ بلکہ قائدین سپاہ صحابہؓ نے ایک حکم نامے کے ذریعے کارکنوں کو ہدایت کی تھی کہ کاروان ناموس صحابہؓ کے دوران اپنے اپنے علاقوں میں ہر صورت میں امن قائم رکھا جائے۔

"کاروان ناموس صحابہؓ سے چند روز قبل پنجاب بھر سے سپاہ صحابہؓ کے ہزاروں

Scanned with CamScanner

کارکنوں کو گرفتار کر کے ایک ماہ کے لئے نظر بند کر دیا گیا اور کاروان کو ہر صورت روکنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے اس وقت قائد سپاہ صحابہ ؓ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) آسٹریلیا' فجی' کینیڈا کے دورے پر تھے۔ کارکنوں کی گرفتاریوں کی اطلاع پاکر وہ اپنا دورہ مختصر کر کے پاکستان پہنچے اور انتظامیہ نے مذاکرات کے بعد معاہدہ کے تحت تمام کارکنوں کی رہائی کا راستہ ہموار کیا۔

5 فروری کو پروگرام کے مطابق سپاہ صحابہ ؓ کے ہزاروں کارکن مختلف علاقوں سے صادق آباد پہنچ گئے۔ صادق آباد پولیس اور انتظامیہ نے جگہ جگہ رکاوٹیں کھڑی کیں۔ ایک ہزار کے قریب کارکنوں کو تھانوں میں بند کر دیا۔ اس کے باوجود کارکنان سپاہ صحابہ ؓ کا جذبہ قابل دید تھا۔

پروگرام کے مطابق 5 فروری صبح دس بجے صادق آباد سے کاروان ناموس صحابہ ؓ کا آغاز ہونا تھا۔ صادق آباد پولیس کے ناروا سلوک کی بناء پر مرکزی قائدین صادق آباد نہ پہنچ سکے۔ تاہم مندرجہ ذیل حضرات بہاولپور پہنچ گئے۔

(1) مولانا محمد اعظم طارق (ایم۔ این۔ اے)۔ نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ ؓ پاکستان
(2) شیخ حاکم علی۔ صدر سپاہ صحابہ ؓ پاکستان
(3) محمد یوسف مجاہد۔ مرکزی جنرل سیکرٹری
(4) مولانا نواز بلوچ۔ (سابق صدر سپاہ صحابہ ؓ پنجاب)
(5) محمود اقبال۔ صوبائی سیکرٹری

بہاولپور

قائدین 5 فروری کو جامع مسجد الصادق بہاولپور پہنچ گئے جہاں پر بعد از نماز عشاء تاریخی ناموس صحابہ ؓ کانفرنس ہوئی۔ سپاہ صحابہ ؓ بہاولپور کی طرف سے شہر میں کاروان کے راستوں پر خوبصورت بینر اور جھنڈیاں لگائی گئیں تھیں۔ صادق آباد سے سپاہ صحابہ ؓ کے کارکن جلوس کی صورت میں بہاولپور پہنچ گئے۔

Scanned with CamScanner

ملتان

6 فروری صبح لودھراں' جلہ آرائیں' بستی ملوک کے راستے 2 بجے دوپہر کاروان ملتان پہنچا' چوک بائی پاس پر سپاہ صحابہ ؓ کے مرکزی نائب صدر مولانا سلطان محمود ضیاء' نائب صدر تحصیل ملتان محمد فیاض خاں' محمد اقبال کپتاں' سید انور علی شاہ' عبداللہ خاں فاروقی اور سپاہ صحابہ ؓ اسٹوڈنٹس پاکستان کے ناظم اعلی خالد محمود کھوکھر کے ساتھ تمام یونٹوں کے عہدیداروں و کارکنان نے بھرپور استقبال کیا۔ کاروان کے راستے خوبصورتی سے سجائے گئے تھے۔ مکانوں کی چھتوں پر تاحد نگاہ انسان ہی انسان نظر آ رہے تھے۔ استقبالی کارکنوں سے مولانا اعظم طارق' یوسف مجاہد' مولانا سلطان محمود ضیاء' مولانا حنیف جالندھری' محمود اقبال' قائد طلباء خالد محمود کھوکھر نے خطاب کیا۔

میاں چنوں

یہ کاروان ملتان سے قادر پوراں' کبیر والا' خانیوال کے راستے میں بڑے بڑے استقبالیہ پروگراموں سے خطاب کرتا ہوا میاں چنوں پہنچا۔ جگہ جگہ سپاہ صحابہ ؓ کے کارکنوں نے استقبالیہ کیمپ لگا رکھے تھے اور قائدین پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ بعد از نماز عشاء عشائیہ مسجد میاں چنوں میں عظیم الشان ناموس صحابہ ؓ کانفرنس ہوئی۔ رات کا قیام' کھانا اور صبح کا ناشتہ سپاہ صحابہ ؓ میاں چنوں کی طرف سے دیا گیا۔ پنجاب حکومت نے معاہدہ کے باوجود مولانا محمد افتخار حقانی سمیت سپاہ صحابہ ؓ کبیر والا کے ڈیڑھ درجن کارکن' خانیوال کے حافظ ذوالفقار علی سمیت دس کارکن' میاں چنوں کے مولانا اللہ بخش قانی' مولانا رب نواز' ہراج اور قاری صفدر جاوید کو رہا نہیں کیا تھا۔ مذکورہ کارکنوں کی گرفتاری کے باوجود ان علاقوں کے اجتماعات تاریخی نوعیت کے تھے۔ ملتان انتظامیہ نے کاروان ناموس صحابہ ؓ کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن عوام کے جم غفیر کے آگے پولیس بے بس ہو گئی اور کاروان معینہ راستوں سے پرامن طور پر گزر گیا۔

Scanned with CamScanner

چیچہ وطنی' اوکاڑہ

7 فروری کو کاروان میاں چنوں سے روانہ ہوا۔ چیچہ وطنی میں کاروان ناموس صحابہؓ کا بے مثال استقبال کیا گیا' شہر کے بازاروں سے گزرتے ہوئے دکانداروں نے پھولوں کی پتیاں اور نوٹ نچھاور کئے' کاروان ہڑپہ' ساہیوال' یوسف والا کے راستے اوکاڑہ پہنچا۔ جگہ جگہ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں نے قائدین کا پرجوش استقبال کیا۔ ساہیوال شہر میں کئی خوبصورت گیٹ بنائے گئے تھے۔ اوکاڑہ پہنچنے پر دو میل تک سپاہ صحابہؓ کے سینکڑوں کارکن قائدین کی گاڑیوں کے ساتھ دوڑتے رہے' مکانوں کی چھتوں پر لوگوں نے کاروان ناموس صحابہؓ پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔

سمندری

دوپہر کا کھانا اوکاڑہ میں تناول کرنے کے بعد کاروان جھنگ کی طرف براستہ سمندری روانہ ہوا' راوی پل پر سپاہ صحابہؓ تحصیل سمندری کے راہنماؤں قاری محمد یونس سمندری' مولانا آصف فاروقی تاندلیانوالہ' قاری عطاء الرحمان شہباز سمیت سپاہ صحابہؓ کے سینکڑوں کارکنوں نے قائدین کا استقبال کیا۔ اور ایک بڑے جلوس کی صورت میں سمندری لایا گیا۔ جہاں پر تھانہ چوک میں قائدین نے عوام سے خطاب کیا۔ 7 فروری صبح دس بجے سپاہ صحابہؓ سمندری الحسین یونٹ کے ایک کارکن محمد اشفاق کاروان ناموس صحابہؓ کے انتظامات کے سلسلے میں تھانہ چوک میں سپاہ صحابہؓ کا پرچم لگاتے ہوئے بجلی کا کرنٹ لگنے سے موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ وقتی طور پر کارکنوں کے اندر رنج والم کی لہر دوڑ گئی۔ پھر سپاہ صحابہؓ سمندری کے سالار ملک محمد یعقوب نے تمام کارکنوں کو اکٹھا کر کے کہا جس کام کے لئے ہمارے نوجوان بھائی محمد اشفاق نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ کیا ہم یہ کام چھوڑ دیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے بھائی اشفاق نے اصحاب رسولؐ کی عظمت و ناموس کے تحفظ کی جدوجہد کرتے ہوئے جان دی ہے۔ ہم بھی اسی جدوجہد میں اپنی جان قربان کریں گے۔ ہمارا بھائی اشفاق شہادت کا رتبہ حاصل کر چکا ہے۔ ہم نے بھی موت کا

Scanned with CamScanner

ذائقہ چکھنا ہے۔ کاش ہم بھی اس راستہ میں شہادت کا درجہ حاصل کرلیں۔ ان الفاظ کے ساتھ تمام کارکن نئے جذبے کے ساتھ قائدین کے استقبال کے انتظامات میں مشغول ہو گئے۔ راوی کے پل سے سمندری تک سینکڑوں کاریں' موٹر سائیکل' گاڑیاں جلوس میں شامل ہو گئیں۔ چوک تاندلہ اور بائی پاس تاندلہ روڈ سمندری پر قائدین کا پرجوش تاریخی استقبال ہوا سمندری قائد محترم علامہ فاروقی کا شہر ہے۔ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) کاروان ناموس صحابہؓ کے استقبال کے لئے شہر سے باہر تشریف لے آئے۔ تھانہ چوک میں تقاریر کے بعد قائدین محمد اشفاق شہید کے گھر گئے۔ جہاں اشفاق شہیدؒ کی میت کے اوپر سپاہ صحابہؓ کا پرچم ڈالا گیا تھا۔ اشفاق شہیدؒ کے والد نے انتہائی صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو سپاہ صحابہؓ کے پرچم میں کفن پہنانے پر اصرار کیا۔

جھنگ

اشفاق شہیدؒ کے گھر تعزیت کے بعد قائدین گوجرہ ٹوبہ کے راستے جھنگ روانہ ہوئے سپاہ صحابہؓ گوجرہ کے کارکنوں نے شہر کے باہر کاروان کا پرجوش استقبال کیا۔ ٹوبہ میں کاروان کے راستوں کو خوبصورت جھنڈیوں' استقبالیہ بینروں اور مطالباتی پوسٹروں سے سجایا گیا تھا۔ کاروان کو سینکڑوں گاڑیوں کے ہمراہ ٹوبہ شہر لایا گیا۔ اور صدر بازار میں قائدین نے مختصر خطاب کیا۔ اور جھنگ روانہ ہو گئے۔ جھنگ میں ہزاروں گاڑیوں کے ہمراہ سپاہ صحابہؓ کے مقامی راہنماؤں چئرمین بلدیہ اور کونسلروں نے کاروان ناموس صحابہؓ کا بے مثال استقبال کیا۔ جھنگ میں کاروان ناموس صحابہؓ کے عظیم الشان استقبال کی وجہ سے شیعہ کی نیندیں حرام ہو گئیں اور انتظامیہ بوکھلا اٹھی کہ سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں پر بے پناہ تشدد کے باوجود سپاہ صحابہؓ کی مقبولیت میں (اللہ کے فضل سے) ذرہ بھر کمی نہیں آئی ہے۔ رات کا قیام جھنگ میں ہوا۔ تالاب کمیٹی گراؤنڈ میں بعد از نماز عشاء عظیم الشان ناموس صحابہؓ کانفرنس ہوئی۔ جھنگ میں استقبال راستوں پر جگہ جگہ آرائشی دروازے بنائے گئے تھے۔

Scanned with CamScanner

فیصل آباد

8 فروری صبح دس بجے ائرپورٹ چوک پر کاروان ناموس صحابہ ؓ کا سپاہ صحابہ ؓ ضلع فیصل آباد نے استقبال کیا۔ سپاہ صحابہ ؓ سپریم کونسل کے چئرمین مولانا محمد ضیاء القاسمی مدظلہ، ضلع فیصل آباد کے صدر مولانا مجیب الرحمان لدھیانوی شہر فیصل آباد کے صدر حاجی محمد شفیق احمد، زبیر بٹ (شہید ؒ) اور ہزاروں کارکنان کے ساتھ ائرپورٹ چوک سے شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ کاروان نے ائرپورٹ سے چوک گھنٹہ گھر تک کا فاصلہ چار گھنٹوں میں طے کیا۔ راستے میں جگہ جگہ استقبالی اجتماعات نے کاروان پر پھول نچھاور کئے چوک گھنٹہ گھر تک پہنچتے ہوئے راستہ میں جھنگ روڈ پر بنائے ہوئے کئی خوبصورت محرابی دروازوں پر رک کر مختصر خطاب کرتے ہوئے فیصل آباد کے بھرے بازاروں سے پرامن گزرتے ہوئے یہ کاروان گھنٹہ گھر پہنچا۔ جہاں ایک عظیم الشان تاحد نظر انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ، مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید ؒ) مولانا اعظم طارق اور مولانا مجیب الرحمان لدھیانوی نے خطاب کیا۔ فیصل آباد سے سرگودھا روانگی پر کمال پور کے قریب فیصل آباد کے شیعہ نے ایک منظم سازش کے تحت کاروان پر فائرنگ کی جس سے سپاہ صحابہ ؓ دہاڑی کے ایک کارکن جاوید اقبال زخمی ہو گئے۔

سرگودھا

فیصل آباد سے کاروان براستہ چنیوٹ، صدیق آباد سے ہوتا ہوا سرگودھا پہنچا۔ چنیوٹ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ، مولانا عبدالوارث چنیوٹی صاحب اور دیگر علماء کرام نے کاروان کا استقبال کیا۔ سرگودھا شہر سے باہر سپاہ صحابہ ؓ سرگودھا نے کاروان کا فقید المثال استقبال کیا۔ جگہ جگہ استقبالی جلسوں سے قائدین نے خطاب کیا۔ اور بعد از نماز عشاء سرگودھا میں عظیم الشان ناموس صحابہ ؓ کانفرنس ہوئی۔ جس میں قائدین مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید ؒ) مولانا اعظم طارق اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔ استقبالی جلوس کے دوران سپاہ صحابہ ؓ کے ایک کارکن نے ہوائی فائرنگ کی تو مرکزی جنرل سیکرٹری محمد یوسف مجاہد

Scanned with CamScanner

صاحب نے مذکورہ کارکن کو دو ماہ کے لئے جماعت سے نکالنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم پرامن جدوجہد کے قائل ہیں ہوائی فائرنگ کے ذریعے اشتعال برپا کرنا ہمارے کاز کے خلاف ہے۔ رات کا قیام سرگودھا میں ہوا۔

شیخوپورہ' لاہور

9 فروری صبح کاروان براستہ کندن کیاں' پنڈی بھٹیاں' سکھیکی منڈی' خانقاہ ڈوگراں' فاروق آباد' شیخوپورہ پہنچا۔ راستے میں سپاہ صحابہ ؓ کے مقامی کارکنوں نے جوش و خروش کے ساتھ کاروان کو خوش آمدید کہا اور جگہ جگہ خطابات کا اہتمام رہا۔ شیخوپورہ شہر میں جگہ جگہ خوبصورت بینروں' سپاہ صحابہ ؓ کے جھنڈوں اور پھولوں سے بازاروں کو سجایا گیا تھا۔ شیخوپورہ کی جماعت کی طرف سے کاروان پروگرام سے خطاب کیا گیا۔ شیخوپورہ سے کوٹ عبدالمالک کے راستے کاروان لاہور پہنچا۔ سپاہ صحابہ ؓ صوبہ پنجاب کے سرپرست حضرت مولانا پیر سیف اللہ خالد نے شہر سے باہر خوش آمدید کہا اور ایک بڑے جلوس کی صورت میں کاروان کے ساتھ براستہ شاہدرہ موڑ پل راوی مینار پاکستان ریلوے اسٹیشن لاہور صدر روانہ ہوئے۔ رات کے قیام کا پروگرام جامع المنظور الاسلامیہ صدر میں طے تھا۔

جب یہ کاروان شیرانوالہ گیٹ پر پہنچا تو مقامی کونسلر اجی پہلوان کے صاحب زادہ کے ساتھ غلط فہمی کی بنیاد پر چند ایک شرکاء کاروان کی تلخ کلامی ہو گئی جس کے نتیجہ میں مقامی کونسلر کے ساتھیوں نے ہوائی فائرنگ شروع کر دی۔ جرنیل سپاہ صحابہ ؓ مولانا محمد اعظم طارق نے انتہائی تدبر اور بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسئلے کو مزید الجھنے سے بچا لیا کیونکہ سپاہ صحابہ ؓ کا مشن دہشت گردی یا لڑائی کی اجازت نہیں دیتا۔ 9 فروری کی رات بعد نماز عشاء جامع منظور الاسلامیہ میں عظیم الشان ناموس صحابہ ؓ کانفرنس ہوئی جس سے مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید ؒ) نے بھی خطاب کیا۔

گوجرانوالہ

10 فروری کو یہ کاروان گوجرانوالہ کے لئے روانہ ہوا تو مقامی پولیس نے راوی پل پر

Scanned with CamScanner

کاروان کو روکا اور جامع تلاشی شروع کر دی۔ لیکن کسی قسم کا ناجائز اسلحہ برآمد نہ کر سکے کے باوجود مولانا اعظم طارق کے پانچ باڈی گارڈوں کا لائسنسی اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔ اسی دوران مولانا اعظم طارق نے مذکورہ باڈی گارڈوں کی رہائی تک کاروان کو پل ہی پر رکنے کا اعلان کر دیا۔ جس سے ٹریفک کا زبردست مسئلہ پیدا ہو گیا۔ تب پولیس مذکورہ آدمیوں کو رہا کرنے پر راضی ہوئی۔ کاروان مرید کے، کامونکی، موڑ ایمن آباد کے راستے گوجرانوالہ پہنچا جہاں سپاہ صحابہ کے کارکنوں نے تاریخ ساز استقبال کر کے مثال قائم کر دی۔ کاروان کو سپاہ صحابہ گوجرانوالہ کی طرف سے دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ جب کاروان گوجرانوالہ سے روانہ ہوا تو ایک گھڑ سوار سپاہ صحابہ کا پرچم تھامے کئی میل تک کاروان کے آگے گھوڑا دوڑاتا رہا۔ ایمن آباد میں بھی کاروان کا زبردست استقبال کیا گیا۔

گجرات جہلم

کاروان کے گجرات پہنچنے سے قبل ہی مقامی پولیس نے چناب کے پل پر کاروان ناموس کے استقبال کے لئے آئے ہوئے نوجوانوں، بچوں، بوڑھوں پر اندھا دھند لاٹھی چارج شروع کر دیا جس سے سینکڑوں نوجوان، بوڑھے، بچے شدید زخمی ہو گئے۔ پولیس نے مزید ظلم و بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا نواز بلوچ (سابق صدر پنجاب) سمیت 200 سے زائد سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔ پولیس کے تشدد کے باوجود سپاہ صحابہ کے جیالے رواں دواں رہے اور باقی ساتھی کھاریاں پہنچ گئے۔ کھاریاں پولیس نے بھی گجرات جیسا کارنامہ دکھایا۔ ہزاروں کارکنوں کو زخمی کرنے کے باوجود 363 کارکن گرفتار کر لئے۔ اس موقع پر مولانا محمد اعظم طارق نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ لیکن پولیس نے انہیں گرفتار نہ کیا۔ گجرات کے بعد کھاریاں پولیس نے پورا کاروان ہائی جیک کر لیا۔ جب مولانا اعظم طارق نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا تو سینکڑوں کارکن قائد سے پہلے گرفتاری دینے کے لے پولیس کی گاڑیوں میں بیٹھ گئے۔

10 فروری کی رات جہلم پہنچنے پر قائدین کا پرجوش استقبال کے علاوہ عظیم الشان

Scanned with CamScanner

ناموس صحابہ" کانفرنس شاندار چوک جہلم میں منعقد ہوئی۔

راولپنڈی

11 فروری کی صبح جہلم پولیس نے زبردست ناکہ بندی کر لی تاکہ کاروان راولپنڈی نہ پہنچ سکے۔ لیکن سپاہ صحابہ" کے جیالے تمام رکاوٹوں کے باوجود راولپنڈی پہنچ گئے۔ صوبائی سیکرٹری محمود اقبال چکوال پہنچے۔ جہاں ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ اور دفتر سپاہ صحابہ" چکوال کے سامنے عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جہاں پر محمود اقبال اور دیگر مقامی قائدین نے خطاب کیا۔ صوبائی سیکرٹری 11 فروری کو راولپنڈی پہنچ گئے۔

راولپنڈی میں کاروان ناموس صحابہ" کا بے مثال استقبال کیا گیا۔ سپاہ صحابہ" کے کارکنوں نے راولپنڈی کو مطالباتی بینروں اور سپاہ صحابہ" کے جھنڈوں سے سجا رکھا تھا۔ 11 فروری کی رات سٹی چوک راولپنڈی میں عظیم الشان ناموس صحابہ" کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں بہت بڑی تعداد میں کارکنوں نے شرکت کی۔

اسلام آباد

12 فروری صبح کاروان ناموس صحابہ" جامعہ فرقانیہ راولپنڈی سے اسلام آباد کی طرف روانہ ہوا۔ انتظامیہ کی طرف سے کاروان کے سلسلہ میں غیر معمولی حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے۔ کوہاٹی بازار سے فیض آباد چوک تک مقامی پولیس کی ایک درجن سے زائد گاڑیاں استقبالی جلوس کے ساتھ رہیں۔ جوں جوں کاروان اسلام آباد کی طرف بڑھتا گیا ہزاروں کارکنوں سے بھری ہوئی سینکڑوں گاڑیاں اس میں شامل ہوتی گئیں حتی یہ راولپنڈی کی تاریخ کا بہت بڑا جلوس بن گیا۔ فیض آباد چوک پر سپاہ صحابہ" اسلام آباد کے راہنماؤں نے کاروان کا استقبال کیا اور بہت بڑے تاریخی جلوس کی صورت میں اسلام آباد کی شاہراہوں سے گزرتے ہوئے لال مسجد پہنچے۔ کاروان کی تمام گزرگاہوں پر سپاہ صحابہ" کے مطالباتی بینر اور جھنڈے نہایت خوبصورت انداز میں آویزاں کئے گئے تھے۔ سڑک کے دونوں طرف سپاہ صحابہ" کے کارکن لمبی قطاریں لگائے کھڑے پرچم ہلا کر کاروان کو خوش

Scanned with CamScanner

آمدید کہہ رہے تھے۔ لال مسجد پہنچ کر 5 فروری سے شروع ہونے والا کاروان ناموس صحابہ" مولانا اعظم طارق کے الوداعی خطاب پر اختتام پذیر ہوا۔ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' نے کاروان ناموس صحابہ" کے دوران اپنی تقاریر میں کاروان کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے قریباً چھ ماہ قبل 35 اراکین قومی اسمبلی (یاد رہے کہ 35 ارکان کے دستخطوں سے اور بعد میں 80 ارکان اسمبلی کے دستخطوں سے بل پیش کیا) کے دستخطوں سے ناموس صحابہ" بل قومی اسمبلی میں پیش کیا تھا۔ جس کا مقصد اصحاب رسول" کی عزت و ناموس کو آئینی تحفظ فراہم کرنا تھا۔ لیکن حکومت نے اس بل کو ہر اجلاس میں سرد خانے میں ڈال دینے کی پوری کوشش کی۔ اس کے علاوہ موجودہ حکومت نے اصحاب" رسول" کی ناموس کے تحفظ کی ہماری جدوجہد کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ کے ذریعے عوام کو گمراہ کیا کہ یہ صحابہ" فرقہ واریت پھیلانا چاہتی ہے۔ وزیر اعظم پاکستان آئے دن اپنے بیانات میں فرقہ واریت کو ملک کے خطرہ قرار دیتے رہتے ہیں۔ تب ہم نے فیصلہ کیا کہ عوام کو آگاہ کیا جائے کہ ہم نے اصحاب رسول" کی عظمت و تقدس کا بل اسمبلی میں پیش کر کے ملک سے فرقہ واریت کے خاتمہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ ہم وزیر اعظم کی طرح خالی نعروں کی بجائے عملی اقدامات پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر حکومت ملک سے فرقہ واریت کا خاتمہ چاہتی ہے تو فوری طور پر ناموس صحابہ" بل منظور کرے۔ عوام کے سامنے ناموس صحابہ" بل اور حکومت کے گمراہ کن پروپیگنڈہ کی وضاحت کے لئے 5 فروری سے صادق آباد سے اسلام آباد تک کاروان نے ناموس صحابہ" کا فیصلہ کیا گیا۔

مولانا اعظم طارق مدظلہ' نے اپنی اختتامی تقریر میں فرمایا "اللہ کے فضل و کرم سے پنجاب بھر کے عوام نے ہمارے موقف کو سنا اور اس کی تائید کی اگر حکومت نے ناموس صحابہ" بل منظور نہ کیا تو اسی طرح دوسرے صوبوں میں بھی کاروان ناموس صحابہ" شروع کیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

آٹھواں باب

☆---- نواز حکومت کی برطرفی

☆---- حکومت بحال

☆---- ناموس صحابہؓ بل منظور اور اسمبلی کا ٹوٹنا

☆---- الیکشن کی تیاریاں

☆---- مولانا اعظم طارق عد خلہ' کی فتح

☆---- شکست میاں ریاض حشمت جنجوعہ

☆---- دوبارہ گنتی اور میاں صاحب کی فتح

☆---- ضمنی الیکشن اور شیخ حاکم علی بھی اسمبلی پہنچ گئے

☆---- وزارت عظمیٰ کی کشمکش

☆---- مسلم لیگی امیدوار کی شکست

☆---- صوبائی وزیراعلیٰ کا انتخاب

☆---- تعطیل یوم فاروق اعظمؓ

☆---- پنجاب کے اعلیٰ افسران سے جھڑپ

☆---- گورنر پنجاب سے مخاصمت

☆---- قومی اسمبلی میں ناموس صحابہؓ بل روکنے اور آپ کا سپیکر کی کرسی پر قبضہ

☆---- قاتلانہ حملہ اور حکومت پنجاب کا قاتلوں سے حسن سلوک

☆---- بے نظیر حکومت کی طرف سے عمدہ اور دولت کی پیش کش

☆---- برطانیہ کا دوسری مرتبہ دورہ اور حکومت سے اعلان جنگ

☆---- بی بی سی ٹیلی ویژن ٹیم کی آمد اور انٹرویوز

☆---- روپوشی کی کہانی' جرنیل محترم کی زبانی

Scanned with CamScanner

نواز حکومت کی برطرفی

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میاں نواز شریف کے اتحادی ان سے دور ہوتے رہے اور مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کی طرف سے اسمبلی میں پیش کردہ ناموس صحابہ ؓ بل حکمرانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑتا رہا۔ اس بل کے لئے حکومت پر دباؤ بڑھانے کے لئے صادق آباد سے اسلام آباد تک تاریخی کاروان ناموس صحابہ ؓ چلایا گیا' کاروان کو سبوتاژ کرنے کے لیے حکومت نے سینکڑوں شرکاء کو گرفتار کرنے اور تشدد کا نشانہ بنانے کے اوچھے ہتھکنڈے بھی استعمال کئے لیکن اس کے باوجود کاروان کا راستہ نہ روک سکے اور وہ اسلام آباد کی سرزمین پر پہنچ کر رہا۔

ایران کی خوشنودی کے لیے سپاہ صحابہ ؓ کے قائدین پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑے گئے۔ کراچی اور دیگر شہروں میں سپاہ صحابہ ؓ کے کارکنان کو شہید کیا گیا۔ سپاہ صحابہ ؓ صوبہ سندھ کے صدر علامہ علی شیر حیدری مدظلہ' (جو کہ فاروقی صاحب کی شہادت کے بعد سرپرست اعلیٰ منتخب ہوئے) سمیت سینکڑوں علماء' خطباء جیلوں کی زینت بنتے رہے۔ پشاور میں صوبائی دفتر اور مسجد میں قرآن کو نذر آتش کر کے قرآن مجید کی بے حرمتی کی گئی۔ مولانا اعظم طارق مدظلہ' نے جب قومی اسمبلی میں جلے ہوئے قرآن کے نسخے پیش کئے تو اس کا مذاق اڑایا گیا۔

آخر وہ وقت آن پہنچا کہ جب صدر غلام اسحاق خان کے اختلافات وزیر اعظم نواز شریف سے زیادہ کشیدہ ہو گئے تو ایک دن مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کو صدر مملکت نے بلوایا' آپ پریزیڈنٹ ہاؤس پہنچے تو صدر غلام اسحاق نے بتایا کہ گذشتہ شب میاں نواز شریف نے ریڈیو' ٹی وی پر جو میرے خلاف تقریر کی ہے۔ وہ آپ نے سنی ہے۔ عوام اور کئی راہنما کہتے ہیں کہ اسمبلی توڑ دیں آپ کا کیا خیال ہے؟ مولانا چونکہ اس وقت اپوزیشن میں تھے۔ اور میاں نواز شریف کی حکومت کا آپ خود اور پوری جماعت ظلم کا شکار تھی۔ اور آپ بارہا اس کا ذکر صدر مملکت سے بھی کر چکے تھے۔ لہٰذا آپ نے کہا کہ اس آئینی

Scanned with CamScanner

بحران کے بعد وزیر اعظم نے آپ کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ اسمبلی توڑ دیں۔ چنانچہ اسی روز شام کو صدر غلام اسحاق خان نے اسمبلی توڑ دی اور عبوری حکومت بلخ شیر مزاری کی وزارت عظمی کے تحت قائم ہوئی۔ مولانا کو اس عبوری حکومت میں وزارت کی پیش کش کی گئی لیکن آپ نے کہا کہ مجھے الیکشن لڑنا ہے۔ لہٰذا میں یہ ذمہ داری نہیں لے سکتا۔

حکومت کی بحالی

چالیس روز بعد سپریم کورٹ نے میاں صاحب کی حکومت بحال کر دی تو میاں صاحب کا مزاج یکسر تبدیل ہو چکا تھا۔ انہوں نے دو وزیر رائے احمد نواز اور چوہدری امیر حسین کو مولانا کے فلیٹ پر بھیجا کہ ہم نے چالیس روز میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ صلح کر لیں ہم آپ کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا ازالہ کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ناموس صحابہ ؓ بل پاس کرانے کا مطالبہ پیش کیا جسے مان لیا گیا۔

ناموس صحابہ ؓ بل پاس اور دوبارہ اسمبلی توڑ دی گئی

چنانچہ چند ہی روز بعد قومی اسمبلی میں ناموس صحابہ ؓ بل ایجنڈے پر آیا تو مولانا نے پیش کرنے کے لئے بل کی عبارت پڑھی وفاقی وزیر قانون نے اس کی مخالفت نہ کی اور یہ بل متفقہ طور پر پاس کر کے قائمہ کمیٹی کو بھیج دیا گیا۔ لیکن اس کے چند ہی روز بعد نواز شریف صاحب نے اس شرط پر استعفی دے کر اسمبلی توڑ دی کہ صدر غلام اسحاق خان کو صدارت سے مستعفی ہو جانا چاہیے۔

الیکشن کی تیاری

دوبارہ اسمبلی ٹوٹنے کے بعد الیکشن کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ سابقہ تجربہ کی وجہ سے مسلم لیگ نے اپنے امیدوار قومی و صوبائی اسمبلیوں میں نہ کھڑا کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے الیکشن کافی آسان ہو چکا تھا۔ تاہم شہر سے شیخ اقبال اور گاؤں سے نواب امان

Scanned with CamScanner

اللہ خاں سیال کے پی۔ پی کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے کی وجہ سے الیکشن کی گہما گہمی میں اضافہ اور انتخابی مہم میں جان پڑھ گئی۔ دیہاتی حلقوں میں میاں ریاض حشمت جنجوعہ (مرحوم) کے ساتھ اتحاد کی وجہ سے آسانیوں کے ساتھ کچھ مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

مولانا اعظم طارق صاحب جیت گئے

16 اکتوبر کا سورج طلوع ہوتے ہی صبح آٹھ بجے پولنگ اسٹیشنوں پر عوام کا ہجوم تھا۔ سپاہ صحابہؓ کے کارکن پر ہر مقام پر بڑے چاک و چوبند اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ شام 5 بجے پولنگ اختتام پذیر ہوئی اور اب ہر کسی کو نتائج کا انتظار تھا۔ دنیا بھر کے حساس مسلمانوں کی نظریں خصوصاً اس سیٹ پر لگی ہوئیں تھیں۔ گنتی کا آغاز ہوا اور اکثر پولنگ اسٹیشنوں پر مولانا کے بھاری اکثریت سے کامیاب ہونے کی خبریں موصول ہونے لگیں۔ اچانک اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں تمام نتائج موصول ہو چکے تھے۔ اور قاضی شہیدؒ کے منصب کا وارث 55 ہزار ووٹ حاصل کر کے دوبارہ قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہو چکا تھا۔

18 اکتوبر کو صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے تو اس نشست پر بھی مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' نے 33 ہزار ووٹ حاصل کر کے دشمن کو شکست فاش دی اور صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ہار گئے

قائدین سپاہ صحابہؓ اور کارکنان فتح کی خوشی میں جلسہ سے خطاب کر رہے تھے اور شکرانے کے نوافل ادا کر رہے تھے کہ نصف رات کے وقت یہ خوشیاں بے مزہ ہو گئیں کہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ پچاس ووٹوں سے ہار چکے تھے اور وہ ازحد مایوس تھے۔ مولانا نے انہیں حوصلہ دیا اور تیار کیا کہ وہ شیخ حاکم علی کے ہمراہ فوراً اسلام جائیں اور ووٹوں کی از سر نو گنتی کی درخواست چیف الیکشن کمیشن کو دیں۔ کیونکہ یہ قوی خدشہ تھا کہ ووٹوں کی

Scanned with CamScanner

گنتی میں ہیرا پھیری کی گئی ہے۔ چنانچہ شیخ حاکم علی کے ہمراہ وہ اسلام آباد چلے گئے اور ادھر مولانا نے ڈسٹرکٹ ریٹرننگ آفیسر (جو کہ انتہائی ایمان دار سیشن جج جھنگ تھے) سے ملاقات کی اور ان سے معلوم کیا کہ سرکاری ملازمین کو جاری کردہ پوسٹل بیلٹ کی گنتی کب ہو گی۔ اور اس میں کب تک وصول ہونے والے ووٹ کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ الیکشن کے تیسرے روز گنتی ہوتی ہے اور گنتی شروع ہونے سے ایک لمحہ قبل تک وصول ہونے والے پوسٹل بیلٹ شامل کئے جا سکتے ہیں۔

اس کے بعد دوسری ملاقات حلقہ پی پی نمبر 66 کے ریٹرننگ آفیسر چوہدری بوٹا سول جج جھنگ سے کی اور ان سے اس حلقہ میں کل جاری ہونے والے سرکاری ووٹوں کی تعداد اور اب تک وصول ہونے والے ووٹوں کی تعداد معلوم کی۔ جس سے یہ واضح ہو گیا کہ ابھی چالیس کے قریب سرکاری ووٹ یا تو سرکاری ملازمین کی سستی کی وجہ سے ان کے گھروں میں پڑے ہوئے ہیں یا پھر ڈاک خانے میں اٹکے ہوئے ہیں۔ ڈاک خانے والوں نے بتایا کہ ہمارے پاس ایسا کوئی ووٹ نہیں ہے۔ چنانچہ قائدین نے سرشام پورے حلقہ کے سرکاری ملازمین کے پاس موٹر سائیکل سواروں کو روانہ کر دیا جو رات گئے تک قریباً چار ووٹ حاصل کرنے اور صبح دفاتر کے کھلنے سے پہلے تک پانچ ووٹ لانے میں کامیاب ہو گئے۔

سرکاری ووٹوں اور دوبارہ گنتی سے میاں ریاض حشمت جنجوعہ جیت گئے

ڈاک خانے کے ذریعے یہ ووٹ ریٹرننگ آفیسر کی ٹیبل پر گنتی شروع ہونے سے قبل پہنچ۔ ادھر میاں صاحب اسلام آباد سے ضابطہ کی کاروائی کر کے مایوسی کے عالم میں واپس آ چکے تھے۔ اور خود ہی گنتی کے لئے ریٹرننگ آفیسر کے پاس بیٹھ گئے۔ مخالف فریق محمد اسلم بھروانہ اپنا نمائندہ بٹھا کر دستخط کر کے باہر آ چکے تھے۔ کچہریوں میں ہجوم لگا ہوا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد تک گنتی جاری رہی اور ادھر کچہریوں میں عموماً اور بار آفس میں خصوصاً

Scanned with CamScanner

قائدین اور فریق مخالف آمنے سامنے بیٹھے ہوئے وقت گزار رہے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اندازہ ہو رہا تھا کہ سپاہ صحابہ" کے امیدوار کی پوزیشن مستحکم ہوتی جارہی ہے اور بھروانہ کو اپنی پوزیشن خراب ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تو وہ اٹھ کر چلے گئے۔ چنانچہ عشاء کی نماز کے وقت ریٹرننگ آفیسر کی عدالت کا دروازہ کھلا تو میاں ریاض حشمت جنجوعہ خوشی سے نعرہ لگاتے ہوئے باہر نکلے اور بتایا کہ وہ چار ووٹوں سے جیت گئے ہیں۔ میاں صاحب کی اس کامیابی کے بعد سپاہ صحابہ" کی خوشیاں دوبالا ہو گئیں۔

شیخ حاکم علی بھی اسمبلی پہنچ گئے

2 دسمبر 1993ء کو ہونے والے ضمنی انتخاب میں پی پی 65 جھنگ۔5 (شہری نشست) پر سپاہ صحابہ" کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی نے زبردست کامیابی حاصل کی اور مولانا اعظم طارق مدظلہ' کی چھوڑی ہوئی اس نشست کا کامیاب دفاع کیا۔ شیخ حاکم علی نے اپنے حریف پیپلزپارٹی کے امیدوار حاجی محمد جمیل انصاری کے مقابلہ میں 7600 ووٹ زائد حاصل کیے مذکورہ انتخاب میں شیخ حاکم علی کا مقابلہ حاجی محمد جمیل انصاری جو نمائندہ تو پیپلزپارٹی کا تھا۔ لیکن اس کی حمایت شیخ محمد اقبال سمیت مسلم لیگ بھی کر رہی تھی۔ اس کے علاوہ بریلوی مکتب فکر میں سے پرانی عید گاہ پیر پٹھان۔ مولوی محبوب عالم اور عبدالباسط شاہ کے حلقے کے علاوہ تحریک جعفریہ کی بھی مکمل حمایت حاصل تھی۔ جب کہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے اہلحدیث مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مولانا عبدالعلیم یزدانی جو اپنے چند نادان دوستوں کے اکسانے پر ضمنی انتخاب میں سپاہ صحابہ" کی حمایت کرنے کی بجائے خود میدان میں آئے۔ اور کل تین ہزار ووٹ بھی حاصل نہ کر سکے۔ تاہم شیخ حاکم علی کی جیت سے سپاہ صحابہ" کے دو نمائندے صوبائی اور ایک نمائندہ قومی اسمبلی کا منتخب ہوا۔ جو جماعت کی کم عرصہ میں مقبولیت' قائدین' کارکنان' کی قربانیوں اور محنت کا نتیجہ ہے۔

وزارت عظمیٰ کی کشمکش

93ء کے الیکشن کے بعد صورتحال چونکہ غیر واضح ہو چکی تھی اور کسی بھی پارٹی کو

Scanned with CamScanner

اکثریت حاصل نہیں تھی۔ اس لیے ایک طرف میاں نواز شریف ارکان اسمبلی سے رابطہ کر رہے تھے۔ اور دوسری طرف پی پی کوشاں تھی۔ تیسری طرف چھوٹی جماعتوں کے بڑے لیڈر سرگرم عمل تھے۔ چنانچہ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کے اسلام آباد پہنچتے ہی مولانا فضل الرحمان مدظلہ' نے رابطہ کیا اور خود آکر اصرار کیا کہ آپ میرے ہمراہ جتوئی ہاؤس چلیں۔ جتوئی ہاؤس میں نواب نصراللہ خاں' اکبر بگٹی' اور میاں نواز شریف کے علاوہ فاٹا کے ارکان اسمبلی بھی موجود تھے۔ جتوئی' نصراللہ خان' مولانا فضل الرحمان صاحب' اکبر بگٹی' مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' اور میاں نواز شریف الگ کمرہ میں بیٹھ کر صورت حال کا جائزہ لے کر اسمبلی میں اکثریت حاصل کرنے پر غور کر رہے تھے۔ اور میاں صاحب کو قائل کر رہے تھے کہ وہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر مسلم لیگ کا بنوالیں مگر وزارت عظمیٰ کے لیے کسی دوسری جماعت کے لیڈر پر اتفاق کرلیں مگر میاں صاحب اس پر تیار نہیں ہو رہے تھے۔ اور واضح انکار بھی نہیں کر رہے تھے۔ حتمی فیصلہ کے بغیر یہ اجلاس اس نتیجہ پر ختم ہوا کہ ارکان اسمبلی حلف اٹھا کر سپیکر کا چناؤ کرلیں۔ جب مسلم لیگ کے یہ امیدوار جیت جائیں تو وزارت عظمیٰ کا فیصلہ کرلیا جائے گا۔ ممبران کی تعداد اس طرح پوری ہوئی کہ متروٹ مسلم لیگ کے' سات فاٹا گروپ' چار J.U.I نواب زادہ' بگٹی' اور جتوئی کے پانچ متحدہ دینی محاذ کے دو اسلامک فرنٹ کے تین کل تعداد 91 ہو گئی اور اقلیتوں و آزاد ارکان گیارہ بارہ ووٹ میاں صاحب نے حاصل کر لینے کا عندیہ دیا۔ اس اجلاس کے بعد مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' اور دیگر افراد پر امید ہو کر واپس آئے۔

مسلم لیگی امیدوار کی عبرتناک شکست

حلف اٹھانے کے بعد سپیکر کا انتخاب ہوا' سپیکر کے الیکشن میں مسلم لیگ کے چار ووٹ کاسٹ نہ ہوئے' اسلامی فرنٹ سے بھی رابطہ نہ کیا گیا۔ نتیجہ کے طور پر مسلم لیگ کے امیدوار سپیکر گوہر ایوب کو کل 90 ووٹ حاصل ہوئے۔ اور دوسری طرف اقلیتوں کے ووٹ حاصل کر لینے کی وجہ سے پی پی کے امیدوار سید یوسف رضا گیلانی کو 105 ووٹ

Scanned with CamScanner

ملے۔ اور اب پانسا بالکل پلٹ چکا تھا۔ مسلم لیگ کی عدم دلچسپی سے دل برداشتہ ہو کر فاروق کے ارکان اور نواب زادہ نصر اللہ نے بھی ڈپٹی سپیکر کے الیکشن میں P.P.P کا ساتھ دیا جس سے مسلم لیگی امیدوار بری طرح شکست سے دوچار ہوا۔

اگرچہ پی پی نے اقلیتوں اور آزاد کارکنوں کو دس دس لاکھ میں خرید کر ووٹ حاصل کیا تھا۔ مگر وزارت عظمیٰ کے لیے بھی ان کی کوششیں ہر طریقے سے جاری رہیں۔

مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' نے وزیر اعظم کے الیکشن میں حصہ نہ لینے کا اعلان کیا کہ مسلم لیگ خود اپنے لیے مخلص نہیں اور میں اپنا ووٹ کیوں ضائع کروں۔ چنانچہ مولانا نے وزیر اعظم کے الیکشن میں ووٹ کاسٹ نہ کیا اب بے نظیر وزیر اعظم منتخب ہو چکی تھی۔ اور صدارتی الیکشن میں سردار فاروق احمد خاں اور وسیم سجاد کے درمیان ہونے والا معرکہ کافی سخت نظر آ رہا تھا۔ لیکن یہاں بھی میاں نواز شریف کی عدم دلچسپی اور پی پی کی طرف سے MQM کے ووٹ حاصل کرنے کے معاہدہ کے بعد فضا اس قدر تبدیل ہو گئی کہ مسلم لیگی MNA اور سینٹر حضرات نے درپردہ سازباز کر کے لغاری کو بھاری اکثریت سے کامیاب ہونے کا موقع فراہم کیا بدقسمتی سے صدارتی الیکشن میں بھی پیسے کا کھیل کھیلنے سے احتراز نہ کیا گیا۔

صوبائی وزیر اعلیٰ کا الیکشن

صوبہ پنجاب میں پی۔ ڈی۔ ایف کے اتحادی گروپ کے راہنما منظور احمد وٹو وزارت عالیہ کے امیدوار نامزد کیے گئے۔ تو قائد سپاہ صحابہ" مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید") کا بیان قومی اخبارات میں شہ سرخیوں میں شائع ہوا کہ ہم قادیانی شخص کو وزیر اعلیٰ نہیں بننے دیں گے۔ اس بیان کے فوری بعد خود وٹو صاحب اپنی صفائی دینے کے لیے قائد محترم سے ملنے چلے آئے اور تحریراً اپنے مسلمان ہونے اور مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے کافر ہونے کا اعلان کر کے سپاہ صحابہ" کی حمایت کے طلب گار ہوئے جماعت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے وٹو صاحب کی وضاحت کے بعد ان کی حمایت کا فیصلہ کر لیا اور مرکز میں

Scanned with CamScanner

زبردست اپوزیشن کا کردار ادا کرنے کی پالیسی بنائی پنجاب کی سطح پر حکومت میں شمولیت سے چند ایک فائدے ضرور ہوئے۔ کہ کچھ مقدمات کا خاتمہ ہوا۔ یکم محرم الحرام شہادت فاروق اعظمؓ کی تعطیل ہوئی۔ جھنگ میں ترقیاتی کام ہوئے میاں ریاض حشمت جنجوعہ مشیر وزیر اعلیٰ اور شیخ حاکم علی پارلیمانی سیکرٹری کے عہدہ پر فائز ہوئے لیکن سو فیصد فوائد حاصل نہ کیے جا سکے۔

تعطیل یوم فاروق اعظمؓ

یکم جون 1994ء پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو نے سپاہ صحابہؓ کے قائدین مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' مولانا محمد ضیاء القاسمی مدظلہ' قاری نواز بلوچ (سابق صدر پنجاب) شیخ حاکم علی' محمد یوسف مجاہد' اور میاں ریاض حشمت جنجوعہ سے طویل مذاکرات کے بعد یکم محرم الحرام کی تعطیل کا اعلان کیا۔ اس کا نوٹیفکیشن بھی جاری کر دیا گیا۔ کہ یکم محرم الحرام یوم شہادت فاروق اعظمؓ پر تعطیل ہوا کرے گی۔ پنجاب حکومت نے نوٹیفکیشن میں تعطیل کا عنوان یوم فاروق اعظمؓ کی بجائے سال نو ہجری کا آغاز قرار دیا۔ بہرحال سنہ ہجری کا آغاز بذات خود بھی حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت کا ایک درخشندہ باب ہے۔

پنجاب کے اعلیٰ افسران سے جھڑپ

وزیر اعلیٰ سے ہونے والی اس طویل میٹنگ کے نتیجے میں یکم محرم الحرام کی تعطیل کا فیصلہ تو ہو گیا۔ لیکن اسی میٹنگ میں ایک ایسی بدمزگی کا واقعہ بھی پیش آیا کہ جو بعد میں رونما ہونے والے ایسے واقعات خصوصاً اولا جرنیل سپاہ صحابہؓ اور پھر قائدین سپاہ صحابہؓ کی گرفتاریوں کا باعث بنا۔ وزیر اعلیٰ کے ہمراہ تین صوبائی وزراء کے علاوہ اس میٹنگ جو سیون کلب لاہور میں ہوئی تھی۔ چیف سیکرٹری پنجاب اور ہوم سیکرٹری پنجاب بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو بارہا اس بات کا احساس ہوتا رہا کہ ہوم سیکرٹری پنجاب حفیظ گل علماء کرام اور وفد میں شریک حضرات کو توہین و تضحیک کا نشانہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ جرنیل سپاہ صحابہ نے اس بات کو نوٹ کیا اور کافی صبر کے بعد ہوم سیکرٹری کو وارننگ دی کہ وہ اپنا رویہ درست کریں اور علماء کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھ کر گفتگو کریں۔ مولانا کی اس اچانک گرفت سے ہوم سیکرٹری بوکھلا کر رہ گیا۔ اور اپنی سبکی پر تلملاتے ہوئے اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور جرنیل سپاہ صحابہ کو سخت لہجہ میں دبانے کی کوشش کرنے لگا۔ جرنیل محترم بھی اپنی نشست سے کھڑے ہو گئے۔ اور اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگے کہ "تم اپنی اوقات میں رہو' ہمیں دبانے کی حماقت ذہن سے باہر نکال دو۔" کافی گرما گرمی کی فضا پیدا ہو چکی تھی تاہم قائدین سپاہ صحابہ اور وزیر اعلیٰ و دیگر وزراء و چیف سیکرٹری کے بیچ بچاؤ کرانے سے یہ جھگڑا ٹل گیا۔ لیکن پنجاب کے ان دونوں بڑے افسران کے دل میں ایسی گرہ پڑی کہ وہ ہر لحہ مرکزی اور صوبائی حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنے میں مصروف ہو گئے کہ مولانا اعظم طارق کو آزاد چھوڑنا بڑے نقصان کی بات ہے اور حکومت کو غلط رپورٹیں بھیجنا ان کا معمول بن گیا۔

گورنر پنجاب سے مخاصمت

پنجاب کے گورنر چوہدری الطاف حسین مولانا اعظم طارق کے ہمراہ 1993ء تک قومی اسمبلی کے رکن رہ چکے تھے اور مسلم لیگ کی حکومت میں وہ پیپلزپارٹی کی طرف سے اپوزیشن کا کردار ادا کر رہے تھے۔ اب مرکزی حکومت پیپلزپارٹی کے ہاتھ آ جانے کے باعث چوہدری الطاف حسین کو گورنر پنجاب کا عہدہ مل چکا تھا۔ ان کے مولانا کے ساتھ بہت ہی خوشگوار تعلقات تھے۔ اور گورنر ہاؤس میں ہروقت مولانا کے لیے آنے جانے کی اجازت تھی۔ مولانا کی وساطت سے انہی دنوں وفاق المدارس عربیہ تنظیم المدارس عربیہ اور وفاق المدارس سلفیہ کے راہنماؤں نے گورنر پنجاب سے ملاقات کر کے دینی مدارس کے فاضل علماء کی اسناد کو یونیورسٹیوں کی سطح پر تسلیم کیے جانے پر گورنر صاحب کو آمادہ بھی کیا۔ لیکن کچھ ہی دنوں بعد جب گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین کی طرف سے دینی مدارس اور علماء کرام کے خلاف انتہائی گھٹیا اور توہین آمیز بیانات اخبارات میں آنے

Scanned with CamScanner

شروع ہوئے تو جرنیل سپاہ صحابہؓ نے گورنر پنجاب سے اپنے تمام تر دوستی پر مبنی تعلقات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ترکی بہ ترکی ان کے بیانات کا جواب دینا شروع کر دیا۔ انہی ایام میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں بریلوی' دیوبندی' اہلحدیث مکاتب فکر کے دینی مدارس کے مہتمم حضرات کا ایک بہت ہی اہم اور نمائندہ کنونشن ہوا جس میں جرنیل سپاہ صحابہؓ نے زور دار انداز میں حکومت کو متنبہ کیا کہ اگر ان دینی اداروں کی طرف میلی نظر سے دیکھا گیا۔ تو ہم ایسی آنکھیں نکال دیں گے۔ آپ کی اس تقریر کو اخبارات نے شہ سرخیوں میں شائع کیا۔ جس سے گورنر پنجاب سے دوستی نہ صرف دشمنی میں بدل گئی۔ بلکہ وہ آپ کی جان تک کا دشمن ہو گیا اور گورنر نے ڈی آئی جی راولپنڈی شعیب سڈل کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مولانا کو پولیس مقابلہ میں ہلاک کرنے کا پروگرام بنائے۔ لیکن ایک طرف گورنر صاحب کا پیغام اجل آگیا۔ دوسری طرف یہی ڈی آئی جی کراچی میں وزیر اعظم کے بھائی مرتضیٰ بھٹو کو قتل کرانے کے جرم میں گرفتار ہو گیا۔

قومی اسمبلی میں ناموس صحابہؓ بل روکنے کی کوشش اور جرنیل سپاہ صحابہؓ کا سپیکر کی کرسی پر قبضہ

جون 1994ء کا سالانہ بجٹ پیش ہونے سے تین روز قبل قومی اسمبلی میں پرائیویٹ بلوں کی قانون سازی کے روز جب اسمبلی کی کاروائی ایجنڈے کے مطابق جاری تھی تو تلاوت کلام مجید اور وقفہ سوالات کے بعد ایجنڈے پر موجود ناموس صحابہؓ بل کی باری آ گئی۔ جرنیل محترم کی کوشش سے اس بل پر ستر سے زائد مسلم لیگ' پیپلز پارٹی جماعت اسلامی' جمعیت علماء اسلام' اور فاٹا کے کئی ارکان کے علاوہ ملک کے نامور سیاستدان نواب زادہ نصراللہ تک دستخط کر چکے تھے۔ اور اس اجلاس میں شریک تمام ممبران اس بل کی حمایت کے لیے تیار تھے۔ کہ اسمبلی کی کاروائی چلانے والے ڈپٹی سپیکر سید ظفر علی شاہ نے ایجنڈے کی کاروائی کے مطابق مولانا اعظم طارق کو اٹھ کر بل کی عبارت پڑھ کر بل پیش کرنے کی اجازت دینا ہی چاہی تھی کہ وفاقی وزیر قانون و پارلیمانی امور سید اقبال حیدر (جو

Scanned with CamScanner

کہ ایک متعصب شیعہ ہے) نے کھڑے ہو کر چیخ چیخ کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب ایجنڈے کی کاروائی کی بجائے اسلام آباد میں پانی کی قلت کے مسئلہ پر بات کی جائے۔ لیکن دوسری طرف مولانا اعظم طارق کی حمایت میں مسلم لیگ کے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب سمیت اکثر ممبران نے مطالبہ کرنا شروع کیا کہ ایجنڈا کے مطابق مولانا اعظم طارق کو بل پیش کرنے کا موقع دیا جائے چونکہ اس وقت اسمبلی ہال میں حکومتی ارکان اسمبلی کی تعداد بھی کم تھی اور پھر حکومتی ممبران بھی اس بل کے حامی تھے۔ اس لیے وزیر قانون کے اشارہ پر ڈپٹی سپیکر نے بغیر کسی وجہ کے اسمبلی کا اجلاس برخاست کرنے کا اعلان کر دیا اور خود کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مولانا اعظم طارق نے صورت حال دیکھی تو وہ اپنی کرسی سے اٹھ کر خود سپیکر کے ڈائس پر چڑھ گئے اور اجلاس دوبارہ شروع کرنے کا اعلان کر کے اجلاس میں ناموس صحابہؓ بل پڑھ کر سنایا جسے ارکان اسمبلی نے پاس کر دیا۔ اس واقعہ کا ملکی و غیر ملکی اخبارات میں بہت چرچا ہوا۔ اس کے بعد مولانا نے اعلان کر دیا کہ اگر ہمارا بل پاس نہیں ہونے دیا گیا تو ہم حکومت کو بجٹ پیش نہیں کرنے دیں گے۔ چنانچہ پہلی مرتبہ حکومت نے خوف کے باعث بجٹ اجلاس کی کاروائی براہ راست ٹی وی پر نہ دکھائی اور نہ ہی ریڈیو پر سنائی۔ اس واقعہ سے حکومت اور مولانا کے درمیان محاذ آرائی میں اور زیادہ شدت پیدا ہو گئی۔

قاتلانہ حملہ اور حکومت پنجاب کا قاتلوں سے حسن سلوک

22 اگست کو مولانا پر ضلع سرگودھا میں لاہور کے دہشت گرد گروہ کے سپہ سالار غلام رضا نقوی نے راکٹ لانچروں سے حملہ کر کے دو گن مینوں کو شہید کر دیا تو ان ظالمان کی گورنر پنجاب اور صوبائی افسران نے اس حد تک سرپرستی کی۔ کہ نہ صرف انہیں گرفتار نہ کیا بلکہ گورنر ہاؤس میں ان سے میٹنگیں ہوتی رہیں۔ اس دہشت گرد گروہ نے لاہور میں موچی دروازہ پر ایک کانفرنس کا اہتمام کیا۔ اور کانفرنس میں جرنیل سپاہ صحابہؓ کے خلاف نہ صرف نعرے بازی کی بلکہ انہیں قتل کرنے کا اعلان کیا۔ اور اپنے سابقہ حملہ

Scanned with CamScanner

کا اقرار بھی کیا اور پنجاب پولیس کو عموماً اور لاہور پولیس کے افسران کو خصوصاً لتاڑ کر کہا کہ ہم نے سرگودھا میں مولانا اعظم طارق پر حملہ کیا ہے آئندہ بھی کریں گے۔ جرات ہے تو ہمیں روک کر دکھائیں۔ ظاہر بات یہ ہے کہ وہ سب کچھ گورنر پنجاب کی سرپرستی میں کر رہے ہیں۔ اور مرکزی حکومت بھی آصف زرداری کے ذریعے سے اس دہشت گرد گروپ کو پوری طرح مدد دے رہی تھی۔

انہی ایام میں مولانا پر حملہ کرنے والے نامزد بڑے ملزم گورنر ہاؤس میں میٹنگیں بھی کرتے رہے بلکہ جب ان پر لاہور پولیس نے ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو پولیس کو اپنی قیمتی گاڑیاں نذر آتش کرا کر بھد رسوائی پسپا ہونا پڑا۔

برطانیہ کا دوسری مرتبہ دورہ اور حکومت سے اعلان جنگ

جنوری 95ء کے آخری عشرہ میں سپاہ صحابہ" برطانیہ کی دعوت پر جرنیل سپاہ صحابہ" دوسری مرتبہ دورہ پر تشریف لے گئے جس کی تفصیلات اسی کتاب کے دوسرے مقام پر آچکی ہے۔ اس دورہ میں ڈیوز بری شہر کے حاجی لیٹین صاحب نے جرنیل محترم کو مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ' کی شہرہ آفاق کتاب "تاریخ دعوت و عزیمت" کی دو جلدیں دیں۔ جرنیل محترم خود بیان کرتے ہیں کہ برطانیہ سے واپسی پر طیارہ میں دوران سفر میں نے اس کتاب میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے حالات ان کے موقف اور مشن پھر ان کے سخت ترین امتحانات کے مراحل سے گزرنے کی تفصیلات کو پڑھا جوں جوں میں امام احمد حنبلؒ کے حالات کو پڑھتا گیا میرے دل و دماغ کی کایا پلٹتی گئی اور میرے دل میں بار بار یہ خیال آنے لگا کہ اگر امام احمد بن حنبلؒ نے اس بات کی پروا کئے بغیر کہ اس وقت پوری اسلامی مملکت میں کوئی بھی عالم دین میرا ساتھ دینے پر آمادہ نہیں ہے۔ اپنا موقف نہیں چھوڑا تو پھر آج جبکہ وطن عزیز پر ایک نسوانی حکومت کے منحوس سائے حکومت کی صورت میں دراز ہوتے چلے جا رہے ہیں اور آئے دن شعائر اسلام کا مذاق اڑانا حکمران طبقہ کا وطیرہ بن گیا ہے دینی مدارس اور اسلام کے خلاف حکومت کے گھناؤنے عزائم

Scanned with CamScanner

سامنے آرہے ہیں لیکن علماء دین کا ایک طبقہ تو حکومت کی ہاں میں ہاں ملانے میں مصروف ہے اور دوسرا طبقہ خاموشی اختیار کئے ہوئے اور مصلحت کی چادر تانے ہوئے ہے۔ تو ایسی صورت میں آخر نسوانی حکومت کو غیر شرعی اور غیر اسلامی حکومت قرار دے کر اس کے خلاف آواز حق بلند کرنے کا فرض کون ادا کرے گا۔ کافی دیر سوچنے کے بعد آپ نے یہ تہیہ کر لیا کہ وطن عزیز میں پہنچتے ہی میں یہ کام کروں گا کہ قومی اسمبلی میں نسوانی حکومت کو خلاف اسلام قرار دینے کا اعلان کروں گا اور شیعہ کا تمام لٹریچر بھی اسمبلی میں پیش کروں گا۔ تاکہ میری طرف سے اتمام حجت ہو جائے۔ چنانچہ آپ نے آٹھ فروری 1995ء بمطابق سات رمضان المبارک ایک بجے دوپہر پاکستان کی قومی اسمبلی میں شیعہ کی کتب پیش کر کے ایسی لاجواب تقریر کی کہ جس سے حکومتی ایوانوں اور شیعہ کے مذہبی حلقوں میں زلزلہ برپا ہو گیا۔ اس تقریر میں مولانا نے اس سازش کا بھی انکشاف کیا کہ حکومت مجھے وعدہ معاف گواہوں کے ذریعے کسی مقدمہ قتل میں گرفتار کر کے پھانسی پر چڑھانے کا منصوبہ بنا چکی ہے۔ لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ اعظم طارق کو بھٹو سمجھا جائے نہ سپاہ صحابہ کو P.P پر قیاس کیا جائے۔

16 فروری بمطابق 15 رمضان المبارک جرنیل سپاہ صحابہ نے نماز جمعہ کے اجتماع میں مسجد حق نواز شہید جھنگ میں بے نظیر کی نسوانی حکومت کو غیر شرعی، ظالم اور فتنہ حکومت قرار دیتے ہوئے پرجوش خطاب میں حضرت امام احمد بن حنبل کے حالات زندگی اور قربانیوں کا تفصیل سے تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اب اس نسوانی حکومت کے خلاف ہماری طرف سے جہاد شروع کیا جاتا ہے۔ اور اس راستہ میں پیش آنے والی ہر مشکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کا عزم لے کر ہم میدان میں اتر رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

بی بی سی ٹیلی ویژن ٹیم کی انگلینڈ سے آمد

----اور----

آپ کے انٹرویوز کی عالمی سطح پر اشاعت

22 اگست 94ء کو آپ پر اسلام آباد جاتے ہوئے قاتلانہ حملہ کیا گیا اور آپ کے دو گن مین شہید ہو گئے تو آپ نے اپنی سیکورٹی کا انتظام مزید سخت کر دیا۔ چنانچہ آپ اسمبلی میں بھی مسلح باڈی گارڈوں کے ہمراہ جاتے۔ جس پر دنیا بھر کے نشریاتی اداروں کی نظریں آپ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔ چنانچہ اکتوبر کے پہلے عشرہ میں آپ کے ساتھ بی بی سی ٹیلی ویژن کی طرف سے فون پر رابطہ کیا گیا کہ ہماری ایک ٹیم انگلینڈ سے آکر آپ کے ہمراہ دس روز گزارنا چاہتی ہے تاکہ آپ کے مشن و کاز سیاسی و مذہبی سرگرمیوں کو نوٹ کر سکے اور آپ کا مشن عالمی سطح پر پیش کر سکے۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ چنانچہ اکتوبر 1994ء کے تیسرے عشرے کے شروع میں یہ چھ رکنی ٹیم پہنچ گئی۔ جس نے آپ کے اہم جلسوں اور گلگت کے دورہ کی تفصیلات اور آپ کے سماجی و فلاحی کاموں کی تفصیلات کی فلمیں بنائیں اور آپ کے مختلف عنوانات پر انٹرویو کئے۔ ایک ہفتہ بعد یہ ٹیم واپس چلی گئی۔ چنانچہ 20 فروری 1995ء کو اس ٹیم نے ایک پچیس منٹ کی فلم بی بی سی کے چینل سے دنیا بھر میں نشر کرنا شروع کی جس میں آپ کی تقاریر کی جھلکیاں شیعہ کے کفر اور خمینیت کے اپریشن پر مبنی خطاب کے حصے دکھائے گئے اور ساتھ ساتھ کئی جگہ آپ کی تنظیم کو ایک تشدد پسند نظریات کی حامل جماعت کے عنوان پر بھی پیش کیا گیا۔ لیکن عالمی سطح پر آپ کی اس فلم نے شیعت کے ایوانوں میں زلزلہ طاری کر دیا اور باطل کے قلعوں میں دراڑیں ڈالوائیں کیونکہ پہلی مرتبہ اس قدر وسیع پیمانے پر شیعہ کے کفریہ لٹریچر کے حوالوں اور سپاہ صحابہ" کے مخصوص نعروں کی اشاعت ہوئی۔ چنانچہ 22 فروری 1995ء کو آپ کو گرفتار کرنے کی سازش کی دیگر وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ آپ کا

Scanned with CamScanner

یہ خطاب بھی تھا۔

بے نظیر حکومت کی طرف سے عہدہ اور دولت کی پیشکش

جرنیل سپاہ صحابہؓ کے اسمبلی کے اندر اور باہر ایمان افروز اور نسوانی حکومت کے خلاف بیانات اور نصف رمضان المبارک کو میاں نواز شریف کی طرف سے دی گئی ایک افطار پارٹی میں شرکت پر حکومتی ایوانوں میں کھلبلی سی مچ گئی۔ چنانچہ ایک طرف 18 فروری کو ڈی آئی جی راولپنڈی ڈویژن شعیب سڈل نے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر مولانا اعظم طارق کو چار ماہ قبل کھاریاں میں شیعہ کی بس پر فائرنگ کے کیس میں گرفتار کرنے کا اعلان کر دیا۔ دوسری طرف اسلام آباد کے ایک اردو اور انگلش اخبار کے مالک ملک کے نامور صحافی کی وساطت سے یہ آفر کی گئی کہ اگر آپ حکومت کا ساتھ دیں آپ کو دو کروڑ روپے اور پجارو گاڑی دی جائے گی۔ اور جو عہدہ آپ چاہتے ہیں آپ کو مل سکتا ہے۔ اگر حکومت کا ساتھ تو نہ دیں مگر خاموش ہو جائیں تو آپ کو ایک کروڑ روپے اور پجارو گاڑی دی جائے گی۔ لیکن آپ نے نہ صرف اس پیشکش کا انکار کر دیا بلکہ 22 فروری بمطابق 21 رمضان المبارک کو یوم شہادت حق نواز شہیدؒ پر احرار پارک جھنگ میں ہونے والے ایک عظیم اجتماع میں اس حکومتی پیشکش کا ذکر کر کے اسے مسترد کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ اس سازش سے بھی جھنگ کے لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ حکومت مجھے گرفتار کرنے والی ہے۔ اخبارات میں آپ لوگ ڈی آئی جی راولپنڈی کی پریس کانفرنس پڑھ چکے ہیں۔ اس پریس کانفرنس کا مقصد مجھے ہراساں کر کے سودے بازی پر مجبور کرنا ہے لیکن میں اب نہ تو گرفتاری دوں گا اور نہ ہی سودے بازی کروں گا۔ چنانچہ مغرب کے وقت یہ جلسہ ختم ہوا اور رات دو بجے آپ کی گرفتار کے لئے آپ کے گھر پر پولیس پہنچ گئی۔

Scanned with CamScanner

روپوشی کی کہانی جرنیل کی زبانی

روپوشی کا آغاز اور پہلی رات

22 فروری 1995ء کو احرار پارک جھنگ میں یوم شہادت امیر عزیمت کے موقع پر عظیم الشان اجتماع میں یہ انکشاف کرنے کے بعد کہ مجھے حکومت کی حمایت یا کم از کم مخالفت نہ کرنے کی صورت میں بے نظیر حکومت کی طرف سے دو کروڑ روپے اور پجارو و دیگر مراعات کی پیشکش کی گئی ہے میں نے اعلان کیا کہ میں نہ صرف اس حکومتی رشوت کو پائے حقارت سے ٹھکراتا ہوں بلکہ اپنی تمام تر صلاحیتیں نسوانی حکومت کے خاتمہ اور عورت کی حکمرانی کے غیر شرعی ہونے کو واضح کرنے کے لئے صرف کرتا رہوں گا اور یہ بھی بتلا دیا تھا کہ مجھے اس "انکشاف" کے بعد اب کسی وقت بھی گرفتار کیا جا سکتا ہے لیکن میں گرفتاری نہیں دوں گا۔

مغرب سے آدھ گھنٹہ قبل یہ جلسہ ختم ہوا اور رات دو بجے اسٹنٹ کمشنر پاجوہ صاحب اور ڈی۔ ایس۔ پی لیاقت بودلہ صاحب کی معیت میں پولیس کی ایک بڑی نفری نے گھر کا محاصرہ کر لیا اور مجھے جگا کر ملاقات کی۔ میں نے گرفتاری دینے سے انکار کر دیا اور اپنے مکان کی چھت سے نزدیکی مکان پر اتر کر پچھلی گلی سے ہوتے ہوئے رانا مقصود کے گھر جا پہنچا۔ رانا صاحب کی والدہ نے رات اڑھائی بجے جب میرے "بیل" دینے پر دروازہ پر آ کر پوچھا کہ کون ہے؟ تو میں نے اپنا تعارف کرایا وہ حیران ہو کر بولیں کہ رات کے اس وقت آپ اکیلے یہاں کیسے آ گئے ہیں جب میں ان کے مکان کی دوسری منزل پر جا کر رانا برادران سے ملا تو انہوں نے کہا اب آپ بے فکر ہو کر سو جائیں میں نے کہا نہیں مجھے یقین ہے کہ پولیس کو جیسے ہی میرے گھر سے نکلنے کی خبر ہو گی وہ اس گھر کا ضرور رخ کرے گی لہٰذا مجھے فوری طور پر کسی دوسری جگہ منتقل ہونا چاہیے چنانچہ وہاں سے راؤ لیاقت کے گھر فون کر کے انہیں موٹر سائیکل لانے کا کہا کچھ ہی دیر اپنے گھر سے چار پانچ گلیاں پیچھے میں ایک ایسے مکان میں پہنچ گیا جہاں پر قیام چار دن تک رہا لیکن پولیس اور

Scanned with CamScanner

تمام ایجنسیاں مل کر بھی مجھے نہ ڈھونڈ سکیں۔

روپوشی کی پہلی رات اور بچوں کی پریشانی

جب رات دو بجے پولیس افسران نے میرے گھر پر ڈیرے ڈال دیئے اور مجھے گرفتاری پیش کرنے کے لئے آمادہ کرنے لگے تو ایک وقت ایسا آیا کہ میں گرفتاری دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور میں نے دوسرے کمرہ میں جا کر اپنے بچوں کو بیدار کیا اور ان سے کہا کہ میں گرفتاری پیش کرنے لگا ہوں آپ لوگ بالکل گھبرانا نہیں۔ آٹھ دن بعد عید آ رہی ہے کپڑے پہننا اور اپنی امی کو پریشان نہ کرنا۔ بچے نیند سے اٹھے تھے اور پہلی بار انہوں نے گرفتاری کا نام سنا تھا۔ تو وہ گھبرا گئے مجھے وہ منظر آج تک نہیں بھولتا ہے کہ جب یہ بچے میری باتوں پر عمل کرنے کا وعدہ بھی کر رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے جدائی کے صدمہ کے باعث آنسو بھی جاری تھے۔ انہیں یہ باتیں عجیب لگ رہی تھیں کہ میں خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرنے کی خبر بھی ان کو دے رہا ہوں اور ساتھ ساتھ عید کی خوشیاں منانے کی تلقین بھی کر رہا ہوں۔ لیکن کچھ دیر بعد جب میں نے گرفتاری کی بجائے روپوشی کا راستہ اختیار کر لیا تو جھنگ کے حکام نے مزید پولیس کے ہمراہ پورے محلے کا محاصرہ کر کے لیڈی پولیس کے ذریعہ میرے دو کمروں پر مشتمل گھر کی تلاشی اس طرح شروع کر دی جیسے انہیں یہاں سے کوئی نہایت ہی خوفناک چیز کو برآمد کرنا ہے۔ سوٹ کیسوں، الماریوں، بستروں، کتابوں کو اس طرح الٹ پلٹ کر رکھ دیا جیسے کہ گھر میں ڈاکہ پڑ گیا ہو اور پھر میرا لائسنسی اسلحہ اٹھا کر چلتے بنے۔ پولیس کی اس وحشیانہ کاروائی نے میری اہلیہ اور بچوں کو اور زیادہ خوف زدہ کر دیا۔ لیکن الحمدللہ یہ بچے اور ان کی والدہ اب اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ بڑی سی بڑی پریشانی اور مصیبت پر بھی حوصلہ مندی کا ثبوت دیتے ہیں۔

جھنگ سے پیر محل روانگی اور نصرت خداوندی

میری روپوشی کو 18 گھنٹے گزر چکے تھے دوسری شب میں نے B.B.C ریڈیو پر اپنی

Scanned with CamScanner

روپوشی کی خبر سنی تو اس موقع پر پنجاب کے ہوم سیکرٹری حفیظ گل کا یہ دعویٰ نشر ہوا کہ "ہم چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر مولانا اعظم طارق کو گرفتار کر لیں گے۔" لیکن چار روز اور چار راتیں گزرنے کے باوجود وہ مجھ تک نہیں پہنچ پائے تھے۔ بالآخر میں نے فیصلہ کیا جھنگ کو اب چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں منتقل ہو جانا چاہیے کیونکہ ایک تو اس بات کی خبریں مل رہی تھیں کہ جھنگ پولیس گھر گھر کی تلاشی مہم شروع کرنے والی ہے دوسرے میں جس گھر میں مقیم تھا اب وہاں عید کے موقع پر اہل خانہ کے نواسوں اور نواسیوں نے عید کرنے کے لئے آنا تھا۔ اس صورت میں میرا وہاں ٹھہرنا مناسب نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک عزیز کو پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں فون کر کے پیغام دیا کہ وہ رات دو بجے گاڑی لے کر مولانا حق نواز شہید کے گھر کے سامنے احرار پارک کے متصل پہنچ جائیں۔

چنانچہ رات عشاء کے وقت ہی بارش شروع ہو گئی جس کی وجہ سے اس پورے علاقہ میں ڈیوٹی پر متعین پولیس کی بڑی نفری واپس پولیس لائن چلی گئی۔ اور ادھر رات پونے دو بجے میں اس گھر سے نکلا جہاں روپوش تھا مجھ سے پچاس قدم کے فاصلہ پر اسی گھر کا پندرہ سالہ بچہ چل رہا تھا۔ یہاں تک کہ ہم محلہ حق نواز شہید میں اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گئے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اہلیہ نے اندر سے پوچھا کون؟ میں نے جواب دیا تو انہوں نے حیرانی کے ساتھ دروازہ کھول دیا اور بتایا کہ پولیس گھر کے چاروں طرف ہے آپ کیسے آگئے میں نے کہا کہ فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ادھر کوئی نہیں ہے اور میں یہ شہر چھوڑ رہا ہوں چنانچہ بچوں کو اٹھا کر انہیں پیار کیا اور حوصلہ دیا پھر گھر کے قریب ہی ایک پکی زمین میں دبایا ہوا اپنا اسلحہ نکلوایا اور کپڑوں کا سوٹ کیس و اسلحہ ہمراہ لیا۔ اس دوران عزیز کے ساتھی گاڑی لے کر احرار پارک پہنچ گئے اس طرح رات سوا دو بجے میں جھنگ سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

یہ مہم بارش کی صورت میں نصرت خداوندی کے ذریعہ ہی مکمل ہوئی ورنہ جس قدر پولیس نے میرے گھر اور جھنگ کی تمام شاہراہوں پر پولیس چوکیاں لگا کر محاصرہ کر رکھا

Scanned with CamScanner

تھا۔ اس طرح کا سفر ممکن ہی نہیں تھا۔

رویوشی کے ایام میں پیر محل سے جہانیاں کا سفر

پیر محل کے قریب ایک گاؤں میں اپنے عزیزوں کے ہاں دو ماہ کا عرصہ گزارنے کے بعد اب یہ خیال دامن گیر ہوا کہ اس جگہ سے کسی دوسری جگہ ہجرت کی جائے چنانچہ فون پر یہاں سے رابطہ تو ہر طرف تھا۔ مگر سوائے اہل خانہ کے کسی کو اپنا فون نمبر یا رہائش کی جگہ کا نہیں بتایا ہوا تھا انہی دنوں میں جہانیاں کے بہت ہی نامور عالم دین مولانا محمد یعقوب طاہر (مرحوم) کے خلف الرشید برادرم مولانا وجیہ الرحمن کے بار بار اصرار پر ایک دن انہیں مطلع کیا کہ کل صبح بعد الفجر خانیوال بائی پاس کے متصل جو بہاولپور روڈ پر ہوٹل ہے وہاں ملاقات ہو گی آپ گاڑی لے کر وہاں پہنچ جائیں۔ ادھر جہاں عزیزوں کے ہاں مقیم تھا انہیں صرف اتنا بتایا کہ خانیوال میرا انتظار ہو رہا ہے مجھے آپ لوگ وہاں چھوڑ آئیں چنانچہ دو کاروں پر مشتمل ہم دس ساتھی رات تین بجے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک جگہ سند ھیلیانوالی سے قبل یہ دیکھ کر تمام ساتھی دم بخود ہو کر رہ گئے کہ کچھ لوگ روڈ کے اوپر ہاتھوں میں اسلحہ لے کر کھڑے ہوئے ہیں اور گاڑیوں کو روکنے کا اشارہ کر رہے ہیں میرے ہاتھوں میں اس وقت 222 رائفل تھی۔ میں نے ساتھیوں سے کہا آپ اول تو خود کو بالکل عام مسافر ظاہر کریں لیکن اگر معاملہ گڑبڑ ہوا تو پھر ابتدائی گولی میں خود چلاؤں گا۔ چنانچہ میری گاڑی پیچھے ہوئی دوسری کار آگے لگ گئی۔ روڈ پر کھڑے ہوئے لوگوں نے کار روکی اسمیں جھانکا اور اسے جانے کا کہا اب ہماری گاڑی آگے بڑھی لمبے قد کے ایک شخص نے جس کی آنکھوں میں شراب کا نشہ چڑھا ہوا تھا اور منہ سے بدبو کے بھبکے آ رہے تھے ہماری کار کے قریب آ کر گاڑی میں جھانکا۔ میرا ہاتھ کپڑے میں لپٹی رائفل کے ٹریگر پر تھا۔ پھر اس نے ڈرائیور سے پوچھا کہاں جا رہے ہو تو ڈرائیور نے بتایا کہ سند ھیلیانوالی جا رہے ہیں اس نے ایک اور نظر گاڑی میں ڈالی اور کہا جاؤ۔ چنانچہ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ خانیوال کے بائی پاس پر اگلی گاڑی والے ساتھیوں نے بتایا کہ وہ لمبے قد کا

نوجوان اس علاقہ کے شیعہ ایم۔ پی۔ اے علی رضا شاہ کا بیٹا تھا۔ نامعلوم وہ کس غرض سے رات کے اس حصہ میں مسلح ہو کر روڈ پر کھڑا ہوا تھا۔

ہم لوگ سورج کے طلوع ہونے سے قبل مقررہ جگہ پر پہنچے تو تھوڑی ہی دیر بعد مولانا وجیہ الرحمن صاحب کار لے کر پہنچ گئے۔ ان گاڑیوں سے سامان ان کی کار میں شفٹ کیا اور ان حضرات کو الوداع کہہ کر ہم اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ پیر محل کے احباب کو علم نہیں تھا کہ آگے مجھے لے جانے والا ساتھی کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور مولانا وجیہ الرحمن کو یہ علم نہیں تھا کہ مجھے یہاں تک لانے والے کون ہیں اور کہاں سے لائے ہیں۔ روپوشی کے ایام میں اس طرح کی احتیاط ضروری ہوتی ہے تاکہ اگر پولیس یا ایجنسیاں پناہ دینے والے کسی ایک شخص تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو اسے یہ خبر نہ ہو کہ آگے "اس مہمان کو" کون لے گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روپوشی کی پہلی شب رانا مقصود کے گھر سے جب دوسری نامعلوم جگہ شفٹ ہو گیا تو اسی صبح رانا مقصود اور ان کے بھائی گرفتار کر لئے گئے ان پر بے تحاشہ تشدد کیا گیا لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ میں آگے کس منزل پر پہنچ چکا ہوں۔

روپوشی کے عرصہ میں گورنر پنجاب وفاقی وزیر داخلہ سپیکر اسمبلی اور اخبارات سے رابطے۔ لیکن۔ حکومت کا تمام تر کوششوں کے باوجود مجھے تلاش نہ کر سکنا

روپوشی کے اول روز ہی ٹیلی فون کے ذریعہ اخبارات سے رابطہ اور بیانات جاری کرنے کا میں نے سلسلہ شروع کر دیا۔ خود اپنی اہلیہ کو ایک دوسرے گھر میں بلوا کر مطلع کر دیا کہ میں خیریت سے ہوں اور جھنگ میں ہوں پھر پیر محل پہنچ کر جھنگ سے فیکس مشین بھی اس طرح منگوائی کہ جھنگ سے رجانا اڈہ تک لانے والے شخص کو بس اتنا معلوم تھا کہ اڈہ کی مسجد میں فلاں رنگ کے رومال والے شخص کے حوالہ کرنا ہے چنانچہ فیکس

Scanned with CamScanner

مشین مجھ تک پہنچ گئی تو پھر یہ ہمیشہ ہر جگہ ساتھ رہی۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ جو بیان میں بیس منٹ تک لاہور اسلام آباد کے صحافیوں کو زبانی لکھوانا پڑتا تھا اب اسے تحریر کرکے ڈیڑھ منٹ میں فیکس کر دیا جاتا۔

پیر محل' جمانیاں' ٹوبہ' گوجرانوالہ اور جھنگ سے حتی کہ آخری دنوں میں اسلام آباد سے فون پر جس طرح حکام بالا اور اخبارات کے صحافیوں سے رابطہ بار بار ہوتا رہا اس کے پیش نظر یقینی بات تھی کہ یہ فون نمبر حکومت تلاش کر لیتی لیکن محکمہ ٹیلی فون کے ایک انجینئر نے ایسا گر مجھے بتلا دیا تھا کہ جس کے باعث میں نے بارہا گورنر پنجاب (الطاف حسین مرحوم) وزیر اعلیٰ پنجاب منظور وٹو۔ وزیر اعظم پاکستان نصیر اللہ بابر۔ سپیکر قومی اسمبلی یوسف رضا گیلانی اور جھنگ کے ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی سے کئی کئی منٹ تک گفتگو کی لیکن اس تمام گفتگو کے باوجود وہ میرا سراغ لگانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

'رویوشی کے دوران مسجد حق نواز شہید میں جمعہ کے اجتماع سے فون پر خطاب اور کئی کانفرنسوں سے خطاب امریکی ایجنسیاں اور پاکستانی حساس ادارے سراغ لگانے میں ناکام

روپوشی کے انہی ایام میں جنگ میں شیخ اقبال کے قتل کا حادثہ اور کراچی میں پانچ امریکیوں کے قتل کا سانحہ رونما ہو گیا۔ شیخ اقبال قتل کیس کی ایف۔ آئی۔ آر میں پولیس افسران کے دباؤ پر میرا نام بھی درج کرا دیا گیا اور ادھر پانچ امریکیوں کے قتل میں امریکہ کی طرف سے میرے طلب کیے جانے کی خبریں اخبارات میں شائع ہونا شروع ہو گئیں۔

جمانیاں پہنچ کر میں نے اخبارات میں خبر دی کہ میں اس جمعہ کے موقع پر مسجد حق نواز شہید میں جھنگ کے عوام سے فون پر خطاب کروں گا۔ اور عوام سے رائے لوں گا کہ میں گرفتاری پیش کر دوں یا نہیں اس خبر کے بعد جھنگ کی ٹیلی فون ایکسچینج کو امریکی ایجنسیوں' حساس اداروں کے جدید ترین آلات نے اپنے کنٹرول میں کر لیا تا کہ وہ میرا سراغ لگا

Scanned with CamScanner

تھیں۔ اور یہ خبریں بھی اخبارات میں آنے لگ گئیں اب میرے لئے یہ بات چیلنج بن چکی تھی کہ میں اگر خطاب نہیں کرتا ہوں تو بے عزتی والی بات ہے اور عوام کے حوصلے پست ہوں گے۔ اگر فون پر خطاب کرتا ہوں تو سخت خطرہ ہے کہ فون ٹریس Trails نہ ہو جائے۔ کافی سوچ و بچار کے بعد ایک دوسرا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ راستہ یہ تھا کہ جمعہ کے روز ہم چار ساتھی موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر جہانیاں سے ملتان چلے گئے۔ ایک موٹر سائیکل میں خود چلا رہا تھا ملتان پہنچ کر ایک محمد اخلاق نامی ساتھی کے گھر پہنچے جسے ایک روز قبل ہی کارڈ سسٹم ٹیلی فون کے کارڈ خرید لینے اور شہر کے اہم بوتھ ٹیلی فون کی تعیات جمع کر رکھنے کا پابند کیا ہوا تھا۔ چنانچہ کارڈ لے کر ملتان کینٹ کے علاقہ میں سپر مارکیٹ کے سامنے لگے ٹیلی فون بوتھ سے ٹھیک ڈیڑھ بجے دوپہر جھنگ رابطہ کیا اور کچھ ہی دیر بعد ملتان کی اس معروف ترین مارکیٹ کے سامنے کھڑے کھڑے فون پر خطاب شروع کر دیا۔ باقی ساتھی دور دور کھڑے ہوئے نہ صرف اس منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے بلکہ وہ اس تاریخی موقع کی تصاویر بھی بنا رہے تھے۔ اور ملتان شہر کے لوگ ہمیں دیکھ کر ہنس رہے تھے کہ یہ دیہاتی لوگ فون کرتے ہوئے تصاویر بنا کر اپنی جہالت کا ثبوت دے رہے ہیں کیونکہ اس وقت میرے سر پر ایک بڑی سی سفید چادر کی دھاتی انداز میں پگڑی بندھی ہوئی تھی فون پر اس بے مثال خطاب کے بعد ہم موٹر سائیکلوں پر جہانیاں واپس آ گئے دوسرے روز اخبارات نے اس خطاب کو نمایاں انداز میں شائع کیا اور حساس اداروں و امریکی ایجنسیوں کی تمام تر کوششوں کو ناکام قرار دیا۔ جھنگ پولیس نے میرے سیکرٹری محمد یوسف فاروقی کو گرفتار کر لیا اور دعوی کیا کہ مولانا اعظم طارق نے تمہارے گھر نظر مسلم نگر میں بیٹھ کر خطاب کیا ہے۔ اس روپوشی کے عرصہ میں کبیر والا کی سالانہ کانفرنس لاہور فاروق اعظم سیکرٹریٹ میں ہونے والی کانفرنس، کمالیہ کی جامع مسجد فاروقیہ میں ہونے والی کانفرنس، حضرو میں کارکنان کے اجلاس، جہلم میں کارکنان کی تربیتی نشست اور فیصل آباد میں جماعت کی مجلس شوری کے اجلاس سے بھی خطاب کیا۔

Scanned with CamScanner

جہانیاں سے جھنگ کا حیرت انگیز بذریعہ بس سفر

یہ ایک اصول ہے کہ جب انسان حکمرانوں یا مخالفین کی طرف سے خطرہ محسوس کرتا ہو تو وہ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھتا ہے بعض اوقات فرضی خدشات کے پیش نظر بڑے بڑے اقدامات کرنے پڑتے ہیں اور محض شک و شبہ کی بنیاد پر اپنی جگہ تبدیل کرنے کی ضرورت پڑتی ہے جہانیاں میں روپوشی کا وقت صحیح انداز سے گزر رہا تھا ایک روز گھر فون کر کے یہ اطلاع دی کہ آج صبح میں آپ کو چیک روانہ کر رہا ہوں تاکہ آپ گھریلو اخراجات کے لئے بینک سے پیسے نکلوالیں۔ چنانچہ ایک ساتھی محمد اخلاق کے حوالہ چیک کیا کہ وہ جھنگ جا کر گھر دے آئے اس کی روانگی کے چھ گھنٹے بعد پھر آٹھ گھنٹے ہو حتی کہ پھر سولہ گھنٹے جب گھر سے معلوم کیا کہ چیک والا لڑکا پہنچ گیا ہے تو جواب ملا کہ نہیں۔ اب مجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ وہ لڑکا کہیں پولیس کے ہتھے نہ چڑھ گیا ہو اور اس کے پاس سے چیک کا برآمد ہونا اور آج کی تاریخ کا اس چیک پر لکھا ہونا ہی اس لڑکے مشکوک ہونے کے لئے کافی ہے رہ رہ کر یہ خیال ذہن میں آنے لگا کہ اگر وہ لڑکا پکڑا گیا تو تھوڑے سے تشدد کے بعد وہ یقیناً بول اٹھے گا کہ مولانا اعظم طارق جہانیاں میں فلاں مقام پر ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنے اس خدشہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتے ہوئے یہ فیصلہ کر لیا کہ مجھے جہانیاں چھوڑ دینا چاہیے لیکن میں جہانیاں کے احباب کو یہ بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ میری اگلی منزل کون سی ہے کیونکہ اگر ابھی یا کچھ دنوں بعد ان تک پولیس پہنچ جاتی ہے تو ان کے پاس کوئی اگلا راستہ دکھانے کو نہ ہو میں نے مولانا وجیہ الرحمن اور ان کے بھائیوں کو بتایا کہ مجھے فوراً اسلام آباد پہنچنا ہے لہٰذا آپ حضرات لاہور کی بس پر مجھے سوار کرا دیں شروع میں انہوں نے میرے بس میں سفر کرنے کو بڑی حیرت و تعجب سے دیکھا لیکن میرے اصرار پر انہیں خاموش ہونا پڑا ہاں تو یہ بات میں نے ابھی تک بتائی ہی نہیں کہ جہانیاں پہنچ کر میں نے اپنے سیکرٹری راشد محمود قادری کو اپنے پاس بلوایا تھا چنانچہ مولانا وجیہ الرحمن صاحب مجھے اور راشد کو رات دس بجے بہاولپور سے بذریعہ چیچہ وطنی فیصل

Scanned with CamScanner

آباد جانے والی بس پر بٹھا دیا ہم نے ان سے کہ اکہ ہم کہیں دوسری جگہ سے لاہور والی بس پر سوار ہو جائیں گے۔ بس میں سوار ہونے تک راشد بھی اس بات سے لاعلم تھا کہ ہماری اگلی منزل کون سی ہے۔

چنانچہ جب کنڈیکٹر نے ٹکٹ کٹانے کا کہا تو میں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ٹکٹ کاٹنے کا کہہ کر راشد کو بھی حیران کر دیا راشد کو میں نے قریب والی دوسری سیٹ پر بٹھا دیا اور خود عینک اتار کر سر پر رومال لپیٹ کر ایک الگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میاں چنوں کے قریب بس کو پولیس چوکی پر روکا گیا۔ اور پولیس اہلکار نے اندر داخل ہو کر تمام سواریوں کا سرسری سا جائزہ لیا اور اتر گیا جب بس چیچہ وطنی کے پھاٹک پر پہنچی تو پھاٹک بند تھا جیسے ہی بس رکی تو ایک پولیس کی موبائل ہماری گاڑی کے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی۔ اب بالکل ایسے لگ رہا تھا کہ پولیس کو پوری خبری ہو چکی ہے اور وہ اگلے ہی لمحے ہمیں گاڑی سے اتار لے گی۔ لیکن پولیس اہلکار بس کے ارد گرد گھومتے رہے اندر نہیں آئے اس طرح ہماری طبیعت میں سکون و اطمینان کا احساس پیدا ہوا اور ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

کیا میری شکل واقعی مولانا اعظم طارق جیسی ہے

جہانیاں سے بس پر ٹوبہ کی طرف سفر جاری تھا اور چیچہ وطنی سے آگے بس گزر چکی تھی کہ میں نے محسوس کیا کہ ایک شخص بار بار مجھے دیکھ رہا ہے پھر کچھ ہی دیر کے بعد اس شخص نے اٹھ کر مجھ سے ہاتھ ملایا اور سوال کیا؟ کیا آپ مولانا اعظم طارق صاحب ہیں۔ میں نے اپنے حواس کو قابو میں رکھتے ہوئے فوراً اس سے سوال کر دیا کہ کیا واقعتاً آپ کو میری شکل مولانا اعظم طارق جیسی لگتی ہے؟ اس نے کہا جی بالکل ہو بہو آپ مولانا اعظم طارق کی طرح ہیں میں نے برجستہ جواب دیا پہلے بھی کئی لوگوں نے مجھے اس طرح مولانا اعظم طارق ہی سمجھا ہے۔ "اللہ کی قدرت ہے کئی لوگوں کی شکلیں صورتیں کئی لوگوں سے بہت سے مشابہ ہوتی ہیں۔" اور وہ شخص جی ہاں کہتے ہوئے واپس اپنی سیٹ پر جا بیٹھا کسی ایسے اچانک پیش آمدہ حادثہ پر بروقت جواب دے کر اپنی پوزیشن برقرار رکھنا

Scanned with CamScanner

بہت مشکل معاملہ ہے۔

رویوشی کے ایام میں جھنگ میں داخلہ

جہانیاں سے رات دس بجے چل کر بذریعہ بس رات تین بجے ہم ٹوبہ ٹیک سنگھ پہنچ گئے۔ اور ریلوے پھاٹک کے پاس اتر کر ساتھ ہی مارکیٹ کے اندر نو تعمیر شدہ مسجد کی چھت پر چلے گئے۔ میں نے جہانیاں سے روانہ ہونے سے قبل پیر محل کے عزیزوں کو فون پر پابند کیا تھا کہ وہ رات تین بجے کار لے کر ریلوے پھاٹک کے پاس پہنچ جائیں۔ میں نے اپنے ذہن میں طے کر لیا تھا میں خود جھنگ میں اپنے گھر جاؤں گا لیکن راشد کو بھی اس بات سے آگاہ کرنا احتیاط کے خلاف تھا۔ چنانچہ میں نے اسے پابند کیا کہ وہ ابھی یہاں سے فیصل آباد چلا جائے اور وہاں سے اسلام آباد پہنچ کر قومی اسمبلی سے میری تنخواہ کا چیک وصول کرے اور پھر وہاں سے جھنگ گھر میں فون پر رابطے رکھے۔ میں جہاں ہوں گا اپنی خیریت سے آگاہ کروں گا۔ ادھر پیر محل کے ساتھی کار لے آئے تو میں نے کار میں سوار ہو کر انہیں کہا کہ جھنگ چلیں۔ جھنگ کا نام سن کر وہ ٹھٹھک کر رہ گئے اور انہوں نے بتایا کہ ہم تو گھر بتا کر آئے ہیں کہ ہم مولانا کو یہاں گاؤں میں لا رہے ہیں تاہم میں نے ان سے کہا آپ جھنگ چلیں مجھے وہاں ضروری کام ہے۔

انہوں نے گاڑی جھنگ روڈ پر ڈال دی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی حدود کے خاتمہ پر جھنگ کی حدود کا آغاز ہوا تو سامنے سرخ بتی جلتی ہوئی اور پولیس کی چوکی کا بیریئر روڈ پر لٹکا ہوا نظر آیا۔ پولیس چوکی کے ملازم نے گاڑی کے پاس آ کر پوچھا کون ہو؟ اور کہاں جانا ہے؟ جس کے جواب میں کار ڈرائیور نے کہا۔ اے ایس آئی احمد یار ہوں اور گاڑی آگے بڑھا دی لیکن اس جواب سے پولیس چوکی کے ملازم کو شک پڑ گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ اس نے کہا گاڑی کھڑی کر کے شناخت کرائیں ہم نے گاڑی کو اور تیز کر دیا اور چلتے بنے لیکن تھوڑے ہی سفر کے بعد ہمیں احساس ہوا کہ مسئلہ گڑبڑ ہو سکتا ہے کیونکہ ملازم چوکی کی وائرلیس سے یقیناً کنٹرول کے ذریعہ پولیس کے اعلیٰ افسران کو آگاہ کر دے گا کہ مشکوک

Scanned with CamScanner

گاڑی جھنگ کی طرف آ رہی ہے چنانچہ اب اس خدشہ کے پیش نظر میں نے ڈرائیور سے کہا وہ گاڑی کو چند فرلانگ آگے چل کر دائیں طرف والے لنک روڈ پر ڈال دے اس لنک روڈ پر گاڑی ڈال دی گئی اور الیکشن مہم کا تجربہ کام آگیا ہم لوگ تقریباً بیس کلومیٹر کا چکر طے کر کے گوجرہ جھنگ روڈ پر جا نکلے اور وہاں سے سیٹلائٹ ٹاؤن میں داخل ہوئے۔ فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں کہ کار عثمانیہ مسجد کے سامنے جا کھڑی کی۔ کار والے ساتھی سخت پریشان تھے میں نے انہیں کہا کہ اب وہ مطمئن ہو کر واپس چلے جائیں۔ اگلا حساب میں خود کر لوں گا۔ وہ سلام کر کے واپس چلے گئے۔

جھنگ میں دس روز تک اپنے گھر میں قیام

عثمانیہ مسجد کے پاس ہی کار سے اتر کر میں نے مولانا محمد الیاس بالاکوٹی صاحب کے گھر کی بیل کا بٹن دبایا تو مکان کی چھت پر گیلری سے مولانا بالاکوٹی کی آواز سنائی دی کون ہے بھئی؟ میں نے جواب دیا کہ اپنا ہی آدمی ہوں آواز سے پہچان لیں یا شکل دیکھ لیں انہوں نے گیلری سے آگے بڑھ کر دیکھا تو حیران رہ گئے اور فوراً سیڑھیاں اتر کر دروازہ کھولا اور یہ کہتے ہوئے مجھے اوپر ساتھ لے گئے کہ آپ کو ان دنوں میں ادھر نہیں آنا چاہیے تھا۔ حالات سخت کشیدہ ہیں۔ میں نے ان سے کہا آپ بے فکر رہیں بس یہ بتائیں کہ فوری موٹر سائیکل مل سکتا ہے انہوں نے کہا میرے پاس تو نہیں ہے میں نے ان کے فون سے جامعہ محمودیہ کا نمبر ملایا اور وہاں کے مدرس مولانا غلام اللہ صاحب سے کہا کہ وہ فوراً اپنے موٹر سائیکل کے ہمراہ جامع عثمانیہ پہنچیں۔ کچھ ہی دیر بعد وہ پہنچے تو میں نے خود موٹر سائیکل چلاتے ہوئے محلہ حق نواز شہید کی پچھلی جانب کے محلہ میں آ کر بریک لگائی اور مولانا غلام اللہ صاحب سے کہا کہ وہ اب واپس چلے جائیں ان کے جانے کے بعد ایک ساتھی فاروقی مجبی کے گھر کی بیل کا بٹن دبایا اور ان کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے ہی معلوم کیا کہ مسجد حق نواز شہید تک پہنچنے کے لئے مکانوں کی چھتوں کے اوپر سے راستہ کی راہنمائی کریں چنانچہ انہوں نے مکان کی چھت سے مسجد تک کا راستہ دکھایا اور میں چھتوں

Scanned with CamScanner

کو عبور کرتا ہوا مسجد تک اور پھر اپنے گھر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

گھر میں اچانک میرے اس داخلہ سے میرے گھر والوں کو حد درجہ حیرت ہوئی۔ سوائے بڑے دو بچوں کے چھوٹے بچوں کو اپنی موجودگی سے آگاہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ تاکہ کہیں باہر بات نہ کر بیٹھیں۔ میرا اکثر وقت مکان کی چھت پر بند کمرہ میں گزرتا جب کہ مکان کے چاروں طرف باہر پولیس کے درجنوں اہلکار مستعد و چاک و چوبند ہو کر ڈیوٹیاں دے رہے تھے۔

گھر میں زیادہ وقت سخت گرمی میں کمرہ میں بند رہنے اور چھوٹے بچوں کو دیکھتے رہنے مگر انہیں مل نہ سکنے اور ان کی پیاری پیاری باتوں خصوصاً اپنے بارہ میں ان کی پریشانی پر مبنی معصوم باتوں کی تاب نہ لاتے ہوئے میری طبیعت خراب ہو گئی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب ان معصوم بچوں سے ملاقات کرنے کے لئے مجھے اس گھر کو چھوڑ دینا چاہیے۔

جھنگ سے دوبارہ عیدالاضحیٰ سے چار روز قبل روانگی

مثل مشہور ہے کہ دریا کے کنارہ بیٹھ کر بھی بعض دفعہ پیاسا رہنا پڑتا ہے بالکل میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا کہ گھر میں رہتے ہوئے بھی اپنے چھوٹے چار بچوں سے مل نہیں سکتا تھا۔ ان کے پیارے پیارے چہروں کو چوم نہیں سکتا تھا اور ان کے معصوم ذہنوں کی پریشانی کو سامنے آ کر خوشی میں بدل نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ یہ بے احتیاطی کسی نقصان کا باعث ہو سکتی تھی۔ بچے تو بچے ان دس دنوں میں مجھے اپنی والدہ محترمہ سے بھی ملاقات آخری روز کرنا پڑی کیونکہ ان کی سادہ طبیعت سے اس بات کا قوی امکان تھا کہ وہ کسی خاتون کے سامنے اس ملاقات کا ذکر نہ کر دیتیں۔

چنانچہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ گرمی کی وجہ سے چھوٹے سے کمرہ میں بند رہنے کے باعث طبیعت خراب ہونا شروع ہو گئی تو میں نے فیصلہ کیا کہ اب جھنگ سے نکلا جائے اور بچوں سے اچھے ماحول سے ملاقات کی جائے۔ چنانچہ ایک ساتھی کی موٹر سائیکل لے کر فاروق نجمی کے گھر کے دروازے پر انتظار کا کہا اور خود مسجد حق نواز شہید کی چھت سے

Scanned with CamScanner

رات کے دو بجے ہوتا ہوا فاروق مجھی کے گھر کی سیڑھیاں اترا اور موٹر سائیکل پر سوار ہو کر ٹوبہ روڈ پر ریلوے پھاٹکوں کے پاس پیر محل سے آئی ہوئی کار میں سوار ہو کر پیر محل میں چلا گیا۔

عیدالاضحی کے دوسرے روز والدہ اور بچوں سے جنگل میں ملاقات

میں نے عیدالاضحی پیر محل کے قریب گاؤں ہی میں گزاری اور اپنے ساتھی محمد حنیف اور سیکرٹری محمد یوسف کو فون کیا کہ وہ عید کے اگلے روز میری والدہ اہلیہ اور بچوں کو لے کر رجانہ اڈہ پر پہنچ جائیں۔ وہاں سے انہیں ایک کار پر موجود فلاں رنگ کا لباس پہنے ہوئے ساتھی ملیں گے گاڑی کو ان کی کار کے پیچھے لگا لینا۔ چنانچہ دوسرے روز پہلے میں خود کار پر پیر محل سے رجانہ پہنچا اور وہاں سے سمندری روڈ پر موجود جنگل کی سیر گاہ میں اتر گیا اور کار کو رجانہ بھیج دیا جو گاڑی کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچ گئی والدہ سے پیار لیا اور بچوں کو گود میں لے کر پیار کیا اور انہیں آئس کریم کھلائی۔ بچے ایک طرف بہت خوش بھی تھے کہ ان کی مجھ سے اڑھائی ماہ بعد ملاقات ہوئی تھی دوسری طرف حیران ہو کر مجھ سے پوچھ بھی رہے تھے کہ ابو آپ یہاں جنگل میں کیوں رہتے ہیں۔ گھر پر کیوں نہیں آتے۔ ہم روزانہ تمہارا انتظار کرتے ہیں امی ہر روز ہمیں کہتی ہے کہ ابو جلدی گھر آئیں گے۔ لیکن میرے پاس ان معصوم سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا اور نہ آج ہے میں انہیں کیسے سمجھاؤں کہ مجھے کس ناکردہ جرم کی سزا میں دربدر ہونا پڑ رہا ہے یا آج میں ایک عرصہ سے کن گناہوں کی سزا جھیل رہا ہوں۔ لیکن اب ساڑھے تین سال بعد بچے سمجھ دار ہو چکے ہیں اور وہ کسی حد تک جان گئے ہیں کہ ہمارے ابو ایک مشن کے لئے گولیوں' بموں' اور زخموں سے چور ہو کر قید و بند کی راہوں سے گزر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں جب کئی ماہ بعد چھوٹے بچوں کو اپنی والدہ کے ہمراہ اٹک جیل میں ملاقات کی اجازت ملی تو خود بچوں نے ہی بتایا۔ "ابو چھوٹا بھائی انس صبح و شام یہ شعر پڑھتا ہے۔ دن اوکھے سوکھے آندے رہندن کجھ حوصلہ یار رکھیندا۔ اور پھر زور زور سے کہتا ہے۔ "ابو پکے ہیں ابو

کچے ہیں۔" جب میں نے اس چار سالہ بچے سے کہا بیٹا ذرا مجھے بھی یہ شعر سناؤ تو کچھ دیر تک وہ مجھے ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا اور پھر شاید اس سے صبر نہ ہو سکا اور وہ ابو ابو کہتے ہوئے رونے لگ گیا۔

ابھی چند روز قبل جون کے دوسرے عشرہ میں جب چھوٹے بچے اڑھائی ماہ کے بعد پھر ملاقات پر آئے تو انہوں نے بتایا کہ ابو انس روزانہ امی کو کہتا ہے امی اب تو چھتری بھی جیت گئی ہے ابو کیوں نہیں آئے ہیں۔ یعنی بلدیاتی الیکشن میں بھنگوی گروپ کامیاب ہو گیا جس کا انتخابی نشان چھتری تھا۔ لیکن میں ایسے موقعوں پر ان بچوں سے یہی کہتا ہوں۔ پیارے بچو! بہت جلد میں گھر آنے والا ہوں دیکھو اللہ ہمارے ساتھ ہے اور وہ اللہ ہمیں ضرور کامیاب کرے گا۔

کمالیہ میں بچوں کے ساتھ پانچ روز قیام

رجانہ کے جنگل میں بچوں سے کی جانے والی ملاقات نے پدری محبت کی آگ کو اور بھڑکا دیا تو میں نے فیصلہ کیا کہ اب بچوں کے ہمراہ کچھ وقت گزارنا چاہیے چنانچہ عیدالاضحیٰ کے چار روز بعد کمالیہ شہر میں ایک عزیز کے خالی مکان میں بچوں کو منگوا لیا اور پانچ روز تک بچوں کے ہمراہ گزار کر اپنی جدائی کے زخموں پر مرہم رکھا۔ یہ عجیب بات تھی کہ جس محلہ میں میں نے پانچ روز گزارے وہ سپاہ صحابہ کا گڑھ تھا لیکن کانوں کان کسی کو خبر تک نہ ہوئی کہ ہمارے محلے ہی میں ہمارا لیڈر اپنے بچوں کے ہمراہ موجود ہے۔

اپنے آبائی گاؤں پہنچنا اور اعزاء و اقرباء سے ملنا

کمالیہ میں بچوں کے ساتھ وقت گزار کر اب ارادہ کیا کہ آبائی گاؤں میں جا کر اپنا ہمشیرگان اور رشتہ داروں سے ملاقات کی جائے کیونکہ میری روپوشی کے باعث نہ صرف گاؤں میں رہائش پذیر برادرم مولانا محمد عالم طارق کو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی بلکہ ہمارے گھروں پر پولیس کے چھاپے پڑتے رہے اور رشتہ داروں کو حراساں کیا گیا۔ اس وقت بھی صورت حال یہ ہے کہ برادرم عالم طارق صاحب اور ان کے بچے عرصہ ڈیڑھ

Scanned with CamScanner

سال سے گھر سے بے گھر ہیں اور روپوشی کی صورت میں وقت گزار رہے ہیں۔ کیونکہ مولانا عالم طارق کو گرفتار کر کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنا کر حکومت مجھ سے مزید انتقام لینے کی خواہش مند ہے لیکن میرا ایمان ہے کہ اب اللہ کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آنے والی ہے تو میں بیان کر رہا تھا کہ کمالیہ سے گاؤں آنے کا پروگرام بن گیا۔ چنانچہ مغرب کے بعد کمالیہ سے چل کر راستہ میں دو پولیس چوکیوں کو عبور کرتے ہوئے عشاء کے بعد بچوں سمیت میں گاؤں پہنچ گیا۔ اور اپنے تایازاد بھائی محمد صدیق کے گھر میں قیام کر کے تمام رشتہ داروں کو وہاں بلوا لیا۔ رات دیر تک خاندان کے افراد سے باتیں ہوتی رہیں اور انہیں اطمینان دلایا کہ انشاء اللہ العزیز ہماری حق و صداقت پر مبنی جدوجہد جاری رہے گی اور میں جلد ہی روپوشی ختم کرنے کا اعلان کر کے اس تکلیف دہ صورت حال سے نجات حاصل کروں گا۔

آبائی گاؤں سے بذریعہ بس جہانیاں کا دوبارہ سفر

جب کافی رات کا حصہ باتیں کرتے ہوئے بیت گیا تو یہ بات مناسب جانی گئی کہ اب اس گاؤں سے چلا جائے کیونکہ گاؤں میں بھی ہر طرح موافق و مخالف لوگ ہیں اور صبح خاندان کے بچے ممکن ہے یہ بات کسی غیر کے سامنے کر بیٹھیں میں نے فوراً نامعلوم منزل کی طرف سفر کر جانے کا فیصلہ سنا کر تمام اعزاء کو ایک لمحہ کے لئے حیران کر دیا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ میں جو کہہ رہا ہوں اسی میں بہتری ہے۔ چنانچہ عزیزم رانا غلام مصطفیٰ کی سوزوکی کار پر سوار ہو کر چیچہ وطنی شہر سے ہوتے ہوئے ملتان روڈ پر اقبال نگر تک سفر کیا اور پھر وہاں سے بس میں سوار ہو گیا۔ میرے روکنے کے باوجود بس میں میرے ہمراہ عزیزم محبوب احمد بھی سوار ہو گیا کہ میں آپ کو آپ کی منزل تک چھوڑ کر واپس پلٹوں گا مگر اپنی منزل کا پتہ کسی کو بتانا میرے اصول کے خلاف تھا۔ میں نے اسے سمجھا بجھا کر خانیوال میں اتار دیا اور خود اس بس پر سوار رہا اور جہانیاں کے اڈہ پر اتر کر موٹر سائیکل رکشہ پر بیٹھ کر مولانا وجیہ الرحمٰن کے گھر اس وقت پہنچ گیا جب وہ فجر کے بعد درس قرآن سے

Scanned with CamScanner

فارغ ہو کر مسجد کے متصل اپنے گھر میں پہنچے ہی تھے۔ میرے اچانک تن تنہا اس طرح بس کے ذریعہ سفر کر کے پہنچ جانے پر وہ بار بار حیرت میں کہہ رہے تھے کہ "ہمیں یقین نہیں آ رہا کہ آپ ایسا بھی کر سکتے ہیں۔" میں نے کہا اب آپ کے سامنے ہوں لہٰذا یقین تو کرنا ہی ہو گا۔

جہانیاں منڈی میں سیر و تفریح اور سپیکر قومی اسمبلی کی تقریب میں شرکت

جہانیاں میں مولانا وجیہ الرحمن اور ان کے چھوٹے برادران نے جس طرح میری خدمت کی میں اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتا ہوں ہم لوگ اکثر مغرب کے بعد موٹر سائیکلوں پر باہر دیہاتوں کی طرف نکل جاتے۔ شہر کے کنارے کنارے سیر و تفریح کرتے رہتے اور کئی کئی میل تک جا کر واپس آتے۔ ایک روز معلوم ہوا کہ جہانیاں کے جدید گراؤنڈ میں والی بال کا ٹورنامنٹ جس کے مہمان خصوصی سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی ہیں میں نے کہا کہ آج میں سپیکر کو ملوں گا۔ چنانچہ ہم لوگ سرشام اس ٹورنامنٹ میں جا پہنچے۔ لیکن کافی دیر تک کھیل دیکھنے کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ موجودہ صورت حال میں ملاقات کرنا نقصان دہ ہو سکتا ہے تو ہم واپس آ گئے۔ یہ ایام عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں کے تھے۔ اس لئے مولانا وجیہ الرحمن صاحب کے عظیم مدرسہ جامعہ رحمانیہ میں سارا سارا دن مطالعہ بیڈ منٹن کھیلنے اور آرام کرنے میں گزر جاتا۔

دور کے دیہات میں رہنے والے ایک عاشق صادق کے گھر میں رات گزارنا لیکن میزبان کا بے خبر رہنا

شہر کی فضاء میں رہتے رہتے کچھ گھٹن سی محسوس ہونے لگی تو میں نے مولانا وجیہ الرحمن کو کہا کہ کہیں کھلے ماحول میں دور کسی گاؤں میں چلنا چاہیے تاکہ پر فضاء مقام پر کچھ وقت گزارا جا سکے۔ انہوں نے تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا ٹھیک ہے میں آپ کو

Scanned with CamScanner

آپ ہی کے ایک عاشق صادق کے گاؤں میں لئے چلتا ہوں۔ چنانچہ صبح ہی کے وقت ایک ساتھی اس نوجوان کے پاس بھیج دیا کہ شام کو آپ کے پاس مولانا وجیہ الرحمن کے ہمراہ کچھ علماء آئیں گے ادھر عصر کے بعد موٹر سائیکلوں پر سوار ہو کر دو کوٹہ کے بس اڈہ سے ہوتے ہوئے قریباً تیس کلومیٹر کا سفر کر کے عشاء کے وقت ہم اس نوجوان کے ڈیرہ پر پہنچے نماز عشاء پڑھ کر کھانا کھایا اور مکانوں کی چھت پر ٹھنڈی ٹھنڈی رات میں آرام کرنے کے لئے چارپائیوں پر دراز ہو گئے میرا تعارف وہاں پر صوابی کے مولانا عبداللہ کے نام سے کرایا گیا تھا۔ اب ادھر میزبان نوجوان کی حالت یہ ہے کہ وہ بار بار سوال کرتا ہے کہ مجھے مولانا اعظم طارق کے بارہ میں بتائیں کہ ان کا کیا حال ہے؟ وہ آج کل کہاں ہیں؟

ہم نے اس سے پوچھا کہ تو نے مولانا اعظم طارق کو دیکھا ہے تو اس نے کہا ہاں میں نے تین چار جلسوں میں دور کھڑے ہو کر ان کی تقریر سنی ہے اور مجھے ان کی تقریر کا وہ سٹائل بہت پسند ہے جب وہ ایک پاؤں کرسی پر رکھ کر پرجوش تقریر کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اپنی ران پر مارتے ہیں۔ غرضیکہ وہ نوجوان طرح طرح کے حوالوں سے اپنی عقیدت و محبت کا بے ساختہ اظہار کر رہا تھا لیکن ہم محظوظ ہونے کے باوجود اسے بتا نہیں سکتے تھے کہ تمہارا محبوب تمہارے پاس ہی تو ہے۔

آخر جہانیاں منڈی چھوڑ کر ٹوبہ ٹیک سنگھ آنا پڑا

جہانیاں میں روپوشی کا وقت بہت خوب گزر رہا تھا۔ سیر و تفریح کے علاوہ پرامن شہر کے اچھے ماحول میں وقت کٹ رہا تھا کہ ایک روز معلوم ہوا جہانیاں شہر کے تمام ٹیلی فون ڈیجیٹل سسٹم سے منسلک ہو رہے ہیں۔ یہ خبر شہر کے لوگوں کے لئے خوشی کا باعث تھی مگر مجھے اس خبر کے باعث شہر چھوڑنا پڑا۔ کیونکہ ڈیجیٹل سسٹم ٹیلی فون کا روپوشی کی حالت میں استعمال (آ بیل مجھے مار) کے مترادف ہے مجھے ہر وقت حضرت قائد محترم فاروقی صاحب اور مولانا ضیاء القاسمی صاحب حکام بالا اور جماعت کے اہم عہدیداران و اخبارات سے رابطہ کرنا ہوتا تھا اس سسٹم کو استعمال کرتے ہی میری گرفتار کا راستہ ہموار ہو جاتا تھا۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ کافی سوچ و بچار کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رہائش رکھنے کا پروگرام بنا اور یہاں پر مولانا محمد اویس صاحب جیسے مجاہد اور مخلص ساتھی کافی عرصہ سے میرے انتظار میں تھے۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق جہانیاں سے کار پر سرشام ہی سفر شروع کر کے رات دس بجے ٹوبہ پہنچ گئے جہاں مولانا محمد اویس صاحب شہر سے باہر انتظار کر رہے تھے اور ان کی معیت میں ایک مخلص ساتھی کی رہائش گاہ پر جا پہنچے۔ یہاں ہمیں ٹیلی فون کی سہولت بھی میسر تھی اور جھنگ کے پڑوس کے باعث خیر خیریت معلوم کرنے میں بھی آسانی تھی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیام کے دوران مصروفیات

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیام کے دنوں میں ہی کملیہ کی جامع مسجد فاروقیہ میں منعقدہ عظیم الشان کانفرنس اور کبیروالہ میں 19 جون کو شہداء لیہ کانفرنس فیصل آباد میں منعقدہ مجلس شوریٰ کے اجلاس کے شرکاء سے فون پر خطاب کا موقع ملا۔ یہاں ٹوبہ میں فجر سے قبل میں اور راشد صبح کی سیر کے لئے باہر کھیتوں میں نکل جاتے۔ اور رات کو مکان کی چھت پر آرام کرتے۔ سارا دن مطالعہ یا اخباری خبروں کے فیکس کرنے یا قائد محترم حضرت فاروقی سے بات چیت کرنے میں گزر جاتا۔ یہ ایک حیرت کی بات تھی کہ ابھی تک حضرت فاروقی و مولانا ضیاء القاسمی صاحب اور جماعت کے کسی ذمہ دار کو یہ علم تک نہ تھا کہ میں پنجاب ہی میں ہوں بلکہ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ میں افغانستان کے کسی سرحدی مقام پر ہوں۔ اور جھنگ کے S.S.P پولیس پنجاب کے اعلیٰ حکام بھی اس گمان میں مبتلا تھے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ جس شہر میں جس ایک ساتھی کا مہمان بنوں میرا علم اس کے سوا کسی دوسرے کو نہ ہونا چاہیے خواہ اس شہر میں سپاہ صحابہ" کا کتنا ہی بڑا لیڈر کیوں نہ رہائش پذیر ہو۔ یہی وجہ تھی کہ جہانیاں میں رہائش کے باوجود سپاہ صحابہ" کے اہم راہنما ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں تک کو لاعلم رکھا گیا۔

Scanned with CamScanner

ٹوبہ سے فیصل آباد تک موٹر سائیکل پر سفر اور پولیس کی موجودگی میں ایک شخص کا پہچان کر سلام کرنا

ٹوبہ میں رہائش کے دنوں میں ہی معلوم ہوا کہ کراچی سے بڑے بھائی مولانا محمد احمد مدنی اور ان کی اہلیہ فیصل آباد آئے ہوئے ہیں اور وہ ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ٹوبہ کے اپنے میزبان کے ہمراہ فیصل آباد کے قریب گاؤں چک نمبر 89 رتن میں موٹر سائیکل پر جانے کا پروگرام بنالیا۔ صبح آٹھ بجے ابھی ہم فیصل آباد روڈ پر شہر سے چار پانچ کلومیٹر دور پہنچ کر پٹرول پمپ پر رکے تھے کہ پولیس کی ایک گاڑی وہاں آرکی۔ میں نے ویسے ہی پولیس والوں کو مخاطب کر کے کہا "چودھریو" کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خیریت ہے اس اثنا میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت کیا حال ہے؟ آج کل آپ کہاں ہوتے ہیں؟ اب پولیس کی موجودگی میں اس کا سوال سن کر میں ایک لمحہ پریشان تو ہوا لیکن فوراً ہی میں نے جواب دیا کہ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ میں ساتھ والے گاؤں میں آج کل ہوتا ہوں۔

اس شخص نے دوسرا سوال کر دیا کہ مولانا اویس صاحب کو آپ کا علم ہے میں نے جواب دیا ہاں ہاں انہوں نے ہی تو وہاں رکھوایا ہے یوں ہم یہاں سے بال بال سلامت رہ کر اگلے سفر پر روانہ ہوئے۔ چک نمبر 89 رتن میں دو دن قیام کے بعد پھر بذریعہ موٹر سائیکل واپس ٹوبہ آگیا۔

وزیراعظم کی ہدایت پر حکومت پنجاب کے آڈروں سے پولیس افسران معطل

22 فروری 95ء کی شب چونکہ D.S.P مٹی لیاقت بودلہ صاحب اور اسسٹنٹ کمشنر بلوہ صاحب میرے گھر پہنچ کر مجھ سے ملاقات کر کے گرفتاری کا آرڈر سنا چکے تھے اور مجھے قائل کر رہے تھے کہ میں گرفتاری پیش کر دوں۔ اسی بات چیت کے دوران آدھا گھنٹہ

Scanned with CamScanner

صرف ہو گیا اور ماتحت اہلکاران نے بالا افسران کو ان کی وساطت سے صوبائی و مرکزی حکومت تک اطلاعات پہنچ گئیں کہ مولانا کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور آپریشن مکمل ہو گیا ہے۔ لیکن جیسے ہی میں نے روپوشی کا راستہ اختیار کیا تو افسران بالا کے ہوش اڑ گئے کہ یہ کیا ہو گیا؟ وزیر اعظم بے نظیر صاحبہ نے برملا طور پر آپے سے باہر ہوتے ہوئے اسے جھنگ کے افسران کی ملی بھگت کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے صوبائی حکومت کو ہدایت کی کہ وہ فی الفور دونوں افسران کو معطل کر کے ان کے خلاف انکوائری شروع کرے۔

اس راز سے اس وقت پردہ اٹھا جب D.S.P لیاقت بودلہ کی بحالی کی سفارش کے لئے کبیر والہ کے ایم۔ این۔ اے سردار اقبال ہراج نے خود بے نظیر سے ملاقات کی کئی ماہ کے بعد بھی محترمہ کا غصہ نہیں اتر رہا تھا۔

جھنگ پولیس کا تشدد

میری گرفتاری سے ناکام ہو کر جھنگ پولیس نے اندھا دھند گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کر دیا اور سٹی باڈی کے جنرل سیکرٹری عبدالحفیظ شاہ۔ مولانا محمد الیاس بالا کوٹی۔ جھنگ ضلع کے صدر مولانا عبدالغفور صاحب اور کئی بچوں تک کو گرفتار کرنے پر بھی اسے اطمینان حاصل نہیں ہوا آخر میری گاڑی ڈرائیو کرنے والے محمد حنیف کے گھر چھاپہ مار کر اس کی بوڑھی والدہ کو گھسیٹتے ہوئے تھانہ لے آئے جس پر محمد حنیف نے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا اور محمد یوسف فاروقی کو گرفتار کر لیا۔ ان دونوں پر کئی روز تک بھیانک تشدد کیا جاتا رہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ مولانا کہاں روپوش ہیں ہمیں فوراً مولانا گرفتار کراؤ ورنہ ہم تمہارا حلیہ بگاڑ دیں گے۔

اس طرح روپوشی کی شب اولاً جس گھر میں پہنچا اس گھر کے "رانا برادران" کو گرفتار کر کے بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ راؤ لیاقت جو وہاں سے مجھے موٹر سائیکل پر لے کر دوسری جگہ چھوڑنے گئے تھے ان کے گھر پر چھاپہ مارا گیا آخر یہ دونوں "راؤ برادران" اپنے بچوں سمیت جھنگ چھوڑ کر دوسرے شہروں میں منتقل ہو گئے۔ نامعلوم اس ملک میں

Scanned with CamScanner

کب تک پولیس گردی کا یہ کھیل کھیلا جاتا رہے گا اور بے گناہوں اور معصوم لوگوں کی عزت و آبرو ریاستی بھیڑیوں کی درندگی کا شکار بنی رہے گی۔

سابق چیئرمین بلدیہ چوہدری سلطان محمود سے ملاقات اور ان کا مشورہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رہائش کے دنوں میں ایک روز محمد حنیف سے فون پر بات ہوئی تو اس نے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور ساتھ بتایا کہ چوہدری سلطان محمود صاحب بھی ملاقات کے خواہشمند ہیں۔ میں نے انہیں مغرب کے وقت ملاقات کے لئے بتایا اور ملاقات کی جگہ ٹوبہ سے رجانہ کی طرف جاتے ہوئے پل ناگرہ سے مشرقی سمت دو کلو میٹر کے فاصلہ پر جہاں بڑی نہر سے دو نہریں تقسیم ہوتی ہیں طے کی ادھر یہ حضرات جھنگ سے چلے ادھر میں اور میزبان ساتھی دیہاتوں سے ہوتے ہوئے موٹر سائیکل کے ذریعہ وہاں پہنچے۔ وہاں گھاس پر کپڑا بچھا کر کافی دیر تک بیٹھے رہے اور باتیں ہوتی رہیں۔ چوہدری صاحب کا موقف تھا کہ ہمیں دینی سیاسی لیڈران سے رابطہ کر کے انہیں سفارشی بنا کر حکومت سے صلح کر لینی چاہیے میرا موقف یہ تھا کہ ہم جو بھی قدم اٹھائیں گے اپنی جماعتی حیثیت میں فیصلہ کر کے اٹھائیں گے ہمیں کسی کا دست نگر نہیں بننا چاہیے۔ کیونکہ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ ہونے والے ظلم پر ہمیشہ دل میں خوشی اور زبان سے خاموشی کی شکل میں حکومت کے سامنے اس ظلم کی تائید کا انداز اپنا رکھا ہے ہمیں ان سے کوئی نیک توقع نہیں رکھنا چاہیے۔

قائد سپاہ صحابہؓ کا روپوشی کی پالیسی سے اختلاف اور بعد ازاں اس کی تائید

جس تاریخ سے میں نے روپوشی اختیار کی تھی اسی تاریخ کو لندن میں قائد سپاہ صحابہؓ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی پر قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا اور وہ زخمی ہو گئے تھے۔ میری روپوشی کی

خبر سے انہیں اور زیادہ دکھ ہوا چنانچہ جب میں نے روپوشی کے تیسرے روز سمندری کا ان کے گھر رابطہ کیا تو مجھے پیغام ملا کہ حضرت نے روپوشی کو پسند نہیں کیا ہے بلکہ فرمایا ہے کہ گرفتار دے دینا چاہیے تھی۔ میں نے یہ پیغام سن کر جواب دیا کہ میری طرف سے حضرت کو عرض کر دیں کہ چونکہ آپ چند روز قبل ہی ملک سے باہر جماعتی دورے پر گئے تھے اور میں نے اخبارات میں اور قومی اسمبلی میں گرفتاری کی مزاحمت کرنے کا بیان کی تھی۔ اس لئے گرفتاری نہ دی۔ تاکہ جماعت کا کام پس پردہ رہ کر چلایا جائے اب آپ کی اجازت ہو تو میں عید الفطر کے موقع پر بعد نماز عید گرفتاری پیش کر دیتا ہوں۔ اس کے جواب میں قائد محترم کا اگلے روز پیغام مل گیا کہ اب میری وطن واپسی کا انتظار کیا جائے اور گرفتاری نہ دیں۔

ملی یکجہتی کونسل کے قیام کا سبب

روپوشی کے ایام میں چونکہ اخبارات ہی ایک ذریعہ تھے کہ جن کی وساطت سے میرا موقف حامی و مخالف حکمران و عوام کے سامنے آ رہا تھا۔ چنانچہ میں نے حکومت کی طرف سے 22 فروری 95ء کو صوبہ بھر میں سپاہ صحابہ کے خلاف خصوصاً اور چند شیعہ لیڈروں کے خلاف عموماً گرفتاریوں کے آپریشن کو بلاجواز اور غیر ضروری قرار دیتے ہوئے بیان دیا کہ حکومت فرقہ وارانہ کشیدگی کی آڑ میں انتقامی کاروائیوں میں مصروف ہے۔ جب کہ سپاہ صحابہ فرقہ واریت پر یقین نہیں رکھتی ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جو طبقہ اور گروہ اسلام کی مقدس شخصیات کی توہین و تضحیک اور بنیادی ارکان اسلام کا انکار کر کے مسلمانوں میں اشتعال انگیزی پیدا کرنے اور ان کے جذبات مجروح کرنے کا باعث بن رہا ہے اس کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اس گھناؤنے کھیل سے باز آئے۔

چنانچہ میں اپنی طرف سے ملک کے تین نامور دینی سیاسی اور عسکری حلقوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کو ثالث تجویز کرتا ہوں کہ وہ ہمارا موقف بھی سنیں اور شیعہ کا موقف بھی سنیں پھر فرقہ واریت کا سبب بننے والے عوامل کا خاتمہ تجویز کریں۔ ان کا ہر

Scanned with CamScanner

فیصلہ ہمیں قبول ہو گا۔ یہ تین شخصیات قاضی حسین احمد۔ نواب زادہ نصراللہ اور ریٹائرڈ جنرل حمید گل ہیں۔ میرے اس اخباری بیان کو تمام طبقوں میں سراہا گیا اور قاضی حسین احمد صاحب نے ثالثی قبول کرتے ہوئے کہا کہ تحریک جعفریہ کو بھی اس تجویز کو قبول کر لینا چاہیے۔ لیکن تحریک جعفریہ کے لیڈر ساجد نقوی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا جس کے باعث ان کی ملکی سطح پر مذمت کی گئی۔ چنانچہ قاضی حسین احمد نے اس مقصد کے لئے مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات کی پھر مولانا سمیع الحق صاحب خود متحرک ہو گئے اور انہوں نے تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے سربراہان کا ایک اجلاس اسلام آباد میں طلب کر لیا۔ اس اجلاس میں تحریک جعفریہ اور سپاہ صحابہ ؓ کو بھی مدعو کیا گا سپاہ صحابہ ؓ کی طرف سے مولانا علی شیر حیدری صاحب۔ مولانا ضیاء القاسمی صاحب۔ محمد یوسف مجاہد صاحب۔ شیخ محمد اشفاق صاحب سمیت کئی مرکزی راہنما اسلام آباد پہنچ گئے۔ میرا پیر محل سے ٹیلی فون پر ان حضرات سے رابطہ تھا۔ میں نے ان حضرات کو اپنی تجاویز نوٹ کرائیں کہ وہ دینی و مذہبی جماعتوں کے اس اجلاس کو ثالثی کمیٹی قائم کر کے شیعہ سنی فسادات کا باعث بننے والی وجوہات کے سدباب کے لئے تیار کریں۔ چنانچہ اس اجلاس میں مولانا ضیاء القاسمی صاحب کی درد بھری تقریر نے سپاہ صحابہ ؓ کے موقف کو اجاگر کیا۔ ادھر حکومت وقت نے اپنی سیاسی مصلحتوں کے تحت اس اجلاس کو بہت ہی اہمیت دے کر اسے سرکاری ذرائع ابلاغ سے خوب اجاگر کیا۔ حالانکہ بے نظیر کی دین دشمنی اور مدارس عربیہ سے بغض و کینہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ چنانچہ اس اجلاس میں اہلسنت کے تمام مکاتب فکر اور شیعہ کی بھرپور نمائندگی ہوئی اور اجلاس کے آخر میں تمام جماعتوں نے اسے "ملی یکجہتی کونسل" نام دے کر اس کے مقاصد میں اس قدر توسیع پیدا کر دی کہ یہ ایک نیا سیاسی محاذ بن کر سامنے آ گئی۔

قائد سپاہ صحابہ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی ملک سے باہر تھے قریباً ایک ماہ بعد وہ بھی پہنچ گئے اور اس کونسل کے اجلاس میں شریک ہو کر اسے اصل مقصد یعنی "شیعہ سنی فسادات

Scanned with CamScanner

کے خاتمہ" کی طرف لانے کی کوشش کرتے رہے جس کے نتیجہ میں ایک ذیلی کمیٹی تشکیل پا گئی جو دونوں اطراف کے موقف کو سن کر فیصلہ کرے گی لیکن کونسل کی لیڈر شپ اسے سیاسی مفادات کے لئے استعمال کرنے کی راہ پر گامزن ہو گئی۔ ہم اس پر احتجاج کرتے رہے کہ آپ اصل مقصد سے ہٹ رہے ہیں۔ ادھر دوبارہ 20 نومبر کو سپاہ صحابہ کے قائد علامہ فاروقی کو اور مجھے گرفتار کر لیا گیا کونسل کا ہماری سراسر ناجائز اور یکطرفہ گرفتاری پر بھی رویہ خاموش تماشائی کا رہا اور سیاسی میدان میں زور آزمائی کا شوق بڑھتا رہا۔ جس کے نتیجے میں ہم نے اس "کونسل" سے الگ ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ سپاہ صحابہ کے الگ ہوتے ہی اس کونسل سے جمعیت علماء پاکستان نیازی گروپ اور جمعیت اہل حدیث ساجد میر گروپ بھی الگ ہو گئے کہ کونسل اپنے اصل مقصد سے ہٹ گئی ہے کونسل کے بکھرتے ہوئے شیرازہ نے بعض دینی و مذہبی سیاسی راہنماؤں کے ارمانوں پر پانی ڈال دیا تو وہ راہنما پھر جیلوں میں ہم سے ملاقاتیں کرنے کے لئے اور منانے کے لئے آنے لگے۔ چنانچہ ایسی ہی ایک ملاقات قاضی حسین احمد صاحب نے لیاقت بلوچ صاحب کے ہمراہ کوٹ لکھپت جیل میں ہمارے ساتھ کی۔ ہم نے انہیں بتایا کہ کونسل کے قیام کا مقصد تو فرقہ وارانہ فسادات کے اسباب کا خاتمہ تھا آپ نے اسے ایک سیاسی پلیٹ فارم بنا دیا تو وہ فرمانے لگے کہ اس میں حرج والی بات کیا ہے دینی اور مذہبی جماعتیں مل کر ملک و ملت کے لئے کام کریں۔ ہم نے کہا کہ ہم شیعہ کو جب مسلمان ہی تسلیم نہیں کرتے ہیں تو ان کے ساتھ سیاسی یا مذہبی اتحاد کیسے کر سکتے ہیں۔ اس پر قاضی حسین احمد صاحب سخت غصہ میں آ گئے اور فرمانے لگے کہ ملی کونسل میں سب مسلمان شریک ہیں۔ میں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اگر آپ اب تک اندھیرے میں ہیں تو پھر آپ کو جان لینا چاہیے کہ ہم قادیانیوں سے بھی سو گناہ بڑا کافر شیعہ کو سمجھتے ہیں۔ یوں قاضی حسین احمد صاحب جس مقصد کے لئے آئے تھے وہ اسے ادھورا چھوڑ کر تشریف لے گئے اور کئی مواقع پر انہوں نے اسبات کا اظہار کیا کہ مولانا اعظم طارق کا موقف بہت سخت ہے اور

Scanned with CamScanner

لیکن پھر بھی پر تشدد ہے میں نے جواب بھجوایا کہ میں آپ سے روا رکھے جانے والے اپنے لب پر تو ضرور غور کر سکتا ہوں۔ لیکن شیعہ کے بارہ میں ہمارا موقف تبدیل نہیں ہو سکتا

ملی یکجہتی کونسل کیا کھویا کیا پایا

ملی یکجہتی کونسل کے قیام کے اسباب وجوہات کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد میں اس بات کو دیانتاً بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کونسل سے کیا ملا ہے اور ہم نے کیا کھویا ہے۔ اس کونسل کے قیام کے بعد کونسل میں جو متفقہ طور پر تمام لیڈران کے دستخطوں سے ضابطہ اخلاق مرتب ہوا ہے اس میں سپاہ صحابہؓ کے موقف کو فتح حاصل ہوئی ہے کہ اس میں یہ بات تسلیم کی گئی کہ خلفاء راشدین کی توہین کا ارتکاب کفر ہے۔

لیکن کونسل کی طرف سے ملک میں جو سیاسی طور پر مختلف مقامات پر قوت کا اظہار کیا گیا اور پھر مشترکہ جلسے جلوس نکالے گئے اس سے سپاہ صحابہؓ کے اس طرز عمل اور سخت موقف کو نقصان پہنچا جو شیعہ کے خلاف نفرت کے عنوان سے سپاہ صحابہؓ کی شناخت تھا۔

اب جب سپاہ صحابہؓ نے اس کونسل سے اعلان لاتعلقی کر کے اپنے مشن و موقف پر ڈٹے رہتے ہوئے پھر سے قید و قفس اور تشدد و بربریت کا کٹھن راستہ تن تنہا اختیار کر کے دکھوں مصیبتوں ٹارچر سیلوں کا سامنا کیا ہے تو بہت حد تک اس نقصان کی تلافی ہو چکی۔

اور دوسری طرف خود ملی یکجہتی کونسل بھی ایک مردہ گھوڑا اور چلا ہوا کارتوس بن کر قصہ پارینہ بن چکی ہے ورنہ اگر سپاہ صحابہؓ اس سے بروقت اپنا راستہ الگ نہ کرتی تو 1997ء کے الیکشن میں یہ کونسل ایک موثر سیاسی قوت کی شکل میں سامنے آ کر آج اسمبلیوں کے اندر باہر اپنا وجود تسلیم کرا چکی ہوتی۔

ملی یکجہتی کونسل اور بے نظیر حکومت

ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل کے وقت میں روپوش تھا اور پھر پشاور کی گرفتاری اور

Scanned with CamScanner

دوبارہ گرفتاری کے واقعات پیش آ گئے اس لئے میں ایک اجلاس میں بھی شرکت نہیں کر سکا۔ ورنہ اس کونسل کے اجلاس میں ضرور اس کی اصل غرض و غایت اور بنیادی مقاصد پر روشنی ڈالتا۔ پشاور سے رہائی کے بعد جب پنجاب میں وٹو حکومت کے خاتمہ کے بعد گئی صاحب بلامقابلہ وزیر اعلیٰ بن کر سامنے آئے اور سپاہ صحابہ ؓ نے صوبائی سطح پر وزارت حاصل کر کے حکومت کا حصہ بننا قبول کر لیا تو انہی دنوں میں ایک روز سابق مسلم لیگی راہنما اور ڈپٹی سپیکر نواز کھوکھر مجھے لے کر آصف زرداری کے پاس چلے گئے اور وہاں مجھے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ملی یکجہتی کونسل کے آپ جنرل سیکرٹری بن جائیں اور قاضی حسین احمد صاحب اس کے سربراہ بن جائیں۔ سرکاری ذرائع ابلاغ سے ہم اس کونسل کو خوب متعارف کرائیں گے اس موقع پر آئی بی پنجاب کے ڈائریکٹر طارق لودھی بھی موجود تھے اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ بے نظیر حکومت نواز شریف کے ووٹ توڑنے کے لئے کسی دینی سیاسی اتحاد کی شدید خواہش مند تھی چونکہ اس کی خواہش کے مطابق نہ صرف کونسل کو آگے بڑھایا نہیں جا رہا ہے بلکہ کونسل سے سپاہ صحابہ ؓ کی علیحدگی کی صورت میں کونسل کی موت کا یقین ہو چکا ہے لہٰذا اب قاضی صاحب کی فعال قیادت اور سپاہ صحابہ ؓ کی متحرک قوت کو آگے لانے کا پروگرام ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب ہر قیمت پر اس کونسل کا وجود ہمارے لئے ناقابل برداشت ہو گا۔

چنانچہ 20 نومبر کو سپاہ صحابہ ؓ کی قیادت کی گرفتاری کا ایک سبب یہ بات بھی ہوئی کہ ملی یکجہتی کونسل کی ذمہ داری قبول کیوں نہیں کی گئی۔

روپوشی کے ایام میں ٹوبہ ٹیک سنگھ سے گوجرانوالہ روانگی

گوجرانوالہ میں ایک اہل حدیث نوجوان شیخ محمد عرفان سے تین چار سال پرانا ذاتی دوستی کا تعلق ہے۔ موصوف میری تقاریر کی کیسٹیں سن کر پھر میری تلاش میں گھر سے نکلے اور جھنگ آ پہنچے اس طرح یہ تعلق پڑھتا رہا۔ اکتوبر 94ء میں میرے ہمراہ عمرہ کا سفر بھی کیا۔ چنانچہ روپوشی کے ایام میں ان کا جھنگ میں بار بار پیغام آ رہا تھا کہ میں ان

Scanned with CamScanner

سے رابطہ کروں جب فون پر رابطے کیا تو انہوں نے اصرار کیا کہ روپوشی کے ان ایام سے انہیں ضرور حصہ دیا جائے کیونکہ یہ دن ہیں کہ جب وہ جی بھر کر میزبانی کر سکتے ہیں چنانچہ میں نے ٹوبہ سے اسے فون کیا کہ وہ رات کو دو بجے فلاں مقام پر گاڑی لے کر پہنچ جائیں۔ چنانچہ میں خود اور راشد اس کے ہمراہ گوجرانوالہ روانہ ہو گئے۔

گوجرانوالہ میں تقریباً ایک ہفتہ شیخ عرفان صاحب کے پاس قیام کیا اس عرصہ میں روزانہ شہر کے کنارے سیر و تفریح کا مشغلہ اور شہر کے نواحی علاقوں میں گھومنے پھرنے کا سلسلہ جاری رہا اور ایکسرسائز بھی کرتے رہے۔

ان دنوں شیخ عرفان صاحب کے پاس گھر میں صرف ایک ایئر کنڈیشنڈ تھا۔ ادھر سے سخت گرمی کے ایام جون کا دوسرا عشرہ جاری تھا۔ تو تقسیم کار اس طرح ہوئی کہ رات کو اے سی والا کمرہ وہ اور ان کے بچے استعمال کرتے اور دن کو ہمارے استعمال کی باری آتی گوجرانوالہ ہی سے فاروق اعظم سیکرٹریٹ میں منعقدہ جلسہ اور حضرو و جہلم کے ترجیحی پروگرام و کارکنوں کے اجلاس میں فون پر خطاب کیا۔

انہی دنوں فیصلہ ہوا کہ اب گرفتاری پیش کر دینی چاہیے شیخ عرفان صاحب کی میزبانی کے بعد گرفتاری کے اتفاقات کی ایک عجیب داستان ہے جسے آگے کسی مرحلہ پر بیان کروں گا۔

شیخ عرفان صاحب کی خدمت اور کھانے پینے میں ان کا پہلوانی ذوق اور میری ذات سے دیوانہ وار ان کی محبت مثالی ہے اس محبت کا انہیں مزہ بھی چکھنا پڑا جس کا ذکر آگے کسی مقام پر ہو گا۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور روپوشی ختم کرنے کا فیصلہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ ہی سے مرکزی مجلس شوریٰ کے فیصل آباد میں منعقدہ اجلاس میں فون پر اپنی تجاویز دے چکا تھا اور اس رائے کا اظہار کر چکا تھا کہ اب روپوشی کو ختم کر کے منظر عام پر آجانے کے بارہ میں آپ حضرات اگر کوئی صورت طے کر لیں تو بڑی خوشی ہو گی۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ مجلس شوریٰ کی طرف سے ایک رابطہ کمیٹی قائد محترم حضرت فاروقی صاحب اور مولانا ضیاء القاسمی صاحب کی سرپرستی میں بنا دی گئی جو حکمران طبقہ سے باواسطہ رابطہ قائم کر کے روپوشی کے خاتمہ کی بہتر صورت نکالے گی۔ چنانچہ ان حضرات نے کئی سیاستدانوں سے اور مذہبی جماعتوں کے زعماء و ہم خیال ممبران اسمبلی سے رابطہ کر کے بات حکمرانوں تک پہنچائی اور پنجاب حکومت کے سربراہ میاں منظور احمد وٹو سے براہ راست بات چیت کی اور گورنر پنجاب سے بھی ملاقاتیں کیں۔ لیکن ہر طرف سے یہ بات سامنے آئی کہ وزیر اعظم پاکستان بے نظیر صاحبہ ہر صورت میں گرفتاری پر بضد ہیں اور وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر صاحب بھی نرمی کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ادھر پنجاب کے ہوم سیکرٹری و چیف سیکرٹری حضرات ایک سال قبل کے ناخوش گوار واقعہ میں اپنی ہونے والی بے عزتی کا بدلہ لینے پر بہرصورت تلے ہوئے تھے۔ کافی رابطوں کے بعد بالآخر حکومت اس بات پر آمادہ ہو گئی کہ مولانا روپوشی ختم کر کے گرفتاری دے دیں۔ ہم تفتیش کریں گے اگر وہ بے گناہ ہوئے تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

حکومت کی طرف سے بے گناہی کی صورت میں رہا کرنے کی موہوم سی یاد دہانی کے بعد قائدین نے مجھے مطلع کر دیا کہ اب آپ روپوشی ختم کرنے کی صورت نکالیں۔

میں ان دنوں گوجرانوالہ میں تھا چنانچہ میں نے ان سے تین چار روز کی مہلت مانگی تاکہ اپنے بچوں سے مل کر انہیں تسلی دے لوں۔ پھر گرفتاری پیش کروں گا۔

گوجرانوالہ سے ٹوبہ واپسی اور بچوں کے ہمراہ دو روز ٹوبہ میں ہی میں قیام

گوجرانوالہ سے مولانا محمد اویس صاحب کو فون پر روپوشی ختم کرنے کے فیصلہ سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ ٹوبہ میں ایک مکان کا دو روز کے لئے بندوبست کر دیں جہاں میں بچوں کے ساتھ قیام کر سکوں۔ ادھر جھنگ سے بچوں کو ٹوبہ پہنچنے کا پیغام دیا۔ یوں گوجرانوالہ سے ٹوبہ واپس آ کر ایک ماہ بعد پھر بچوں سے مل بیٹھنے کا موقع مل گیا۔ اور دو

Scanned with CamScanner

روز بچوں کے ہمراہ گزارے انہیں اطمینان دلایا کہ اب میں گرفتاری پیش کر دوں گا پھر جلد ہی بے گناہ ہو کر گھر آ جاؤں گا۔ اگرچہ میں پہلے ہی چار ماہ سے روپوش تھا لیکن روزانہ گھر میں فون پر بات چیت ہو جاتی تھی بچوں کو اس سے کافی ڈھارس بندھی ہوئی تھی۔ اب گرفتاری کا سن کر انہیں ایک مرتبہ پھر پریشانی لاحق ہو گئی تاہم میرے سمجھانے سے کافی حد تک ان کا ذہن مطمئن ہو گیا۔

ٹوبہ سے اسلام آباد روانگی اور جہلم میں روپوشی کا خاتمہ

قائدین سپاہ صحابہ° اور رابطہ کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق اب روپوشی ختم کرنے کا وقت آ چکا تھا۔ چنانچہ میں نے قائد سپاہ صحابہ° علامہ فاروقی اور چیئرمین سپریم کونسل مولانا ضیاء القاسمی صاحب و علامہ شعیب ندیم صاحب سے طے کیا کہ میں انہیں اسلام آباد میں ملوں گا لہٰذا وہ 24 جون کو اسلام آباد پہنچیں۔ ادھر میں نے رات ایک بجے جھنگ سے اپنی گاڑی کے ہمراہ محمد حنیف کو بلوا کر ٹوبہ سے راشد کی معیت میں اسلام آباد کی طرف سفر شروع کر دیا۔ صبح چھ بجے کے قریب جہلم میں حافظ خالد صاحب اندلس ہوٹل والوں کے پاس جا کر قیام کیا۔ گاڑی خفیہ جگہ کھڑی کر کے ناشتہ کر کے ہم سو گئے اور حافظ صاحب کو پابند کیا کہ وہ صحافی حضرات کو بلوا لیں۔ نیند سے بیدار ہو کر میں نے پریس کانفرنس کی اور اپنی روپوشی کے خاتمہ اور اگلے روز قومی اسمبلی کے اجلاس میں پہنچ کر وہاں سے گرفتاری پیش کرنے کا اعلان کر دیا۔ یوں ٹھیک چار ماہ بعد 23 جون 1995ء کو روپوشی کا دور اپنے اختتام کو پہنچا۔ یہ ایک بہت بڑا کامیاب قدم تھا کہ حکومت تمام تر کوششوں اور بلند و بانگ دعوؤں کے باوجود میری گرفتاری میں ناکام ہو چکی تھی۔

پریس کانفرنس میں روپوشی ختم کرنے کے اعلان پر جہلم کے سیکورٹی کے افسران معطل

24 جون کو اخبارات نے نمایاں طور پر میری روپوشی کے خاتمہ کے اعلان اور قومی

Scanned with CamScanner

محمد ندیم کاکا

اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے بعد گرفتاری پیش کرنے کی خبروں نے حکومتی حلقوں میں ہلچل پیدا کر دی وفاقی وزیر داخلہ نے فی الفور جہلم کی سیکورٹی برانچ کے ضلعی افسر کو معطل کر دیا کہ مولانا اعظم طارق نے پریس کانفرنس کی اور تمہیں خبر تک نہ ہوئی۔ جہلم کی ضلعی انتظامیہ کے افسران نے حافظ خالد صاحب اور صحافیوں کو دباؤ کے ذریعہ یہ بیان دینے پر تیار کرنے کی ہر طرح کوشش کی کہ مولانا اعظم طارق کی پریس کانفرنس کے حوالہ سے شائع شدہ خبر غلط ہے۔ لیکن یہ حضرات اس بیان کی تردید کرنے سے انکاری رہے اور صحافی حضرات نے میری پریس کانفرنس کے ریکارڈ شدہ بیان کو افسران کے سامنے پیش کر دیا۔

اور حلفاً اس بات کا اقرار کیا کہ مولانا اعظم طارق نے ہماری موجودگی میں روپوشی ختم کرنے کا اعلان کیا تھا اور پھر وہ اسلام آباد روانہ ہو گئے تھے۔

قومی اسمبلی میں داخلہ روکنے کے لئے پولیس کی تعیناتی اور سپیکر اسمبلی و وزیر داخلہ سے فون پر بات چیت

24 جون کو میں نے قومی اسمبلی کے گیٹ کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ایک ساتھی کو روانہ کیا تو اس نے آکر بتایا کہ پولیس کی ایک بڑی تعداد نے اسمبلی کو گھیر رکھا ہے اور اسمبلی کی طرف آنے والی گاڑیوں کی ڈگیاں تک کھول کر چیکنگ کی جا رہی ہے اور ہر ممبر اسمبلی کی گاڑی میں بیٹھے افراد کو چیک کرتے ہوئے پوچھا جا رہا ہے کہ "مولانا اعظم طارق تو آپ کے ہمراہ نہیں ہے؟" چنانچہ میں نے اس صورت حال کی خبر پا کر سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی سے فون پر رابطہ کیا کہ وہ مجھے اسمبلی میں داخل ہو کر اجلاس میں شریک ہونے کا موقع دیں اور پولیس کا پہرہ ختم کرائیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں ابھی وزیر داخلہ سے بات کر کے آپ کو بتاؤں گا۔ میں نے دوبارہ فون کیا تو انہوں نے بتایا کہ وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ بابر صاحب میرے سامنے بیٹھے ہیں وہ بضد ہیں کہ آپ کو اسمبلی سے باہر ہی گرفتار کیا جائے گا اجلاس میں شریک ہونے نہیں دیا جائے گا۔ میں نے

Scanned with CamScanner

ان کی وساطت سے وزیر داخلہ سے کہا کہ جب میں خود گرفتاری پیش کرنے کو تیار ہوں تو آپ مجھے اسمبلی میں آنے کا موقع کیوں نہیں دیتے ہیں۔ میری صرف اتنی خواہش ہے کہ میں گرفتاری سے قبل اسمبلی کے اندر اور پریس کانفرنس میں اپنا موقف پیش کر سکوں اور اپنے اوپر لگائے جانے والے الزامات کی صفائی اور روپوشی کی وجوہات بیان کر دوں۔ لیکن حکومت کے لئے یہ بات کسی طور پر بھی گوارہ نہ تھی۔

ادھر قائد سپاہ صحابہ" علامہ فاروقی اور مولانا ضیاء القاسمی صاحب بھی اسلام آباد آ چکے تھے اور ان سے فون پر رابطہ تھا۔ یہ حضرات خود اس صورت حال پر پریشان تھے۔ کیونکہ اسلام آباد کی پولیس اور ایجنسیاں میری گرفتاری کے لئے سرگرم ہو چکی تھیں۔ یہ حضرات بعض دیگر حکومتی ذرائع اور سیاسی حضرات سے مشورہ کرتے رہے کہ اب کیا کیا جائے۔

گرفتاری دینے کے لئے استخارہ میں اجازت ہو جانا اور پشاور میں پریس کانفرنس کے بعد گرفتاری دینا

ادھر قائدین سپاہ صحابہ" کے مشورے اور ملاقاتیں جاری تھیں ادھر میں نے 24 جون کی شام کو فیصلہ کیا کہ اس مرحلہ پر کسی قدم اٹھانے سے قبل استخارہ کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بہتر صورت کا طلب گار ہونا چاہیے چنانچہ بعد عشاء استخارہ کی دعا پڑھ کر سو گیا تو تہجد کے وقت صاف طور پر گرفتاری دینے کا خواب میں اشارہ ہو گیا۔ اس شب میرے ہمراہ علامہ شعیب ندیم بھی تھے۔ صبح کو میں نے انہیں اور قائدین کو مطلع کر دیا کہ میں گرفتاری پیش کرنے کے لئے ذہنی طور پر بالکل تیار ہوں۔ مگر بات وہی پریس کانفرنس کی ہے تاکہ گرفتاری سے قبل اپنا موقف واضح کیا جا سکے۔ ان حضرات نے بھی بخوشی اس کی اجازت دے دی اور اسلام آباد میں ہی باہم ملنے کا پروگرام طے کیا۔ دن کو دس بجے چار ماہ کے بعد میری قائد سپاہ صحابہ" علامہ ضیاء الرحمن فاروقی اور چیئرمین سپریم کونسل سے ملاقات ہوئی پھر وہاں سے چند احباب کے ہمراہ پشاور روانہ ہو گیا اور پشاور کی جماعت کو

Scanned with CamScanner

پابند کر دیا کہ پریس کلب میں ہنگامی پریس کانفرنس کا اہتمام کریں۔ اور صحافی حضرات کو بتائیں کہ قائد سپاہ صحابہ" علامہ ضیاء الرحمن فاروقی اہم اعلان کرنے والے ہیں۔ رات دو بجے کے قریب ہم جب پریس کلب میں پہنچے تو وہاں صحافی حضرات کی ایک بڑی تعداد مجھے اپنے درمیان دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئی۔ میں نے تفصیل سے اپنا موقف ان کے سامنے پیش کیا ان کے سوالات کے جوابات دیئے اور انہیں بتایا کہ میں خود اب آئی جی پولیس سرحد کے دفتر میں گرفتاری دینے کے لئے جا رہا ہوں۔ صحافی حضرات کا پورا قافلہ اور فوٹو گرافر میرے ہمراہ چل پڑے اور ہم سہ پہر ساڑھے تین بجے آئی جی صاحب کے دفتر میں پہنچ گئے لیکن دفتر بند تھا۔ معلوم ہوا کہ آئی جی صاحب تو چھٹی پر ہیں۔ چنانچہ ہم ساتھ ہی والے ایڈیشنل آئی جی صاحب کے دفتر میں پہنچ گئے۔

صحافی حضرات نے ایڈیشنل آئی جی صاحب سے سوالات کرنے لگے کہ اب آپ کیا کریں گے تو انہوں نے کہا میں اب اچانک کیا بتا سکتا ہوں۔ میں گورنمنٹ سے بات کرتا ہوں جس طرح ہدایات ملیں گی اس پر عمل ہو گا آپ حضرات مولانا کو چھوڑ جائیں اب آگے ہم کوئی صورت نکال لیں گے۔

سات روز کا ریمانڈ لے کر سپیشل برانچ سی آئی ڈی اور دیگر تفتیشی ٹیموں کی طرف سے پوچھ گچھ شروع

اکثر لوگ تو مجھے چھوڑ کر واپس جا چکے تھے تاہم بعض اخباری نمائندے اور چند سپاہ صحابہ" پشاور کے عہدیداران باہر کھڑے اگلے قدم کا انتظار کر رہے تھے کہ قریباً ایک گھنٹہ بعد ایک فلائنگ کوچ اور پولیس کی موبائل گاڑیاں پہنچ گئیں مجھے فلائنگ کوچ میں بٹھا کا نامعلوم مقام کی طرف روانہ ہو گئیں اور شہر کے مختلف راستوں سے گھومتے گورنر ہاؤس کے سامنے پولیس گیسٹ ہاؤس میں لا کر اتار دیا۔ میں نے عصر کی نماز پڑھی اور پھر مغرب پڑھ کر کچھ آرام کیا کھانا کھایا عشاء کے بعد ابھی لیٹا ہی تھا کہ تفتیشی ٹیمیں پہنچ گئیں۔ بس پھر تو مسلسل ڈیڑھ ماہ تک خود بخود ہی ریمانڈ میں توسیع کرائی جاتی اور تفتیش کا سلسلہ جاری

Scanned with CamScanner

ریمانڈ مجھے ایک روز بھی کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا تھا اخبارات میں ہر سات روز بعد عدالت میں پیش کر کے سات روزہ ریمانڈ لینے کی خبر شائع ہوتی رہیں۔

تین D.S.P حضرات کی سرپرستی میں الگ الگ تین ٹیمیں ہر چھ گھنٹے بعد بدل بدل کر آتی رہتیں اور تفتیش کرتی رہتیں۔

تفتیشی ٹیموں کے اہم سوالات اور میرے جوابات

تفتیشی ٹیموں کی طرف سے اگرچہ پیدائش سے گرفتاری کے روز تک زندگی کے مکمل حالات بلکہ آباء و اجداد ننھیال سسرال تک کے رشتوں کی تفصیلات اور تعلیمی تدریسی سیاسی مذہبی سرگرمیوں کے بارہ میں مکمل معلومات حاصل کی گئیں اور سپاہ صحابہ کی بنیاد اغراض و مقاصد قائدین کی شہادت ملک میں اس وقت تک ہونے والے شیعہ سنی فسادات کے بارہ میں معلومات حتی کہ گھریلو اخراجات و آمدن تک کی تفصیلات قلم بند کی گئیں اور پھر مختلف انداز میں پہلے سے دی ہوئی معلومات کے بارہ میں ہی سوال کیے جاتے تاکہ ان بیانات کو باہم ملا کر دیکھا جائے کہ کہیں بیانات میں باہم تضاد تو نہیں ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جو شخص غلط بیانی سے کام لے رہا ہو وہ لازماً کسی نہ کسی جگہ ضرور غلطی کر جاتا ہے کیونکہ جو بات بیس روز پہلے بتائی ہے ٹھیک ٹھیک وہی بات بیس تیس روز بعد بھی حرف بہ حرف اس وقت بیان کی جا سکتی ہے جب وہ حقیقت پر مبنی ہو۔ ورنہ سابقہ بات اگر غلط تھی تو اب دوبارہ اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ضرور گڑبڑ ہو گی۔

یہاں پر میں اس حقیقت کو بھی بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سرحد کی پولیس اور ایجنسیوں کے افراد میں ابھی بھی دیندار و احترام آدمیت اور دیانت کا مادہ دوسرے صوبوں کی نسبت زیادہ ہے۔ شروع شروع میں ان تفتیشی ٹیموں نے مجھے بے آرام کیا اور جگانے کے عمل سے گزارا۔ بعض ایک نے تلخ انداز بھی اختیار کیا اور کچھ S.P سطح کے افسران نے خوف زدہ کرنے کی بھی کوشش کی۔ لیکن جلد ان ٹیموں کا رویہ درست ہو گیا اور وہ

Scanned with CamScanner

تسلیم کرنے لگ گئے کہ آپ کو محض سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اگر آپ آئندہ نظیر کی حمایت کا اعلان کر دیں تو پھر کسی تفتیش کی ضرورت نہ ہو گی۔

لیکن پھر بھی ان تمام ٹیموں کی طرف سے مندرجہ ذیل تین سوالات پر بہت زیادہ زور دیا جاتا۔

1۔ جماعت کے پاس پیسہ کہاں سے آتا ہے؟

2- اسلحہ کہاں سے آتا ہے؟

3- کون سا ملک آپ کی جماعت کی پشت پناہی کرتا ہے؟

سپاہ صحابہؓ کو پیسہ کہاں سے آتا ہے اس اہم سوال کا جواب

میری طرف سے اس پہلے سوال کا جواب یہ تھا کہ اول تو حکومت اور مخالفین اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ انہیں سپاہ صحابہؓ کے پاس پیسہ کہاں نظر آ رہا ہے۔ کیونکہ نہ تو سپاہ صحابہؓ کے پاس کوئی عالیشان سیکریٹریٹ ہے جس پر لاکھوں روپے لگائے گئے ہوں یا سپاہ صحابہؓ کے کسی اکاؤنٹ میں لاکھوں روپے کی رقم موجود ہو یا کسی لیڈر کے اکاؤنٹ میں بھاری رقم پائی جاتی ہو تو پھر مجھ سے یہ سوال کیا جانا درست بھی معلوم ہوتا ہے کہ اتنی بڑی بھاری رقم کہاں سے آئی ہے۔ اصل صورت حال تو یہ ہے کہ سپاہ صحابہؓ کے پاس کارکنوں کے سالانہ امدادی فنڈز کی محدود رقم اور سپاہ صحابہؓ ویلیفئر ٹرسٹ کے اکاؤنٹ میں قربانی اور زکوٰۃ و صدقات سے حاصل ہونے والی رقم بمشکل اس قدر ہوتی ہے کہ جس سے جماعت کے امور چلانے بیوگان شہداء کو وظائف جاری کرنے اور جیلوں میں ناکردہ جرموں میں بند کیے جانے والے اسیران ناموس صحابہؓ کی پیروی کا کام جس مشکل انداز سے چلایا آ رہا ہے اس کا ہمیں خوب علم ہے۔ ہمارے جماعتی اکاؤنٹ اول روز سے آج تک اور ذاتی اکاؤنٹ ہر حکومت بار بار چیک کرا چکی ہے اس میں کوئی ایک روپیہ بھی کسی مشکوک جانب سے آیا ہوا نظر آئے تو ہم سے باز پرس کی جائے۔ تفتیشی افسران کی لے دے کر تان اس بات پر آ کر ٹوٹی کہ آپ کے پاس گاڑیاں کہاں سے آئی ہیں اور پجارو

ولینڈ کروزر پر بیسیوں لاکھ کہاں سے خرچ ہوئے ہیں۔ اس کا جواب یہ دیا کہ ہماری پجارو اور لینڈ کروزر گاڑیاں کل دو ہیں جو دونوں جماعت کے قائدین کے پاس ہیں اور جماعت کی امانت ہیں اگر کسی وقت بھی ہم سے کوئی شخص جماعت سے الگ ہو جائے یا عہدے سے برطرف ہو جائے تو یہ گاڑیاں جماعت کو واپس چلی جائیں گی تاکہ وہ دوسرے قائد کے سپرد کر دے جہاں تک ان گاڑیوں کی قیمت کے بیسیوں لاکھ تک ہونے کی بات ہے تو آپ کسی خریدار کو لائیں ہم دونوں گاڑیاں صرف چھ لاکھ میں دینے کو تیار ہیں۔ میری اس بات سے تفتیشی افسران حیرت زدہ ہو کر میرا منہ تکنے لگتے۔ تو میں انہیں مسکراتے ہوئے کہتا کہ اس میں حیرت کی بات نہیں ہے یہ درست ہے کہ ان گاڑیوں کا نام اب بھی پجارو اور لینڈ کروزر لیکن آپ یہ نہیں جانتے ہیں کہ یہ کس قدر پرانی ہیں اور کس طرح ہر تیسرے روز ورکشاپ کی مہمان ہوتی ہیں میں نے جو گاڑی لینڈ کروزر نامی رکھی ہوئی ہے اسے چند ماہ قبل صرف ساڑھے تین لاکھ میں قسطوں پر خریدا گیا جس شخص کو قسطیں ادا کر رہے ہیں اس کا ایڈریس آپ کو لکھوا دیتا ہوں آپ خود معلوم کر لیں اور یہی صورت حال حضرت قائد کی گاڑی کی ہے کہ ان کی سابقہ پجارو ادھار میں کل پونے تین لاکھ میں فروخت ہوئی ہے اور اب جو لینڈ کروزر ہے وہ چار لاکھ میں قسطوں پر حاصل کی ہے ان دو گاڑیوں کے علاوہ ہمارا حکومت کو چیلنج ہے کہ وہ اگر کوئی قیمتی گاڑی کسی جگہ دیکھے بے شک اسے اپنے قبضہ میں لے لے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس جماعت کے کارکن پچاس روپے سالانہ فنڈز ہر صورت میں دیتے ہوں اگر فنڈز دینے والے صرف پچاس ہزار بھی ہوں تو رقم 2500000 لاکھ بنتی ہے۔

تو کیا پچیس لاکھ سے چھ سات لاکھ کی دو گاڑیاں اگر قائدین کو جماعت لے دے تو کون سے تعجب کی بات ہے۔

اس جواب سے مطمئن ہو کر پھر ایک ضمنی سوال وہ یہ کرتے کہ آپ کے ہر دن میں

ملک کے کسی نہ کسی شہر میں کم از کم دو جلسے یا کانفرنس ضرور ہوتی ہیں۔ ان پروگراموں پر روزانہ ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں یہ فنڈز کہاں سے آتے ہیں؟

میں نے جواب دیا کہ آپ سپاہ صحابہؓ کو کسی ایسی جماعت پر قیاس مت کریں جو اپنے یونٹوں کو مرکز سے فنڈز دے کر اپنی پبلسٹی کے لئے جلسے اور کانفرنسوں کا اہتمام کرتی ہو بلکہ سپاہ صحابہؓ کے مقامی علاقوں کے لوگ صرف جلسوں اور کانفرنسوں کا ہی خرچہ خود برداشت نہیں کرتے بلکہ وہ جلسہ میں خطاب کرنے والے علماء و خطباء اور قائدین کو آنے و جانے تک کے اخراجات بھی اپنی جیبوں سے ادا کرتے ہیں اور مال و دولت تو معمولی چیز ہے وہ مشن کے لئے گھر بار اور جان تک قربان کرنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔

سپاہ صحابہؓ کو اسلحہ کہاں سے ملتا ہے؟ اس دوسرے سوال کا جواب

تفتیشی ٹیموں کا دوسرا اہم سوال اسلحہ کے بارہ میں ہوتا کہ آپ کے پاس اس قدر اسلحہ کہاں سے آیا ہے؟ تو اس کا میری طرف سے یہ جواب ہوتا کہ آپ کی حکومت نے مجھے اور حضرت قائد سپاہ صحابہؓ فاروقی صاحب کو چار چار کلاشنکوفوں کے لائسنس دیئے ہوئے ہیں اور پھر اپنے اپنے اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں سے ہم نے رائفلوں بندوقوں اور پستولوں کے لائسنس لئے ہوئے ہیں۔ آخر ہمارے پاس غیر لائسنسی اسلحہ جسے ناجائز اسلحہ کہا جاتا ہے آپ کو نظر کب آیا ہے۔ بارہا پنجاب حکومت اور سرحد و سندھ حکومت نے ہمیں دوران سفر پولیس کے ذریعہ چیک کرایا لیکن ایک گولی بھی ہم سے کبھی ناجائز اور غیر قانونی برآمد نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ 23 فروری کی صبح جب میں روپوش ہو چکا تھا تو لیڈی پولیس نے اور مردانہ پولیس نے میرے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا اور الماریاں بریف کیس تک کھول کر تلاشی لی لیکن اس وقت بھی سوائے لائسنسی اسلحہ کے کوئی ایک چیز بھی غیر قانونی برآمد نہیں ہوئی۔ اس لئے جو اسلحہ بھی ہے وہ قانونی ہے غیر قانونی ایک گولی بھی نہیں ہے۔

اس جواب سے پوری طرح مطمئن نہ ہوتے ہوئے وہ اگلا سوال کر دیتے کہ ہم جب

Scanned with CamScanner

آپ کے جلسوں جلوسوں کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ہر طرف اسلحہ ہی اسلحہ نظر آتا ہے جب کہ آپ کے پاس لائسنسی اسلحہ تو محدود ہے۔ اس وقت اتنا اسلحہ کہاں سے آ جاتا ہے؟

اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ دراصل ہماری قیادت اور کارکن و عہدیداران اتنی بڑی تعداد میں دشمن کی تخریب کاری کا نشانہ بن چکے ہیں کہ شہداء کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچی ہے اور ادھر خود مجھ پر جو قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں وہ ایک درجن کے قریب ہیں اس لئے جب کوئی جلسہ جلوس ہوتا ہے تو کارکن اپنا اپنا لائسنسی اسلحہ لے آتے ہیں اور پروگرام کی سیکورٹی کا بندوبست کرتے ہیں آپ کوئی ایک مثال پیش کریں کہ حکومت نے کسی موقع پر اسلحہ بردار کارکنوں کو چیک کرنے کی بات کی ہو اور ہم نے انکار کیا ہو۔ بلکہ اکثر مواقع پر انتظامیہ نے کارکنوں کو اسلحہ سمیت گرفتار کیا تو اسلحہ لائسنسی ثابت ہوا دوسری بات یہ بھی ہے کہ چونکہ میرے ساتھ اور حضرت فاروقی کے ساتھ چار چار پولیس کے سرکاری گن مین بھی سول کپڑوں میں خود حکومت کے مہیا کردہ ہوتے ہیں اس لئے عام جلسہ اور جلوس کے موقعہ پر جب ہم دونوں قائدین جمع ہوتے ہیں تو پولیس کے سول کپڑوں میں ملبوس اہلکار اور پرائیوٹ گن مینوں کی مشترکہ تعداد 25 ' 30 تک پہنچ جاتی ہے اس تعداد کو عام دیکھنے والا یقیناً سینکڑوں کی تعداد محسوس کر سکتا ہے ورنہ حقیقتاً ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سپاہ صحابہؓ کی کون سا ملک پشت پناہی کرتا ہے؟ تفتیشی ٹیموں کا تیسرا اہم سوال اور اس کا جواب

سپاہ صحابہؓ کی جدوجہد کے نتیجے میں جب شیعیت کے چہرہ سے نقاب اٹھنے لگا اور ایران کے نام نہاد اسلامی انقلاب کی قلعی کھلنے لگی تو مخالفین نے فوراً یہ الزامات لگانا شروع کر دیئے کہ سپاہ صحابہؓ کی سعودی عرب عراق حتی کہ امریکہ حمایت کر رہا ہے اس کی دلیل یہ دی جانے لگی کہ چونکہ ایران امریکہ کا مخالف ہے لہٰذا امریکہ اور اس کے حامی اسلامی

Scanned with CamScanner

ممالک ایران کی مخالفت کے لئے سپاہ صحابہ" کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ایران اور اس کے حواریوں کے پاس دلائل اور ثبوت صرف اس حد تک ہیں کہ ہم امریکہ مخالف ہیں اور ہمیں امریکہ اپنی سازشوں کے ذریعہ سپاہ صحابہ" جیسی جماعتوں کے ہاتھوں پریشان کر رہا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ سپاہ صحابہ" امریکہ اور اس کی پالیسیوں سے بھی اسی طرح نفرت کا اظہار کرتی ہے جس طرح ایرانی حکومت اور اس کی پالیسیوں سے نفرت کرتی ہے اور ہم ایران اور اس کے حواریوں سے ہزار گنا بڑھ کر امریکہ پر لعنت بھیجتے ہیں اور امریکہ مردہ باد کے نعرے لگاتے ہیں کیونکہ ہم سمجھتے کہ ایران منافقت کے لبادہ میں اور امریکہ کفر کی صورت میں عالم اسلام کے شدید دشمن اور بدترین مخالف ہیں ایک ملک نے حرمین شریفین کا تقدس پامال کر کے وہاں خمینی زندہ باد ایران زندہ باد کے نعرے لگا کر اپنی منافقت پر مبنی سوچ کا اظہار کیا ہے۔ دوسرے نے اسلامی ممالک کے وسائل پر قبضہ کر کے جزیرہ عرب میں اپنی یہود و نصاریٰ پر مبنی فوجوں کو اتارا ایک ملک نے اپنے پڑوسی ملک عراق کے خلاف اسرائیل کا اسلحہ خرید کر استعمال کیا ہے اور دوسرے ملک نے عراق کی عوام پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم ایران کی امریکہ سے دشمنی کے باعث ایران کے مخالف ہوئے ہیں تو پھر لیبیا۔ کیوبا۔ آج کل عراق اور پہلے روس امریکہ کے بدترین دشمنوں میں شامل ہیں۔ سپاہ صحابہ" نے کبھی ان ممالک کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں کی بات صرف اتنی سی ہے کہ ایران کی موجودہ نام نہاد اسلامی حکومت کے بانی مسٹر خمینی نے اپنی تقاریر اور تحریروں میں جس طرح خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق" حضرت عمر فاروق" اور حضرت عثمان غنی" کو کھل کر معاذ اللہ کافر و زندیق کہا ہے اور بارہ اماموں کو انبیاء علیہم السلام سے بالاتر قرار دیا ہے اس پر دنیا کی بارہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہونے والی خمینی کی تصنیفات۔ کشف الاسرار۔ ولایت فقیہ۔ تحریر الوسیلہ اور صحیفہ انقلاب ثلاثہ

ہے اور پھر عملاً مسٹر خمینی نے ایران کے آئین میں جس طرح ترمیم کر کے ایران کو شیعہ اثنا عشری اسٹیٹ قرار دے کر اس کے تمام اہم عہدوں پر صرف شیعہ اثنا عشری کے تقرر کو لازمی قرار دیا ہے اور ایران کی 34%0 فیصد سنی آبادی کو بنیادی مذہبی اور جمہوری حقوق سے محروم کیا ہے۔ اسے ہر شخص بچشم خود جا کر وہاں دیکھ سکتا ہے۔ جب ایران کی حکومت پاکستان میں شیعہ کے حقوق کے لئے آواز بلند کرتے ہوئے اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ پاکستانی حکمرانوں کو واجب القتل قرار دینے اور پاکستان میں شیعہ کو مسلح کر کے اسلام آباد کا گھیراؤ تک کرا لیتی ہے تو اگر ایرانی مسلمانوں کے حق میں سپاہ صحابہ" آواز بلند کرتے ہوئے ایرانی حکمرانوں کو اسلام اور جمہوریت و انسانیت کا دشمن قرار دیتی ہے تو اس میں امریکہ یا کسی اسلامی ملک کو کیا دخل ہے۔

جہاں تک بات ہے کسی اسلامی ملک سے تعاون حاصل کرنے کی تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تو اسلامی ممالک بھی ایران کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور ایران میں جا کر اسلامی سربراہی کانفرنس میں شرکت کرتے ہیں اور سپاہ صحابہ" کی قیادت کو عمرہ تک ویزہ دیتے ہوئے بھی تردد کا شکار ہو جاتے ہیں وہ سپاہ صحابہ" کی ایران کی مخالفت کے لئے کیونکر حمایت کر سکتے ہیں۔

پھر سب سے بڑھ کر کہ کبھی کسی اسلامی ملک کے سفیر نے سپاہ صحابہ" کے پروگراموں میں اس طرح شرکت نہیں کی جس طرح شیعہ کی چھوٹی چھوٹی مجلسوں میں ایرانی سفیر تک پہنچ جاتے ہیں اور سپاہ صحابہ" کا کوئی لیڈر کبھی ان سفارت خانوں میں نہیں گیا ہم نے اسمبلی کے اندر اور باہر بار بار چیلنج کیا ہے اور آج بھی ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی اسلامی یا غیر اسلامی ملک کی امداد کا ایک پیسہ بھی سپاہ صحابہ" پر ثابت ہو جائے تو ہم پر غداری کا مقدمہ چلا کر ہمیں سزائے موت دے دی جائے۔

اس سے بڑھ کر اس الزام کے جھوٹے ہونے کا کیا ثبوت ہے کہ حکومت ہماری لیڈر شپ کو بار بار گرفتار کر لیتی ہے لیکن وہ خود بتائے کہ کبھی کسی ملک نے حکومت سے ہماری

Scanned with CamScanner

رہائی کے لئے سفارش کی ہے؟ کبھی کس ملک نے ہماری گرفتاری پر احتجاج کیا ہے۔ اگر واقعی سپاہ صحابہ* کو غیر ملکی سرپرستی حاصل ہوتی تو آج حکومت پاکستان ہم پر بھی ہاتھ ڈالتے ہوئے اسی طرح ہزار مرتبہ سوچتی جس طرح ایرانی ایجنٹوں پر ہاتھ ڈالتے ہوئے سوچتی ہے اور آج ہم جیلوں کے مہمان نہ ہوتے۔

آخری بات یہ ہے کہ جو جماعت یا لیڈر کسی ملک کی خوشنودی کے لئے دولت یا عہدہ کی غرض سے کام کرتا ہے وہ اپنی جان کی قربانی نہیں دیتا ہے اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ عوام بے شک مرجائیں لیکن مجھ پر آنچ نہ آئے جب کہ سپاہ صحابہ* کی قیادت کے ہمیشہ پہلے اپنے آپ کو گولیوں بم کے دھماکوں اور راکٹ لانچروں کے سامنے پیش کیا ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے پرچم کو بلند کرتے ہوئے شرک و کفر کے خلاف آقائے نامدار کی ختم نبوت ناموس کا تحفظ کرتے ہوئے گستاخان رسول کے خلاف اور اصحاب رسول و ازواج مطہرات کے تقدس و شرافت کا پھریرا لہراتے ہوئے منافقت اور رافضیت کے خلاف آواز بلند کرنا جہاد سمجھتے ہیں اور اس راہ میں مرجانا شہادت و سعادت یقین کرتے ہیں۔ جو جماعت خوشنودی رب کی طلبگار ہو اور شوق شہادت سے سرشار ہو وہ کسی ملک کی ایجنسی کر کے اپنی محنت کو ضائع نہیں کیا کرتی۔

دوران ریمانڈ مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ کی ملاقات اور وزیر اعلیٰ سرحد کی یقین دہانی سے آگاہ کرنا

تمام تفتیشی ایجنسیاں صبح و شام اوپر کے حکام سے نئے نئے سوالات لے کر آجاتیں اور سارا سارا دن حتیٰ کے رات کے بڑے حصے تک مغز ماری کرتی رہیں۔ اور سوال و جواب کی شکل میں دفتروں کے دفتر مرتب کرتی رہتیں۔ انہی دنوں میں ایک روز مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ تشریف لے آئے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ سے ملاقات کی اجازت سوائے وزیر اعلیٰ سرحد آفتاب شیرپاؤ کے اور کوئی نہیں دے سکتا ہے۔ میں نے شیرپاؤ سے ملاقات کی ہے اور اسے بتایا کہ چونکہ ہمیں پنجاب کی افسر شاہی سے انصاف کی توقع نہیں تھی

Scanned with CamScanner

اس لئے مولانا اعظم طارق کو ہم نے پشاور سے گرفتاری دینے کے لئے تیار کیا۔ اور انہوں نے گرفتاری دے دی آپ سے ہماری یہ اپیل ہے کہ آپ بے شک ان کی جیسے چاہیں تفتیش و انکوائری کرالیں لیکن ایک بات کی ضمانت دیں کہ اگر وہ بے گناہ ثابت ہو جائیں تو پھر انہیں آپ باعزت رہا کریں گے۔ وزیر اعلیٰ نے جواب دیا ہے کہ چونکہ مولانا رکن قومی اسمبلی بھی ہیں اور ایک جماعت کے سربراہ و ملک کے ممتاز سیاستدان بھی ہیں۔ اس لئے ہم ایک تو ان کے اس مقام کے باعث ان کی عزت کا خیال بھی رکھیں گے دوسرے یہ کہ اگر تفتیش میں وہ بے گناہ ثابت ہو جاتے ہیں تو ہمارا آپ سے وعدہ ہے کہ ہم صرف ایک ماہ کے اندر اندر انہی رہا بھی کر دیں گے اور مرکزی حکومت کو بھی ان کی بے گناہی سے آگاہ کریں گے۔

میں نے کہا حضرت! اب جب کہ پنجابی کے مشہور مقولہ کے مطابق اوکھلی میں سر دے ہی دیا ہے تو پھر جو بھی ہو برداشت ہے کے مصداق میں ذہنی طور پر تیار ہو کر یہاں آیا ہوں آپ حضرات کی دعائیں اور کوششیں ضرور رنگ لائیں گی۔ میں قطعی طور پر بے گناہ ہوں۔ جو اصل جرم ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں اس کا آج بھی اقراری ہوں کہ نوانی حکومت کو غیر شرعی کہتا ہوں اور اس کی حمایت نہیں کرتا ہوں باقی سب باتیں محض بہانہ بازی اور الزامات ہیں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایک ماہ میں حل ہو جائے گا تو بہت خوشی کی بات ہے ویسے مجھے ان لوگوں سے خیر کی توقع زیادہ نہیں ہے۔ آپ کی اس زحمت سازی اور تکلیف کی حالت میں میرے لئے بھاگ دوڑ قابل قدر ہے میں اس پر تہہ دل سے مشکور ہوں۔

حکومت سرحد کی وعدہ خلافی اور پنجاب حکومت کے حوالہ کرنے کی سازش

حضرت قاسمی صاحب مدظلہ کی واپسی کے بعد تفتیش کا سلسلہ جاری رہا بلکہ دو تین روز تک حضرت قاسمی صاحب مدظلہ ہی کی ذات کے حوالہ سے تفتیش ہوتی رہی۔ وقت گزرتا

Scanned with CamScanner

رہا۔ تفتیشی ٹیمیں اب نہ صرف برملا طور پر مجھے بے گناہ قرار دینے لگیں بلکہ وہ میرے ساتھ نمازیں بھی پڑھنے لگ گئیں اور اب ان کا آنا جانا محض میرے ساتھ وقت گزار کر ڈیوٹی پورا کرنے تک محدود ہو کر رہ گیا تھا کیونکہ ایک ماہ کی مدت بہت بڑی مدت ہوتی ہے۔ اب ان کے پاس مزید کچھ پوچھنے کے لئے بات نہیں تھی ادھر حکومت سرحد نے پنجاب حکومت کو خطوط لکھے کہ وہ مجھ پر پنجاب میں قائم تمام مقدمات کا ریکارڈ بھجوا دے جس کے جواب میں پنجاب کے درجنوں مقدمات بھی پہنچ گئے تو پھر ایک مرتبہ تفتیش کا نیا دور شروع ہو گیا۔ چند روز تک یہ سلسلہ جاری رہا تو ایک روز معلوم ہوا کہ پنجاب حکومت کی افسر شاہی نے زور دے کر وفاقی حکومت کے ذریعہ مجھے پنجاب طلب کر لیا ہے اور سرحد حکومت بھی اس کے لئے آمادہ ہو گئی ہے حضرت قاسمی صاحب کی ملاقات کو کوئی ایک ماہ گزر چکا تھا اور اس کے بعد کوئی ملاقات تک نہیں ہوئی تھی اخبارات سے حضرت قائد محترم فاروقی صاحب کے جلسوں میں کئے جانے والے خطابات سے اس بات کا اندازہ ہو رہا تھا کہ معاملہ گڑبڑ ہے اور سرحد حکومت اپنے وعدوں اور یقین دہانیوں سے گریز کرنے لگی ہے۔ وفاقی حکومت تمام تر بے گناہی کے ثبوت سامنے آجانے کے بعد بھی اپنی انتقامی آگ کو ٹھنڈا کرنے اور پنجاب کی افسر شاہی کی دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل کے لئے کوئی قدم اٹھانے کی تیاریاں کرنے لگ گئی۔ روزانہ اخبارات میں پنجاب کے ہوم سیکرٹری کے بیانات شائع ہونے لگے کہ ہم مولانا اعظم طارق کو پنجاب لا رہے ہیں اور ان پر قائم مقدمات کی تفتیش یہاں ہو گی۔

اسلام آباد میں B.B.C کے دفتر پر حملہ اور قائد سپاہ صحابہؓ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی کی گرفتاری

ان ہی دنوں یہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ اسلام آباد میں B.B.C کے دفتر پر حملہ ہو گیا ہے اور دفتر میں اہلکاروں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور توڑ پھوڑ کی گئی ہے۔ چونکہ B.B.C کا ٹی وی چینل گذشتہ پانچ ماہ سے مسلسل میری وہ فلم نشر کر رہا تھا جس میں ایک

Scanned with CamScanner

طرف تو سپاہ صحابہ کے موقف کو بیان کرتے ہوئے میری تقاریر کی جھلکیاں دکھائی جا رہی تھیں دوسری طرف سپاہ صحابہ کو ایک متشدد اور فرقہ پرست جماعت کے طور پر پیش کیا جا رہا تھا حالانکہ میری تقریر کی جھلکیاں اور اس میں میرا دلائل کے ساتھ ثمینی اور شیعہ کی اشتعال انگیز کتب کے حوالہ جات کو بیان کرنا اور اپنی حفاظت کے لئے لائسنسی اسلحہ استعمال کرنے اور عوامی خدمات سرانجام دینے کی باتیں موجود تھیں مگر ان تمام حقائق کے باوجود خود ساختہ کہانی کے ذریعہ سپاہ صحابہ کی تحریک کو انتہا پسند ثابت کرنے کی بھی کوشش کی جا رہی تھی۔ قائد سپاہ صحابہ بڑی بڑی کانفرنسوں اور پروگراموں میں B.B.C ٹی وی کے ذمہ داروں کو وارننگ دے رہے تھے کہ وہ حقائق کو نظرانداز کر کے سپاہ صحابہ کو بدنام کرنے کی روش ترک کریں۔ انہوں نے اسلام آباد میں کراچی کمپنی میں منعقدہ کانفرنس آخری وارننگ دی کہ اگر اب اس فلم کو 56 ویں بار چلایا گیا تو پھر ہم احتجاج کریں گے تیسرے چوتھے روز ہی یہ فلم نشر ہو گئی تو اسلام آباد کے چند نوجوان جا کر ازخود B.B.C کے دفتر میں توڑ پھوڑ کر آئے۔ حالانکہ بات صرف جماعتی سطح پر باضابطہ احتجاج کی تھی۔ توڑ پھوڑ کی پالیسی کی نہ جماعت حامی ہے اور نہ اسے پسند کرتی ہے اس واقعہ کی آڑ میں فیصل آباد سے قائد سپاہ صحابہ کو گرفتار کر کے اسلام آباد پہنچا دیا گیا اور ان کے خلاف باقاعدہ مقدمہ درج کر لیا گیا۔

اس صورت حال نے حالات کو مزید پیچیدہ بنا دیا اور یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ مرکزی حکومت اور پنجاب حکومت کس حد تک انتقامی اور جانبدارانہ پالیسیوں پر عمل پیرا ہے۔ حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ 28 ستمبر 1992ء میں ساجد نقوی نے مینار پاکستان پر جلسہ کے دوران اعلان کیا تھا کہ ہم سابق گورنر سرحد فضل حق کا سر لیں گے اور اس کے چند دن بعد ہی جنرل فضل حق کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا۔ اس کے بیٹوں نے تحریک جعفریہ کو اس قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا لیکن ساجد نقوی کو گرفتار نہ کیا گیا۔ ادھر B.B.C کے دفتر پر چند مشتعل نوجوان اگر از خود حملہ کرتے ہیں تو تین سو کلومیٹر دور بیٹھے ہوئے قائد

Scanned with CamScanner

سپاہ صحابہ ؓ کی گرفتاری کا کیا جواز ہے؟ مگر یہاں تمام ضابطے اور قانون صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو امن پسند اور محب وطن ہیں اور کسی غیر ملک کے ایجنٹ نہیں۔ غیر ملکی ایجنٹوں اور بااثر لوگوں کے لئے ملک کا قانون اور وقت کے حکمران چپ سادھ لیتے ہیں۔

قائد سپاہ صحابہ ؓ کی رہائی اور پنجاب کی وٹو حکومت کے خلاف مرکزی حکومت کی سازش

یہ وقت پوری جماعت کے لئے سخت بے چینی اور پریشانی کا تھا کہ ایک طرف قائد سپاہ صحابہ ؓ گرفتار ہیں دوسری طرف مجھے مسلسل ریمانڈ پر رکھ کر تفتیش کی جارہی تھی اور رہائی کے کوئی آثار نہ تھے۔ جن لوگوں نے یقین دلایا تھا کہ صرف ایک ماہ بعد ہی بے گناہی ثابت ہونے کی صورت میں مولانا اعظم طارق کی رہائی ہو جائے گی وہ لوگ ملنے سے کترا رہے تھے اور اپنی بے بسی کا رونا رو رہے تھے۔ چنانچہ ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ بعد قائد سپاہ صحابہ ؓ کی رہائی عمل میں آگئی اور پھر خدا کی قدرت کا ایک کرشمہ ظاہر ہوا کہ مرکزی حکومت پنجاب میں وٹو حکومت کی تبدیلی کے منصوبے بنانے میں مصروف ہو گئی پیپلز پارٹی کے لئے خالص اپنے جماعتی شخص یعنی مخدوم الطاف حسین کو وزیر اعلیٰ منتخب کرانا بہت ہی مشکل مرحلہ تھا۔ اس کے لئے اسے بہت لمبے چوڑے جوڑ توڑ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ یہ کام بے نظیر صاحبہ نے وزیر اعلیٰ سرحد کے سپرد کر دیا کہ وہ خفیہ طور پر ممبران پنجاب اسمبلی سے ملاقاتیں کریں۔

وزیر اعلیٰ سرحد آفتاب شیر پاؤ کا مجھ سے رابطہ اور سپاہ صحابہ ؓ کے دو ارکان پنجاب اسمبلی سے ملنے کی خواہش

پنجاب میں وٹو حکومت کے خلاف سازش کی ہنڈیا ابھی ہلکی ہلکی سازش کی آگ پر پک رہی تھی اور خود وٹو صاحب اس سے بے خبر تھے۔ اور بہت کم لوگوں کو اس بات کا علم تھا ایک روز میرے پاس سپیشل برانچ کے S.S.P صاحب آئے اور بتایا کہ وزیر اعلیٰ صاحب

Scanned with CamScanner

خود آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں لیکن کسی مصروفیت کے باعث نہیں پہنچ سکے ہیں ان کا پیغام یہ ہے کہ آپ شیخ حاکم علی صاحب اور میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کو یہاں بلوائیں تاکہ آپ کی رہائی پر بات چیت کی جا سکے میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے فون لگوائیں تاکہ میں اپنی قیادت سے بات کرتا ہوں۔ چنانچہ فون پر اولاً گھر رابطہ کر کے خیریت دریافت کی پھر قائدین سے بات چیت ہوئی اور طے پایا کہ اس ملاقات میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ ان ہر دو ممبران پنجاب اسمبلی شیخ حاکم علی اور میاں ریاض حشمت صاحب سے میں نے فون پر بات کر کے انہیں سرحد آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات سرحد پہنچ گئے اور ان کی آمد سے قبل میرے ساتھ دوسرے کمروں میں جہاں انہیں ٹھہرانا تھا وہاں خفیہ آلات نصب کر دیئے تاکہ تمام باتیں ریکارڈ ہو سکیں ایک ملازم نے مجھے اس سازش سے آگاہ کر دیا۔ جس پر میں نے ان حضرات کی آمد پر ان کے کانوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ نہایت محتاط گفتگو کریں۔ میں نے ان سے کہا

چونکہ آپ لوگ اس وقت سرکاری مہمان ہیں اس لئے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے پنجاب حکومت کے خلاف ان لوگوں کے پاس کوئی مواد جمع ہو جائے۔ ان حضرات نے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی تو انہوں نے محض اسے خیر سگالی کی ملاقات کا نام دیا اور کسی قسم کی بات نہ کی بلکہ جب انہوں نے پنجاب کی وٹو حکومت کے بارہ میں دریافت کیا کہ کیسی چل رہی ہے تو ان حضرات نے بتایا کہ ٹھیک چل رہی ہے۔ ان حضرات کی آمد اور واپسی سے بظاہر کوئی بات سمجھ نہ آئی کہ ان حضرات کو بلوانے کا مقصد کیا تھا لیکن اس کا مقصد یہ جاننا تھا کہ آیا سپاہ صحابہؓ کے دونوں ممبران مولانا اعظم طارق کے ساتھ بھی ہیں یا نہیں۔

پنجاب حکومت کی تبدیلی کا عمل اور میری رہائی

مجھے مسلسل ریمانڈ پر تفتیش کے مراحل سے گزرتے ہوئے اڑھائی ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا لیکن رہائی کی صورت نزدیک نظر نہیں آ رہی تھی۔ شیخ حاکم علی اور میاں ریاض

حشمت صاحب ملاقات کر کے جا چکے تھے۔ ایک روز اچانک اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں کہ پنجاب حکومت میں شریک پیپلزپارٹی کے وزراء نے وزیر اعلیٰ منظور وٹو پر عدم اعتماد کرتے ہوئے استعفے دے دیئے ہیں۔ اس خبر کا معنی یہ تھا کہ پیپلز پارٹی جس خفیہ سازش میں مصروف تھی اب اسے عملی جامہ پہنانے کا وقت آ پہنچا ہے۔

اگلے ہی روز وزیر اعلیٰ سرحد کی طرف مٹھائی کی ٹوکری میرے پاس پہنچ گئی اور مجھے کہا گیا کہ آپ اپنے ممبران اسمبلی کو یہاں بلوائیں۔ اور فون استعمال کریں میں نے ان سے کہہ دیا کہ میں جب تک گرفتار ہوں کسی قسم کا کردار ادا کرنے یا فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ آپ پہلے مجھے باعزت رہا کریں بعد میں جماعت کے مشورہ کے بعد جو پالیسی طے ہو گی اس پر عمل ہو گا۔ ادھر میں نے قائدین سپاہ صحابہ ؓ کو بھی اس ساری صورت حال سے مطلع کر دیا کہ وہ اس وقت تک کوئی بات نہ کریں جب تک حکومت مجھے رہا نہیں کرتی۔ بے آخر مجبوراً مجھے وزیر اعلیٰ شیرپاؤ کے حکم پر پشاور سے اسلام آباد 10 ستمبر 1995ء کو منتقل کر دیا گیا جہاں سرحد ہاؤس میں شیخ حاکم علی صاحب میرے منتظر تھے۔ اگلے ہی روز شیخ حاکم علی کے ہمراہ بذریعہ کار لاہور پہنچے اور میاں ریاض حشمت صاحب سے ملاقات کی پھر مجھے بذریعہ کار اسلام آباد لایا گیا اور شیخ حاکم علی صاحب و میاں ریاض حشمت صاحب بذریعہ جہاز اسلام آباد آ گئے۔ میرے سرحد ہاؤس پہنچتے ہی ان دو حضرات نے مجھے بتلایا کہ ہمیں بے نظیر صاحبہ سے ملوانے کے لئے لے جایا گیا اور ٹی وی کیمرہ کے ذریعہ ہماری فلم بنائی جانے لگی تو ہم نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم پنجاب میں اس وقت تک آپ کی حمایت یا مخالفت کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں جب تک سپاہ صحابہ ؓ کی مجلس شوریٰ کوئی فیصلہ نہ کرے اور مجلس شوریٰ کا اجلاس کل ہی 12 ستمبر کو لاہور میں طلب کر لیا گیا۔ چنانچہ نو بجے کے خبرنامہ میں ہو بہو انہی لفظوں کے ساتھ خبر نشر ہو گئی کہ سپاہ صحابہ ؓ کل اپنے لاہور کے اجلاس میں فیصلہ کرے گی۔

Scanned with CamScanner

رہائی کے بعد لاہور ائیرپورٹ پر میرا استقبال اور کارکنوں کے خدشات کا جواب بے نظیر کے خلاف نعرے

12 ستمبر کو دوپہر کے وقت جب میں اسلام آباد ائیرپورٹ سے لاہور روانہ ہوا تو مجھے اپنی رہائی کا یقین آیا ادھر لاہور کے وی۔ آئی۔ پی لاؤنج میں استقبال کے لئے قائد سپاہ صحابہ اور چیئرمین سپریم کونسل کے علاوہ مرکزی و صوبائی عہدیداران و کارکنوں کی بڑی تعداد استقبال کے لئے موجود تھی۔ وی۔ آئی۔ پی لاؤنج میں جیسے ہی قائد سپاہ صحابہ سے میری ملاقات ہوئی تو وہ مجھے ایک طرف لے گئے اور بتایا کہ کارکن اور راہنما سخت اشتعال میں ہیں کہ آپ نے بے نظیر سے سودے بازی میں خود کو رہا کرایا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ محض الزام ہے۔ میں نے اور ہمارے دونوں ممبران نے واضح طور پر حکومت کو بتایا ہے کہ پنجاب کے بارے میں ہماری پالیسی کا فیصلہ جماعت کرے گی۔ اس لئے آپ جو فیصلہ کریں گے میں خود اور دونوں ایم۔ پی۔ اے حضرات اس کی پابندی کریں گے اور جہاں تک کارکنوں کی بات ہے۔ میں ابھی دفتر میں چل کر تمام حقائق ان کے سامنے لاتا ہوں۔ اس پر یہ حضرات مطمئن ہو گئے۔ V.I.P لاؤنج سے باہر نکل کر میں نے کارکنوں سے صرف اتنا کہا کہ آپ لوگ کسی غلط پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں۔ نسوانی حکومت کے خلاف میرے نظریہ میں رتی بھر بھی تبدیلی نہیں آئی ہے تفصیلات دفتر چل کر بیان کروں گا۔ اتنی بات سننا تھی کہ کارکن خوشی سے جھوم اٹھے اور بے نظیر کی نسوانی حکومت اور شیعہ کے خلاف خوب نعرے لگانے میں مصروف ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

بعض اخبارات میں میری بے نظیر سے ملاقات کی خبر کی اشاعت پر کارکنوں میں اشتعال دفتر سپاہ صحابہؓ لٹن روڈ کے وسیع صحن میں کارکنوں سے خطاب اور تمام اعتراضات کا جواب و سپاہ صحابہؓ کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس

ائیرپورٹ سے استقبال کرنے والے کارکن جلوس کی شکل میں لٹن روڈ پر پہنچے تو وہاں دفتر سپاہ صحابہؓ کی سامنے دوسری منزل کے وسیع صحن میں ٹینٹ و قناتیں لگا کر خوبصورت استقبالیہ کا انتظام کیا ہوا ہے جہاں پر حضرت مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ کے خطاب کے بعد میں نے روپوشی کی وجوہات و اسباب سے لے کر رہائی کی موجودہ صورت حال تک تمام تفصیلات بیان کیں اور بتایا کہ جو موقف 22 فروری 95ء سے قبل تھا ہم آج بھی اس موقف پر قائم ہیں۔ اس وقت مسئلہ صرف پنجاب حکومت کی تبدیلی کے وقت سپاہ صحابہؓ کے کردار کا ہے تو میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آج کے بعض اخبارات میں جو خبر شائع ہوئی ہے کہ میں نے بے نظیر سے ملاقات کر کے اسے اپنی حمایت کا یقین دلایا قطعی طور پر یہ خبر غلط ہے۔ اگر بے نظیر سے ملاقات درکنار میرا صرف وزیراعظم ہاؤس میں جانا ثابت ہو جائے تو میں قومی اسمبلی کی رکنیت اور سپاہ صحابہؓ کا عہدہ سے استعفیٰ دینے کو تیار ہوں۔

اس وقت بھی میں نے رہائی کے بعد گھر جانے کی بجائے خود کو جماعت کے فیصلہ کا پابند کیا ہوا ہے جماعت جو فیصلہ کرے گی آپ دیکھیں گے کہ اس پر عمل ہو گا۔ اخبارات کی جھوٹی خبروں کی پرزور تردید اور حقائق سے آگاہ ہونے کے بعد کارکنوں کا جوش و جذبہ قابل دید تھا اور وہ بے اختیار میرے ہاتھوں کو چومنے لگے۔

اس اثنا میں انجمن تاجران لاہور کے صدر اور مسلم لیگی راہنما حاجی مقصود احمد ایم پی اے صاحب مسلم لیگ کے وفد کے ہمراہ دفتر پہنچ گئے کہ سپاہ صحابہؓ مسلم لیگ کی حمایت کا

Scanned with CamScanner

بلانا کرے۔
چنانچہ سپاہ صحابہ کی شوریٰ کا اجلاس شروع ہوا تو یہ بات سامنے آئی کہ ہنگامی اجلاس کے باعث شوریٰ کے ارکان کی بڑی تعداد غیر حاضر ہے۔ لہٰذا یہ فیصلہ ہوا کہ دو دن بعد 19 ستمبر کو جھنگ مرکزی دفتر میں مجلس شوریٰ کا دوبارہ اجلاس طلب کر لیا جائے اور اس میں تمام حالات کے سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے۔

رہائی کے بعد جھنگ آمد پر فقید المثال استقبال

12 ستمبر کو مجلس شوریٰ کے اجلاس سے فراغت کے بعد جامعہ اشرفیہ کے طلبہ و اساتذہ کی دعوت پر بعد مغرب جامعہ اشرفیہ پہنچا حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحب مدظلہ اور کئی دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات کی۔ پھر طلبہ کی خواہش پر خطاب کر کے رات ہی کو سفر کے چھبیہ وطنی اپنے آبائی گاؤں پہنچا۔ وہاں سے براستہ کمالیہ جھنگ جانے کا پروگرام اس لئے کینسل ہو گیا کہ دریائے راوی میں بڑے سیلاب کے باعث یہ راستہ بند ہو چکا تھا۔ بیڈ سدھنائی سے ہوتے ہوئے پیر محل پہنچا جہاں مقامی کارکنوں نے بڑی تعداد میں استقبال کیا اور وہ نوجوان بھی آ کر ملے جو دو ماہ تک روپوشی کے وقت میرے ہمراہ صبح و شام ہوتے تھے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ جاتے ہوئے رجانہ اور پل ناگرہ پر استقبالیہ پروگراموں سے خطاب کرتے ہوئے ٹوبہ میں صدر بازار کے سامنے جلسہ عام سے خطاب کیا ادھر جھنگ سے استقبال کے لئے نکلنے والے پرجوش کارکنوں کی گاڑیاں ٹوبہ پہنچ چکی تھیں۔ ٹوبہ سے جھنگ تک تیس کلومیٹر کے اس ایریا میں پورے روڈ پر سپاہ صحابہ کے پرچم لہراتے ہوئے موٹر سائیکلوں، کاروں، ویگنوں، ٹریکٹروں پر ایک جھنگ کے عوام کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ جیسے ہی اپنے انتخابی حلقہ کی حدود میں داخل ہوا تو دیہاتوں کے لوگ روڈ پر استقبال کرنے کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ اور آگے بڑھ بڑھ کر ہاتھ ملانے کے لئے کوشاں تھے۔ موضع بلغ میں ہزاروں لوگوں سے خطاب کا اور پھر جھنگ میں جگہ جگہ خطاب کرتے ہوئے جب چوک حق نواز شہید کے قریب پہنچا تو کارکنوں نے کندھوں پر اٹھا لیا یوں رات

Scanned with CamScanner

نو بجے بارہ گھنٹے میں سفر طے کر کے مسجد حق نواز شہید میں تقریر کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ استقبال کے دوران تمام مقامات پر میرے خطاب کا مرکزی نقطہ یہی رہا کہ میں بے نظیر کی نسوانی حکومت کو آج بھی غیر شرعی کہتا ہوں اور اپنے موقف اور مشن پر قائم ہوں۔ آج میں اس بات پر خوش ہوں کہ مجھے اڑھائی ماہ تک کئی تفتیش ٹیموں نے پوری تفتیش کے بعد تمام الزامات سے بری قرار دیا ہے۔ سپاہ صحابہ ؓ کی جدوجہد اپنے مشن کی تکمیل تک جاری رہے گی۔

14 ستمبر کو سپاہ صحابہ ؓ کی مجلس شوریٰ کے اجلاس کا اہم

14 ستمبر کو مرکزی دفتر سپاہ صحابہ ؓ جھنگ میں مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک نہایت اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں چاروں صوبوں کے ارکان کی موثر نمائندگی تھی۔ شوریٰ کے اس اجلاس میں نے تفصیل کے ساتھ روپوشی سے لے کر اس وقت تک تمام حالات کو بیان کیا اور بعد ازاں پنجاب حکومت کی نئی تشکیل کے موقع پر جماعت کے ممبران اسمبلی کو آزاد کردار ادا کرنے کی تجویز پیش کی باقی شرکاء اجلاس نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور میرے بارہ میں جن خدشات کا وہ شکار ہو گئے تھے اس کی وضاحت طلب کی جس پر میری طرف سے تمام حالات کو من و عن بیان کرنے پر ان سب حضرات نے اطمینان کا اظہار کیا۔

چنانچہ اجلاس میں تین آراء سامنے آئیں کہ 1۔ پیپلزپارٹی کے امیدوار کا ساتھ دیا جائے۔ 2۔ مسلم لیگ کے امیدوار کا ساتھ دیا جائے۔ 3- آزاد حیثیت میں رہا جائے کسی کا بھی ساتھ نہ دیا جائے۔ رائے شماری کے وقت اکثریت نے آزاد حیثیت اختیار کرنے کے حق میں رائے دی چنانچہ اس وقت یہ فیصلہ اخباری بیان کی طرز پر تحریر کر کے شرکاء اجلاس کو سنایا گیا۔ اور پھر میرے ذمہ لگایا گیا کہ میں اسلام آباد میں مقیم شیخ حاکم علی صاحب اور میاں ریاض حشمت کو اس فیصلہ سے آگاہ کروں چنانچہ میں نے شرکاء اجلاس کی موجودگی ہی میں ان حضرات سے فون پر رابطہ قائم کر کے انہیں بتایا کہ جماعت نے یہ

Scanned with CamScanner

فیصلہ کیا ہے اس پر شیخ حاکم علی صاحب نے سخت تشویش کا اظہار کیا تاہم میں نے ان سے کہا کہ ہماری عزت و بقاء جماعت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے آپ کل جب لاہور اسمبلی میں وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے لئے پہنچیں گے تو اس فیصلہ پر عمل کر کے آپ نے ثابت کرنا ہے کہ آپ جماعت کے فیصلوں کے پابند ہیں۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کا انتخاب اور عارف نکئی صاحب کا بلامقابلہ منتخب ہونا

یک بھر میں جماعت کے اس فیصلہ کو سراہا گیا دوسرے روز اخبارات نے نمایاں شائع کیا ادھر پنجاب اسمبلی میں صورت حال یہ سامنے آگئی کہ وزارت علیہ کے مسلم لیگ کے امیدوار اور پیپلز پارٹی کے امیدوار مسلم لیگ بھٹہ گروپ کے عارف نکئی کے مقابلہ میں دست بردار ہو گئے۔ اب یہ ایسی صورت حال تھی کہ جس کا چند گھنٹے پیشتر کسی ذہن میں تصور بھی نہیں تھا اور پھر جماعت کے فیصلہ میں بھی اس بات کی وضاحت نہ تھی کہ اگر بھٹہ گروپ مسلم لیگ (جس نے الگ انتخابی نشان پر الیکشن لڑ کر اٹھارہ سیٹیں حاصل کی تھیں) کا امیدوار سامنے آ جائے تو کیا کرنا ہو گا۔ لہٰذا ہمارے دو ممبران حضرات نے بھی نکئی کی حمایت کر دی۔ اس حمایت کو جماعت کے اکثر احباب نے سراہا۔ جب کہ کچھ حضرات نے اختلاف بھی کیا لیکن قائدین سپاہ صحابہؓ کا یہی خیال تھا کہ چونکہ پیپلز پارٹی کا نام منصوبہ ناکام ہو چکا ہے اور ایک مرتبہ پھر پنجاب کا وزیر اعلیٰ بھٹہ گروپ کا منتخب ہو چکا ہے اور وہ اس صورت میں کہ مسلم لیگ نواز شریف گروپ نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی ہے لہٰذا اگر نکئی صاحب کے ہاتھ مضبوط کیے جائیں تو وہ پیپلز پارٹی کے لئے ووٹ سے بھی بڑھ کر نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

پنجاب حکومت میں شمولیت اور شیخ حاکم علی کا وزیر بننا

پنجاب کے وزیر اعلیٰ عارف نکئی کے ہاتھ مضبوط کر کے پنجاب حکومت میں حصہ لے

Scanned with CamScanner

کر مسائل حل کرانے اور وفاقی حکومت کے انتقامی کاروائیوں سے پیدا ہونے والے مسائل کو ختم کرانے کے لئے باضابطہ طور پر پنجاب کی کابینہ میں شیخ حاکم علی کو شامل کرایا گیا۔ اگرچہ شیخ حاکم علی صاحب نے وزارت کے اثر و رسوخ سے جھنگ میں بہت سے ترقیاتی کام بھی کروائے۔ اور کئی مقدمات کے بھی احسن فیصلے سامنے آئے۔ لیکن طارق کمئی سے جو توقعات وابستہ تھیں وہ صرف پوری نہ ہو سکیں بلکہ کمئی کے دور حکومت میں پھر جماعت کی قیادت کے ساتھ جو بدتر سلوک کیا گیا اس کی مثال سابقہ ادوار میں نہیں ملتی ہے۔

ادھر ایک طرف جماعت کے صدر شیخ حاکم علی صوبائی وزیر بن کر کابینہ میں بیٹھے نظر آتے تھے دوسری طرف جماعت کے سربراہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی اور نائب سربراہ (راقم) تھانوں اور جیلوں میں حکومتی انتقام کا نشانہ بنتے نظر آتے تھے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس موقع پر بعض حضرات نے جماعتی عزت و آبرو کو قائم رکھنے کی بجائے چند دیگر مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کے ساتھ چپکے رہنے کا انداز آخر تک اختیار کیے رکھا جس سے جماعت کی ساکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ورنہ اگر صوبائی وزارت کو لات مار کر کابینہ سے باہر آیا جاتا تو آج نہ صرف جماعت اور عوام کی نظروں میں ایسے لوگ اعلیٰ مقام حاصل کیے ہوتے بلکہ اس وقت جب کہ جماعت کی قیادت ظلم سہہ رہی تھی۔ یقیناً ان حالات کا شکار نہ ہوتی جس کا بعد میں شکار ہونا پڑا۔

میری عمرہ پر روانگی اور حرمین شریفین میں کارکنوں کی تربیتی نشستوں سے خطاب

ستمبر کے نصف میں پنجاب کی حکومت تبدیل ہو جانے اور شیخ حاکم علی صاحب کے وزارت کا حلف اٹھا لینے کے بعد میں نے اپنی اہلیہ کے ہمراہ عمرہ پر جانے کا پروگرام بنایا۔ کراچی سے احرام باندھ کر جب ہم جہاز میں سوار ہوئے تو میں نے اپنی اہلیہ سے کہا تمہارا حرمین شریفین کا یہ پہلا سفر اللہ تعالیٰ کی طرف ان پریشانیوں اور دکھوں کو برداشت کرنے کا

Scanned with CamScanner

ملا ہے جو گزشتہ ساڑھے چھ ماہ تک تم نے برداشت کی ہیں۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عنایت پر شکر ادا کرنے لگے کہ کہاں روپوشی کے دنوں میں در در کی ٹھوکریں پھر پشاور میں مسلسل تفتیشوں کے مراحل اور ملاقاتوں پر پابندیاں اور کہاں آج سوئے حرم احرام پہن کر جانے کی یہ ادائیں۔ بے شک ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ جدہ میں بڑی تعداد میں احباب نے استقبال کیا اور کئی گاڑیاں لے کر ایئرپورٹ پہنچے ہوئے تھے۔ سیدھے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے ہوئے بارگاہ ایزدی میں بے ساختہ اپنے لئے اور جماعت کے مشن کی کامیابی کے لئے اور شہداء کے درجات کی بلندی کے لئے اسیران کی رہائی کے لئے اور بیوگان اور یتیموں کی دنیاوی ضرورتوں کی تکمیل اور اخروی کامیابیوں کے لئے زبان پر دعائیں جاری ہو گئیں عمرہ کی تکمیل کے بعد قصر نسیم میں آ کر آرام کیا بس پھر کیا تھا کہ مکہ مکرمہ کے شہر میں بکھرے ہوئے سپاہ صحابہ کے کارکن اور بہی خواہ پروانوں کی طرح جمع ہونے لگے اور ہر دن میں دو دو تین تین مقامات پر تربیتی پروگرام اور کئی کئی دعوتوں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

چند روز بعد بارگاہ رحمتہ اللعالمین میں حاضری دینے کا شرف حاصل ہوا تو معوا جہ شریف کے سامنے آتے ہی ایسے محسوس ہوا جیسے نالائق بیٹا تھوڑی سی محنت کر کے رحیم و کریم والد کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ حضرات شیخین پر سلام پڑھتے ہوئے اور جنت البقیع میں ازواج مطہرات و بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان ذوالنورین کی قبر مبارک پر حاضری کے وقت جن کیفیات سے دوچار ہوا اسے لفظوں میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے سرزمین مدینہ منورہ پر جماعتی احباب نے بہت ہی کامیاب پروگراموں کا انعقاد کیا۔

اور ہماری خدمت و مدارت میں تو ان حضرات نے انصار مدینہ کی یاد تازہ کر دی۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ واپسی پر سپاہ صحابہ اور مسلم لیگ کی طرف سے مقامی

Scanned with CamScanner

ہوٹل میں ایک شاندار استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں بڑی تعداد میں پاکستانی احباب نے شرکت کی۔ اس اجتماع سے میں نے کھل کر پاکستان کی سیاسی صورت حال پر اظہار خیال کیا۔ واپسی پر جدہ میں مقامی جماعت نے ایسا زبردست پروگرام ترتیب دیا کہ اس میں شریک ہو کر ایسے لگ رہا تھا جیسے جھنگ کے کسی پرجوش اجتماع سے خطاب کر رہا ہوں۔

اس اجتماع کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں ایسے مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کی بڑی تعداد بھی تھی جو سپاہ صحابہؓ کے کاز سے پوری طرح آگاہ نہیں تھے۔ چنانچہ یہاں سپاہ صحابہؓ کا موقف کھل کر بیان کیا گیا اور پاکستان میں نسوانی حکومت کے خلاف آواز حق بلند کرنے کی پالیسی کا تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ یہ تقریر ایسی تھی کہ جس کی اسی شام کو اسلام آباد میں رپورٹ پہنچ گئی اور پھر جو حالات پاکستان آکر پیش آئے ان میں ایک اہم وجہ یہ تقریر بھی تھی۔

کراچی آمد اور اسیران کراچی سے خفیہ ملاقات

11 نومبر 1995ء ایئرپورٹ پر مکہ مکرمہ مدینہ منورہ طائف ابہاء اور جدہ کے سپاہ صحابہؓ کے عہدیداران و کارکنوں کی بڑی تعداد نے الوداع کیا۔ اور 12 نومبر اتوار علی الصبح کراچی ایئرپورٹ پر سپاہ صحابہؓ کے بیسیوں احباب نے خوش آمدید کہا چنانچہ ایئرپورٹ سے سیدھے جامعہ محمودیہ مدنیہ بفرزون نارتھ کراچی پہنچے۔ احباب سے اگلا لائحہ عمل معلوم کیا تو پتہ چلا کہ بعد الظہر جامع مسجد صدیق اکبر مرکز سپاہ صحابہؓ میں تربیتی کنونشن ہے اور ابھی چند گھنٹوں بعد کراچی کی خصوصی عدالت میں سپاہ صحابہؓ کے قانونی مشیر و صوبائی جنرل سیکرٹری حافظ احمد بخش صاحب مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن و کراچی ڈویژن کے راہنما منصور علی بابر اور ان کے رفقاء کی پیشی ہے۔ یہ بہترین موقع ہے کہ ان حضرات سے ملاقات کر لی جائے ورنہ جیل میں جا کر ملاقات کرنا کافی مشکل ہو گا۔ چنانچہ فوری طور پر ایک عام سی سوزوکی گاڑی میں سر پر سادہ رومال باندھ کر پولیس کے کڑے پہرہ کو کراس کرتے ہوئے اسیران کے پاس جا پہنچا جو اپنے درمیان اس انوکھے انداز میں

Scanned with CamScanner

ہوا تک دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھے کافی دیر تک اسیران اور ان کے لواحقین سے بات چیت ہوتی رہی۔ ڈیوٹی پر پولیس کی بھاری تعداد اور خفیہ حساس ایجنسیوں کے اہلکار بھی اس بات کا ادراک نہ کر سکے کہ کون کن سے محو گفتگو ہے۔ چونکہ عرصہ ڈیڑھ سال سے سلسل کراچی میں داخلہ پر پابندی کے باعث کراچی کے احباب سے ملاقات نہ ہو پائی تھی۔ بعد میں حالات کشیدہ ہوتے چلے اور اہم ساتھی جھوٹے مقدمات میں الجھا کر تشدد و ہزیت کا نشانہ بنانے کے بعد حوالہ زنداں کر دیئے گئے تھے اس لئے اسیران سے ملاقات اور کراچی میں کارکنان سے تربیتی کنونشن کے عنوان سے ملاقات کا پروگرام اول تا آخر طے رکھا گیا۔

خصوصی عدالت میں پیشی کے موقع پر احباب نے صاف صاف بتلا دیا کہ حکومت وقت مرکزی حکومت کی ہدایت پر ان عدالتوں سے سزائے موت کا فیصلہ کرانے کا منصوبہ بنا چکی ہے اور خصوصی عدالت کے جج صاحب کی حالت یہ ہے کہ وہ برملا اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ آپ کے وکلاء خواہ مخواہ بحث کو طویل کر رہے ہیں فیصلہ تو لکھا پڑا ہے۔ آپ کی صفائی کے گواہوں یا وکلاء کے دلائل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ان حضرات نے مزید بتایا کہ ہمارے وکلاء حضرات کا کہنا ہے کہ ہماری اس محنت کا مقصد ہائی کورٹ سے انصاف حاصل کرنے کے لئے بنیادیں مضبوط کرنا ہے ورنہ اس عدالت سے کسی انصاف کی ہرگز توقع نہیں ہے۔

شیخ حاکم علی صاحب کی کراچی آمد اور وزیر اعلیٰ سندھ سے ملاقات کی کوشش

لاہور پر روانگی سے قبل میں نے اور شیخ حاکم علی صاحب صوبائی وزیر پنجاب نے قائدین کی معیت میں وزیر اعلیٰ سندھ سے اس وقت ملاقات کا پروگرام بنایا جب وہ سرحد میں جشن شہدور کی تقریب میں آئے ہوئے تھے۔ پشاور ایئرپورٹ پر ہماری مختصر سی ملاقات ہوئی جس میں ہم نے انہیں بتایا کہ کراچی میں ہمارے مرکزی ساتھی گرفتار ہیں اور خدشہ

Scanned with CamScanner

ہے کہ کراچی کی خصوصی عدالت انہیں انصاف مہیا کرنے کی بجائے یکطرفہ طور پر سزا سنانے والی ہے۔ آپ تفصیل سے ہمارا موقف سن لیں اور ہمارے اسیروں کو اپنی صفائی کا موقع دیں تاکہ حق و انصاف کا بول بالا ہو۔ انہوں نے کہا آپ لوگ کراچی آجائیں اور میں ابھی جج کو فون کر کے کہتا ہوں کہ وہ ابھی کوئی فیصلہ نہ سنائے چنانچہ وزیر اعلیٰ سندھ عبداللہ شاہ نے ایئرپورٹ ہی سے جج کے نام پیغام دیا کہ جب میں کراچی پہنچوں تو مجھ سے بات کرے۔

اور طے یہ پایا کہ میں عمرہ سے واپسی پر کراچی آجاؤں اور شیخ حاکم علی صاحب بھی وہاں پہنچ جائیں ملاقات ہو جائے گی۔ اب جب کراچی آمد پر رابطے کیا گیا تو وہ ملاقات کا وقت ہی طے نہیں کر رہے تھے شیخ حاکم علی صاحب بھی کراچی پہنچ گئے۔ مگر انہیں سرکاری پروٹوکول نہ دیا گیا جس پر ہم دونوں نے ہوم سیکرٹری سندھ کے دفتر جا کر ان کی تھوڑی سی خبر لی۔ چنانچہ انہوں نے فوراً پروٹوکول دینے کا حکم دیا۔ وہاں سے سیدھے ہم سینٹرل جیل پہنچے جہاں پر مولانا عبدالغفور ندیم صاحب اور بھائی الیاس زبیر صاحب سے ملاقات کی۔

واپسی پر مرکز سپاہ صحابہ میں ہزاروں کارکنوں کے اس کنونشن سے خطاب کیا اور ملاقاتیں کیں جو محض خفیہ طور پر پیغامات کے ذریعہ اطلاع دے کر منعقد کیا گیا تھا۔

ادھر وزیر اعلیٰ کے دفتر میں مسلسل رابطہ جاری رہا۔ دوسرے روز شام کے وقت معلوم ہوا کہ سندھ حکومت کو اس بات پر اعتراض ہے کہ مولانا اعظم طارق کراچی کیوں آئے ہیں اس لئے ملاقات کا وقت نہیں دیا جا رہا ہے چنانچہ 14 نومبر منگل کے روز شیخ حاکم علی صاحب کو کراچی چھوڑ کر جھنگ چلا آیا۔

پیپلزپارٹی کے رکن قومی اسمبلی پیرزادہ ریاض حسین کے والد شاہ نواز ڈپہ کا قتل

14 نومبر 1995ء منگل کے روز فیصل آباد ایئرپورٹ پر اترا تو جھنگ سے آئے ہوئے احباب نے استقبال کیا اور گاڑیوں پر سوار ہو کر جھنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں

Scanned with CamScanner

اخبار لے کر پڑھا تو سپاہ صحابہ پنجاب کے صدر مولانا محمد احمد لدھانوی کے والد ماجد کی وفات کی خبر لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ اسی وقت ارادہ کیا کہ پہلی فرصت میں تعزیت کے لئے جاؤں گا۔

اگلے روز 13 نومبر کو صبح ہی کمالیہ کے لئے روانہ ہوا اور جامعہ فاروقیہ میں دس بجے مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب سے تعزیت کی اور پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ وہیں سے کبیر والہ کے نزدیک ایک مدرسہ کے جلسہ میں شرکت کے لئے براستہ عبدالحکیم روانہ ہوا۔ اس جلسہ سے فارغ ہو کر مغرب کے وقت دارالعلوم کبیر والہ پہنچا اور وہاں سے لودھراں فون کر کے مولانا محمد میاں صاحب کو اطلاع دی کہ میں دو گھنٹے بعد لودھراں منعقد ہونے والی کانفرنس میں پہنچ جاؤں گا۔ مولانا محمد میاں صاحب نے مجھے بتایا کہ ادھر خیر پور ٹیولیاں کے قریب بستی شیخ وائن میں مقامی ایم۔ این۔ اے پیرزادہ ریاض حسین کے والد میاں شاہ نواز ڈپہ اور ان کے کئی ساتھیوں کو دن کے وقت ڈیرے میں گھس کر قتل کر دیا گیا ہے۔ جس کے باعث اس پورے علاقہ کے حالات سخت کشیدہ ہیں۔ کچھ مشکوک مسلح افراد سے بھری گاڑیاں چکر لگا رہی ہیں اس لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ اس علاقہ کا سفر نہ کریں اور اپنے کارکنوں و عہدیداران خصوصاً میرے عزیز میاں جمیل کو پابند کر دیں کہ وہ اب کانفرنس کو ملتوی کر دیں۔ جب میں نے میاں جمیل اور دیگر عہدیداران سے بات کی تو وہ اس بات پر زبردست اصرار کرنے لگے کہ آپ ضرور اس کانفرنس میں شرکت کے لئے آئیں ہم ہر طرح کی سیکورٹی کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ کافی سمجھا بجھا کر انہیں مطمئن کیا اور اس بات پر آمادہ کیا کہ چند تقاریر کے بعد کانفرنس کو اختتام پذیر کر دیں۔ کہیں رد عمل کے طور پر کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آ جائے۔

ایک طرف میری اس واقعہ سے لاعلمی اور لاتعلقی اس حد تک نمایاں تھی کہ میں ابھی جھنگ میں صرف ایک روز قبل پہنچا تھا اور اسی روز لودھراں میں خطاب کے لئے جا رہا تھا۔ دوسری طرف شاہ نواز ڈپہ کے قتل کی ایف آئی آر میں میرا اور حضرت فاروقی کا نام

Scanned with CamScanner

لکھوا دیا گیا۔ حالانکہ جیسا کہ آگے ذکر ہو گا حضرت فاروقی سے میری ملاقات اور بات چیت عمرہ سے قبل ہوئی یا پھر اس واقعہ سے تین دن بعد رائیونڈ ہوئی اور مزے کی بات یہ ہے کہ میاں شاہ نواز ڈپہ کے بارہ میں میری معلومات بالکل ہی صفر تھیں۔ اب تک مجھے اس بات کا علم ہی نہیں تھا کہ "یہ حضرت صاحب کیا چیز ہیں۔"

جھنگ میں یوم صدیق اکبرؓ کے جلوس مدح صحابہؓ اور ساہیوال میں عظمت صدیق اکبرؓ کانفرنس سے خطاب

16 نومبر 1995ء جمعرات کے دن جمادی الثانی کی بائیس تاریخ تھی جو یوم وفات سیدنا صدیق اکبرؓ ہے۔ اس مناسبت سے سپاہ صحابہؓ ملک بھر میں مدح صحابہؓ کے جلوس نکالتی ہے۔ تاکہ حکومت خلفاء راشدین کے ایام کو سرکاری سطح پر اسی طرح تزک و احترام سے منانے کا اعلان کرے اور سرکاری تعطیل کرے جس طرح وہ 9، 10 محرم کو سرکاری تعطیل کرتی ہے اور محرم کے دس ایام کو سرکاری طور پر ایک مخصوص فکر و مذہب کے لوگوں کے لئے وقف کر دیتی ہے۔

جس طرح پاکستان میں قائد اعظم علامہ اقبال شکاگو کی یاد میں یوم مزدور یوم آزادی وغیرہ کے دن 12 ربیع الاول کا دن سرکاری طور پر منایا جاتا ہے۔

ہمارا مطالبہ صرف اتنا ہے کہ یا تو تمام سرکاری تعطیلات ختم کر کے ملک کو چھٹیوں کی روایت سے ہی نجات دے دی جائے یا پھر اگر تعطیلات کرنا ہی ہیں تو خلفاء راشدین کے ایام ہائے شہادت و وفات کو پھر فراموش نہیں کرنا چاہیے چنانچہ اس مطالبہ کے لئے سپاہ صحابہؓ اپنے طور پر مدح صحابہؓ کے جلوسوں کا ان ایام پر اہتمام کرتی ہے۔ یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے یہ جلوس محض مطالباتی اور حکمرانوں کے جانبدارانہ رویہ پر احتجاج کرنے کے لئے نکالے جاتے ہیں ان کی کوئی مذہبی دینی حیثیت نہیں ہے اور جیسے ہی مطالبہ تسلیم کر لیا جائے گا یا تمام تعطیلات ہی ختم کر دی جائیں گی تو یہ جلوس بھی ختم ہو جائیں گے۔ اس وضاحت کا مقصد یہ ہے کہ ان جلوسوں کو شیعہ کے ماتمی جلوسوں یا 12

Scanned with CamScanner

ربیع الاول پر اب بعض حضرات کی طرف سے نکالے جانے والے جلوسوں کی طرز کا نہ
جھاجائے مطالباتی اور احتجاجی جلوس بدعت کے زمرہ میں نہیں آتے ہیں۔
چنانچہ 22 جمادی الثانی کو مسجد حق نواز شہید سے ایک بڑا جلوس شروع ہو کر ریل
بازار پہنچا جہاں پر میں نے سپاہ صحابہؓ کے مطالبات پر روشنی ڈالی اور جلوس کی غرض و
غایت کو بیان کیا اور دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ جمعہ کا روز جھنگ میں گزار کر خطبہ
جمعہ دے کر اسی روز عشاء کی نماز کے بعد بلدیہ ٹاؤن ساہیوال میں منعقد ہونے والی
کانفرنس میں شرکت کے لئے اپنے آبائی گاؤں چیچہ وطنی سے ہوتا ہوا ساہیوال پہنچا جہاں
کانفرنس کی صدارت قومی اسمبلی میں انوار الحق رامے کی صدارت میں عظیم الشان صدیق اکبرؓ
کانفرنس اپنے جوبن پر تھی۔ (واضح رہے کہ میاں رامے صاحب 93ء کے الیکشن میں ہار
گئے تھے اور اب 97ء کے الیکشن میں ایم این اے منتخب ہو کر آج کل وزارت اطلاعات و
نشریات کے پارلیمانی سیکرٹری کے عہدہ پر متمکن ہیں اس وقت چونکہ میری تقاریر میں بے
نظیر بھٹو کی نسوانی حکومت کا خوب اپریشن ہوتا تھا اور وقت کے جابروں کے خلاف صداء
حق گونجتی تھی تو یہ لوگ ایسے جلسوں کی صدارت کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ آج
کل یہی لوگ جب برسر اقتدار آ چکے ہیں تو اب وہی صداء حق انہیں بری لگتی ہے اور
جلسوں کی صدارت کر کے فخر محسوس کرنے والے اب جیلوں میں ڈال کر خوشی محسوس
کرتے ہیں کس نے اپنی عادت بدلی ہے اور کون آج بھی اپنے اسی مقام پر کھڑا ہے۔ وقت
اور تاریخ اسے خوب پہچان رہے ہیں۔ ساہیوال کانفرنس سے خطاب کر کے دوسرے روز
رائیونڈ روانہ ہو گیا۔

رائیونڈ کے تبلیغی اجتماع میں شرکت اور قائد سپاہ صحابہؓ سے ملاقات

18 نومبر کو رائیونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع میں شرکت کے لئے رائیونڈ پہنچا تو عوام
کے جم غفیر کی طرف سے والہانہ انداز میں ملنے کے لئے لپکنے اور ہاتھ ملانے کے جوش و

Scanned with CamScanner

خروش کو دیکھ کر شدت سے احساس ہوا کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اس تبلیغی عظیم اجتماع کے نظم و نسق میں خرابی پیدا ہو جائے گی اور بزرگ ناراض ہوں گے اس لئے اجتماع گاہ میں بیٹھ کر بیان سننے کی بجائے جھنگ کنٹین میں چلا گیا۔ جہاں احباب نے الگ رہائش کا انتظام کر دیا۔ شام کے وقت معلوم ہوا کہ قائد سپاہ صحابہؓ بھی تشریف لا چکے ہیں اور وہ اس وقت ادارہ اشاعت المعارف کے بک سٹال کے متصل قناتوں سے بنائے ہوئے ایک رہائشی مقام پر موجود ہیں۔ چنانچہ بعد المغرب قائد محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان کے پاؤں پر پلستر لپیٹا ہوا ہے اور وہ چلنے پھرنے سے کافی حد تک معذور ہیں۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ پاؤں میں سخت قسم کی موچ آگئی ہے یہ رات میں نے رائیونڈ شہر میں پیر طریقت میاں جمیل احمد نقشبندی رحمتہ اللہ کے فرزند ارجمند کی خواہش پر ان کی رہائش گاہ پر گزاری وہاں میری ملاقات عظیم فقیہ و شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین صاحب شامزئی استاد الحدیث جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے ہوئی۔ حضرت سے کراچی کے دور سے ہی شناسائی اور عقیدت پر مبنی تعلق ہی نہیں بلکہ تمام اہم جماعتی امور میں مشاورت کا سلسلہ قائم تھا۔

حضرت رات دیر گئے تک بے نظر حکومت کے اسلامی اداروں اور دینی جماعتوں و علماء کرام کے بارہ میں ناپاک عزائم پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اس بات پر سخت دکھ کا اظہار فرماتے رہے کہ اہل حق کے قافلہ کے لوگ بے نظر کی غیر شرعی اور اسلام دشمن حکومت کے خلاف آواز بلند کرنے اور اس کی بھیانک سازشوں کا راستہ روکنے کے لئے متظلم ہو کر آگے نہیں بڑھ رہے ہیں میں نے حضرت کو شاہ نواز ڈبہ کے قتل کیس میں اپنے اور قائد سپاہ صحابہؓ کے نامزد کیے جانے سے آگاہ کیا تو انہوں نے اس پر بھی سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ مجھے حکومت کے عزائم بہت بھیانک نظر آتے ہیں۔

مولانا عارف چشتی کی شہادت اور ان کے کفن دفن میں شرکت

19 نومبر صبح جب تبلیغی اجتماع میں پہنچا اور حضرت فاروقی صاحب سے ملا تو پتہ چلا کہ

Scanned with CamScanner

گزشتہ شب مولانا عارف چشتی صاحب کو شاہدرہ کے علاقہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔ مولانا عارف چشتی بریلوی مکتب فکر کے وہ باصلاحیت اور ابھرتے ہوئے نوجوان خطیب تھے جنہوں نے سپاہ صحابہ ؓ کے ساتھ نہ صرف خود تعاون کا ہاتھ بڑھایا بلکہ حضرت فاروقی صاحب کو اپنے ایک سو کے لگ بھگ علماء کرام و ائمہ مساجد اور مدرسین سے ملا کر انہیں یقین دلایا کہ وہ سنی علماء فارم کے پلیٹ فارم سے سپاہ صحابہ ؓ کے موقف کی تائید میں آواز بلند کرتے رہیں گے لیکن کچھ ہی روز بعد علامہ عارف چشتی اپنے اخلاص اور سچائی پر مبنی جذبہ کے باعث سپاہ صحابہ ؓ کے جلسوں کی رونق بننے لگے میرے ہمراہ پشاور۔ میاں چنوں۔ فاروق آباد وغیرہ کے علاقوں میں ان کا خطاب ہوا وہ اپنے مخصوص انداز اور تلاوت قرآن مجید کی منفرد لئے کے باعث عوام میں پذیرائی حاصل کرتے چلے جا رہے تھے اور پھر بریلوی مکتب فکر کے ذمہ دار عالم ہونے کے باعث سپاہ صحابہ ؓ کے نوجوان ان کی دل سے قدر ہی نہیں بلکہ دل کھول کر ان کی حوصلہ افزائی بھی کرتے تھے۔ شہادت سے صرف تین یوم قبل حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کی یاد میں لاہور میں عظیم الشان سیمینار سنی علماء کونسل کے پلیٹ فارم سے منعقد کرنے کے باعث دشمنان صحابہ ؓ کے لئے ناقابل برداشت بن گئے تو انہیں راستے سے ہٹانے کے لئے شہید کر دیا گیا۔

چونکہ قائد محترم کے پاؤں میں تکلیف تھی مجھے پابند کرتے ہوئے فرمایا کہ اجتماع کے اختتام پر فوری لاہور پہنچو اور مولانا عارف چشتی کے کفن دفن کا اہتمام کرو۔ چنانچہ ٹھیک چار بجے میں ان کے گاؤں پہنچا جہاں انہیں غسل دلوایا اور ان کے والد صاحب اور ان کی برادری کے مابین دفن کرنے پر اختلاف کو ختم کرا کے بعد نماز مغرب جنازہ کی نماز سے فارغ ہو کر مولانا شہید کے زیر تعمیر مدرسہ میں قبر کھدوانا شروع کی اور خود بھی قبر کی کھدائی میں حصہ لیا رات گیارہ بجے شہید کے کفن دفن سے فارغ ہو کر وہاں سے پلٹا۔

رات گئے گوجرانوالہ روانگی اور اگلے روز لاہور آمد

جھنگ سے رائیونڈ روانگی سے قبل گوجرانوالہ کے دوست شیخ عرفان صاحب (جن کا

Scanned with CamScanner

تذکرہ روپوشی کے حالات میں بھی آ چکا ہے آگے اہم واقعہ اور ایک لطیفہ حسن اتفاق کے عنوان پر بھی آ رہا ہے) سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ مجھے دعا کے بعد رائیونڈ سے لے جائیں گے اور رات کا قیام ان کے پاس ہو گا۔ لیکن مولانا عارف چشتی کی شہادت کے باعث نصف رات تک کفن و دفن میں شریک رہا پھر رات کو گوجرانوالہ پہنچے تو ان کا گھر بڑی مشکل سے تلاش کیا۔ انہیں بتایا کہ ہمیں بھوک لگی ہے لہٰذا طعام و قیام کا بندوبست کرو۔ ایسی تکلیف بروقت یا بے وقت اسے دی جائے تو وہ بہت خوش ہوتا۔ رات وہاں گزار کر صبح لاہور روانہ ہوئے۔

قصر فاروق اعظم میں سپاہ صحابہؓ پنجاب کے کنونشن میں شرکت اور اسیران لاہور سے ملاقات

20 نومبر 1995ء گوجرانوالہ سے لاہور پہنچ کر قصر فاروق اعظم شاہدرہ میں ہونے والے سپاہ صحابہؓ پنجاب کے کنونشن میں شریک ہو کر خطاب کیا اور بعد ظہر شیخ حاکم علی صاحب کے ہمراہ کیمپ جیل میں اسیر صوبہ پنجاب کے سیکرٹری محمود اقبال صاحب سیکرٹری اطلاعات مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی اور ڈپٹی سیکرٹری پنجاب ڈاکٹر منظور احمد شاکر اور ان کے رفقاء سے جیل کے اندر جا کر ملاقات کی۔ واپسی اجلاس میں شریک ہوئے اور رات گئے مولانا طاہر محمود اشرفی کی دعوت کھا کر حضرت قائد سپاہ صحابہؓ کے ہمراہ آرام کے لئے چیمہ ہاؤس لاہور چلے گئے۔

Scanned with CamScanner

نواں باب

- قائدین کی گرفتاریاں
- مرحلہ انتخاب
- شہادت فاروقی شہیدؒ
- صوبائی سیٹ پر کامیابی
- جرنیل محترم کی دوبارہ گرفتاری اور چوہنگ منتقلی
- موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داری

Scanned with CamScanner

قائدین کی گرفتاریاں

قائد سپاہ صحابہؓ علامہ فاروقی کی زبانی

علماء کونسل کے حافظ طاہر محمود اشرفی کی دعوت میں شرکت کے بعد ہم چنیوٹ ہاؤس پہنچ کر بستر استراحت پر دراز ہوئے۔ ابھی ڈیڑھ گھنٹہ گذرا ہو گا کہ پولیس کی چودہ بیس گاڑیوں نے پورے چنیوٹ ہاؤس کے تمام گیٹ بالاکوں کو گھیرے میں لے لیا۔ ایڈیشنل ایس پی لاہور نجف مرزا نے مجھے کہا مولانا اعظم طارق اور تمھیں ابھی ہمارے ساتھ چلنا ہے وفاقی حکومت کی طرف سے خصوصی طور پر آپکی گرفتاری کا حکم دیا گیا ہے مولانا اعظم طارق اور میں وضو کرکے فوراً ہمراہ ہو گئے سب سے پہلے ہمیں تھانہ سول لائن لایا گیا یہاں سے ہماری کامیاب اور بلا مزاحمت گرفتاری کی اطلاع دینے اور اگلی منزل کی اطلاع حاصل کرنے پر دو گھنٹے صرف ہوئے۔ اس طرح تین بجے چار پولیس گاڑیوں کی نگرانی میں فیروز پور روڈ پر قافلہ روانہ ہوا۔ ہمیں ابھی تک کچھ پتہ نہ تھا کہ ہمیں کس مقدمہ میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی یہ علم تھا کہ کہاں پہنچایا جارہا ہے۔ جب رائے ونڈ روڈ پر چڑھے تو میں نے اپنے ساتھ ایک ڈی ایس پی سے منزل معلوم کی تو اس نے پہلے تو لاعلمی ظاہر کی پھر کہا ہمیں آپ کو ملتان پولیس کے حوالے کرنے کا حکم ہے وہاں بہاولپور پولیس آپکی منتظر ہوگی اب معلوم ہوا کہ ہمیں شاہنواز ڈبہ کے کیس میں مہمان بنایا گیا ہے۔

پہلا جسمانی ریمانڈ اور اے سی حاصل پور کی عدالت میں پیشی

ہم صبح دس بجے بہاولپور پہنچے۔ یہاں سے کچھ دیر کے بعد ہمیں پولیس کی نصف درجن گاڑیوں کے ہمراہ حاصل پور پہنچایا گیا۔ اسی علاقے کے تھانہ قائم پور میں ہم پر میاں شاہنواز کے قتل کا مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ تھانہ قائم پور کے مقدمہ نمبرا مورخہ 16-11-95 کے مطابق شاہنواز ڈبہ کے قتل میں ہم دونوں کے ساتھ سپاہ صحابہؓ ضلع بہاولپور کے صدر مولانا غلام یٰسین، نائب صدر مولانا عبدالغنی اور مسلم لیگ کے مرکزی

Scanned with CamScanner

جاب صدر اور سابق وفاقی وزیر سید تسنیم نواز گردیزی اور شیخ عبدالرحیم صدر مسلم لیگ حاصل پور (آخر الذکر دونوں لیڈر جو مقامی طور پر شاہنواز ڈپہ کے سیاسی حریف تھے) ان کا ہم شامل کیا گیا تھا۔ ایک روز قبل سید تسنیم نواز گردیزی بھی لاہور سے گرفتار ہو کر یہاں پہنچ چکے تھے ہمیں شام چار بجے چوہدری افضل اسسٹنٹ کمشنر حاصل پور کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اسوقت عدالت کے باہر سپاہ صحابہ کے سینکڑوں کارکنوں سے دور ہی سے سلام ہوتا رہا یہاں سے ہمیں جسمانی ریمانڈ پر پولیس کی تحویل میں دے دیا گیا۔

ہم نے نماز عصر عدالت ہی میں ادا کی۔ بعد ازاں راستہ تبدیل کر کے براستہ میلسی کروڑ پکا بہاولپور تھانہ مسافر خانہ منتقل کر دیا گیا۔ راقم الحروف کو اسی تھانہ کی حوالات میں بند کر دیا گیا جبکہ مولانا اعظم طارق کو اسی وقت علیحدہ کر کے تھانہ سمہ سٹہ پہنچایا گیا۔

آئی جی پنجاب کے خصوصی حکم کے مطابق ایس پی سی آئی اے بہاولپور چوہدری مسعود اقبال کی نگرانی میں ہماری پہلی رات سے تفتیش کا آغاز کر دیا گیا۔ ٹیم کے دوسرے ارکان میں ڈی ایس پی سٹی بہاولپور چوہدری شوکت مرتضیٰ ڈی ایس پی صدر ڈی ایس پی احمد پور شرقیہ میاں ضیاء فیروز ملک، ملک قادر بخش ڈی ایس پی حاصل پور سب انسپکٹر نوید اکرم اور سب انسپکٹر محمد رمضان پر مشتمل تھی۔

یہ تفتیشی ٹیم رات سمہ سٹہ اور تھانہ مسافر خانے میں ہم دونوں سے سات روز تک سوال و جواب کرتی رہی۔

اس کے بعد اے سی بہاولپور سے سات دن بعد مزید سات دن کا ریمانڈ حاصل کیا گیا۔ اس دوران ڈی۔ آئی۔ جی بہاولپور سمیع الرحمان نے بھی تھانہ مسافر خانہ کا دورہ کیا۔ ایس ایس پی بہاولپور فیاض لغاری بھی آئے۔ دونوں تھانوں کو 14 روز تک تین سو پولیس اہلکاروں نے گھیر رکھا تھا۔ تھانہ مسافر خانہ کے انچارج رانا اکمل ایک انتہائی خلیق اور اعلیٰ تجربہ کے حامل افسر تھے۔ انہوں نے اپنی زیر نگرانی رہائش و طعام کا عمدہ انتظام کیا ہوا تھا۔ ان کے اہلکار ہمیں بار بار کہتے تھے۔ آپکی یہاں آمد سے ہماری آمدن رک گئی ہے۔ اب تو

Scanned with CamScanner

کسی سفارشی کی آمد اور رشوت تو کجا کسی دوسرے ملزم کو بھی یہاں لانے کی اجازت نہیں۔ تمام پولیس والے بھوک سے کراہ رہے تھے۔ نامعلوم آپ کی جان یہاں سے کب چھوٹتی ہے۔

رانا اکمل کی تعلیمی قابلیت اور تفتیشی تجربہ نے میرے دماغ پر گہرا اثر چھوڑا۔ انہوں نے اگرچہ مجھے کوئی غیر قانونی رعایت نہیں دی۔ لیکن ایک مذہبی جماعت کے سربراہ اور عالم ہونے کے ناطے میرے ساتھ ان کا رویہ نیاز مندانہ تھا۔ ملاقات پر سخت پابندی کے باوجود وہ بھی مجبور تھے۔ 14 روز میں چھوٹے بھائی الحاج شفاء الرحمان بخاری اور سمندری کے ایک وفد کے علاوہ جو اعلیٰ حکام سے اجازت لے کر آیا تھا۔ کسی کی ملاقات نہ کرائی گئی۔ تھانہ مسافر خانہ کے علاقہ میں گرفتاری سے ایک ہفتہ قبل میں ایک بہت بڑا جلسہ کر چکا تھا۔ علاقہ کے زمیندار' علماء کسان' اور کارکن خفیہ سلام و پیغام پہنچاتے رہے۔ سپاہ صحابہ * کے ایک بہت ہی مخلص فرزند قاری بشیر احمد افسران کے پاؤں سے لپٹ کر دو مرتبہ ہم تک پہنچ ہی گئے۔ انہوں نے مکھن اور ساگ پہنچانے کے لیے ہماری مرضی کے خلاف درجنوں پولیس افسران کی خوشامد کی ان کی محبت اور گہری عقیدت کا نقش کبھی محو نہیں ہو سکتا۔ خدا ان کو آباد و شاد رکھے۔

تھانہ مسافر خانہ کی حوالات میں گذری ہوئی 14 راتوں نے قلب و دماغ پر عجیب و غریب اثرات مرتب کئے۔ رات نو بجے کے بعد بہاولپور سے (جو یہاں سے بیس میل کے فاصلہ پر تھا) پولیس افسران آتے اور پوچھ گچھ کا سلسلہ زلف محبوب کیطرح دراز ہوتا رہا۔ کبھی تفتیش کے دوران تلخی اور کشیدگی تک نوبت پہنچ جاتی۔ کبھی افسران کوئی بھی جواب نہ پاکر لن ترانیاں ہانکنے لگتے۔ وہ لاجواب ہو کر پسپا ہو جاتے۔ تھانہ کا عملہ میرے لیے بالکل اجنبی اور نیا تھا۔ لیکن اس کے انچارج اور معاون انچارج کے اعلیٰ اخلاق نے افسردگی اور اداسی کو پھٹکنے نہ دیا۔

تفتیشوں کا مرحلہ کس قدر اذیت ناک ہوتا ہے۔ اس کا ہر آدمی کو تو پتہ نہیں۔

Scanned with CamScanner

پر دن جیل کے مقابلے میں سخت کالے پہاڑوں کی مانند ہوتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے ہم اس مرحلے سے بھی سرخرو ہو کر نکلے۔ ادھر مولانا اعظم طارق صاحب پر سخت پابندیاں عائد تھیں سمہ سٹہ تھانہ کا S.H.O ایک بہت ہی ڈرپوک اور شریف آدمی تھا۔ اس لیے سخت سردی میں تھانہ کی ٹھنڈی حوالات میں انہیں ہر قسم کی سہولت اور ملاقات سے محروم رکھا گیا۔

ہماری گرفتاری پر احتجاج اور ملک بھر سے تین ہزار کارکنوں کی گرفتاریاں

حکومت نے ہماری گرفتاری کے ساتھ ہی مرکزی' صوبائی' اور ضلعی قیادتوں کو تین تین ماہ کے لیے نظر بند کر دیا۔ 20 نومبر سے لے کر 25 تک جو کارکن بھی ہتھے چڑھ گیا سرکاری مہمان بنا لیا گیا۔ ہر قصبہ اور ہر شہر میں گرفتاریوں کے وسیع جال کے باوجود ملک بھر میں ہماری گرفتاری پر سخت احتجاج ہوا۔

افسر شاہی کی حماقت ملاحظہ کریں کہ شاہنواز ڈپہ کے قتل کا واقعہ تو ضلع بہاولپور میں ہوا لیکن گرفتاریاں رحیم یار خان اور راولپنڈی سے بھی کی گئیں۔ سرخ فیتہ کے شکار انگریزی تہذیب کے دلدادہ چیف سیکرٹری ہوم سیکرٹری آئی جی کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں میں سے آج تک اس سوال کا جواب نہ دے سکا کہ ایک لیڈر کو گرفتار کرنے کے بعد اس کی جماعت کے تین ہزار کارکنوں کی گرفتاری کا کیا جواز تھا؟ ہر علاقے اور ہر شہر میں حکومت کے خلاف یہ وہ نفرت کا جال تھا۔ جسے بے نظیر کے ناعاقبت اندیش افسروں نے بنا۔ پھر جب ایک سال میں دو مرتبہ اس نوعیت کے آپریشن کے باوجود ہر جگہ قتل و غارت کا بازار گرم رہا تو وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ بابر کو کہنا پڑا کہ ملک گیر اپریشن کسی مسئلے کا اسوقت حل نہیں۔ آئندہ صرف متعلقہ افراد کی گرفتاری ہو گی کسی اور کو نہ تو گرفتار کیا جائے گا نہ کالعدم جماعت پر پابندی لگے گی۔

Scanned with CamScanner

ہماری گرفتاری کے خلاف احتجاج اور قومی اخبارات

ملک کا کوئی شہر اور علاقہ صوبہ اور ڈویژن ایسا نہ تھا۔ جہاں سال بھر میں ایک مرتبہ احتجاج نہ ہوا ہو۔ کالجوں سے لے کر ایوان حکومت تک مساجد سے لے کر بازاروں اور چوراہوں تک ہمارے لاکھوں کارکنوں نے جلسوں جلوسوں اور مظاہروں کے ذریعے گرفتاری کے خلاف مذہبی اور سیاسی ہر جماعت نے آواز بلند کی۔ ساری دنیا دیکھ رہی تھی۔ صرف بے نظیر کی کاروائی یک طرفہ تھی۔ سپاہ صحابہ ؓ کے لاہور میں 44 کارکن شہید ہوئے تھے۔ ان کا کوئی ملزم گرفتار نہیں کیا۔ تحریک جعفریہ اور شیعہ کی کئی دوسری جماعتوں کے لیڈروں کے خلاف بھی ہماری طرف سے مقدمات درج تھے۔ ان میں سے ایک بھی لیڈر نہیں پکڑا گیا۔ صرف سپاہ صحابہ ؓ کے خلاف بے نظیر کی کاروائی نے پاکستان کے 13 کروڑ اہلسنت میں سپاہ صحابہ ؓ کی حمایت اور ہمدردی پیدا کی۔

سات روزہ ریمانڈ کے بعد اے سی بہاولپور کی عدالت میں خصوصی بیان

پہلے سات روزہ ریمانڈ کے بعد اے سی بہاولپور کی عدالت میں مزید ریمانڈ کے لے ہمیں سورج نکلنے کے ساتھ ہی تھانوں سے ایک بڑے قافلے کی صورت میں عدالتی اوقات سے ایک گھنٹہ قبل ہی بہاولپور لایا گیا۔ ہماری سیکورٹی کا بہانہ بنا کر وقت سے قبل عدالت لگائی گئی۔ اس طرح اوقات عدالت سے پہلے ہی ہم فارغ ہو گئے اور مزید سات روزہ ریمانڈ کے بعد ہمیں متعلقہ تھانوں میں پہنچا دیا گیا۔

عدالت میں پیشی کے موقع پر کچہری کا سارا علاقہ سینکڑوں پولیس ملازمین کے گھیرے میں لے لیا گیا تھا۔ ہم نے اس موقع پر اے سی کی عدالت میں درج ذیل بیان داخل کیا۔

جناب اے سی صاحب

آج ہمیں قتل کے جس مقدمہ میں آپکی عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ بے بنیاد

Scanned with CamScanner

اور جھوٹا ہے۔ آپ پولیس افسران سے تو پوچھیں کہ ہم پر کوئی الزام ثابت ہوا ہے یا نہیں آخر ثابت ہوا ہے تو ہمارا چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کیا جائے اگر ابھی تک کوئی ثبوت نہیں ملے تو ہمیں یہیں سے فارغ کیا جائے۔

کیا آپکو نہیں معلوم کہ آپ عدالت کی ایسی کرسی پر براجمان ہیں جو انصاف اور عدل کا پرچار کرتی ہے۔ آپ حکمرانوں کی خواہشات پر فیصلہ کرنے کی بجائے انصاف کا پرچم بلند کرتے ہوئے جرات مندانہ فیصلہ کریں۔ میں آج واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں عدالتیں بے ضمیری کی غلام بن چکی ہیں۔ انصاف فروخت ہو رہا ہے۔ بے گناہوں کو چھوڑنا ججوں کے اختیار میں نہیں رہا۔ جو آدمی حکومت کا مخالف ہو۔ اسے قتل کے جھوٹے مقدمات میں پھنسا کر عدل کا منہ چڑایا جا رہا ہے۔ کیا آپ اپنی قانونی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے روز محشر پیش نہیں ہونا۔ آپ نے بھی ایک دن خدا کی عدالت میں آنا ہے۔ اگر آج انصاف کی منڈیر پر آپ کوئی فیصلہ نہیں کرتے تو خدا کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

محترم اسٹنٹ کمشنر صاحب

کیا آپ یا یہ پولیس افسران ہم کو قاتل سمجھتے ہیں۔ کیا ہمارے خلاف قتل کا کوئی گواہ موجود ہے۔ کیا ہم پر الزام کا ایک فیصد حصہ بھی ثابت ہوا ہے۔

اگر جواب نفی میں ہے تو آپ مزید ریمانڈ پر ہمیں کیوں دوبارہ پولیس کے سپرد کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کر رہے۔ آپ ہمارے سامنے پولیس افسران سے پوچھیں کہ انہوں نے ابھی تک کیا کیا ہے۔ کس بنا پر ہمیں حوالات میں بند کر رکھا ہے۔ اگر ہمارا مدعی جو پیپلز پارٹی کا ایم این اے ہے ہمیں ملزم تحریر کر رہا ہے۔ تو کیا یہاں آپکی ذمہ داری نہیں کیا بلا تفریق تفتیش کرنا اور ضمیر کے مطابق فیصلہ کرنا آپ کا فرض نہیں ہے؟ کیا بہاولپور کی پولیس اور عدالتیں جاگیرداروں کی غلام بن گئی ہیں؟ کیا آپ کے ضمیروں کو سرمائے کی جھنکار نے خرید لیا ہے؟ کیا آپ نے ظلم و جبر کے نشانات' جھوٹ اور فریب کے علمبرداروں کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اے سی صاحب ہمیں بتائیں ہمیں کیوں

Scanned with CamScanner

گرفتار کیا ہے۔ ہمارے خلاف گواہ لاؤ۔ تفتیش کی رپورٹ لاؤ۔ ہمیں مجرم ثابت کرو ورنہ رہا کرو۔"

ہم نے تحریری بیان عدالت میں پیش کیا۔ اے سی صاحب نے اسے ملاحظہ کر کے صرف اس قدر جواب دیا "ہم اس لمحے کچھ کرنے کے مجاز نہیں صرف سرکار کے احکام کے پابند ہیں۔ ماتحت افسر کر بھی کیا سکتا ہے" ہم مجبور محض افسر کی یہ بات سن کر مسکرائے اور دفعتاً سارا قافلہ دوبارہ پہلی منزل کی طرف لوٹ گیا۔

سنٹرل جیل بہاولپور

14 روزہ جسمانی ریمانڈ کے دوران ملک بھر میں ہمارے جسمانی تشدد کی کہانیاں مشہور ہوئیں۔ بڑے بڑے جلوسوں اور کانفرنسوں میں مار پیٹ بازو اور ٹانگیں توڑ ڈالنے کے ہم پر احتجاج ہوئے۔ قطب الاقطاب حضرت مخدوم مکرم مولانا خان محمد صاحب نے انہی دنوں اپنے دکھ بھرے خط میں دعاؤں سے نوازا۔ لیکن خدا نے ہمیں ہر قسم کے تشدد سے محفوظ رکھا۔ ذہنی اذیت اور جگ راتوں کی تکلیف گو اس سے زیادہ تھی۔ لیکن کسی پولیس افسر نے ہمیں ہاتھ تک نہ لگایا۔ اعلیٰ حکام اور شیعہ افسران کی بسیار کوشش کے باوجود سپاہ صحابہؓ کی قیادت کو پہلے تشدد اور پھر عدالت کے ذریعے راستے سے ہٹانے کے سارے منصوبے خاک میں مل گے۔ اور ہم چودہ روزہ جسمانی ریمانڈ کا دریا عبور کر کے 3 دسمبر کو سنٹرل جیل بہاولپور پہنچا دیئے گے۔ پولیس کی چھوٹی بڑی ایک درجن گاڑیوں میں دو سو سے زائد سیکورٹی افواج ہمیں جیل پہنچا کر سبکدوش ہو گئیں۔

سنٹرل آمد اور سپاہ صحابہؓ کے رفقاء سے ملاقات

جیل پہنچے کے بعد ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ یہاں تو ٹھٹھہ لگا ہوا ہے۔ عشاق کا قافلہ داد عیش دے رہا ہے۔ نصب العین کی خاطر زندانوں کی راتیں قبول کرنے والوں میں مرکزی نائب صدر مولانا محمد عبداللہ خاں لودھراں کے صدر حاجی مرید احمد صدیقی' مولانا محمد میاں استاد حدیث' مولانا محمد موسیٰ لودھراں' مولانا محمد شفیع عطارء اور ادیج

Scanned with CamScanner

شریف' احمد پور شرقیہ کے رفقاء شامل تھے۔

دوپہر کے وقت ڈیوڑھی میں پہنچے تو یہاں سینکڑوں کارکنوں سے ملاقات ہوئی۔ ملک بھر سے علماء طلبا' تاجران' اور سپاہ صحابہ ؓ کے رضاکار تشدد کی خبروں پر پریشان ہو کر جوق در جوق چلے آئے تھے۔ کئی رقیق القلب گلے ملکر دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ کئی ہمیں مسرور اور خوش دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے۔ قومی اخبارات کی ایک ٹیم بھی چشم براہ تھی۔ سوال و جواب ہوئے اگلے روز تمام اخبارت نے ہمارے احساسات اور نقطہ نظر کو قوم کے سامنے پیش کیا سمندری اور جھنگ سے تاجران علماء اور عزیزوں کا گروپ بھی موجود تھا۔

مسلم لیگی لیڈر شیخ رشید احمد سے ملاقات

اس زمانے میں بے نظیر کے ایک اور سیاسی حریف اور سابق طالب علم لیڈر آغا شورش کاشمیری ؒ اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے رضاکار جو اسوقت میاں محمد نواز شریف کے قریبی ساتھی اور مسلم لیگ کے مرکزی رہنما ہیں۔ سیاسی مخالفت کے باعث اپنے شہر سے چار سو میل دور بہاولپور جیل میں تھے۔ انہیں کلاشنکوف کے ایک جھوٹے مقدمے میں ایک خصوصی عدالت سے سات سال قید سزا دی گئی تھی۔ دیرینہ رفاقت کے باعث بڑی محبت سے ملے انہوں نے اپنائیت کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے ساتھ حکومت کی زیادتیوں پر افسوس کا اظہار کیا۔

سید تسنیم نواز گردیزی کی رفاقت

اس وقت تک دوسرے مقدمہ وار سید تسنیم نواز گردیزی بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ وہ ایک شریف اور اعلیٰ سنی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ان کی سادہ لوح اور شرافت سے شاہنواز ڈبہ اور اس کے حواریوں نے ہمیشہ فائدہ اٹھایا ان میں اپنے حلقے سے ایم این اے بننے کا جذبہ تو بہت زیادہ ہے۔ لیکن اپنے ووٹروں کو شاہنواز خاندان کے مظالم سے محفوظ رکھنے کی سکت نہیں۔ انہیں ریاست بہاولپور کی ایک مقدس گائے کا نام دیا جا سکتا ہے۔ وہ سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں پیپلز پارٹی کے سپیکر قومی اسمبلی سید

Scanned with CamScanner

یوسف رضا گیلانی نے سیاسی مخالف ہونے کے باوجود ملتان سے لاہور ان کی کوٹھی پر منتقل کر دیا تھا۔ جسے ان کی سفارش پر سب جیل قرار دیا۔ کچھ عرصہ بعد جب ہم ملتان سے کوٹ لکھپت جیل لاہور میں منتقل ہو چکے تھے۔ بے نظیر کی اس نوازی پر پاکستان کے ایک قومی اخبار روزنامہ خبریں نے اس طرح تبصرہ کیا تھا۔ یہ تبصرہ اس وقت کیا گیا جب ہم کوٹ لکھپت جیل لاہور میں منتقل ہو چکے تھے۔

"بے نظیر حکومت کی یکطرفہ کاروائی کی تازہ مثال

لاہور (جواد فیضی' تنویر خان) کیسی جمہوریت' کیا نظام' عالم دین ہونا سزا جبکہ جاگیردار قانون سے بالاتر' ایک ہی قتل کیس میں نامزد علامہ ضیاء الرحمان فاروقی اور رکن قومی اسمبلی مولانا اعظم طارق جیل میں' جبکہ سابق وفاقی وزیر اور سپیکر قومی اسمبلی یوسف رضا گیلانی کے قریبی عزیز تسنیم نواز گردیزی گھر میں آرام فرما رہے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق رکن قومی اسمبلی ریاض پیرزادہ کے والد شاہنواز پیرزادہ کے قتل میں سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی' مولانا اعظم طارق اور تسنیم نواز گردیزی کو نامزد قرار دیتے ہوئے گرفتار کیا گیا تھا۔ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی' مولانا اعظم طارق ملتان جیل کے بعد کوٹ لکھپت جیل میں قید رہے۔ جبکہ تسنیم نواز گردیزی کو سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی کے عزیز ہونے کی وجہ سے جیل میں قید کرنے کی بجائے ان کے گھر واقع ڈیفنس لاہور میں نظربند کر رکھا ہے۔ تسنیم نواز گردیزی کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ ڈیفنس میں انہیں اپنے گھر ائر کنڈیشنڈ کمروں میں رہنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

سنٹرل جیل ملتان

ہم ملتان جیل میں ایسے گئے جیسے دلہن سسرال میں جا رہی ہو۔ ہمارے قلب و جگر نے افسران کی گفتگو سے محسوس کر لیا تھا۔ کہ ہمارا عرصہ حراست طویل ہو گا۔ ہماری زندان کی شب کو دراز کر دیا جائے گا۔ ہمیں مٹانے اور راستہ سے ہٹانے کا ایوان وزیر اعظم میں اٹل فیصلہ ہو چکا تھا۔

Scanned with CamScanner

ہم نے سنٹرل جیل ملتان پہنچتے ہی تہیہ کر لیا تھا۔ کہ ہم موت کا استقبال کریں گے۔ زندانوں کا خیر مقدم کریں گے۔ زنجیروں کو چومیں گے۔ صحابہ کرام ؓ کی ناموس کے تحفظ کے جرم میں حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ قربان کر دیں گے۔ جماعت رسول ؐ کے عشق میں سولی پر چڑھ کر سرخرو ہو جائیں گے۔ اسلاف کے شیوہ فکر کو دہرائیں گے۔

ڈسٹرکٹ جیل ملتان 1857ء سے پہلے قائم ہوتی تھی۔ یہاں مولانا جعفر تھانیسری" چوہدری افضل حق" اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری" سمیت بڑے بڑے لیڈروں کی خوشبو آج تک مہک رہی ہے۔ موجودہ سنٹرل جیل کی تعمیر 1926 میں ہوئی اس پہلے یہ جیل ممتاز آباد اور قاسم کالونی کے درمیان واقع ہوتی تھی 1928 میں یہاں حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی" حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری" ' چوہدری افضل" حق نے کئی ماہ گزارے تھے۔ اسے اتفاق کہا جاسکتا ہے کہ ہمیں سنٹرل جیل کے جس 13 نمبر بارک میں رکھا گیا تھا۔ اس جگہ مذکورہ بزرگ بیڈ منٹن اور فٹ بال سے محظوظ ہوتے تھے۔

پہلے یہاں ملاقاتوں کی ایک بڑی بارک بھی قائم رہی ہے۔ اکابر و اسلاف کے نقوں سے ہم آغوش ہونے والی یہ جگہ ڈیوڑھی کے متصل ہے۔ ہمیں سیکورٹی کے نقطہ نظر سے اس احاطہ میں رکھا گیا تھا۔ یہ بارک چار چھوٹے بڑے کمروں پر مشتمل ہے۔ احاطہ کے وسط میں خوبصورت باغیچہ ہے۔ یہاں کے مرغزار اور پھولوں کی مہک اداس دلوں کو طمانیت بخشتی ہے۔ مولانا اعظم طارق اور میں کمرہ نمبر 8 میں سپاہ صحابہ ؓ کے چند رفقاء کے ساتھ فروکش ہو گئے۔

جیل میں گھر کا ماحول

سپاہ صحابہ ؓ کے اسیروں نے ملک کی ہر جیل کو عقوبت خانوں کی بجائے اصلاح خانوں میں تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہر جیل میں نمازوں کی پابندی' ذکر و اصلاح کی مجلسیں' اسلامی لٹریچر کے فروغ' توبہ و انابت' کا ماحول روشن کر رکھا ہے۔ ہمیں سنٹرل جیل ملتان میں اگرچہ دوسرے قیدیوں سے الگ رکھا گیا تھا۔ لیکن میں نے مولانا اعظم

Scanned with CamScanner

طارق کی تقاریر اور مختلف تقریبات میں راقم کے بیانات کا اچھا اثر محسوس کیا گیا۔ سپاہ صحابہ ؓ کے بارے میں منفی جذبات رکھنے والوں نے جب قریب سے اس جماعت کے رفقاء کو دیکھا اور اس کے مشن و نصب العین کا بغور مطالعہ کیا تو ہر آدمی اس میں شامل ہونے کو بے تاب ہو گیا۔

میں نے جیل میں پہلے ہی روز انتظامیہ سے گفتگو کی اور قیام و طعام کے نجی امور کی ذمہ داری مولانا اعظم طارق کے سپرد کر دی تھی۔ انہوں نے جیل کے پورے دور میں اس ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے نبھایا اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان کی وجہ سے میرے تصنیفی اور علمی کام میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ ملک بھر کے جماعتی امور بھی انہی کے سپرد تھے۔ اس نئے تجربے سے انہوں نے حظ وافر لیا۔

جیل کے معمولات

میں اس بات کو اللہ کا خاص احسان سمجھتا ہوں کہ اس نے جیل کے 15 ماہ میں ہر گھڑی اپنے دروازے پر سجدہ ریز ہونے کی توفیق بخشی' جیلوں کی تبدیلی کے ایک دو مواقع کے علاوہ تہجد کے ساتھ نماز باجماعت' تلاوت قرآن پاک' اذکار و تحلیل کی پابندی رہی' عام طور پر اذان فجر سے پہلے ہی تمام تسبیحات مکمل کرنے کا معمول رہا جن کی تعداد ایک اور دو سو کے درمیان تھی۔ تلاوت قرآن اور حضرت تھانوی ؒ کی مناجات مقبول سے بھی فجر سے پہلے فراغت حاصل ہو جاتی۔ ہر جیل میں نماز فجر کے بعد راقم الحروف نے درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ جس میں عام طور پر مسئلہ توحید' شان رسالت ؐ' شان صحابہ ؓ اور قصص انبیاء کا تذکرہ ہوتا۔ جملہ وظائف و اذکار کی اجازت مرشد کامل حضرت مولانا خان محمد صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے سلسلہ نقشبندیہ کے مطابق ایک مکتوب میں عنایت فرمادی تھی۔

میں نے تمام جیلوں میں سپاہ صحابہ ؓ کے اسیران کے لیے درج ذیل ہدایات جاری کی تھیں۔۔۔جن پر تاحال عمل جاری ہے۔

Scanned with CamScanner

اسیران کے لیے معمولات یومیہ

۱۔ نماز پنج گانہ اور تلاوت قرآن کی روزانہ پابندی۔
۲۔ تہجد و اشراق چاشت و اوابین کا اہتمام۔
۳۔ صبح شام کلمہ طیبہ' سبحان اللہ وبحمدہ' استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو العلی العظیم کی ایک ایک تسبیح۔
۴۔ نماز فجر اور مغرب کے بعد ایک جگہ پر یاحی یاقیوم برحمتک استغیث' لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین ہر ساتھی گیارہ گیارہ کے ذریعے ایک ایک سو کی تعداد میں پڑھ کر اجتماعی دعا کی جائے۔
۵۔ گناہوں سے سچی توبہ' شعائر اسلام کی پابندی' غیر شرعی اور غیر قانونی امور سے اجتناب کریں۔ ہوس صحابہ ؓ کے تحفظ اور نفس سے احتساب کا روزانہ عہد کیا جاتا بسا اوقات کسی نئی پریشانی کے موقع پر سوا لاکھ آیت کریمہ کا ختم بھی مختلف مواقع پر جاری و ساری رہا۔ ہم نے ہر جیل میں سپاہ صحابہ ؓ کے ناخواندہ ساتھیوں کی تعلیم کا اہتمام کرایا۔ ہر جگہ ماہانہ اجتماع اور ہفتہ وار درس قرآن شروع کیا۔

غیر مسلموں کا قبول اسلام

ملتان' لاہور' راولپنڈی کی جیلوں میں مجموعی طور پر ایک درجن کے قریب ہندوؤں اور عیسائیوں نے ہمارے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ قبول اسلام کے بعد انہیں دینی تعلیم سے ہم آغوش کرنے کے لیے ساتھیوں کی ڈیوٹی لگائی۔ انڈیا کے کئی ہندو' پاکستان کے کئی عیسائی مختلف دروس اور مواعظ سے اسلام کے آستانہ پر جھک گئے۔

ڈاکوؤں چوروں اور بدمعاشوں کی توبہ

مختلف جیلوں میں اگرچہ ہماری نقل و حرکت پر کڑی نگرانی تھی' ہماری سیکورٹی اور تحفظ کے نام پر ہر جیلر نے ہمیں اپنے اپنے متعلقہ احاطوں اور بلاکوں تک محدود کر رکھا

Scanned with CamScanner

تھا۔ تاہم ہمارے پاس جیل کے مختلف قیدیوں کی آمد اور جمعہ کے خطبات کے باعث ہزاروں ڈاکوؤں' چوروں' بدقماشوں اور بے نمازیوں کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی اس سلسلے میں مولانا محمد اعظم طارق لاہور میں قاری عبدالقیوم' مولانا مجیب الرحمان انقلابی کے دروس و خطابات کے قابل قدر اثرات سامنے آئے۔ ان نوجوانوں کی اثر انگیز تقریروں سے جیل کا سارا ماحول ہی اصلاح خانے میں تبدیل ہو گیا۔

اس سلسلے میں کوٹ لکھپت جیل کی کارگذاری سب سے نمایاں رہی توبہ کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہو گئی۔ (پھر وہی قفس۔ از ضیاء الرحمان فاروقی)

شاہنواز ڈوبہ کا قتل

شاہنواز ڈوبہ ریاست بہاولپور کا ظالم شیعہ جاگیردار' 52 چوری اور ڈکیتیوں کے 80 واقعات میں ملوث تھا۔ شاہنواز کی انتقامی ہوس اور ظلم کا نشانہ بننے والے سینکڑوں خاندان ہر دور میں اس کے وجود کے درپے رہے۔ چند زمینداروں نے بارہا اس پر حملے کیے' اغوا' چوری' چارہ کاٹنے' پانی سیراب کرنے کے واقعات میں کئی مرتبہ فریقین کے درمیان فائرنگ بھی ہوئی اور آخر کار 6 نومبر 1995ء کو کسی مخالف نے ڈیرے پر داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔ اس کا قتل غیر معمولی واقعہ تھا' اس کے قتل پر لوگوں نے گھروں میں گھی کے چراغ جلائے اور خوشی کا اظہار کیا۔ شاہنواز ڈوبہ' ریاض حسین پیرزادہ کا باپ تھا جو کہ پی پی حکومت کا ایم۔ این۔ اے تھا۔

قائدین کی ضمانت

سپریم کورٹ کے 20 مارچ 1996ء کے فیصلے کے بعد پوری دنیا کو امید ہو گئی تھی کہ اب قائدین کی رہائی میں حکومت کی رکاوٹ ختم ہو جائے گی۔ لیکن ریکارڈ عدالت میں نہ پیش کرنے' ڈپٹی اٹارنی کی بجائے اٹارنی جنرل کے عدالت میں پیش ہونے کے عذر کے حکومتی ہتھکنڈے چار ماہ تک چلتے رہے اس دوران ہائی کورٹ کی دو ماہ کی تعطیلات اور ایک جج کی غیر ملک روانگی وغیرہ کے باعث قائدین کی ضمانتوں میں 6 ماہ کی تاخیر ہو گئی اس

Scanned with CamScanner

عرصہ میں قائدین کو جیل میں رہائی کے لیے حکومتی حمایت کا پیغام پہنچایا گیا۔ مگر قائدین نے حکومتی پیشکش ٹھکرا دی۔

خدا خدا کر کے 27 اکتوبر صبح دس بجے ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کے جسٹس راشد عزیز خان اور جسٹس تصدق حسین گیلانی نے قائد محترم مولانا ضیاء الرحمان فاروقی اور مولانا اعظم عارفی کی میاں شاہنواز ڈبہ قتل کیس میں 5 ' 5 لاکھ روپے کے مچلکوں کے عوض ضمانت منظور کر لی اس خبر سے پاکستان سمیت دنیا بھر میں سپاہ صحابہ ؓ کے کارکنوں میں اور عام مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بالآخر ہائی کورٹ سے ضمانت نے ظلم و جبر کے باب انتقام کی آگ پر انصاف کا پانی پھیر دیا۔ قائدین سپاہ صحابہ ؓ کی ہائی کورٹ سے ضمانت نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ سپاہ صحابہ ؓ کی قیادت نے بے نظیر حکومت کے ساتھ جو مذاکرات اور معاہدوں کو مسترد کیا تھا وہ بات حقیقت پر مبنی تھی۔

نسوانی حکومت کی برطرفی

4 اور 5 نومبر کی درمیانی شب صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری کا حمیت و غیرت سے آراستہ قلم حرکت میں آیا۔ پیپلزپارٹی سے سابقہ وابستگی اور تعلق کو بالائے طاق رکھ کر صدر پاکستان نے 14 کروڑ عوام کے جذبات کی لاج رکھ لی۔ اپنے سابقہ ہم نشینوں کی ہزاننگی مول لے کر قومی اور ملکی وقار کو ملحوظ رکھا۔ اور بے نظیر حکومت کو ختم کر کے زرداری جیسے لٹیروں کو قابو کر کے ہاتھوں کو گھر چلتا کیا۔

صدر فاروق احمد خان لغاری کا یہ اقدام جو دراصل پاکستان کے مرحوم صدر ضیاء الحق کا اس قوم کے لیے آٹھویں ترمیم کی صورت میں ایک تحفہ ہے۔ بروقت عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی تھا۔ قائدین سپاہ صحابہ ؓ نے اڈیالہ جیل سے صدر مملکت کے اس اقدام پر انہیں مبارک باد دی۔

مرحلہ انتخاب

اراکین مجلس شوریٰ کے مشورہ سے قائدین سپاہ صحابہ ؓ نے ملک بھر میں شیعہ

Scanned with CamScanner

امیدواروں کو ناکام کرنے کے لئے مسلم اتحاد پاکستان کے نام سے الگ پلیٹ فارم کا قیام عمل میں لانے کا فیصلہ کیا۔ مسلم اتحاد کا مقصد پاکستان میں خلافت راشدہ کے نظام کے نفاذ، جاگیردارانہ مظالم کا خاتمہ، غریبوں، کسانوں، محنت کشوں اور مزدوروں کے حقوق کی آواز بلند کرنا تھا۔ مسلم اتحاد پاکستان کے ٹکٹ پر جھنگ کی قومی و صوبائی اسمبلی دونوں سیٹوں پر مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ، نے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا۔ کبیر والا اور حاصل پور کے عوام، زمینداروں اور علماء کے اصرار پر قائد سپاہ صحابہ" مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) نے قومی اسمبلی کے دو حلقوں سے حصہ لینے کا اعلان کیا۔ کبیر والا کی سیٹ سے قائد محترم صوبائی امیدوار بھی تھے۔ دونوں جگہ پر شیعہ جاگیرداروں سے مقابلہ تھا۔ کبیر والا میں فخر امام اور حاصل پور میں میاں شاہنواز ڈبہ کے لڑکے ریاض حسین سے مقابلہ تھا۔ (قائد کی شہادت کے بعد ان سیٹوں پر الیکشن ملتوی ہو گئے)

مسلم اتحاد کے مطالبات

پاکستان کو فلاحی مملکت بنانے کے لیے نظام خلافت راشدہ کو نافذ کیا جائے۔ ملک کا قانون سنی اکثریت آبادی کے مطابق تشکیل دے کر پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔ ناموس صحابہ" کو آئینی تحفظ دے کر اسلام کی مقدس شخصیات کے خلاف تکفیر اور تنقید کو ممنوع قرار دیا جائے۔ انگریز سے حاصل کردہ تمام جاگیریں ضبط کر کے مزارعین میں تقسیم کی جائیں۔ صحابہ" کرام، خلفائے راشدین اور اہل بیت عظام کی تعلیمات کو ہر سطح پر تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے پاکستان میں ہمسایہ ملک کے سفارت کاروں کی غیر سفارتی، فرقہ وارانہ اور قابل اعتراض سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے خلفائے راشدین کے ایام ہائے وفات پر ملک بھر میں عام تعطیل کی جائے۔ مزدوروں، محنت کشوں، کسانوں کی کم از کم تنخواہ پانچ ہزار روپے ماہانہ مقرر کی جائے نیچے سے اوپر تک ہر سطح پر محکمہ اور ملازمین کا احتساب قائم کر کے بدعنوانوں اور قومی خزانہ لوٹنے والوں کو کڑی سزائیں دی جائیں پاکستان میں غیر سودی بینک کاری نظام قائم کیا جائے۔ بے حیائی اور فحاشی کا سدباب کیا

Scanned with CamScanner

جائے۔ مساوات اور برابری کی بنیاد پر ہر شخص کو انصاف مہیا کیا جائے۔ ہر وہ شخص جو مسلم اتحاد پاکستان کے نصب العین سے مکمل طور پر متفق ہو اس جماعت میں شامل ہو کر کام کر سکتا ہے۔

نگران مسلم اتحاد پاکستان

1۔ مولانا محمد ضیاء القاسمی مدظلہ' 2۔ مولانا علامہ ضیاء الرحمان فاروقیؒ 3۔ مولانا علی شیر حیدری مدظلہ'

مسلم اتحاد پاکستان کے مرکزی عہدیداران

امیر مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' (جھنگ) نائب امیر خلیفہ عبدالقیوم (ڈیرہ اسماعیل خان) ناظم اعلیٰ علامہ شعیب ندیم (واہ کینٹ) سیکرٹری اطلاعات فدا بہادر ایڈووکیٹ (ایبٹ آباد) ناظم مالیات محمد سلیم ایڈووکیٹ (جھنگ)

ہائی کورٹ سے مقدمات یکجا کیے جانے کا فیصلہ اور اڈیالہ جیل سے لاہور روانگی

بے نظیر حکومت نے قائدین سپاہ صحابہؓ کو لمبے عرصے تک جیل کا مہمان بنانے کے لیے جہاں اور کئی حربے استعمال کیے وہاں ایک حربہ یہ بھی آزمایا کہ پنجاب کے دور دراز کے اضلاع سے قتل' تقاریر اور لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کے مقدمات میں گرفتاریاں ڈالیں۔ تاکہ کسی جگہ بھی نہ مقدمہ کی سماعت شروع ہو اور نہ ہی رہائی کی صورت پیدا ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان مقدمات کی آڑ میں پنجاب بھر کی جیلوں میں خوب گھما کر پریشان کیا جائے۔ چنانچہ 20 نومبر کو لاہور سے گرفتار کر کے بہاولپور' ملتان' لاہور' پھر ملتان پھر آپ کو اڈیالہ جیل پہنچایا گیا۔ گویا کہ پنجاب کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کی جیلوں کا پانی پلا کر اپنی انتقامی آگ کو بجھانے کی کوشش کی جاتی رہی۔

چنانچہ آپ حضرات کی ہدایت پر وکلاء نے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی کہ ہمارے تمام

Scanned with CamScanner

مقدمات کو کسی ایک عدالت میں اکٹھا کر کے سماعت کیا جائے کیونکہ سال بھر کے عرصہ میں ہمیں کسی بھی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا ہے۔ ادھر جب آپ حضرات اڈیالہ جیل میں تھے تو راولپنڈی کی خصوصی عدالت نے آپ دونوں کو کھاریاں بس فائرنگ کیس سے بری کر دیا تھا۔ چنانچہ ہائی کورٹ کے فیصلے پر آپ پر قائم درجنوں مقدمات کی سماعت کرنے کے لیے ایڈیشنل سیشن جج لاہور خالد میاں کی عدالت میں پنجاب بھر کے مقدمات جمع کر دیے گئے۔ اور آپکو بذریعہ روڈ اڈیالہ جیل راولپنڈی سے کوٹ لکھپت جیل لاہور منتقل کر دیا گیا۔ لاہور آکر تین تاریخوں پر آپ پولیس کے مسلح پہرہ میں عدالت میں پیش ہوتے رہے اور چوتھی تاریخ کا احوال کچھ اسطرح ہے۔

علامہ فاروقی شہیدؒ کے آخری سفر کا حال مولانا اعظم طارق کی زبانی

جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق 18 جنوری کے سفر کی تفصیلات خود رقم کرتے ہوئے بتلاتے ہیں۔ کہ جب حسب معمول ہم اپنے بلاک سے ڈیوڑھی میں پہنچے تو کافی دیر ہو چکی تھی۔ ڈیوڑھی میں آکر معلوم ہوا کہ آج چونکہ سیشن کورٹ میں ایک شیعہ لیڈر کو پیش کیا جانا تھا۔ اس وجہ سے دیر ہو گئی ہے۔ ادھر آپکے ایک اسیر ساتھی محمد شہباز کی رہائی کے آرڈر آئے ہوئے تھے۔ آپ نے اسے الوداع کیا اور گیٹ کے ساتھ پولیس کی جیل گاڑی لگا دی گئی۔ حسب سابق اس میں سپرنٹینڈنٹ کے کمرہ سے اٹھا کر دو کرسیاں رکھدی گئیں۔ آج خلاف معمول اس بڑی گاڑی میں آپ دونوں کے ہمراہ کوئی اور پولیس کا مسلح یا غیر مسلح ملازم اس گاڑی کے اندر نہیں تھا۔

مولانا اعظم طارق نے کہا چلو اچھا ہوا آج پولیس ملازم اندر نہیں ہیں ایک تو خوب باتیں کریں گے دوسرے ہر مرتبہ جو مجھے پریشانی ہوتی ہے۔ اس سے جان چھوٹی۔ قائد سپاہ صحابہؓ نے پوچھا۔ آپکو کونسی پریشانی ہوتی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ آپ ہر مرتبہ پولیس ملازمین (جو یہاں ڈیڑھ درجن کے لگ بھگ سوار ہوتے ہیں۔) کے لیے مجھ سے سفارشی رقعہ جات افسران کے نام لکھنے کا فرماتے رہتے ہیں تاکہ ان کے تبادلہ جات اپنے

Scanned with CamScanner

گھر کے قریب ہو جائیں۔ چلتی گاڑی میں مجھے لیٹر پیڈ پر افسران کے نام رقعے لکھتے ہوئے بڑی دشواری ہوتی ہے۔ اور پھر آپس میں ہم لوگ کوئی بات بھی نہیں کر پاتے ہیں۔ تو قائد محترم نے کہا۔ اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟ ہماری تھوڑی سی تکلیف سے اگر کسی مسلمان کا مسئلہ حل ہو جائے تو وہ ساری زندگی بھر دعائیں دیتا رہے گا۔

اسی دوران گاڑیاں مزنگ چونگی سے چوبرجی کی طرف مڑ گئیں تو راستہ میں لاہور کا پرانا قبرستان "میانوی قبرستان" آ گیا۔ مولانا اعظم طارق نے قبرستان کو دیکھ کر کہا۔ دیکھیں اس قبرستان میں کیسے کیسے لوگ آرام کر رہے ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ، وزراء بھی ہیں اور بڑے بڑے بزرگ اور درویش بھی لیکن جو شان اس قبرستان میں غازی علم الدین شہیدؒ کی ہے۔ وہ کسی کی نہیں ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے اس شہر کا دولہا غازی علم الدین شہیدؒ ہی ہے اس پر قائد سپاہ صحابہؓ نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔۔۔اور کہا ہاں تم سچ کہتے ہو۔ غازی علم الدین کی شان اور مقام ہی الگ ہے۔ دراصل غازی علم الدین عاشق رسولؐ تھا اور عاشق کا مقام عابد و زاہد سے بلند ہوتا ہے۔ اس لیے تو کسی شاعر نے کہا ہے۔

بے خو و خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشہ لب بام ابھی

چوبرجی چوک پر پہنچ کر گاڑی رک گئی کیونکہ سگنل بند تھا۔ اس مقام پر قائد سپاہ صحابہ نے کہا۔۔۔دیکھو اب انشاء اللہ ہماری رہائی کا وقت قریب ہے۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ رہا ہو کر تم نے اپنے ساتھ دو گاڑیاں رکھنی ہیں۔ چاہے مجھے قرضہ لے کر تمہارے لیے گاڑیاں خریدنا پڑیں تو میں ضرور ایسا کروں گا۔ مولانا اعظم طارق نے کہا۔ میرے لیے تو دو گاڑیاں ہوں گی تو پھر آپ کے لیے تین کا ہونا لازمی ہے۔ تو جواب میں فرمایا۔ نہیں میرے لیے ایک ہی گاڑی کافی ہے۔ تم نہیں سمجھتے ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ شیعہ نے تمہیں قتل کرنے کا چیلنج کر رکھا ہے۔ اور وہ بار بار تم پر حملہ آور ہو چکے ہیں۔ اور کل کے اخبارات میں تم ایرانی حکومت کی دھمکی بھی پڑھ چکے ہو لہٰذا اب چیلنج

Scanned with CamScanner

کرکے اگر یہ گروہ تم پر حملہ کرکے اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سپاہ صحابہ ؓ کو اب اس ملک میں زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں ہوگا یہاں پھر وہی ہو گا جو شیعت چاہے گی اور ساتھ ساتھ فرمایا "اگر تمہیں خدانخواستہ کچھ ہو گیا تو پھر میں زندہ نہیں رہ سکوں گا اس قوم کو اور جماعت کو تمہاری ضرورت ہے۔ اس اثناء میں گاڑی سیشن کورٹ میں داخل ہو گئی تو آپ دونوں نے گاڑی کی باریک باریک جالیوں سے باہر کے کارکنوں کے سلام کا جواب دینا شروع کر دیا جو پرجوش انداز میں ہاتھ ہلا کر سلام کر رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے گاڑیاں رکیں تو آپ دونوں حضرات کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ گاڑی کے باہر فوٹو گرافروں' صحافیوں' کارکنوں کا ہجوم تھا اور پولیس کے چاک و چوبند نوجوان دو رویہ لائن بنا کر کھڑے ہوئے تھے۔ پہلے قائد سپاہ صحابہ ؓ گاڑی سے باہر آئے بعد میں جرنیل سپاہ صحابہ ؓ قوم اترے اور عدالت کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے بڑھنے لگے کہ پانچویں قدم پر زور دار دھماکہ ہو گیا جس سے ایک ہی منزل کی طرف سفر کرنے والے سفر و حضر' جیل و ریل کے دو ساتھیوں کے مابین ایسی جدائی پیدا ہو گئی کہ جسے اب ختم کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

قائد محترم کو زخمی اور نیم بے ہوشی کے عالم میں جب بٹھایا گیا تو ان کی زبان پر کلمہ کا ورد تھا اور چند قدم سامنے ہی زخمی ہونے والے تحصیل سمندری کے صدر قاری محمد یونس کا بیان ہے کہ "قائد محترم نے فرمایا مجھے اب چھوڑ دو۔ بس تم اعظم طارق کو دیکھو اور اس کا خیال رکھنا۔ آج ان کی زبان سے وہی الفاظ جاری ہو رہے تھے جو وہ اپنی ہر تقریر کے آخر میں شعر کی صورت میں کہا کرتے تھے۔

تم ایسا کرنا کوئی جگنو کوئی ستارہ سنبھال رکھنا
میرے اندھیروں کی فکر چھوڑو بس اپنے گھر کا خیال رکھنا

بم دھماکہ --- اور --- مولانا اعظم طارق

جرنیل محترم کا بیان ہے کہ جونہی بم دھماکہ کی آواز میرے کانوں میں آئی تو فوراً

Scanned with CamScanner

میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ تخریب کاری ہو گئی۔ بس اس کے بعد پھر مجھے کوئی ہوش نہیں کہ میں کس طرح منہ کے بل زمین پر کیسے گرا۔ لیکن چند ہی لمحوں کے بعد مجھے ہوش آگیا تو میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ ہر طرف دھواں ہی دھواں ہے۔ اور میرے سامنے قائد محترم منہ کے بل پڑے ہوئے ہیں۔ اور دائیں بائیں لاشیں پڑی ہیں۔ اور ایسے سکتہ کی کیفیت ہے کہ ابھی کسی زخمی کے کراہنے کی بھی آواز نہیں آرہی ہے۔ اور میرے قریب ہی کلاشنکوف کے میگزینوں کے سپرنگ اور ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں۔ جب میں نے اپنے وجود کی طرف دیکھا تو میری ٹانگوں پر کپڑا نہیں تھا۔ جوتے جرابیں نہیں تھیں اور خون سے ٹانگیں رنگین ہو رہی تھیں اچانک میرا سر چکرانے لگا اور مجھے خیال آیا کہ مجھے لیٹ جانا چاہیے دشمن مجھے زندہ سمجھ کر پھر حملہ نہ کر دے۔ لیکن فوراً ہی میری طبیعت سنبھل گئی اور میں نے کلمہ شریف کے ساتھ اپنا مخصوص وظیفہ دعاء انس پڑھنا شروع کر دی اور خود کو ذکر اللہ میں مصروف کر لیا۔ اسی اثناء میں دور سے کارکنوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں جو ہماری طرف آرہے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی میرے پاس مولانا احمد مجاہد اور ایک دوسرے ساتھی پہنچے تو میں نے مولانا احمد مجاہد کی گرم چادر سے اپنے جسم کے نچلے حصہ کو ڈھانکا اور ان دونوں ساتھیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور لاشوں کے درمیان سے چلتا ہوا باہر آگیا۔ میں نے کہا میری ٹانگیں بالکل ٹھیک ہیں لہٰذا اب میری فکر نہ کریں چنانچہ وہاں مجسٹریٹ کی گاڑی اسٹارٹ کھڑی تھی۔ جس میں بیٹھ کر ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔ میو ہسپتال میں گاڑی سے اتر کر ایمرجنسی روم میں پہنچا اور ڈاکٹروں کو اپنا تعارف کرایا تو انہوں نے فوراً ٹھنڈے پانی سے میرے زخم دھونے شروع کر دیے۔ جنوری کے مہینہ کا ٹھنڈا پانی جب میرے وجود پر پڑا تو مجھے زخموں کی تکلیف بھول گئی اور جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ میری عادت تو یہ ہے کہ سخت گرمیوں میں بھی گرم پانی سے غسل کرتا ہوں۔ اب جب پانی کی ٹھنڈک میری برداشت سے باہر ہو گئی تو میں نے ذکر اللہ کی طرف دھیان دے کر ذکر کرنا شروع کر دیا جس سے میرا دھیان بٹ

Scanned with CamScanner

گیا اور یہی نسخہ پھر اگلے تمام تکالیف کے مراحل میں بھی استعمال کیا جاتا رہا۔

ڈاکٹروں نے ٹانگیں کاٹنے کا مشورہ دیا

جب اپریشن روم لیجا کر میرا اپریشن کیا گیا تو ڈاکٹروں نے جسم پر آنے والے زخموں خصوصاً دونوں ٹانگوں پر موجود گہرے زخموں کو دیکھ کر فیصلہ کر لیا کہ اسکی ٹانگیں کاٹنا پڑیں گی۔ لیکن انہوں نے فوری طور پر بڑا اپریشن کرنے کی بجائے زخموں کو صاف کر کے پٹیاں لگا دیں تاکہ دوسرے زخمیوں کی طرف توجہ دے سکیں۔ بعد میں جب آپ کو ہوش میں لایا گیا تو آپ کو کہا گیا کہ آپکی ٹانگیں کاٹنا پڑیں گی۔ تو آپ نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ تم ٹانگوں کی بات کرتے ہو میری ایک انگلی بھی نہیں کٹے گی۔ مجھے اپنے اللہ پر بھروسہ ہے۔ اور کامل یقین ہے کہ وہ مجھے ایک مرتبہ پھر صحت و تندرستی عطاء فرمائے گا۔ اس کے بعد آپ لمحہ بہ لمحہ ہر شخص سے پوچھنے لگے کہ قائد محترم کا کیا حال ہے؟ آپکی نازک حالت کے پیش نظر آپ کو بتایا جاتا رہا کہ وہ ٹھیک ہیں۔ ان کا اپریشن ہو رہا ہے۔ کچھ دیر صبر کرنے کے بعد آپ نے کہا کہ یا تو مجھے قائد محترم کے پاس لے چلو یا انہیں یہاں میرے پاس لاؤ۔ کیونکہ مجھے اپنی تکلیف کا کوئی احساس نہیں ہے۔ بس میں انہیں دیکھ لوں گا تو مجھے سکون ہو گا۔ آپ کے بار بار اصرار پر وہاں موجود لوگوں کے صبر کے بندھن ٹوٹ گئے اور وہ بے اختیار رونے لگ گئے تو آپ نے انہیں کہا کہ جب میں بالکل ٹھیک ہوں تم روتے کیوں ہو۔ آخر مجھے بھی تو معلوم ہو کہ تم اس قدر افسردہ کیوں ہو تو ایک پولیس افسر آپ سے لپٹ گیا اور دھاڑیں مارتے ہوئے کہنے لگا مولانا ....فاروقی صاحب اور ہمارے بیسیوں نوجوان اور افسر شہید ہو چکے ہیں۔ یہ بات سنتے ہیں آپ پر سکتہ طاری ہو گیا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
وہ ایک شخص سارے شہر کو ویراں کر گیا

Scanned with CamScanner

مولانا فاروقی کی اہلیہ اور بھائیوں کی آمد اور ان کی دردمندانہ خواہش پر آپ کا جواب

عشاء کے وقت مولانا فاروقی شہیدؒ کے بھائی مولانا عطاء الرحمان شہباز، شفاء الرحمان بخاری، محمد طاہر آپکے پاس پہنچے تو انہیں دیکھتے ہی آپ پر رقت طاری ہو گئی۔ اس نازک لمحہ پر قائد محترم کے بھائیوں نے نہایت صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کو حوصلہ دیا اور پھر قائد محترم کی اہلیہ اور بچے ریحان، عثمان آپہنچے آپ اپنے قائد شہیدؒ کے بچوں کو دیکھ کر اس قدر بے ساختہ ہو کر رونے لگے کہ وہاں پر موجود ہر آنکھ اشک بار ہو گئی۔ جب طبیعت کچھ بحال ہوئی تو قائد محترم کی اہلیہ نے آپ سے کہا کہ مجھے آپ سے ایک درخواست کرنا ہے اور یہ میری زندگی کی سب سے اہم خواہش ہے۔ اسے رد نہ کرنا۔ آپ نے کہا اب تو میری زندگی اپنے قائد کے مشن اور بچوں کے لیے وقف ہے۔ آپ حکم کریں۔ میں ابھی اس حالت میں آپ کا ہر حکم تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ تو حضرت فاروقیؒ شہیدؒ کی اہلیہ نے کہا کہ آپ اجازت دیں کہ ہم حضرت فاروقی شہیدؒ کو سمندری میں ہی رکھ لیں یہ بات سنکر آپ پر پھر رقت طاری ہو گئی۔ اور خود کو سنبھال کر آپ نے کہا بہنا میں آپکی خواہش کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ لیکن میری خواہش یہ ہے کہ جس طرح مولانا حق واز شہیدؒ، مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ مولانا مختار احمد سیال شہیدؒ اور مولانا ضیاء الرحمان فاروقی زندگی میں ایک ہی مشن کے لیے قدم سے قدم ملا کر منزل کی طرف بڑھتے رہیں ہیں۔ اور تمام تر سازشوں کے باوجود ان میں جدائی نہیں ہوئی۔ آج شہادت کے بعد یہ لوگ اکٹھے ہی رہیں یہاں تک کہ روز محشر بھی ہم سب لوگ اپنے سروں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر خون شہادت سے رنگین کفن لے کر اکٹھے ہی بارگاہ ایزدی میں پیش ہوں۔ آپ کی یہ بات سن کر حضرت فاروقیؒ شہیدؒ کے بھائیوں، بیٹوں اور اہلیہ نے بیک زبان کہا کہ اب ہمارا شرح صدر ہو گیا ہے جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا۔

Scanned with CamScanner

والدہ کے انتقال کی خبر

--- اور ---

آپ کا جنازہ میں شرکت پر اصرار

19 جنوری سہ پہر آپکو اطلاع ملی کہ آپکی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ نے ڈاکٹروں کو بلوا کر کہا کہ مجھے ہر حالت میں والدہ کے جنازہ میں شرکت کے لیے ابھی جانا ہے۔ اور اب تو میں اپنے قائد کے جنازہ میں بھی شرکت کروں گا۔ جو جھنگ پہنچنے والا ہے ڈاکٹروں نے آپکو کہا کہ آپکے زخم اسقدر گہرے ہیں کہ ذرا سی بھی بے احتیاطی سے آپکی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ نے کہا کہ میں نے ہر حالت میں جانا ہے۔ آپکے عزم و اصرار کے سامنے ڈاکٹروں نے ہتھیار ڈال دیے اور کہا آپ لکھ کر دے دیں کہ میں اپنی ذمہ داری پر جا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے لکھ کر دے دیا اور ایک چھوٹی ایمبولینس کے فرش پر گدا ڈلوا کر لیٹ کر سفر کر کے جھنگ پہنچے۔

الیکشن 97ء..... مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کو دھاندلی سے ہرایا گیا

مولانا اعظم طارق جب سے جیل میں تھے۔ حکمران ان کی رہائی کے لیے جھنگ کی قومی اسمبلی کی سیٹ پر دستبردار ہونے اور آئندہ الیکشن میں حصہ نہ لینے کی شرط عائد کرتے رہے۔ جسے قائدین نے کسی بھی صورت میں قبول نہ کیا۔ 14 ماہ کی اسیری کے دوران مولانا کو قومی اسمبلی میں شکست دینے کے لیے منظم سازش تیار کی گئی اور 3 فروری 97ء کے انتخاب میں اس سازش کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ جھنگ حلقہ این۔ اے 68 وہ حلقہ ہے جہاں سے مولانا اعظم طارق مدظلہ' امان اللہ خاں سیال (جو کہ کٹر شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے) کو ایک مرتبہ شکست دے چکے تھے۔ اور 90ء کے الیکشن میں P.P.P کے ٹکٹ پر یہ شخص مولانا ایثار القاسمی" شہید سے بھی بری طرح شکست کھا چکا تھا۔ حیرت کی بات ہے کہ

Scanned with CamScanner

لوٹا ازم کے خلاف نعرے لگانے والے مسلم لیگ کے لیڈروں نے مسلم لیگ کا ٹکٹ ایک ایسے شخص کو دے دیا جو دو مرتبہ P.P.P کے ٹکٹ پر ہار چکا تھا۔ یہ الیکشن مولانا اعظم اس وقت بھی بھاری اکثریت سے جیت گئے تھے۔ جب وفاقی اور صوبائی حکومت کے وزراء کی بہت بڑی کھیپ نے جھنگ میں ڈیرے ڈال لیے تھے اور لوگوں کو پلاٹ، پرمٹ اور نوکریوں کے آرڈر جاری کرنے کا اختیار ہر وزیر کو دے دیا گیا تھا۔ اس وقت بھی باشعور اور باغیرت عوام نے پلاٹ پرمٹوں اور نوکریوں کو حقارت سے ٹھکرا کر سپاہ صحابہؓ کو کامیاب کیا تھا۔ تین فروری 97ء کے انتخاب میں شہری حدود سے زیادہ دیہاتی پولنگ اسٹیشنوں پر منظم دھاندلی کی گئی۔ شہر کے حلقوں میں مولانا چار ہزار ووٹوں کی اکثریت سے جیت رہے تھے۔ جب کہ دیہاتی حلقوں سے 16 ہزار کی لیڈ سے ہار گئے۔ مولانا کے دیہاتی پولنگوں کے ایجنٹ جب شام کو واپس پہنچے تو کئی ایجنٹوں کے پاس نتائج کی مصدقہ نقول تک نہ تھیں۔ پوچھنے پر انہوں نے کہا پریزائیڈنگ افسران نے مصدقہ نتائج کی نقول دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور کئی پولنگ ایجنٹ بننے والوں نے شکایت کی کہ ہمیں پولیس اور فوج کے اہل کاروں نے پولنگ اسٹیشنوں کے اندر داخل نہیں ہونے دیا اور ان حلقوں سے پندرہ پندرہ سو ووٹوں سے مولانا شکست کھا گئے۔ جب کہ اس سے قبل ان پولنگوں سے پچاس سے زائد ووٹ مخالف امیدوار نہیں لے سکا تھا۔ اس کے علاوہ اکثر ووٹروں نے شکایت کی کہ جب ہم ووٹ کاسٹ کرنے گئے تو ہمیں بتایا گیا کہ آپ تو ووٹ ڈال چکے ہیں۔ جب کہ ریکارڈ میں بھی ہمارے ووٹ کے آگے نشان لگا ہوا تھا۔ کئی پولنگ اسٹیشنوں پر عین گنتی کے دوران بجلی بند کر دی گئی۔ اور اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مخالف امیدوار کے ووٹ ملا دیئے گئے۔ اس طرح منظم دھاندلی کے ذریعے مولانا کو شکست دی گئی۔ مولانا نے اس دھاندلی کے خلاف احتجاج کیا مگر وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔ وہ تو اسٹریچر پر تھے۔ بہرحال اس عارضی شکست نے سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں کو انتہائی منظم انداز میں دشمنوں کی چالوں سے باخبر رہتے ہوئے کام جاری رکھنے کا عزم عطا کیا۔

Scanned with CamScanner

ایک اور آزمائش

چونکہ 3 فروری کے الیکشن کے موقع پر بھی مولانا ابھی گرفتار ہی تھے اور لاہور سروسز ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ چنانچہ کافی تگ و دو کے بعد نگران حکومت نے یکم فروری کو انہیں چار دن کے پیرول پر رہا کر دیا تھا۔ مولانا نے یکم فروری کو سخت علالت اور نہایت کمزوری کی حالت میں جھنگ کا سفر کیا تو جھنگ کے عوام نے ان کا تاریخی اور پرجوش استقبال کیا۔ مولانا نے بلدیہ گراؤنڈ میں ایک بڑے انتخابی جلسہ سے چارپائی پر لیٹے ہوئے آہستہ آہستہ آواز میں خطاب کیا۔ دوسرے روز قومی اخبارات نے لکھا کہ جھنگ کے عوام نے مولانا اعظم طارق کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔

لیکن 3 فروری کی رات کو دونوں سیٹوں پر شکست ہو جانے سے جہاں ایک طرف کارکنوں کے حوصلے پست ہو گئے اور انہیں سخت تکلیف اور ذہنی پریشانی سے دوچار ہونا پڑا۔ وہاں مخالفین نے جیت کی خوشی میں اخلاق اور انسانیت کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر خوب اودھم مچایا۔ ادھر پنجاب انتظامیہ کے افسران نے آنکھیں پھیر لیں۔ اور 4 فروری کو جھنگ انتظامیہ سے کہا کہ وہ پولیس کی بھاری نفری کو حرکت میں لا کر مولانا کو گرفتار کر کے لاہور بھیجے۔ جھنگ انتظامیہ کی طرف سے جب یہ بات جماعت کے ذمہ داران سے ہوتی ہوئی عوام تک پہنچی۔ تو سنی عوام میں شدید اضطراب اور اشتعال کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ادھر پولیس نے مولانا کو زخمی حالت میں گرفتار کرنے کے لئے قدم آگے بڑھائے تو ادھر مسجد حق نواز شہیدؒ سے ہوٹر کی آواز اور اعلانات نے ہزاروں سنی مسلمانوں کو جمع کر دیا۔ اس وقت مردوں سے زیادہ جوش و خروش خواتین کا دیکھنے والا تھا۔ جو زار و قطار روتے ہوئے مولانا اعظم طارق کے کمرے کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھیں۔ اور یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم اپنے زخمی قائد اور بھائی کو اب حکومت کے حوالہ نہیں کریں گے۔

دونوں سیٹوں پر دھاندلی کے ذریعے شکست مولانا کی زخمی حالت حکومت کا دوہرا

Scanned with CamScanner

گرفتار کرنے کا اقدام تینوں چیزیں مل کر ایسی فضا پیدا کر چکی تھیں کہ ہر آنکھ سے آنسو بھی رواں تھے اور دشمنوں کے لئے نفرت کے شعلے بھی بھڑک رہے تھے۔ چنانچہ خواتین کے اصرار پر مولانا کی چارپائی ملک محمد اقبال کے گھر سے اٹھوا کر مسجد حق نواز شہید" کے متصل مولانا کے چھوٹے سے گھر میں منتقل کر دی گئی۔ گھر کے اندر عورتیں پہرہ دینے اور باہر گلیوں میں مردوں نے پہرہ دینے کا اعلان کر دیا۔ اس موقع پر بھی مولانا نے نہایت صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک طرف مشتعل عوام کو پرامن رہنے پر مجبور کیا دوسری طرف پنجاب کے اعلیٰ افسران سے فون پر رابطہ کر کے انہیں قائل کیا کہ وہ صرف مزید چار دن کے لئے پیرول کی مدت بڑھا دیں تا کہ عیدالفطر یہاں جھنگ میں اپنے بچوں اور عوام کے ہمراہ کر کے ان کے زخموں پر مرہم رکھ سکوں اور انہیں یقین دلایا کہ عید کے دوسرے دن وہ خود لاہور پولیس کے ہمراہ پہنچ جائیں گے۔

چنانچہ چار روز کی مہلت ملنے پر عوام کو سکون ملا۔ مولانا نے 29 شب رمضان کو مسجد حق نواز شہید" میں تفصیلی خطاب کیا اور پھر عید کے روز خطاب کیا اور لوگوں کو بتایا کہ انشاء اللہ ہم صوبائی اسمبلی کی سیٹ پر کامیابی حاصل کر لیں گے۔ اور یوں عید کے دوسرے دن خود کو پولیس کے حوالہ کر کے لاہور پہنچ گئے۔ اور لاہور پہنچ کر سروسز ہسپتال میں دوبارہ پولیس کی حراست میں علاج معالجہ شروع ہو گیا۔ اس موقع پر پہلے ہی روز یہ عجیب واقعہ پیش آیا کہ آپ کو ہسپتال میں ایک گھنٹہ چیک اپ کرنے کے بعد پولیس کے اصرار پر ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ اور پولیس نے آپکو جیل لے جانے کے لئے گاڑی میں ڈال لیا۔ لیکن آپ نے ڈاکٹروں سے کہا کہ اگر اس حالت میں جیل میں مجھے کچھ ہو گیا۔ آپ ذمہ دار ہوں گے تب ڈاکٹروں نے مجبوراً حقیقت بیان کر دی کہ ہم مجبور ہیں لیکن کچھ ہی دیر بعد اعلیٰ حکام کی مداخلت پر آپ کو ہسپتال میں داخل کر لیا گیا۔

ووٹوں کی دوبارہ گنتی اور صوبائی سیٹ پر کامیابی

عید کے چوتھے روز 12 فروری کو ایڈیشنل جج جھنگ و ریٹرننگ آفیسر حلقہ نمبر PP 65

کے دفتر میں ووٹوں کی سرکاری گنتی کا آغاز صبح 9 بجے سے شروع ہوا۔ فریق مخالف ڈاکٹر ابوالحسن انصاری کی درخواست پر پورے حلقے میں ڈالے گئے ایسے ووٹوں کو از سرنو چیک کیا گیا جنہیں ابتدائی گنتی میں پرزائیڈنگ افسران اور امیدواروں کے نمائندوں کی موجودگی میں متنازعہ ووٹ کی حیثیت سے گنا گیا تھا۔ چنانچہ اس گنتی سے مولانا اعظم طارق کے ووٹوں میں مزید بارہ ووٹوں کا اضافہ ہوا۔ ڈاکٹر ابوالحسن انصاری کے ووٹوں میں بارہ ووٹوں کا اضافہ ہوا۔ اس طرح ڈاکٹر ابوالحسن انصاری کو مولانا پر پہلے جو چورانوے (۹۴) ووٹوں کی برتری حاصل تھی وہ اب ایک سو چھیالیس ووٹ کی برتری کی شکل اختیار کر گئی اس صورت حال سے مولانا کی طرف سے سرکاری گنتی میں بیٹھے ہوئے نمائندوں کے حوصلے بہت ہی پست ہو گئے بعض حضرات تو وہاں سے مایوس ہو کر اٹھ آئے۔ لیکن جب سرکاری ملازمین کے ڈالے ہوئے ووٹوں کی گنتی شروع ہوئی تو نہ صرف یہ کہ ایک سو چھیالیس ووٹوں کی کمی پوری ہو گئی بلکہ سات مزید ووٹوں کی برتری حاصل ہو جانے کے بعد مولانا کو کامیاب قرار دے دیا گیا۔

رات کو دس بجے یہ گنتی مکمل ہوئی تو مولانا کو فون پر لاہور ہسپتال میں اطلاع کی گئی۔ ادھر جھنگ کی عوام کے مرجھائے ہوئے چہرے کھل اٹھے اور ایسے لگا جیسے خزاں رسیدہ چمن میں موسم بہار آ گیا ہو رات بھر مساجد میں کامیابی کے اعلانات ہوتے رہے اور بازاروں میں نعرے لگتے رہے۔ مولانا نے فون پر پروگرام بتایا کہ عوام الناس کو کل صبح بعد نماز ظہر مسجد حق نواز شہیدؒ میں جمع ہونے کی اطلاع دے دی جائے۔ چنانچہ دوسرے روز شہر میں مٹھائیوں کی تقسیم۔ نوافل شکرانہ کی ادائیگی کے بعد لوگ مسجد حق نواز شہیدؒ کا رخ کرنے لگے جہاں پر بذریعہ فون مولانا نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا..... ہم آج اس کامیابی پر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں اور میں یہ عہد کرتا ہوں کہ میں اپنے مشن کی تکمیل اور عوام کی خدمت کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دوں گا۔

Scanned with CamScanner

اسمبلی کا حلف اور آپ کی حیرت انگیز طور پر صحت یابی

18 فروری اسمبلی کے حلف اٹھانے کی تاریخ مقرر کی گئی آپ کے زخم کھلے ہوئے تھے اور دیکھنے والے زخموں پر نظر نہیں جما سکتے تھے۔ اور ڈاکٹر حضرات آپ کو زیادہ سے زیادہ آرام کرنے کا مشورہ دے رہے تھے۔ لیکن آپ نے کہا کہ "کچھ بھی ہو مجھے اسمبلی کا حلف اٹھانے کے لئے اسٹریچر پر لیٹ کر جانا منظور نہیں ہے" میں دشمنوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ رب العالمین جس کی حفاظت کرے اسے کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے 16 اور 17 فروری ہسپتال میں ساتھیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آہستہ چلنے کی ریہرسل شروع کر دی اور 18 فروری کو دنیا نے عجیب نظارہ دیکھا کہ صرف ایک ماہ قبل بم دھماکہ میں سترسے زائد کاری زخموں سے چور ہونے والا شخص صرف اللہ کے سہارا پر اپنے پاؤں پر چلتا ہوا اسمبلی میں داخل ہو رہا ہے۔ آپ کے علاج معالجہ کے دوران ایسے حیرت انگیز واقعات پیش آئے کہ جس پر مستقل کتاب تحریر ہو سکتی ہے۔ کبھی ڈاکٹر آپ کو ٹانگ کاٹنے کا مشورہ دیتے ہیں تو آپ انہیں سختی سے روک دیتے ہیں کبھی ڈاکٹر آپ کو لیٹنے کا مشورہ دیتے ہیں تو آپ سارا سارا دن بیٹھ کر کارکنوں سے ملاقاتیں کرتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر آپ کو سرجری کا مشورہ دیتے ہیں تو آپ اس سے انکار کر دیتے ہیں آپ کے زخموں کی خلاف توقع تیزی سے صحت یابی کو دیکھ کر ڈاکٹروں کی زبان سے اکثر یہ بات نکلتی رہی کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت اور کرم ہے۔ ورنہ ہمارے تجربہ اور علم کے مطابق اتنی جلدی صحت یابی ممکن ہی نہیں ہے اور آپ کی قوت برداشت تو اس قدر زیادہ تھی کہ ڈاکٹروں کے سامنے اپنی ٹانگوں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور کہتے آپ جیسے چاہیں زخموں کو دھوئیں۔ پٹیاں اتاریں۔ گلا سڑا حصہ کاٹیں اور زخموں پر خوب چبھنے والی دوائیاں لگائیں آپ کو اجازت ہے۔ اور میری تکلیف کا احساس مت کریں۔ بس آپ یہ سمجھیں کہ میں بے ہوش ہوں اور پھر آپ ایسی گہری سوچ میں یا کسی اور طرف توجہ میں آنکھیں بند کر کے ڈوب جاتے کہ آپ کی زبان سے اف تک نہ نکلتی۔

Scanned with CamScanner

ڈاکٹروں کا اکثر یہ کہنا ہوتا تھا کہ ہم نے آپ جیسی ویل پاور کسی میں نہیں دیکھی ہے۔

خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر کا قتل اور آپ کو کوٹ لکھپت جیل میں پھر بھیجنے کا حکم

20 فروری کو وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے موقع پر مسلم لیگ کے کئی ممبران کے شدید اصرار اور میاں شہباز شریف کی بار بار خواہش پر آپ نے بھی شہباز شریف کو ووٹ دے کر کامیاب کرانے میں تعاون کیا۔ جس پر میاں صاحب نے نہ صرف آپ کا شکریہ ادا کیا بلکہ آپ سے ملک میں جاری شیعہ سنی فساد کے خاتمہ کے لئے تعاون کا تقاضا کیا جس پر آپ نے بھرپور انداز میں تعاون کا یقین دلایا لیکن تھوڑی ہی دیر بعد سپیکر صاحب کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ چونکہ ملتان میں خانہ فرہنگ ایران پر حملہ ہو گیا اور ڈائریکٹر سمیت چھ اہلکار ہلاک ہو گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو فوری اس صورتحال سے نمٹنا ہے۔ اس لئے اجلاس برخواست کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا جیسے ہی اسمبلی سے باہر آئے تو وہی پولیس کی بھاری نفری جو آپ کو ہسپتال سے اسمبلی لائی تھی۔ آپ کو کوٹ لکھپت جیل لے جانے کے لئے تیار تھی۔ جب آپ جیل کی دیوڑھی میں پہنچے تو وہاں آپ کے بھائی مولانا محمد عالم طارق آپ پر قائم تمام مقدمات کی ضمانتوں کی روبکار لے کر پہنچے ہوئے تھے۔ اب جیل حکام سخت پریشان تھے کہ ہم کس جرم میں مولانا کو جیل میں رکھیں کیونکہ اب تو کوئی کیس ان پر باقی نہیں رہا ہے۔ اسی وجہ سے آپ بھی ڈٹ گئے کہ مجھے غیر قانونی طور پر جیل میں آپ نہیں رکھ سکتے۔ رات دس بجے تک آپ کی چارپائی جیل کی دیوڑھی میں رہی پھر آپ کو فون پر مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ' نے بتایا کہ ڈی۔ سی لاہور نے آپ کو چند دنوں کے لئے نظربند کرنے کا فیصلہ کیا ہے آپ اس نظربندی کو قبول کر لیں۔ مولانا نے کہا کہ میرے ساتھ مسلم لیگ کی حکومت پہلی ہی روز سے زیادتی کر رہی ہے۔ اب آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ ادھر دوسرے روز چونکہ وزیر اعلیٰ کو اعتماد کا ووٹ لینا تھا اس لئے بھی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ' رکن صوبائی اسمبلی اور دیگر کئی ارکان کے زور دینے پر

Scanned with CamScanner

سپیکر نے آپ کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے طلب کر لیا۔ آپ نے اسمبلی میں پہنچ کر وزیر اعلیٰ سے سخت احتجاج کیا کہ میرے ساتھ اس بیماری اور تکلیف کی حالت میں آپ کا یہ سلوک کیسا ہے؟ تب جا کر آپ کو ہسپتال میں شفٹ کیا گیا۔

آپ کی رہائی اور جھنگ آمد

22 فروری کو اسمبلی کے اجلاس کے اختتام پر آپ نے سپیکر اسمبلی کے ذریعہ پنجاب کے اعلیٰ حکام کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ پہلی فرصت میں مجھے جھنگ پہنچانے کا بندوبست کریں کیونکہ اب میں قانونی طور پر رہا ہوں لہٰذا میرا لاہور رہنا حفاظتی نقطہ نظر کے لحاظ سے بھی درست نہیں ہے۔ اس طرح 23 فروری کو آپ سروسز ہسپتال سے پولیس کی بھاری نفری کی معیت میں باضابطہ رہا ہو کر جھنگ پہنچے۔

جھنگ میں آپ کا تیسرا آپریشن

جھنگ میں آ کر آپ نے قریباً ڈیڑھ ماہ تک اپنے علاج معالجہ پر بھرپور توجہ دی لیکن دائیں پنڈلی میں موجود بم کے ایک بڑے ٹکڑے کی ہڈی کے اندر موجودگی اور کمر پر بم کے چھوٹے چھوٹے ذرات کی موجودگی کے باعث آپ کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا چنانچہ آپ نے جھنگ کے معروف سرجن ڈاکٹر محسن مگھیانہ صاحب سے مشورہ کیا اور 12 اپریل کو سول ہسپتال جھنگ میں داخل ہو کر اپنا آپریشن کرا لیا۔

سپاہ صحابہؓ کے مرکزی خازن کی نظربندی اور چوھنگ سنٹر منتقلی اور آپ کے چھوٹے بھائی مولانا عالم طارق مدظلہ کی گرفتاری کے لئے پولیس کے چھاپے

25 مارچ کو سپاہ صحابہؓ کے مرکزی خازن شیخ محمد اشفاق کو گرفتار کر کے تین ماہ کے لئے نظربند کر کے چوھنگ منتقل کر دیا گیا۔ ہسپتال سے دوران علاج آپ کی ہوم سیکرٹری پنجاب سے اس سلسلہ میں تفصیلی بات چیت فون پر ہوتی رہی۔ بلکہ بعض اوقات تلخی تک

Scanned with CamScanner

ہو گئی۔ لیکن وہ شیخ اشفاق کو رہا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ آپ کے چھوٹے بھائی مولانا عالم طارق مدظلہ' کی گرفتاری کے لئے چیچہ وطنی میں آپ کے آبائی گھروں چک نمبر 111/7-R میں پولیس نے چھاپے مارنے شروع کر دیئے۔ عیدالاضحی کے موقع پر آپ سے زخم تازہ ہونے کے باعث کرسی پر بیٹھ کر ہی تقریر کی اور نماز پڑھی۔

انہی ایام میں اسلام آباد سے آپ کو پاکستان ٹیلی ویژن کی طرف سے مسلسل فون آنے لگے کہ آپ "میزان" نامی پروگرام میں شریک ہوں۔ آپ نے بہت معذرت کی کہ میں تو چلنے پھرنے سے معذور ہوں۔ آپ کسی اور موقع پر پروگرام رکھ لیں۔ لیکن ان کا اصرار بڑھتا چلا گیا۔

آخر مولانا نے اس پروگرام میں شرکت پر آمادگی کا اظہار کر دیا۔

پاکستان ٹیلی ویژن پر مباحثہ کا اعلان اور شیعہ لیڈروں کا فرار

پاکستان ٹیلی ویژن پر مختلف جماعتوں کے راہنماؤں کی گفت و شنید پر مشتمل پروگرام "میزان" براہ راست دکھانے کا سلسلہ نگران حکومت کے دور سے شروع تھا۔ فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمے کے لئے پی ٹی وی حکام نے جانب سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' ایم پی اے اور تحریک جعفریہ کے جنرل سیکرٹری افتخار حسین نقوی سے رابطہ کیا اس موقع پر مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' نے فرمایا کہ تاریخ گواہ ہے کہ شیعہ میں کبھی بھی سپاہ صحابہ" کا سامنا کرنے کی جرات نہیں ہے۔ ہم نے ہر فورم پر ان کا انتظار کیا لیکن عین وقت پر وہ لوگ بہانہ کر جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس بار بھی ہمارا سامنا نہیں کر سکیں گے۔ اگر آپ انہیں باور کرا دیں کہ اعظم طارق بیمار ہے وہ ٹیلی ویژن اسٹیشن تک نہیں آ سکتا پھر شاید وہ آ جائیں۔ پی ٹی وی حکام نے کہا کہ انہوں نے ہم سے "میزان" پروگرام میں ضرور آنے کا وعدہ کیا ہے۔ 23 اپریل کا دن مقرر ہوا۔ اور تین دن قبل مذکورہ مذاکرات کا اشتہار پاکستان ٹیلی ویژن سے نشر ہونا شروع ہو گیا۔ پوری دنیا کے مسلمان اور خصوصاً سپاہ صحابہ پاکستان کے ارکان' عوام الناس مقررہ تاریخ کو "میزان" کا انتظار

Scanned with CamScanner

کرنے لگے۔ اور 23 اپریل 9:35 پر نشر ہونے والے پروگرام پر تبصرے کرنا شروع کر دیئے۔ مولانا محمد اعظم طارق ابھی چند روز قبل آپریشن سے فارغ ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی شیعہ قوم کو ٹی وی میڈیا پر چیلنج کرنے کے لئے کتابوں کا ذخیرہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے دنیا بھر کے شیعہ راہنماؤں' نجفی' کلینی' مجلسی' طوسی' کی تمام اردو' عربی' فارسی کی کتابیں اکٹھی کر لیں۔ جن میں صحابہ کرام ؓ' خلفاء راشدین' اہل بیت عظام' کو نعوذ باللہ کافر' مرتد' اور منافق تک تحریر کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ایران کے بدنام زمانہ لعین خمینی کی کتابیں کشف اسرار' حکومت اسلامیہ' صحیفہ انقلاب بھی منگوائیں۔

23 اپریل کو صبح مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' بیماری کے باوجود اسلام آباد پہنچ گئے۔ شام سات بجے تک شیعہ لیڈروں کو مولانا کی آمد کا علم نہ ہو سکا۔ اس لئے وہ مذاکرہ میں سخت پریشانی کا اظہار کرتے رہے۔ تقریباً رات آٹھ بجے شیعہ لیڈر افتخار حسین نقوی کو پتہ چلا کہ مولانا اعظم طارق بیماری کے باوجود ٹی وی اسٹیشن پہنچ چکے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی جماعت سے مشورہ کر کے جواب دیں گے۔ رات تقریباً 9 بجے شیعہ لیڈر سے رابطہ کیا گیا تو جواب ملا کہ چونکہ مولانا اعظم طارق مدظلہ' نے امام مہدی کی توہین کی ہے اس لئے ہم ان سے مذاکرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مولانا اعظم طارق نے جواب دیا کہ پوری قوم کے سامنے آپ اسی موضوع پر میرے ساتھ بات کر لیں۔ کہ امام مہدی کا گستاخ میں ہوں یا پوری شیعہ قوم۔ بہرحال کافی انتظار کے بعد جب شیعہ لیڈر نہ آئے تو مولانا نے فرمایا کہ چونکہ شیعہ نے راہ فرار اختیار کر لی ہے۔ اور آپ تین دن سے اشتہار شائع کر رہے ہیں پوری قوم مذاکرہ دیکھنے کے لئے بے تاب ہے۔ آپ خود میرے ساتھ سوالات کریں تاکہ قوم کو پتہ چل سکے کہ کون بھاگ رہا ہے۔ ٹی وی حکام نے کہا کہ ہم وزیر اطلاعات مشاہد حسین (جو کہ خود بھی شیعہ ہے) سے بات کر کے جواب دیں گے پھر انہوں نے کہا چونکہ وزیر موصوف نے ہمیں منع کر دیا ہے۔ لہٰذا ہم آپ کو مذاکرہ میں شامل نہیں کر سکتے۔ تب مولانا نے فرمایا کہ چلو آپ ایک اشتہار دے دیں کہ مولانا اعظم

Scanned with CamScanner

طارق مدظلہ' ٹی وی اسٹیشن پہنچ چکے ہیں۔ لیکن شیعہ لیڈر کے نہ آنے کی وجہ سے ڈاکٹر نہیں ہو سکتا۔ وزیر اطلاعات کے حکم پر اشتہار شائع کرنے سے بھی منع کر دیا گیا۔

تب مولانا روز نامہ جنگ' پاکستان' خبریں راولپنڈی کے دفاتر گئے اور اپنا بیان ریکارڈ کروایا کہ میں جھنگ سے سخت تکلیف کے باوجود جہاز پر سفر کر کے بمشکل ٹی وی اسٹیشن پہنچا۔ لیکن شیعہ لیڈر ٹی وی حکام سے وعدہ کرنے کے باوجود اسلام آباد میں موجود ہوتے ہوئے نہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے ساتھ چار سو کتابیں بھی لایا تھا۔ جس میں صحابہ کرام کے بارے میں نازیبا زبان استعمال کی گئی ہے میں ان مقدمات کی تفصیل بھی اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ جو تحریک جعفریہ کے راہنماؤں کے خلاف درج ہیں لیکن انہیں گرفتار نہیں کیا جاتا۔ مولانا نے کہا کہ یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ ہمارے مخالف ہمارے سامنے نہیں آئے بلکہ اس سے قبل 1992ء میں نواز شریف دور حکومت میں گورنر ہاؤس لاہور میں ہونے والے اجلاس میں بھی اور بعد ازاں 1994ء میں اس وقت کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے زیر صدارت ہونے والے اجلاس میں بھی یہ لوگ نہیں آئے تھے۔ اشتہارات نشر ہونے کے باوجود جب افتخار نقوی نے یہ خبر سنی کہ میں زخمی ہونے کے باوجود پہنچ چکا ہوں تو اس نے آنے سے انکار کر دیا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ملک میں قیام امن اور فسادات کے خاتمے کے لئے کون مخلص ہے اور کون غیر مخلص ٹی وی حکام کے رویئے پر شدید تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ہمیں اپنا موقف پیش کرنے کا موقع نہ دے کر ہمارے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ ہم ٹی وی نشریات کا بائیکاٹ کریں گے اور محرم الحرام میں ٹی وی اسٹیشنوں کے باہر احتجاجی مظاہرے کریں گے انہوں نے کہا کہ مجھے بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ متعین وقت پر مجھے اسلام آباد یا کر کچھ لوگ قاتلانہ حملہ کرانا چاہتے تھے اگر ایسا ہوتا تو اس کا ذمہ دار کون ہوتا انہوں نے فرمایا کہ مجھ پر امام مہدی کی توہین کا الزام لگانے والے جان لیں کہ امام مہدی حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے پہلے پیدا ہوں گے ان کی والدہ کا نام آمنہ اور والد کا نام عبداللہ ہو گا

Scanned with CamScanner

میں انا کے رضاکاروں میں شامل ہونا اپنی بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔

واضح رہے کہ مولانا کے جسم کے تین حصوں ٹانگ، گھٹنے، اور پشت کے زخموں کا تیسرا آپریشن 12 اپریل کو ہوا تھا۔ اور مولانا اس موقع پر چلنے پھرنے کے قابل نہیں تھے انہیں کرسی پر بیٹھا کر کار کن گاڑی میں سوار کرتے تھے۔ اور اسی طرح فیصل آباد ائیرپورٹ سے جہاز میں سوار کیا گیا۔ اور اسی طرح اسلام آباد ائیرپورٹ سے انہیں اتارا گیا اور ٹی وی اسٹیشن پر بھی مولانا کو کار سے نکال کر کرسی پر بیٹھا کر کرسی کو کار کن اٹھا کر لے گئے تھے۔ اور رات گئے مختلف اخبارات کے دفاتر کا چکر بھی اسی انداز میں لگایا گیا۔

سپاہ صحابہؓ کے مرکزی صدر و جنرل سیکرٹری کی گرفتاری اور مولانا کی حکومت کو دھمکی

27 اپریل کو دو (2) بجے شب مولانا کے فون کی گھنٹی بجی تو دوسری طرف سپاہ صحابہؓ کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی بول رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ پولیس ان کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ اور مجسٹریٹ ان کی نظر بندی کے آرڈر لے کر کھڑا ہوا ہے۔ مولانا نے مجسٹریٹ سے فون پر بات کرانے کو کہا۔ تو وہ بات کرنے سے انکار کرنے لگا تو موقع پر موجود تھانہ کوتوالی کے S.H.O چوہدری سعید تتلا نے بات کرتے ہوئے بتایا کہ ہمیں پنجاب کے اعلیٰ حکام کے آرڈروں پر ضلعی انتظامیہ نے بھیجا ہے کہ انہیں ہر صورت گرفتار کر کے لائیں۔ لہٰذا ہم مجبور ہیں تو مولانا نے شیخ حاکم علی صاحب سے کہا کہ آپ کا ان سے الجھنا مناسب نہیں ہے۔ آپ گرفتاری دے دیں۔ اس کے فوری بعد آپ نے یوسف مجاہد صاحب کو اس واقع کی اطلاع دینے کے لئے ان کے گھر فون کیا تو معلوم ہوا کہ تھوڑی دیر قبل پولیس ان کو گرفتار کر کے لے جا چکی ہے۔ آپ نے باقی عہدیداران کے گھروں پر فون کیے۔ تو معلوم ہوا کہ ادھر پولیس نہیں آئی ہے۔ صبح کو معلوم ہوا کہ ہر دو حضرات کو ایک ایک ماہ کے لئے جھنگ ڈسٹرکٹ جیل میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔ مولانا نے اخبارات نمایندہ بیان دے دیا کہ اگر ہمارے مرکزی راہنما رہا نہ کیے گئے تو میں اسی حالت میں

Scanned with CamScanner

احتجاج کرنے کے لئے روڈ پر نکل آؤں گا۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے سپاہ صحابہؓ کے وفد کو ملاقات کی دعوت اور پنجاب کے اعلیٰ حکام سے جھڑپ

یکم مئی کو وزیر اعلیٰ پنجاب کے شدید اصرار پر آپ نے پہلی مرتبہ تیسرے آپریشن کے بعد زمین پر پاؤں رکھ کر چلتے ہوئے سیون کلب لاہور میں سپاہ صحابہؓ کے ایک بڑے وفد مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ' علامہ علی شیر حیدری مدظلہ' مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ' محمد اقبال صدیقی شہیدؒ کی معیت میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف سے ملاقات کی اور ان سے شیعہ سنی فسادات کے خاتمہ کے لئے تعاون کرنے کی پیشکش کے ساتھ ساتھ مرکزی راہنماؤں کی گرفتاری پر احتجاج کیا۔ اور ان کی بے گناہی کو دلائل سے ثابت کیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب تو اس کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے لیکن وہاں پر بیٹھے ہوئے CID کے ڈائریکٹر اور اینٹی ٹیرارزم فورس پنجاب کے ڈی۔ آئی۔ جی میجر مشتاق احمد نے کہا کہ سپاہ صحابہؓ کی لیڈر شپ لشکر جھنگوی کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ اور لشکر جھنگوی ملک میں عموماً اور پنجاب میں خصوصاً شیعہ لیڈروں اور ڈاکٹروں کو قتل کرنے میں مصروف ہے۔ اس پر مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ' اور جرنیل محترم نے افسر موصوف کو چیلنج کیا کہ وہ اس بات کو ثابت کریں کہ سپاہ صحابہؓ کا لشکر جھنگوی کے ساتھ کوئی معمولی سا بھی تعلق ہے۔ اور ساتھ ساتھ افسر شاہی کی من گھڑت رپورٹوں کے ماضی کے کچھ واقعات بھی بیان کر کے یہ ثابت کیا کہ افسر شاہی ہمیشہ حکمرانوں کو غلط گائیڈ کرتی ہے پنجاب انتظامیہ و پولیس کے افسران اگرچہ اس موقع پر کچھ نہ کہہ سکے۔ مگر انہوں نے اب اگلے اقدام کی تیاریاں شروع کر دیں۔

Scanned with CamScanner

مذہبی جماعتوں اور قائدین کا اجلاس اور شیعہ کے چہرے سے تقیہ کی چادر کا سرکنا

سپاہ صحابہ ؓ کی تجویز پر وزیر اعلیٰ نے 5 مئی کو لاہور اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین کا ایک اہم اجلاس طلب کرنے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ پانچ مئی کو جب مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ' اور جرنیل سپاہ صحابہ ؓ لاہور پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے والد محترم کے علاج کے سلسلہ میں لندن جا چکے ہیں۔ تاہم اجلاس وفاقی وزیر اطلاعات شاہد حسین (جو کہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے) اور صوبہ کے سینئر وزیر و دیگر وزراء کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ اس اجلاس میں سپاہ محمد کے صدر منور عباس علوی نے واضح طور پر اس بات کا اظہار کر دیا کہ ہم ابوبکر ؓ و عمر ؓ و عثمان ؓ کو صحابی تو مانتے ہیں لیکن خلفاء راشدین نہیں مانتے ہیں۔ اس پر تمام مکاتب فکر کے علماء توبہ توبہ کر اٹھے اور بعض نے برملا کہا کہ پھر ہم آپ کو مسلمان بھی نہیں مانتے ہیں۔ مولانا اعظم طارق نے کہا یہی بات تو ہم عرصہ سے کہتے چلے آئے ہیں۔ شیعہ کے دوسرے لیڈر افتخار حسین نقوی جنرل سیکرٹری تحریک جعفریہ نے لکھی ہوئی تقریر پڑھی اور یہ کہا کہ بخاری شریف میں صحابہ کرام ؓ کی توہین موجود ہے جس پر تمام علماء کرام سپاہ صحابہ ؓ کے موقف کی حمایت میں یک زبان ہو گئے۔ اجلاس کی پہلی نشست کے اختتام کے بعد دوسری نشست سے قبل شیعہ نے باہم مشورہ کر کے اپنی تقیہ کی پالیسی کو دوبارہ اپنانے کا فیصلہ کیا---- لیکن---- جرنیل سپاہ صحابہ ؓ نے نہ صرف ان کی پالیسی کامیاب نہ ہونے دی بلکہ انہیں پھر وہی کلمات دہرانے پر مجبور کر دیا۔ تاکہ علماء کے سامنے حقیقت آشکار ہو جائے اجلاس کے اختتام پر وزراء نے کہا کہ آپ شیعہ لیڈروں کے ہمراہ کھڑے ہو کر ہاتھ ملاتے ہوئے فوٹو بنوالیں تو مولانا نے کہا کہ ایسا کبھی بھی ممکن نہیں ہے۔ کہ میں صحابہ ؓ کے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ ملا کر فوٹو بنوالوں۔

Scanned with CamScanner

S.S.P گوجرانوالہ کا قتل اور مولانا کی گرفتاری و چوہنگ میں تشدد

23 فروری کو پندرہ ماہ کی اسیری کے بعد جب قتل کے تین مقدمات اور درجنوں 16 MPO کے مقدمات کی ضمانتیں کرانے کے بعد رہا ہوئے اور پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت فرمائی۔ اجلاس کے بعد 12 اپریل کو جھنگ ہسپتال سے ٹانگ اور ریڑھ کی ہڈی کے قریب جسم میں موجود بم کے ٹکڑے نکلوانے کے لئے آپریشن کروایا اور یکم مئی تک چلنے پھرنے سے معذور رہے۔ لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی پرزور اپیل پر یکم مئی کو لاہور تشریف لائے۔ اور آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا۔ پھر وزیر اعلیٰ کی خواہش پر 5 مئی کو اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے راہنماؤں کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کے لئے دوبارہ لاہور آئے۔ شام کو اجلاس سے فارغ ہو کر گوجرانوالہ میں اپنے دوست شیخ عرفان کے پاس رات گزاری اور صبح کو لاہور واپس چلے آئے اسی روز 6 مئی کو صبح قریباً پونے آٹھ بجے ایس ایس پی گوجرانوالہ محمد اشرف مارتھ کے قتل کا واقعہ پیش آگیا۔ آپ نے لاہور میں لٹن روڈ پر واقع سپاہ صحابہ کے مرکزی رابطہ آفس میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس پریس کانفرنس کا پروگرام گذشتہ روز ہی طے کر لیا گیا تھا۔ پہلی مرتبہ اس پریس کانفرنس میں "بی بی سی" اور وائس آف جرمنی کے نمائندے بھی شریک ہوئے۔

بعد ازاں پنجاب سول سیکرٹریٹ میں کچھ عوامی مسائل کے لئے صوبائی وزیر اوقاف صاحبزادہ فضل کریم اور صوبائی سیکرٹری صحت سے ملاقات کر کے دوپہر کا کھانا پونے تین بجے اپنے ایک دوست کے گھر واقع ماڈل ٹاؤن میں کھا کر ابھی فارغ ہی ہوئے تھے کہ ایس پی ماڈل ٹاؤن میجر مبشر وہاں آ گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ آپ کو ساڑھے چار بجے ہوم سیکرٹری پنجاب کے آفس میں ہونے والی ایک اہم میٹنگ میں طلب کیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ وہاں سے واپسی پر لٹن روڈ آفس سے ہوتے ہوئے جب سیکرٹریٹ پہنچے تو وہاں سوائے ایس پی ایڈمن محمد اسلم ساہی اور ایس پی میجر مبشر کے علاوہ کوئی ذمہ دار افسر نہ تھا۔

Scanned with CamScanner

حضرات نے کہا کہ اب یہ میٹنگ گوجرانوالہ میں ہے لہٰذا آپ ہماری گاڑی میں سوار ہو کر اپنی دونوں گاڑیوں کو ساتھ لے کر گوجرانوالہ چلیں۔ قائد محترم ان کی گاڑی میں بیٹھ کر جب سیکرٹریٹ سے باہر نکلے تو یہ گاڑی مال روڈ پر دوڑنے لگی۔ اور ان دونوں افسران نے کہا کہ پروگرام بدل گیا ہے۔ اب یہ میٹنگ چوہنگ سب جیل ڈی آئی جی' سی آئی ڈی میجر مشتاق احمد کی صدارت میں ہوئی ہے۔" ہم وہاں جا رہے ہیں۔ مولانا نے ان سے کہا کہ آپ نے دو مرتبہ غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ جب کہ میں نے گن مینوں اور گاڑیوں کو گوجرانوالہ کی طرف چلنے کا بتایا تھا۔

خیر شام ساڑھے پانچ بجے یہ گاڑی چوہنگ سب جیل میں پہنچ گئی تو میجر مشتاق احمد آفس میں موجود نہ تھے۔ آپ نے نماز عصر ادا کی پھر یہ افسران آپ کو چھوڑ کر چلے گئے اور چند منٹوں بعد دو پولیس سپاہی آپ کو دائیں بائیں بازوؤں سے پکڑ کر چوہنگ میں موجود بدنام زمانہ عقوبت خانہ میں لے گئے اور سیل نمبر 4 میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ اور یوں دوسری مرتبہ آپ کی گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ دوسرے روز آپ کو ڈپٹی کمشنر کے آرڈر دکھا کر ان پر وصولی کے دستخط کرائے گئے۔ جن کے تحت آپ کو تین ماہ کے لئے نظربند کر کے چوہنگ سب جیل میں رکھا جانا تھا۔

چوہنگ کا عقوبت خانہ

گرفتاری کے بعد آپ کو چوہنگ کے عقوبت خانہ کے سیل نمبر 4 میں بند کر دیا گیا۔ یہ سیل سات فٹ چوڑا اور نو فٹ لمبا تھا جنوب کی جانب ایک چھوٹا سا روشن دان تھا۔ دروازہ لوہے کی موٹی سلاخوں والا تھا اور اس پر باریک جالی لگی ہوئی تھی۔ دوسرے سیل بھی اسی طرح بنے ہوئے تھے لیکن کسی بھی قیدی کو نہ دوسرے قیدی کا علم تھا اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ کیونکہ یہاں پر موجود 16 سیلوں کی تعمیر اس طرح کی گئی تھی کہ ہر سیل کی پشت کی دیوار کے سامنے دوسرے سیل کا دروازہ کھلتا ہے۔

مولانا اعظم طارق سیل میں مغرب کی نماز ادا کر کے وظائف وغیرہ پڑھتے رہے۔ اور

Scanned with CamScanner

وظائف پڑھ کر ابھی لیٹے ہی تھے کہ سیل کا دروازہ کھلا اور آنے والوں آنکھوں پر پٹی اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا کر ڈی آئی جی کے دفتر میں لے آئے۔ وہاں پر موجود افسران نے کھڑا کر کے سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ سوالات میں بم لیڈریں، تعلیم کہاں سے حاصل کی گویا پوری زندگی کا مکمل گوشوارہ اجمالی طور پر مرتب کرنے کے بعد بار بار یہ سوال دھرایا کہ تم نے ایس ایس پی گوجرانوالہ اشرف مارتھ کو کیوں قتل کرایا؟ اور لشکر جھنگوی کی سرپرستی کس وجہ سے کر رہے ہو؟ ان دونوں سوالات کا آپ نے تفصیلی طور پر جواب دیتے ہوئے کہا کہ ان دونوں باتوں سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن سوائے الزامات اور ناکردہ گناہوں کا اعتراف کر لینے کے اصرار کے سوا ان کے پاس کوئی بات نہیں تھی۔ بہرحال صبح ہوتے ہی یہ ٹیم روانہ ہو گئی اور چھوٹے افسران کی ٹیم مولانا کو لے کر عقوبت خانہ کے سامنے انٹیروگیشن کے ایک کمرے میں لے گئی۔ اور سارا دن سوالات و جوابات کا سلسلہ چلتا رہا۔ الغرض تین دن اور تین راتیں مسلسل آنکھیں باندھ کر بار بار کھڑا کر کے تفتیش کرنے کا یہ ظلم و تشدد جاری رکھا گیا۔

تیسرے روز تک آپ پر ہونے والے ظلم و تشدد کی وجہ سے آپ کے جسم پر موجود واحد کپڑوں کا جوڑا نہ صرف گندہ ہو گیا بلکہ خون کے دھبوں کی وجہ سے رنگین ہو گیا اور پاؤں میں بہت زیادہ ورم آ گیا۔ تیسرے روز مقامی ہیلتھ سینٹر کے ڈاکٹر کو بلوایا جس نے آپ کی حالت دیکھ کر آپ کا سروسز ہسپتال کے ماہر سرجنوں سے چیک کروانے کا مشورہ دیا۔ پانچویں روز سروسز ہسپتال کے ڈاکٹر آئے اور آپ کی حالت دیکھ کر جیل کے عملہ کو سخت سست کہا اور فوری طور پر ادویات لا کر دینے کا کہا۔ مگر ادویات مہنگی ہونے کی وجہ سے آپ کو بروقت دوائی نہ مل سکی۔ بہرحال کئی دنوں بعد آپ ہی کے پیسوں سے آپ کو دوائی فراہم کی گئی۔

قریباً ڈیڑھ ماہ تک روزانہ آپ کے زخموں پر مرہم پٹی ہوتی رہی۔ اسی دوران زخموں سے بم کے ٹکڑے بھی برآمد ہوئے اور تقریباً دو ماہ بعد آپ کے زخم باہر سے بھر گئے جب

Scanned with CamScanner

کے اندر سے اب بھی کچھ ہیں اور دوائی و علاج معالجہ کا سلسلہ جاری ہے۔ چوہنگ کے عقوبت خانہ میں آپ کو بعض ایسے ایسے شرمناک اور اذیت ناک مراحل سے گزارا گیا کہ جس کا اظہار بارہا جماعت کے ذمہ داران کے اصرار پر بھی آپ نے یہ کہہ کر نہیں کیا کہ اگر ایسے واقعات کا میں نے اظہار کر دیا تو مجھے یقین ہے کہ کارکنان سپاہ صحابہ ؓ انہیں برداشت نہیں کریں گے اور وہ ایسے ظالم حکمرانوں اور ان کے اہلکاروں کے خلاف کچھ بھی کر گزرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

نظربندی کی مدت ختم اور دوبارہ گرفتاری

مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ کی نظربندی کی مدت پانچ اگست 97ء کو ختم ہونا تھی۔ چنانچہ 5 اگست صبح کو تمام جیل کا عملہ آپ کو مبارک باد دے چکا تھا کہ آج آپ رہا ہو جائیں گے۔ لیکن صبح آٹھ بجے جھنگ سٹی تھانہ کا سب انسپکٹر عبدالباری وہاں پہنچ گیا اور اس نے کہا کہ میں آج سے اڑھائی سال قبل جھنگ میں شیخ اقبال قتل کیس میں آپ کی گرفتاری ڈالنے آیا ہوں۔ اور مجھے گذشتہ رات حکومت نے جھنگ سے خصوصی طور پر اس کام کے لئے طلب کیا ہے۔ چنانچہ آپ کی اس کیس میں گرفتاری ڈال کر رہائی کا راستہ روک دیا گیا ہے۔ جب کہ آپ شیخ اقبال قتل کیس کے بعد قریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ پاکستان بھر کی جیلوں میں گزار چکے ہیں۔ اور اس کیس میں مشہور تفتیشی افسر ایس پی کرائم برانچ غلام محمد کلیار آپ کی تفتیش کر کے آپ کو بے گناہ تسلیم کر چکے ہیں۔ لیکن اب تازہ ترین اطلاع اور مصدقہ معلومات کے مطابق حکومت پنجاب نے آپ پر جھنگ کا ایک سات سال پرانا اور قتل کا کیس اور تقاریر و اسلحہ کی نمائش کے ستر کے قریب کیس ڈال دیئے ہیں جب کہ شیخ اقبال کیس میں ضمانت ہو چکی ہے۔

حکومت کا سپاہ صحابہ ؓ کے ساتھ معاندانہ رویہ

موجودہ حکمرانوں نے سپاہ صحابہ ؓ کے ساتھ اپنے اقتدار کے آغاز سے ہی انتقامی اور معاندانہ رویہ اختیار کر لیا ہے۔ غالباً وہ ایران کی وساطت سے تحریک جعفریہ کے ساتھ

Scanned with CamScanner

ہونے والے معاہدہ کو عملی جامہ پہنانے میں مصروف عمل ہیں۔ اس وجہ سے انہوں نے وہ قدم اٹھائے ہیں کہ جس کی سابقہ حکومتوں کے ادوار میں بھی مثال نہیں ملتی ہے۔ خلاف مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کی تین ماہ کی نظربندی کی مدت ختم ہونے کے بعد ایک پرانے بوگس کیس میں گرفتاری ڈال کر چوہنگ میں اذیت ناک اور کربناک لمحوں میں ستائے رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنا۔ مگر چیف جسٹس سپریم کورٹ کے آرڈروں سے مجبور ہو کر آپ کو جیل بھیجنا۔ اور صوبہ بھر میں سپاہ صحابہ ؓ کے اسیران کو اپنے علاقوں سے دور دور منتقل کر کے تمام جیلوں کو یہ آرڈر بھیجنا کہ ان کی ملاقاتوں پر پابندی لگا دی جائے۔ تاوقتیکہ ملاقاتی اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر سے سرٹیفکیٹ حاصل کر کے اصلی شناختی کارڈ کے ہمراہ جیل کے سپرنٹنڈنٹ کے سامنے پیش نہیں ہوتا۔ یہ وہ ظلم اور یکطرفہ کاروائی ہے کہ جس سے جیلوں میں موجود بڑے بڑے قاتل' ڈاکو اور ملک دشمن مجرم بھی محفوظ ہیں اور اب تازہ ترین اطلاع کے مطابق ڈپٹی کمشنر حضرات کو بھی اجازت ملاقات دینے سے روک دیا گیا ہے۔ قائد محترم اور ان کے ساتھیوں سے رمضان المبارک کے قبل سے لے کر تادم تحریر عید کے بعد تک کسی کی ملاقات نہیں کرائی گئی ہے۔

اسی طرح آئے دن نظربندیاں' کارکنوں کے گھروں پر چھاپے' سپاہ صحابہ ؓ کے لٹریچر اور قائدین کی تقاریر پر مبنی کیسٹوں کو ضبط کرنے کے اوچھے ہتھکنڈے اور خصوصاً یکم محرم الحرام کو پنجاب میں یوم شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر ہونے والی سرکاری تعطیل اور جمعہ المبارک کی تعطیل کا خاتمہ موجودہ حکمرانوں کی انتقامی پالیسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مگر اس طرح کے اوچھے ہتھکنڈے اور ظلم و ناانصافی پر مبنی ضابطوں سے نہ تو سپاہ صحابہ ؓ کے کارکن مشن چھوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی پریشان ہو کر ہمت ہار سکتے ہیں۔

اڈیالہ جیل راولپنڈی کے شب و روز

سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ کے نام فیکس و خطوط کے ذریعہ جماعت کے ذمہ داران کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا رہا کہ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ کو

Scanned with CamScanner

جیل سے جیل منتقل کیا جائے۔ اس اثناء میں شیعہ سنی فسادات میں تیزی آنے کے بعد چیف جسٹس صاحب نے شیعہ سنی رہنماؤں سے از خود ملاقاتیں شروع کر دیں۔ تو پاکستان کے مرکزی قائدین کے وفد نے بھی ان سے ملاقات کی اور مولانا اعظم طارق کے مقدمہ کے بارے میں بھی بات کی۔ آخر 19 اگست کو چیف جسٹس نے پنجاب حکومت کو آرڈر کیا کہ 20 اگست کو مولانا کو میرے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ اسی روز رات کے وقت بذریعہ جہاز آپ کو اسلام آباد لایا گیا اور اڈیالہ جیل بھیج دیا گیا دوسرے روز چیف جسٹس کے پاس لے جانے کے لئے سپریم کورٹ لے جایا گیا۔ جہاں چیف جسٹس کے چیمبر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ اور اس وقت وہاں پر پنجاب کے ہوم سیکرٹری شہزاد حسن اٹارنی جنرل پاکستان چوہدری محمد فاروق بھی بیٹھے تھے چیف جسٹس کا آپ سے پہلا سوال یہ تھا کہ آپ کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ مجھے سب جیل چونگ سے کسی دوسری جیل میں منتقل کیا جائے آپ یہ بتائیں کہ آپ کا یہ مطالبہ کس وجہ سے ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ جناب والا معذرت کے ساتھ میری عرض یہ ہے کہ آپ چونگ کے عقوبت خانہ کو سب جیل کا لقب نہ دیں کیونکہ 1۔ اگر وہ سب جیل ہوتی تو اسے جیل کا عملہ چلاتا (2) وہاں پر موجود اسیروں کو جیل والی قانونی سہولتیں ملتیں (3) وہاں سے تفتیش کے لئے ملزم کو نکلوانے کے لئے تفتیشی ٹیم کو مجسٹریٹ سے اجازت لینا پڑتی لیکن چونگ کو تو سی آئی ڈی کا عملہ چلاتا ہے۔ وہ دن رات میں جب چاہے اندھیری کوٹھڑی سے نکال کر تشدد کرتا ہے اور تفتیش کرتا ہے۔ وہاں ملاقات کی کوئی اجازت نہیں اور جیل والی کوئی سہولت نہیں۔ غرضیکہ جب آپ نے چونگ کے عقوبت خانہ کی بھیانک تفصیلات چیف جسٹس کے سامنے پیش کیں تو انہوں نے ہوم سیکرٹری سے پوچھا کیا ایسی جگہ کو آپ سب جیل قرار دے رہے ہیں۔ جواب میں ہوم سیکرٹری اور اٹارنی جنرل سوائے خاموشی کے کوئی جواب نہ دے سکے۔ اس موقع پر پاکستان میں شیعہ سنی فسادات کے عوامل پر تفصیلی بات چیت ہوئی جس سے چیف جسٹس بہت متاثر ہوئے۔ اور چیف جسٹس کے حکم کے بعد

Scanned with CamScanner

آپ کو اڈیالہ جیل منتقل کر دیا گیا۔

شیخ رشید احمد کی اڈیالہ جیل آمد اور ملاقات

7 ستمبر کو شیخ رشید احمد وفاقی وزیر برائے سیاحت و ثقافت اڈیالہ جیل دورہ پر پہنچے۔ تو عورتوں کے سوال پر اس نے تمام عورتوں کی بی کلاس کا آرڈر جاری کیا۔ ان عورتوں کا پہرہ چونکہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ اس لئے زنانہ وارڈ آپ کے سیکورٹی وارڈ میں منتقل کر دیا گیا۔ سیکورٹی وارڈ میں کافی گنجائش تھی اور آسانی سے بیشتر عورتوں کو بی کلاس کی سہولتیں مل گئیں۔ لیکن کارکنان سپاہ صحابہ جو اڈیالہ جیل میں قید تھے کو بھی قائد محترم کے ساتھ ہی زنانہ وارڈ میں بھیج دیا گیا جسے بعد میں سیکورٹی وارڈ کا درجہ دے دیا گیا۔

شیخ رشید احمد جب قائد محترم کے پاس آئے تو آپ نے اسے کافی کھری کھری سنائیں۔ مولانا نے فرمایا کہ جناب آپ نے اور آپ کی حکومت نے وہ کچھ کر دکھایا ہے جو بے نظیر حکومت بھی نہ کر سکی۔ شیخ رشید احمد نے کہا کہ ہمیں معلوم تھا کہ آپ ہمیں ہی کھری کھری سنائیں گے لیکن میرا کوئی قصور نہیں ہے چونکہ آپ کے ساتھ بہت اچھا وقت گزرا ہے اس لئے سلام کرنے حاضر ہوئے ہیں۔ اس کے بعد چوہدری تنویر (ایم پی اے) نے علامہ صاحب سے گفت و شنید کی اور کہا کہ میرے لئے کوئی حکم ہو تو فرمائیں بندہ حکم کی تعمیل کرے گا۔ قائد محترم نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ان کو رخصت کیا۔ دورے کے چند روز بعد آپ کو دوسرے مذکورہ بالا سیکورٹی وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا۔

گردے کا درد

6 اکتوبر بروز سوموار قائد محترم کو گردے کا شدید درد اٹھا جیل کے ڈاکٹر رانا نصیر احمد نے ڈرپ لگائی تو تکلیف مزید بڑھ گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے پھر فوراً (High Potency) انجکشن لگایا تو تکلیف میں فوری کمی ہو گئی اور آپ سکون سے سو گئے۔ ڈاکٹر نصیر احمد صاحب رات 3 بجے تک علامہ صاحب کے پہلو میں بیٹھے رہے۔ اطمینان کر لینے کے بعد بارش کے دوران ہی واپس چلے گئے۔ کیونکہ وقت کافی گزر چکا تھا۔ قائد محترم کو یہ عارضہ

Scanned with CamScanner

زندگی میں پہلی مرتبہ پیش آیا۔ الحمدللہ بعد میں اس طرح کی شدید تکلیف نہیں ہوئی۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کے ایک بورڈ کی رپورٹوں کے باوجود حکومت مولانا کے ٹیسٹ کروانے اور مکمل علاج کروانے سے گریزاں ہے۔

جیل کے معمولات

جرنیل سپاہ صحابہ" مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ نماز تہجد کے بعد قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے ہیں تمام اسیران ناموس صحابہ" مولانا اعظم طارق کی اقتداء میں نماز فجر ادا کرتے ہیں بعد از نماز فجر تمام ساتھی مل کر وظائف پڑھتے ہیں۔ پھر اشراق کے نوافل ادا کئے جاتے ہیں۔ صبح ناشتہ کے بعد اخبارات آجاتے ہیں قائد محترم اور تمام کارکن ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تقریباً بارہ بجے دوپہر کا کھانا کھاتے ہیں۔ نماز ظہر کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی ہے۔ آپ قرآن و حدیث کو عملی طور پر اپنانے' اعلیٰ اخلاق و حقوق العباد کی پابندی کا درس دیتے ہیں۔ نماز عصر سے پہلے مولانا صاحب خطوط کے جواب اور مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں۔ نماز عصر کے بعد علامہ صاحب روزانہ بیڈ منٹن کھیلتے ہیں۔ قائد محترم کے زخم اب الحمدللہ بالکل ٹھیک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت اچھی بیڈ منٹن کھیل لیتے ہیں۔ یہ کھیل تقریباً نماز مغرب تک جاری رہتا ہے۔ نماز مغرب کے بعد شام کا کھانا کھاتے ہیں۔ نماز عشاء سے پہلے قائد محترم تمام ساتھیوں سے گپ شپ' لطائف' واقعات و حکایات صحابہ" سناتے ہیں۔ اسی دوران آپ اپنا کتب کا مطالعہ اور خطوط کے جوابات لکھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں روزانہ اوسطاً 40 یا 50 خطوط آتے ہیں۔ نماز عشاء کے بعد تمام ساتھی قائد محترم کے ساتھ وظیفہ پڑھتے ہیں۔ بعد میں آپ دعا فرماتے ہیں قائد محترم تقریباً رات 10 یا 11 بجے تک مختلف مصروفیات میں مصروف رہتے ہیں۔ زیادہ تر کتب کا مطالعہ کرنے اور خطوط کے جواب دینے میں وقت گزارتے ہیں۔

رمضان المبارک کی آمد اور جیل کے معمولات

جرنیل محترم نے رمضان المبارک کی آمد سے ایک روز قبل فضائل رمضان پر

تفصیلی روشنی ڈالی۔ تمام کارکنوں کو اس بابرکت مہینے میں بھرپور برکات و ثمرات سمیٹنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کے روزانہ کے معمولات کچھ اس طرح سے ہیں کہ نماز تہجد پڑھ کر تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور نماز تراویح میں پڑھنے والا سوا پارہ نماز تہجد میں ہی تلاوت فرماتے ہیں۔ اذان فجر سے آدھا گھنٹہ پہلے سحری تناول فرماتے ہیں۔ نماز فجر قائد محترم کی اقتداء میں ادا کی جاتی ہے۔ علامہ صاحب اور تمام ساتھی تلاوت قرآن مجید، ذکر و اذکار، وظائف اور تسبیحات میں نماز اشراق تک مصروف رہتے ہیں۔ اشراق کے نوافل ادا کرنے کے بعد تمام حضرات کچھ دیر کے لئے آرام کرتے ہیں۔ مولانا اعظم طارق مدظلہ پندرہ پارے نماز اشراق سے پہلے تلاوت فرماتے ہیں۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد پھر تمام ساتھی اور قائد محترم نماز دھو کر تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ نماز ظہر تک جاری رہتا ہے نماز ظہر سے پہلے صلوٰۃ التسبیح پڑھتے ہیں۔ نماز ظہر کے بعد تلاوت، ذکر و اذکار کا دور شروع ہوتا ہے۔ قائد محترم نماز عصر تک تلاوت اور خطوط کے جوابات تحریر کرنے میں مگن رہتے ہیں۔ نماز عصر کے بعد پھر یاد الٰہی میں لمحات بسر ہوتے ہیں۔ اور آپ نماز مغرب تک مزید 25 پارے تلاوت فرما لیتے ہیں۔ افطاری کے ساتھ ہی شام کا کھانا کھا لیا جاتا ہے۔ نماز مغرب کے بعد اوابین کے نوافل ادا کئے جاتے ہیں۔ نماز عشاء تک پھر وہی یاد الٰہی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ نماز عشاء کے بعد قائد محترم خود ہی نماز تراویح کی امامت کراتے ہیں۔ اور پورا رمضان المبارک آپ کا روزانہ ایک قرآن سے زائد تلاوت کرنا معمول رہا۔

واقعہ ڈیرہ غازی خاں اور حکومت کا ظلم و ستم

26 دسمبر کو ڈیرہ غازی خاں کی جیل انتظامیہ کے غیر قانونی انداز اور مخصوص رویہ اور نااہلی کے سبب پانچ نوجوان جیل سے فرار ہو گئے۔ اس واقعہ کو بہانہ بنا کر حکومت پنجاب نے پورے صوبہ میں سپاہ صحابہؓ کے اسیروں کی ملاقاتوں پر مکمل پابندی لگا دی۔ جس سے اپنی اپنی جگہ تمام اسیران اور ان کے والدین، بیوی بچے، بہن بھائی اور جماعتی عہدیداران

Scanned with CamScanner

رہا کیان کو ازحد پریشانی کا سامنہ کرنا پڑا۔

اسیران کے دور دراز جیلوں میں تبادلے

حکومت نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انتقام کی آگ کو مزید ٹھنڈا کرنے کے لئے چاہ صحابہ ؓ کے اسیران کو ایک مرتبہ پھر دور دراز کی جیلوں میں منتقل کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس سے قبل اگست میں بھی ایک مرتبہ حکومت بہت ہی وسیع پیمانے پر یہ ہتھکنڈہ استعمال کر چکی تھی۔ اس وقت لاہور کی جیل کے صوبائی عہدیدران سپاہ صحابہ ؓ کو سیالکوٹ، بعض کو جہلم اور میانوالی منتقل کر چکی تھی۔ فیصل آباد والوں کو ملتان، ملتان والوں کو راولپنڈی اور فیصل آباد، بہاولپور والوں کو راولپنڈی، ڈیرہ غازی خاں وغیرہ میں بھیجا جا چکا تھا۔ اب پھر دوبارہ جیلوں کے تبادلے شروع کئے جانے لگے اور ماہ رمضان المبارک میں فیصل آباد جیل سے غازی حق نواز اور محمد اکرم قریشی کو سخت سردی میں پشت پر ہاتھ باندھ کر رات کو میانوالی جیل لے جایا گیا۔

ملاقاتوں پر بالکل پابندی، دور دراز جیلوں میں منتقلی کے بعد اب اگلا قدم یہ اٹھایا گیا کہ ایک ہی جیل میں اکٹھے رہنے والے اسیروں کو اس جیل میں الگ الگ وارڈوں میں بند کر کے ایک دوسرے سے جدا کرنا شروع کر دیا گیا اور جیل قوانین سے ہٹ کر جس پر ایک بھی مقدمہ ہے۔ اسے بھی بیڑیاں لگانا شروع کر دی گئیں اڈیالہ جیل میں ایسے بارہ ساتھیوں میں سے چھ ساتھیوں کو الگ بند کر دیا گیا۔ اور ایک ایک سیل میں ایک ایک شخص کو بند کر کے بیڑیاں پہنا دی گئیں جیل قوانین کے مطابق جس شخص پر ڈکیتی کا مقدمہ ہو یا کم از کم چار مقدمے ہوں اسے بیڑی لگائی جاتی ہے۔ یہاں ایک ایک مقدمہ والے ساتھیوں کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں۔

نماز جمعہ، تراویح اور باجماعت نماز سے محروم کرنا

اکثر جیلوں میں مساجد موجود ہیں جہاں اسیران باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں اور جمعہ و عیدین تک ادا کرتے ہیں لیکن سپاہ صحابہ ؓ کے اسیروں کو الگ الگ بند کر کے باجماعت

Scanned with CamScanner

نماز، نماز تراویح اور جمعہ تک سے محروم کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ عید کے روز بھی نماز عید باقی قیدیوں کے ہمراہ نہ پڑھنے دی گئی۔

وکلاء سے ملاقات پر پابندی

تمام تر پابندیوں کے بعد اگلی اہم پابندی یہ لگا دی گئی کہ کوئی اسیر اپنے وکیل سے بھی نہیں مل سکتا حالانکہ وکیل سے ملنا ایک ایسا حق ہے جسے حکومت بھی ختم نہیں کر سکتی کیونکہ یہ قیدی کو اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کا قانونی طور پر دفاع کرنے کا حق حاصل ہے اس کے بغیر تو اسے انصاف دیا ہی نہیں جا سکتا۔

مندرجہ بالا تمام پابندیاں لگا کر حتیٰ کہ وکلاء سے بھی رابطہ منقطع کر کے اب اگلا قدم حکومت نے یہ اٹھایا کہ جیلوں کے اندر دہشت گردی کی عدالتوں کی طرف سے مقدمات کی سماعتیں شروع کرا دیں۔ اور انہیں پابند کیا کہ وہ اول سات دن یا کم از کم ایک ماہ میں مقدمات کی سماعتیں کر کے فیصلے صادر کریں۔ اب ظاہر بات ہے کہ جب ملزم کی ملاقات اپنے گھر والوں اور وکلاء سے بند ہے تو وہ عدالت میں پیش ہو کر سوائے عدالت کا منہ تکنے کے اور کیا کر سکتا ہے دوسری طرف یک طرفہ طور پر تمام گواہیاں جاری ہیں۔ صرف قانونی تقاضہ پورا کرنے کے لئے ملزمان کو سرکاری وکیل بھی ان کی مرضی کے خلاف حکومت اپنی مرضی سے دیتی ہے تاکہ وہ مقدمہ کی ملزمان کی طرف سے صحیح پیروی نہ کریں نتیجتاً عدالتیں سزا سنا کر "عدل و انصاف" کا پرچم بلند کر کے دہشت گردی کے خاتمہ کا اعلان کرنے لگ جاتی ہیں۔

حکومتی زیادتیوں پر پہلا احتجاج

حکومت پنجاب کی طرف سے اسیران سپاہ صحابہؓ پر کی جانے والی زیادتیوں کے خلاف مولانا اعظم طارق مدظلہ نے سپرنٹنڈنٹ اڈیالہ جیل کی وساطت سے پنجاب انتظامیہ اور جیل حکام کو بار بار خطوط روانہ کئے کہ صوبہ بھر میں اسیران پر لگائی جانے والی پابندیوں کو ختم کیا جائے اور کم از کم جن اسیروں کے مقدمات کی جیلوں میں سماعتیں ہو رہی ہیں انہیں

Scanned with CamScanner

اپنے گھر والوں اور وکلاء سے ملنے کی اجازت دی جائے اور ان کی خواہش کے مطابق سرکاری وکیل دیئے جائیں۔ مگر اس کا نوٹس نہ لیا گیا۔ مولانا نے اس پر سخت احتجاج کرتے ہوئے ایک مرتبہ پھر خطوط رجسٹری کروائے۔

چیف جسٹس سپریم کورٹ و ہائی کورٹ کے نام خطوط

ادھر سے مایوس ہو کر آپ نے مندرجہ بالا سات اہم زیادتیوں کا ذکر کر کے چیف جسٹس سپریم کورٹ میاں محمد اجمل اور چیف جسٹس ہائی کورٹ پنجاب راشد عزیز صاحب کے نام خطوط رجسٹری کروائے کہ ہمارے اسیروں کو قانونی سہولتیں دلوانے کے لئے آپ اپنا کردار ادا کریں مگر کوئی عمل درآمد نہ ہوا۔

راولپنڈی ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن

اسلام آباد کے ذمہ دار جماعتی ساتھیوں کو بذریعہ خطوط تیار کیا کہ وہ ملاقاتوں پر پابندی کے خلاف ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن کے ذریعہ انصاف حاصل کریں انہوں نے وکیل کے ذریعہ رٹ داخل کرا دی۔ ہائی کورٹ نے 28 جنوری تک اس کا جواب دینے کے لئے جیل انتظامیہ کو آرڈر کیا۔ جنہوں نے حکومت پنجاب کے آرڈروں پر مبنی جواب بھیج دیا۔ مگر تاحال ایک ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود اس کی تاریخ ہی نہیں نکلی ہے۔ (اب چھ ماہ کے عرصہ کے بعد بھی تاریخ نہیں نکلی ہے)

اڈیالہ جیل سے اٹک تبادلہ

اڈیالہ جیل میں اسیران سپاہ صحابہؓ نے ہر طرف سے مایوس ہو کر جرنیل سپاہ صحابہؓ کے حکم سے استخارہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ چھ ساتھی جو الگ سیکورٹی وارڈ میں بند تھے مسلسل کئی روز تک استخارہ کرتے رہے۔ آخر اس بات پر اتفاق ہوا کہ کوئی بھی ساتھی جیل کی طرف سے ملنے والا کھانا نہیں کھائے گا اور مسلسل روزے رکھیں گے۔ سحری و افطاری کم سے کم اس خوراک سے کریں گے جو ہمارے پاس دستیاب ہوگی۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ اس طریقہ کے مطابق جمعہ 6 فروری کی سحری سے تمام اسیران سپاہ صحابہؓ نے اس بھوک ہڑتال کا آغاز کیا جو نہ تو خود کشی والی تھی اور نہ ہی اس میں کوئی ایسی بات تھی کہ جس پر شرعی طور پر ناجائز ہونے کا کوئی حکم لاگو ہو۔ ان اسیران میں سے بعض ساتھیوں نے روزہ نہ رکھ سکنے کا عذر کیا تو انہیں اجازت دے دی گئی کہ وہ کم سے کم خوراک استعمال کرتے رہیں کیونکہ حکومت پنجاب کی ہدایات پر دوسرے ہی روز تمام احتجاج کرنے والوں کا باضابطہ "ویٹ مشین" کے ذریعہ وزن معلوم کرنے بلڈ پریشر چیک کرنے نبض کی رفتار معلوم کرنے اور تمام رپورٹ بذریعہ فیکس حکومت پنجاب کو پہنچانے کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ خوراک تو استعمال کی جائے مگر اتنا خیال رکھا جائے کہ وزن میں کمی پیدا ہوتی رہے اس کے لئے بعض احباب روزانہ خوب ورزش بھی کرتے رہتے تھے تاکہ وزن میں کمی نظر آئے۔

جب چار دن تک یہی سلسلہ جاری رہا اور آپ کے وزن میں چار کلو کمی ہو گئی اور باقی ساتھی بھی وزن کم کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن احتجاج جاری رکھے ہوئے تھے کہ وزیراعلیٰ کے آرڈروں سے آپ کو اٹک جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں سخت اذیت کے ساتھ رکھنے کا آرڈر جاری ہوا۔ چنانچہ 10 فروری بروز منگل کی صبح سحری کے وقت آپ کو اٹھایا گیا اور سامان لے کر دوسری جیل چلنے کا حکم ملا آپ نے اس پر کہا کہ ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ طلوع آفتاب سے آدھ گھنٹہ قبل جب اٹک کی 100 سالہ پرانی جیل کی ڈیوڑھی میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ دوسری پولیس کی گاڑی کے ذریعہ ایک دوسرے ساتھی مقصود رزاق کو بھی لایا گیا۔ جو اڈیالہ جیل میں دوسرے وارڈ میں اکیلا بند تھا۔ اس جیل میں آپ دونوں کو الگ الگ وارڈوں کی تنگ و تاریک ایسی کوٹھڑیوں میں بند کر دیا گیا جہاں نہ پانی کا انتظام تھا نہ پیشاب وغیرہ کے لئے کوئی جگہ تھی۔

جرنیل سپاہ صحابہؓ پر بیماری کا حملہ اور حکمرانوں کی پریشانی

تین روز تک جیل کے گندے بدبو دار اور ٹاٹ نما باریک کمبلوں میں چوہیں گئے

کوٹھڑی میں گزارتے۔ بدن پر پہنے ہوئے ایک ہی سوٹ میں سخت سردی کا مقابلہ کرتے اور روزے رکھتے ہوئے 12 فروری جمعرات کو بعد عصر آپ پر مرض کا حملہ ہو گیا۔

اس مرض کی تشخیص کے لئے ڈاکٹروں کا ایک بورڈ جدید آلات لے کر پہنچ گیا۔ آپ کا معائنہ مکمل کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر پھر اس مرض کا حملہ ہو گیا تو زندگی کو سخت خطرہ لاحق ہو سکتا ہے انہوں نے اپنی تشویش سے تحریراً حکومت کو مطلع کر دیا جس سے پنجاب حکومت میں ہلچل مچ گئی۔

ان ایام میں بھی جیل انتظامیہ کی طرف سے سحری و افطاری کے لئے آپ کو گن کر 32 کھجوریں اور بسکٹوں کا ڈبہ دیا گیا۔ تین کھجوریں سحری اور دو سے تین کھجوریں افطاری کے وقت کھانا آپ کا معمول رہا۔ اور بسکٹوں کا ڈبہ ایسے ہی بند رہا۔

حکومت کا مطالبات منظور کرنے کا اعلان

وزیر اعلیٰ پنجاب کو جب آئی جی جیل خانہ جات نے آپ کے بارے میں ڈاکٹروں کی تحریری رپورٹ سے آگاہ کیا تو وہ پریشان ہو گئے اسی دوران ان کو دوسرے ذرائع یعنی ڈپٹی کمشنر اور ہوم سیکرٹری سے بھی اطلاعات مل گئیں تو انہوں نے آئی جی جیل خانہ جات سے کہا کہ مولانا کا احتجاج ختم کرائیں اور ان سے کہیں کہ آپ کے مطالبات منظور ہیں۔ رات دس بجے سپرنٹنڈنٹ مولانا کے پاس آئے کہ آپ کے مطالبات منظور کئے جاتے ہیں۔ احتجاج ختم کر دیں آپ نے کہا مطالبات پنجاب بھر کے اسیران کے لئے ہیں اور اس بات کی ضمانت کیا ہے کہ آپ وعدہ پورا کریں گے وہ واپس آگئے اور گیارہ بجے رات آئے کہ اس بات کی ضمانت مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ آپ کے رہنما دیں گے وہ صبح پہنچ رہے ہیں۔ آپ نے کہا ٹھیک ہے جب وہ آئیں گے میں احتجاج ختم کر دوں گا اس سے قبل کچھ نہیں ہو گا ادھر ڈاکٹروں کی ہدایات ادھر حکومت کی طرف سے منت و سماجت پر آپ نے کہا میں صبح کو اپنے ساتھی مقصود کے ساتھ مل کر کچھ دوائی وغیرہ کھالوں گا مگر جب قاسمی صاحب آئیں گے تب بات ہو گی۔

Scanned with CamScanner

حضرت قاسمی مدظلہ اور آپ کے بچوں کی آمد اور حضرت چنیوٹی سے ملاقات

مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ' جمعہ کے روز تونہ آسکے مگر بعد از جمعہ فیصل آباد سے چل کر ہفتہ کے دن اٹک جیل پہنچ گئے ادھر آپ کی اہلیہ اور بچے بھی پہنچ گئے مولانا قاسمی صاحب نے یقین دلایا کہ حکومت نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ آپ کے مطالبات منظور کئے جاتے ہیں آپ مطالبات تحریر کر کے مجھے اپنے نمائندہ بنا کر بھیجیں آپ نے بچوں سے ملاقات کے بعد حضرت قاسمی صاحب کو درج ذیل مطالبات لکھ کر اور اپنی طور سے اختیارات دینے کی تحریر لکھ کر دے دی۔ یہ وہی مطالبات ہیں جو اس سے قبل سپرنٹنڈنٹ اٹک جیل کی وساطت سے حکام بالا کو بھیجے جا چکے تھے۔ اس ملاقات کے گھنٹہ بعد حضرت چنیوٹی صاحب آگئے جنہوں نے بتایا کہ صوبائی وزیر قانون نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ مولانا جو مطالبات کریں گے ہم قبول کرتے ہیں حضرت کو بھی مطالبات درج ذیل لکھ کر دے دیئے۔

مطالبات

1۔ پنجاب کے تمام اسیران سپاہ صحابہ ؓ کو اپنے والدین' بیوی' بچوں' بہن بھائیوں اور قریبی عزیزوں اور وکلاء سے ہفتہ میں کم از کم ایک دن ڈی سی کی اجازت کے بغیر ملاقات کی عام اجازت ہو۔

2۔ دوستوں اور کارکنوں کو صرف ایک مرتبہ ڈی سی سے اجازت لینا ضروری ہو ہمیشہ اس اجازت نامہ کی فوٹو کاپی پر ملاقات کی عام اجازت ہو۔

3۔ جیلوں میں اسیران سپاہ صحابہ ؓ کو ایک جگہ رکھا جائے عام قیدیوں کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت' جمعہ اور عیدین کی اجازت دی جائے۔

4۔ تمام اسیران کو ان کے آبائی ضلع کی جیلوں میں رکھا جائے۔

Scanned with CamScanner

بن ایران کے مقدمات جیلوں میں سماعت ہو رہے ہیں۔ انہیں ان کی خواہش کے مطابق سرکاری وکیل دیئے جائیں۔

موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داری

مولانا اعظم طارق مدظلہ' کا اس وقت کارکنوں سے صرف خطوط کے ذریعے رابطہ ہوتا ہے۔ اور وہ خطوط بھی جیل کا عملہ پہلے چیک کر کے پھر انہیں دیتا ہے۔ اور اکثر خطوط روک لئے جاتے ہیں۔ اور مولانا واپسی جوابات لکھتے ہیں انہیں سختی سے چیک کر کے پھر پوسٹ کیا جاتا ہے۔

ایسے حالات میں جماعت کے کارکنوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ سپاہ صحابہ" کی باہر کی قیادت کی پالیسیوں پر سختی سے عمل پیرا ہوں۔

عیدالفطر سے دو روز قبل قومی اخبارات میں مولانا اعظم طارق مدظلہ' کی طرف سے جو بیان شائع ہوا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اصحاب رسول" کی عزت و ناموس کی خاطر ایک بار پھر کیا وہ عمر بھر کی عیدیں جیل میں گزار دیں گے مگر اپنے مشن سے نہیں ہٹیں گے۔

اس بیان میں مزید مولانا نے فرمایا کہ پنجاب کی حکومت کی طرف سے قائم کردہ علماء بورڈ نے ستر سے زائد شیعہ کتب پر پابندی لگانے کا فیصلہ دے کر ہمارے موقف کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ واقعی اب تک سپاہ صحابہ" جس بات پر احتجاج کرتی چلی آئی ہے۔ وہ بات حقائق پر مبنی ہے۔

تو حقیقتاً پاکستان میں ایسا زہریلا لٹریچر موجود ہے۔ جس کا ایک ایک صفحہ ازواج مطہرات اور اصحاب رسول" کی توہین و گستاخی سے لبریز ہے۔ ایسی صورت میں ہم اپنا مشن اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک گستاخان صحابہ" کو مرتد قرار دے کر اس ملک میں ان کو سزائے موت دینے کا قانون نہیں بن جاتا۔

Scanned with CamScanner

دسواں باب

☆ ----- دفاع صحابہؓ و حق نواز شہید" کانفرنسیں

☆ ----- مینار پاکستان لاہور 16 مارچ 1990ء

☆ ----- اسلام آباد 2 جون 1991ء

☆ ----- نشتر پارک کراچی 24 اپریل 1992ء

☆ ----- پشاور 23 اپریل 1993ء

☆ ----- کوئٹہ 1 جولائی 1994ء

Scanned with CamScanner

پہلی دفاع صحابہؓ و حق نواز شہید کانفرنس مینار پاکستان لاہور

16 مارچ 1990ء

22 فروری 1990ء کو امیر عزیمت، شیر اسلام علامہ حق نواز جھنگوی نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مولانا کی شہادت کے بعد علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) کو شہید ناموس صحابہؓ کا جانشین منتخب کیا گیا۔ علامہ فاروقی صاحب بصیرت، صاحب علم، اور صاحب قلم شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ سپاہ صحابہؓ پنجاب کے سرپرست اعلیٰ اور جھنگوی شہید کے اسیری کے ایام میں متعدد مرتبہ قائم مقام سرپرست اعلیٰ بھی رہ چکے تھے۔

مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) نے سپاہ صحابہؓ کی قیادت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے امیر عزیمت کی طرف سے اعلان کردہ آل پاکستان دفاع صحابہؓ کانفرنس کا وقت اور تاریخ نہ بدلنے کا فیصلہ کر کے کانفرنس کو کامیاب بنانے کی بھرپور تیاری شروع کر دی۔ یہ کانفرنس شہید ناموس صحابہؓ کی دلی تمنا تھی جو کہ ان کی زندگی میں پوری نہ ہو سکی۔ لیکن ان کے جانشین نے ان کی شہادت کے چوبیس روز بعد پوری کر دکھائی۔ کانفرنس مقررہ تاریخ کو بمطابق فیصلہ و اعلانات و اشتہارات مینار پاکستان کے وسیع و عریض میدان میں پورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ مولانا محمد اعظم طارق نے کراچی اور سندھ میں اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھرپور مہم چلائی اور 14 مارچ کو کراچی سے ایک ٹرین میں سینکڑوں کارکنوں کے جلوس کے ہمراہ اس کانفرنس کے لئے لاہور روانہ ہوئے۔ راستہ میں سپاہ صحابہؓ کے سینکڑوں مزید کارکن اس کاروان میں شامل ہوتے گئے اور ہر سٹیشن پر مشن جھنگوی کے نعرے بلند ہوتے رہے۔

کانفرنس سے کم از کم سو سے زائد مقررین، خطباء، مشائخ، مذہبی سکالر، اور کئی تنظیموں کے نمائندگان اور اعیان امت نے خطاب فرمایا۔ اور شیعہ جارحیت اور فتنہ خمینی کے خلاف اہلسنت کو متحد ہو کر کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ ایرانی انقلاب کو پاکستان میں برآمد کرنے کی سازشوں اور خمینی کی صحابہؓ دشمنی کا پردہ چاک کیا گیا۔ صحابہ کرامؓ کے

Scanned with CamScanner

خلاف چھپنے والے لٹریچر کو بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ سینکڑوں علماء کرام اور آخری نشست کے 80 ہزار سے زائد اجتماع میں سپاہ صحابہؓ کے نصب العین اور آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا گیا۔ کانفرنس سے علامہ جھنگوی کے بڑے صاحبزادے اظہار الحق کی تقریر پر ہزاروں کا مجمع دھاڑیں مار کر رونے لگا۔

اظہار الحق کی تقریر کا مکمل متن

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

صاحب صدر، گرامی قدر، معزز سامعین!

آج مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرے والد محترم حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ شہید نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے امت مسلمہ کو شیعت کے بین الاقوامی فتنہ کے خلاف متحد ہونے کی سوچ نصیب فرمادی۔

میرے بھائیو، بزرگو!

مجھے اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ میرے والد محترم اس دنیا سے تشریف لے گئے بلکہ وہ تو ایک کامیابی کی زندگی گزار کر عزت والی موت پا گئے افسوس تو مجھے اس بات کا ہو گا کہ اگر اب بھی اہلسنت نے اپنی غفلت کی چادر نہ اتاری، اب بھی اپنے فروعی اختلافات کو ختم نہ کیا، مجھے اپنی امی کی بیوہ ہونے کی کوئی فکر نہیں افسوس تو مجھے اس بات کا ہے کہ میری اور آپ کی امی عائشہ صدیقہؓ کے دوپٹے کو کوئی تحفظ حاصل نہیں ہے۔ آج مجھے میدان بدر کے چھوٹے بچے معاذؓ اور معوذؓ یاد آ رہے ہیں جنہوں نے اسلام سے سب کے بڑے دشمن ابوجہل کی قوت کو پامال کیا تھا۔ آج میں بھی یہ عہد کرتا ہوں کہ دور حاضر کے اسلام کے دشمن، امی عائشہ صدیقہؓ کے دشمن، یا تو اپنے کفر سے توبہ کر لیں ورنہ میں (انجمن) سپاہ صحابہؓ کا پرچم تھام کر ان کی تمام طاغوتی قوتوں کو نست و نابود کر دوں گا۔

Scanned with CamScanner

میرے والد محترم نے جو نعرہ کافر کافر شیعہ کافر کا نعرہ بلند کیا تھا۔ آج میں بھی وہ نعرہ بلند کرتا ہوں کہ شیعہ کل بھی کافر تھا شیعہ آج بھی کافر ہے۔ یہی میرے والد محترم کا پیغام تھا۔ ایک بار میں بھی شہید" رحمتہ اللہ کا مشن دہرانا چاہوں گا۔ ان کا مشن یہی تھا کہ جس طرح ایران شیعہ اکثریت کی بنیاد پر شیعہ اسٹیٹ کہلاتا ہے اسی طرح پاکستان بھی سنی اکثریت کی بنیاد پر سنی اسٹیٹ کہلانا چاہیے۔ پاکستان کا صدر' وزیر اعظم' وزیر اعلیٰ' ڈی۔ سی' ایس۔ پی' ایس۔ سی' چیف جسٹس' فوج کا سربراہ سنی ہونا چاہیے۔

میرے بھائیو! مجھے امید ہے کہ آپ سب دوست پاکستان کو سنی اسٹیٹ بنانے کے لئے اپنی کوششیں تیز کر دیں گے اور جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میدان میں نکلیں گے اور اپنی منزل پالیں گے۔ آخر میں یہ شعر کہتا چلوں

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

کانفرنس میں شریک جماعتیں' راہنما' خطباء

1۔ مولانا محمد کی حجازی صاحب (سعودی عرب)
2۔ مولانا محمد اجمل صاحب (جمعیت علماء اسلام)
3۔ مولانا ضیاء القاسمی صاحب (چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ" پاکستان)
4۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب (ایم۔ پی۔ اے)
5۔ اعجاز الحق صاحب (ایم۔ این۔ اے)
6۔ ہاشم اختر صاحب
7۔ مولانا عبدالرحمان اشرفی صاحب
8۔ مولانا عبدالقادر آزاد صاحب (خطیب بادشاہی مسجد لاہور)
9۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب
10۔ مولانا ایثار القاسمی (شہید)

Scanned with CamScanner

11۔ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ

12۔ مولانا عبیداللہ چترالی صاحب

13۔ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب

14۔ مولانا سید نفیس حسین شاہ صاحب (خلیفہ مجاز عبدالقادر رائے پوری صاحب)

15۔ مولانا محمد اعظم طارق مرکزی ڈپٹی سیکرٹری سپاہ صحابہ

16۔ مولانا سید امیر حسین گیلانی صاحب (جمعیت علماء اسلام)

17۔ مولانا ارشد حسین ثاقب صاحب (مرکزی سیکرٹری اطلاعات)

18۔ اظہار الحق صاحب (فرزند جھنگوی شہید)

19۔ مولانا حنیف جالندھری صاحب

20۔ مولانا محمد اجمل قادری صاحب

21۔ مولانا امین الحسنات صاحب (فرزند پیر کرم شاہ الازہری)

22۔ علامہ یعقوب ہاشمی صاحب

23۔ مولانا نور علی دہلوی صاحب

24۔ مولانا اللہ وسایا قاسم صاحب

25۔ مولانا جان محمد صاحب

26۔ مولانا جمیل احمد صاحب

27۔ قاری فتح محمد صاحب

28۔ مولانا عبدالصمد آزاد صاحب (شہید) لیہ

29۔ حافظ طاہر محمود اشرفی صاحب

30۔ قاری جمشید اقبال صاحب

31۔ قاری تاج محمد صاحب

32۔ قاری جاوید اقبال صاحب

Scanned with CamScanner

33- قاری غلام محمود صاحب
34- سرفراز نیازی صاحب
35- یوسف مجاہد صاحب (جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ" پاکستان)
36- مولانا قاضی احسان الحق صاحب

کے علاوہ سینکڑوں علماء کرام' مشائخ دانشور' اور مختلف مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین نے شرکت فرمائی۔ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید") نے اس عظیم کانفرنس میں جو تقریر کی اس کے چند اقتباسات نقل کرنا مناسب ہو گا۔

دفاع صحابہ" کانفرنس لاہور کی تقریر کے اقتباسات

(۱) میرے واجب الاحترام قابل صد احترام علماء کرام!

پاکستان میں سپاہ صحابہ" کا یہ تاریخ ساز اجتماع مولانا حق نواز کی شہادت کے بعد شیعہ کو یہ باور کرانے کے لئے کافی ہے کہ جس جگہ پر ہمیں شہید ناموس نے کھڑا کیا تھا ہم اسی جگہ پر موجود ہیں۔ میرے ساتھیو! شیعہ کا کفر پوری دنیا میں سورج کی طرح روشن ہو چکا ہے۔ اور اس سلسلے میں میں سب سے کٹھن کام' سب سے مشکل کام وہ تھا جس میں شیعہ کے کفر کو پاکستان کے سٹیج پر بلند کرنا تھا۔ اور اس کفر کو چوراہے پر ننگا کر کے حق نواز جھنگوی" خلفاء راشدین کی وکالت کرنے والا خود انہیں کے حضور پہنچ چکا ہے۔

میرے ساتھیو!

آج کی یہ کانفرنس پاکستان اور ایران کے شیعہ کو یہ باور کرانے کے لئے کہ مولانا حق نواز جھنگوی" کا مشن زندہ ہے شیعہ کو کافر جس طرح حق نواز جھنگوی" نے کہا اس طرح ان کے کفر کا مقدمہ ان کے کفر کا اعلان' ان کے کفر کا دعوی' ان کے کفر کا کیس' سپاہ صحابہ" پوری دنیا میں پیش کر کے رہے گی خمینی قبر سے بھی نکل کر آ جائے اور پاکستان کا شیعہ الٹا لٹک جائے سپاہ صحابہ" کے ایک بچے کو بھی اپنے موقف سے نہیں روک سکتا۔ (نعرے)

Scanned with CamScanner

(2) میرے ساتھیو..... حق نواز جھنگوی" پاکستان کا وہ مرد قلندر تھا جو مجدد الف ثانی" کی تمناؤں کا پیامبر تھا شاہ ولی اللہ" کی آرزوؤں کا محور تھا۔ امام غزالی" کے فلسفہ اسلام کا ہدی خواں تھا۔ ابو حنیفہ" کی عظمت کا پیکر تھا۔ احمد بن حنبل" کے استقلال کا پیکر تھا۔ صحابہ" کی عظمت کا نقش تھا۔ اس نے مصلحت کو چھوڑا اس پر قتل کے مقدمے قائم ہوئے' اس کو گالیاں دی گئیں اس کو برا کہا گیا' اس کا راستہ روکا گیا' اس کے داخلے بند کئے گئے' اس کو جیل میں ڈالا گیا' لیکن وہ جیل میں جا کر بھی' قتل کے مقدمے سہہ کر بھی' وہ دکھ اٹھا کر بھی نبوت کے اس مشن کی تکمیل کرتا رہا' شیعہ کو للکارتا رہا' ایران کو للکارتا رہا' اس کے پاس اخبار ہوتا وہ اخبار میں چیختا' اس کے پاس ریڈیو ہوتا وہ ریڈیو میں چیختا' اس کے پاس ٹیلی ویژن ہوتا وہ ٹیلی ویژن میں چیختا' اس کے پاس کتابیں ہوتیں وہ کتابوں میں چیختا اس کے پاس اسٹیج تھا۔ اس نے کفن باندھا میدان میں اتر آیا' اس نے کفن باندھا' سر پر کفن باندھ کر چلتا چلا گیا' بڑھتا چلا گیا اور جب اس نے جان دے دی تو پاکستان کا مصلحت پسند سنی کہنے لگا کہ حق نواز" سچا تھا اور اس کو ہوش آیا کہ حق نواز تو وارث نبوت کی ذمہ داری پوری کر رہا تھا۔ (نعرے)

(3) میرے ساتھیو..... میں آج اس اجتماع میں اپنے مرحوم قائد مولانا حق نواز کا وہ مقدمہ پیش کرنا چاہتا ہوں شیعہ نے پورے ملک میں شور مچایا' لیکن میں آج اس اجتماع میں ساجد نقوی کو' ایران کے (صدر) رفسنجانی کو' ایرانی حکومت کو' پاکستان کے شیعہ کو چیلنج کرتا ہوں کہ تم توحید کے دشمن ہو' رسول" کے دشمن' صحابہ" کے دشمن' اہل بیت کے دشمن' حق نواز جھنگوی" کی شہادت کے بعد ضیاء الرحمان فاروقی تم پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے تمہیں اعتراض ہے تو میں حق نواز کی طرح اسی چیلنج کا اعلان کرتے ہوئے تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ آؤ سپریم کورٹ میں ہم پر مقدمہ کرو' ہائی کورٹ میں مجھ پر مقدمہ کرو' سیشن کورٹ میں مقدمہ کرو' اگر تم مقدمہ نہیں کرتے بے نظیر مقدمہ کرے نواز شریف مقدمہ کرے کہ سپاہ صحابہ" اور اس کا نیا سربراہ ہمیں کافر کہتا ہے آؤ تم بھی عدالت میں

Scanned with CamScanner

آؤں بھی عدالت میں آؤں گا میں حق نواز کے شاگرد اور رفیق کی حیثیت سے تمہارا کفر
ہم کورٹ میں ثابت نہ کروں میری سزا گولی ہے مجھے تختہ دار پر لٹکا دیا جائے۔ (نعرے)
میرے ساتھیو!..... ہم سپاہ صحابہؓ کو ہر سطح پر منظم کریں گے اور سال
(۹۱) میں کئی زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر شائع کر کے شیعہ کے کفر کا چرچہ گلی گلی میں
کریں گے کوچے کوچے میں کریں گے' اسی راستہ میں یا تو مر جائیں گے یا شیعہ کو ناک چنے
چبوا جائیں گے۔

دوسری انٹرنیشنل حق نواز شہیدؒ کانفرنس اسلام آباد اور مولانا اعظم طارق کا نائب سرپرست منتخب ہونا

2 جون 1991ء کو سپاہ صحابہؓ پاکستان کی طرف سے "انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس" کے نام سے اسلام آباد کی تاریخ کا سب سے بڑا مذہبی اجتماع ہوا۔ 22 فروری 1990ء قائد و بانی شہید ملت اسلامیہ مولانا حق نواز جھنگویؒ نے جام شہادت نوش کیا۔ اور اسی مناسبت سے شہادت کے ایک سال بعد "انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس" ہونے کا اعلان 23 فروری 1991ء کو ہوا جسے خلیج کی جنگ کے پیش نظر ملتوی کرنا پڑا۔ امیر عزیمت شہید ناموس صحابہؓ کی زندگی بھر آرزو رہی کہ مینار پاکستان لاہور کے سایہ تلے "آل پاکستان دفاع صحابہؓ کانفرنس" کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کی جائے اور ان کے دشمنوں کی مذمت کی جائے۔ کانفرنس کی حد تک تو ان کی خواہش 16 مارچ 90ء کو پوری ہوئی۔ لیکن وہ خود اس سے خطاب نہ کر سکے۔ جب کہ کانفرنس کا اعلان انہوں نے خود اپنی زندگی میں ہی کر دیا تھا۔ لیکن انہیں کانفرنس سے چوبیس روز قبل ہی تحفظ ناموس رسالت و صحابہؓ کی پاداش میں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ امیر عزیمت مولانا حق نواز اس کانفرنس کے ذریعے سپاہ صحابہؓ کا نعرہ اونچے ایوانوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد سپاہ صحابہؓ کی قیادت کا نہ ہونے والا خلا پیدا ہو گیا اس خلا کو پر کرنے کے لئے مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمان

Scanned with CamScanner

فاروقی (شہید") جنہوں نے جھنگوی شہید کی اسیری کے دنوں کے دوران بطور قائم مقام سرپرست سپاہ صحابہ" کی ذمہ داریاں احسن طریقہ سے انجام دی تھیں۔ ان کو سپاہ صحابہ" کا سرپرست اعلیٰ اور مولانا ایثار القاسمی (شہید") کو نائب سرپرست اعلیٰ منتخب کر لیا گیا۔ علامہ جھنگوی کی شہادت کے بعد سپاہ صحابہ" اور علماء اہلسنّت پر ایک انجانا خوف طاری ہو چکا تھا اور بڑے بڑے نامور علماء کرام سپاہ صحابہ" کی قیادت کے منصب کو موت کی وادی تصور کرتے ہوئے کتراتے تھے۔ علامہ فاروقی نے سپاہ صحابہ" کی قیادت کا منصب سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے امیر عزیمت کی طرف سے اعلان کردہ آل پاکستان دفاع صحابہ" کانفرنس کا وقت اور تاریخ کو نہ بدلنے کا فیصلہ کر کے کانفرنس کی تیاریاں شروع کر دیں۔

الحمدﷲ! وہ کانفرنس توقع سے زیادہ کامیاب رہی اور شیعت کا کفر مینار پاکستان کے سائے تلے ننگا کیا گیا۔ اس کانفرنس نے سپاہ صحابہ" کے کارکنوں کے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیا۔ "انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس" کا مقصد سپاہ صحابہ" پاکستان کا مشن نچلے طبقے کے بعد اونچے ایوانوں تک پہنچایا اور دنیائے اسلام کو باور کرانا تھا کہ اصحاب رسولؐ کے دشمن کا محمدی اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ امیر عزیمت کی شہادت سے لے کر انٹرنیشنل حق نواز کانفرنس تک سپاہ صحابہ" پاکستان جن مصائب و آلام کا شکار رہی آگ اور خون کا دریا عبور کیا۔ 30 نوجوانوں کے لاشے کندھوں پر اٹھائے 16 ایم۔ پی۔ او سے لے کر 302 تک کے جھوٹے مقدمات برداشت کئے اس کی ایک الگ داستان ہے۔

سپاہ صحابہ" پاکستان نے ملک میں صحابہ کرام" و اہل بیت عظام کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے جو انقلابی خدمات انجام دی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سپاہ صحابہ" نے اپنے کارکنوں کا ہی نہیں بلکہ قائدین کا خون دے کر اس تحریک کو جلا بخشی ہے علامہ جھنگوی" و قاسمی" کی شہادت اور اس کے بعد دیگر علماء کرام اور کارکنوں کی شہادت اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ یہ تحریک ایک دن ضرور رنگ لائے گی اور پاکستان ایک دن ضرور سنی اسٹیٹ بن جائے گا۔ امیر عزیمت کی خدمات کو انٹرنیشنل سطح پر اجاگر کرنے اور

Scanned with CamScanner

مشن سپاہ صحابہؓ کو عام طور پر منوانے کے لئے اسلام آباد میں کانفرنس کا انعقاد کرنے کا اعلان کر کے تیاری شروع کر دی گئی۔ مورخہ 20 جنوری کو راولپنڈی کے کوہاٹی بازار میں قائم جامعہ فرقانیہ میں مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں دو اہم فیصلے کئے گئے

1۔ مولانا اعظم طارق کو نائب سرپرست اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

2۔ انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس کی تاریخ 2 جون قرار پائی اور تیاریاں شروع کر دی گئیں۔

یکم جون کو جماعت کا ایک اہم وفد وزیر داخلہ چوہدری شجاعت اور میاں شہباز شریف کو ملا کافی بحث و تمحیص کے بعد جامع مسجد لال کے متصل کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت مل گئی۔ 2 جون صبح ہی سے ملک بھر سے آنے والے بسوں، ویگنوں کی چھتوں پر بیٹھے ہوئے جوشیلے نعرے لگانے والے نوجوانوں کے قافلے اسلام آباد داخل ہونا شروع ہو گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف سے سپاہ صحابہؓ کے پرچموں کے سائے نے پاکستان کے دارالخلافہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

شام تک کانفرنس میں شریک مذہبی اسکالر، ممبران اسمبلی، اہلسنت کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے مشن جھنگوی کی اہمیت و ضرورت پر خطاب فرمایا۔ آخر میں چھ بج کر پانچ منٹ پر قائد سپاہ صحابہؓ مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) کا خصوصی خطاب ہوا جو پچیس منٹ جاری رہا۔

کانفرنس میں شرکت کرنے والی جماعتیں۔ راہنما شخصیات

1۔ مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی (سعودی عرب)

2۔ سینٹر مولانا سمیع الحق صاحب (جمعیت علماء اسلام)

3۔ سینٹر حافظ حسین احمد صاحب (مرکزی راہنما جمعیت علماء اسلام ف)

4۔ مولانا اللہ یار ارشد صاحب (مجلس احرار پاکستان)

5۔ مولانا عبدالغفور حقانی صاحب (شجاع آباد)

Scanned with CamScanner

6۔ مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب (چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ" پاکستان)

7۔ مولانا عبدالقادر آزاد صاحب (خطیب بادشاہی مسجد لاہور)

8۔ مولانا سید امیر حسین گیلانی صاحب (امیر جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب)

9۔ مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب مہتمم جامعہ خیرالمدارس ملتان

10۔ مولانا عبدالمجید ہزاروی صاحب

11۔ مولانا قاضی احسان الحق صاحب

12۔ مولانا عبیدالرحمان ضیاء صاحب (آف کمالیہ)

13۔ علامہ علی شیر حیدری صاحب (موجودہ سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ" پاکستان)

14۔ مولانا حافظ زبیر احمد ظہیر صاحب (اہلحدیث راہنما)

15۔ پروفیسر ساجد میر صاحب (اہلحدیث)

16۔ صاحبزادہ عبدالرحمٰن نقشبندی صاحب

17۔ مولانا سید غلام نبی شاہ صاحب

18۔ مولانا بشیر احمد گولڑوی صاحب

19۔ قاری حفیظ الرحمٰن ہزاروی صاحب

20۔ مولانا عبدالغفور حقانی صاحب (سیکرٹری جنرل مجلس علماء اہلسنت)

21۔ مولانا عبدالستار توحیدی صاحب

22۔ قاری عبدالمنان عثمانی صاحب (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

23۔ مولانا سید محمد شاہ صاحب (نائب صدر سپاہ صحابہ" پاکستان)

24۔ میاں عطاء محمد قریشی صاحب (ایم۔ این۔ اے)

25۔ سلطان مولانا محمود ضیاء صاحب

26۔ محمد اسلم کھیل (ایم۔ این۔ اے)

27۔ مولانا غلام عباس نوری صاحب (بریلوی راہنما)

Scanned with CamScanner

28۔ مولانا سید چراغ الدین صاحب
29۔ محمد یوسف مجاہد صاحب (جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ ؓ پاکستان)
30۔ عبدالماجد صاحب (نعت خواں)
31۔ ملک عمر فاروق صاحب (سابق چیف آرگنائزر سپاہ صحابہ ؓ اسٹوڈنٹس پاکستان)
32۔ طاہر جھنگوی صاحب
33۔ مولانا اللہ وسایا صاحب
34۔ مولانا محمد قاسم قاسمی صاحب
35۔ مولانا تاج محمد مکی صاحب (آف کراچی)
36۔ مولانا محمد احمد مدنی صاحب (کراچی)
37۔ محمود اقبال صاحب (جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ ؓ پنجاب)
38۔ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید ؒ) سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ ؓ پاکستان
39۔ مولانا محمد اعظم طارق صاحب (ایم۔ این۔ اے) نائب سرپرست اعلیٰ

کے علاوہ سینکڑوں علماء کرام نے بھی شرکت فرمائی۔

مولانا محمد اعظم طارق نے فرمایا

مولانا محمد اعظم طارق نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ ؓ پاکستان نے کانفرنس کی پہلی نشست کی اختتامی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا چاہیں۔ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمارے کسی قافلہ کو نہیں روکے گی۔ مگر ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ ہماری تقریباً سو بسوں کو راستے میں روک لیا گیا ہے۔ تقریباً ہمارے دو سو کارکن بہاولپور میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج سہ پہر تین بجے تک ہمارے تمام گرفتار کارکنوں کو رہا نہ کیا گیا اور ہماری روکی ہوئی بسوں کو نہ چھوڑا گیا تو پھر ہم انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہوں گے۔ اور حکومت سے ہمارا کوئی معاہدہ باقی نہیں رہے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس کانفرنس میں ہر طبقہ کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ یہاں دیوبندی، بریلوی،

Scanned with CamScanner

اہلحدیث' قائدین اور کارکن شرکت فرمائے ہوئے ہیں۔ دوسری نشست کی افتتاحی تقریر قائد سپاہ صحابہ " مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید") نے فرمائی جو من و عن شائع کی جارہی ہے۔

مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

خطبہ مسنونہ کے بعد .....

میرے بھائیو!

سپاہ صحابہ " کے اس عظیم اجتماع میں تمام دور دراز سے آنے والوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور ساتھ ساتھ وفاقی حکومت' وزارت داخلہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے پاکستان کے پورے ملک کو ایک خون ریز جنگ سے بچالیا ہے کہ آج اگر سپاہ صحابہ " کے قافلوں کو اسلام آباد میں داخلے کی اجازت نہ دی جاتی تو محرم سمیت پاکستان کا امن تباہ ہو جاتا۔ اس پر میں وزارت داخلہ کو بھی مبارک باد دیتا ہوں کہ اس نے بے شک دیر سے سہی لیکن عقل کے ناخن لے کر اہلسنت کے اس تاریخی اجتماع کو اسلام آباد میں منعقد ہونے کی اجازت دی ہے۔

میرے بھائیو!

میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ وقت مختصر ہے ایک دو میری گزارشات پر غور فرمائیں میرے قائد مولانا حق نواز جھنگوی کو شہید ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ سپاہ صحابہ " نے منزل بہ منزل ترقی کی ہے۔ سپاہ صحابہ " پاکستان کی وہ جماعت ہے۔ جس نے بریلوی' دیوبندی' اہلحدیث' کے تنازعات کو ختم کر کے تمام اہلسنت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سپاہ صحابہ " اس ملک کی نمائندہ سنی تنظیم ہے۔ سپاہ صحابہ " حکومت سے کوئی بھیک نہیں مانگتی۔ سپاہ صحابہ " کوئی بے جا مطالبہ نہیں کرنا چاہتی۔ سپاہ صحابہ " حکومت سے یہ چاہتی ہے کہ ایران میں چالیس فیصد اہلسنت

Scanned with CamScanner

ہے لیکن دس لاکھ کی تہران کی آبادی میں ایک مسجد بھی سنیوں کو بنانے کی اجازت نہیں ہے کل پورے پانچ کروڑ کی آبادی میں پونے کروڑ سنی آباد ہیں۔ لیکن نہ ان کے لئے کوئی وزارت ہے نہ سفارت ہے نہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا عہدہ ہے۔ پارلیمنٹ کی ممبری بھی نہیں ہے۔ حتی کہ بلدیہ کا کوئی چیئرمین سنی نہیں بن سکتا ہے۔

میرے بھائیو!

ایران کے دستور کی شق نمبر12 میں درج ہے کہ ایران کا صدر' وزیر اعظم' سفراء' وزراء ہائی کورٹ کے جج شیعہ اثنا عشری ہوں گے اگر ایران کے دستور میں یہ بات شامل ہو سکتی ہے۔ تو پاکستان کے دستور میں یہ بات کیوں شامل نہیں ہو سکتی ہے۔ جب کہ یہ پاکستان اسلام کی بنیاد پر بنا ہے۔ اسلام کے نظریہ پر بنا ہے۔ اور اس پاکستان کے لئے اسلام نافذ کرنے کے لئے لاکھوں انسان جانیں دے چکے ہیں چوالیس سال ہوئے ملک بنا۔ 1956ء کا دستور بنا نام اسلام کا لیا گیا اسلام نہیں آیا۔ 1962ء کا دستور بنا نام اسلام کا لیا گیا اسلام نہیں آیا 1973ء کا دستور بنا نام اسلام کا لیا گیا اسلام نہیں آیا۔ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار پایا اسلام نہیں آیا۔ جنرل ضیاء الحق اس ملک کے اقتدار پر آئے زکوۃ آرڈیننس جاری کیا گیا۔ صلوۃ کمیٹیاں بنائی گئیں۔ لیکن اس ملک میں اسلام نہیں آیا۔ نواز شریف آئے شریعت بل کی بنیاد پر آئے۔ پانچ مہینے ہو گئے شریعت چاہنے کے باوجود' نماز پڑھنے کے باوجود اسلام نہیں آیا۔ چوالیس سال ہو گئے۔ میں سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام چاہتے ہو اسلام نہیں آتا۔ اسلام مانگتے ہو اسلام نہیں آتا۔ اسلام کو بلاتے ہو اسلام نہیں آتا۔ اسلام کے لئے حکومت بناتے ہو اسلام نہیں آتا۔ تحریک چلاتے ہو اسلام نہیں آتا۔ اس لئے نہیں آتا کہ آئین 56ء کا بنایا۔ دستور میں اسلام لکھا۔ طریقہ فرانس سے مانگا۔ 1962ء کا دستور بنایا اس دستور میں اسلام لکھا لیکن جائزہ برطانیہ سے مانگا۔ 1973ء کا آئین بنایا آئین میں اسلام لکھا نمونہ امریکہ سے مانگا۔ کمیٹی امریکہ میں بھیجی---------- سیاہ محاسبہ" کہتی ہے اسلام کی بات کرتے ہو تو تم امریکہ کے پاس نہ جاؤ۔ اسلام کا نام لو اور

Scanned with CamScanner

اسلام صدیق ؓ سے مانگو' اسلام عمر ؓ سے مانگو' اسلام معاویہ ؓ سے مانگو' اسلام عثمان ؓ سے مانگو' اسلام علی ؓ سے مانگو' اگر فرانس کی پارلیمانی جمہوریت کے لئے اور امریکہ کے ابراہیم لنکن کی جمہوریت کے لئے تم قانون بناتے ہو تو پھر سمجھ لو کہ تم دوسروں کے گھروں کے بجھے ہوئے چراغوں سے روشنی لینے کی ناکام کوشش کرتے ہو۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہیں خلافت راشدہ کا چڑھا ہوا سورج نظر کیوں نہیں آتا۔

میرے بھائیو!

پاکستان کے مولویو' پیرو' چوہدریو' بریلویو' دیوبندیو' اہلحدیثو' میں دنیا بھر کے بیالیس اسلامی ملکوں کے سربراہوں سے کہتا ہوں کہ تم بات اسلام کی کر کے صدیق ؓ کے دروازے پر نہیں جاتے تم بات اسلامی نظام کی کر کے عمر ؓ کے دروازے پر نہیں جاتے۔ بات قرآن کی کر کے عثمان ؓ کے دروازے پر کیوں نہیں جاتے سپاہ صحابہ ؓ کہتی ہے کہ قرآن کی بالادستی چاہتے ہو اور اس کو سپریم لاء تسلیم کرتے ہو تو پھر اس قرآن کو جسے صدیق ؓ نے سب سے پہلے اس زمین کے سینے پر نافذ کیا تھا۔ اس سے پوچھو کہ تو اسلام کیسے لایا تھا؟ عمر ؓ سے پوچھو کہ تم نے دس سال میں بائیس لاکھ مربع میل زمین پر اسلامی حکومت کیسے قائم کی تھی؟ قیصر و کسریٰ کے ٹکڑے کیسے کیے تھے؟ انطاکیہ فتح کیسے کیا تھا؟ عثمان ؓ سے پوچھو کہ تم نے چوالیس لاکھ مربع میل کا علاقہ کیسے فتح کیا تھا؟ معاویہ ؓ سے پوچھو کہ تیری فوجیں شام سے چلیں تھیں درہ خیبر تک پہنچی تھیں۔ روس کو فتح کر کے افغانستان کو فتح کر کے پشاور تک پہنچی تھیں۔ اگر تم امیر معاویہ ؓ سے پوچھتے تو پھر یقیناً پاکستانی فوج امریکہ تک پہنچ جاتی۔ برطانیہ تک پہنچ جاتی تم دوسروں کے دروازوں پر جاتے ہو۔ نواز شریف صاحب سپاہ صحابہ ؓ تمہیں قران کی بالادستی کے اعلان کے بعد فرانس نہیں جانے دے گی۔ امریکہ نہیں جانے دے گی تو پھر قرآن کی بالادستی کے بعد صدیق ؓ کے دروازے پر لائے گی تمہیں عمر ؓ کے دروازے پر لائے گی۔ عثمان ؓ کے دروازے پر لائے گی۔ سن لو..... سپاہ صحابہ ؓ شیعہ کو کافر کیوں کہتی ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں [illegible]

Scanned with CamScanner

صدیق" کے دروازے پر جانے سے نہیں روکتا یہودی' سکھ' ہندو نہیں روکتا۔ شاستری کہتا ہے عمر" کا نظام لاؤ۔ برنارڈ شاہ کہتا ہے عمر" کا نظام لاؤ۔ اور لاڈر میکالے نے کہا تھا کہ عمر" کا نظام بہت اچھا ہے۔ جب عیسائی' یہودی' سکھ' عمر" کے نظام کی بات کرتے ہوں تو اس کے برعکس شیعہ کیا کہتا ہے۔ شیعہ کہتا ہے کہ جس صدیق" نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کو بانذ کیا تھا۔ وہ صدیق" تو کافر تھا۔ وہ عمر" تو کافر تھا------ عیسائی کافر ہے------ لوگ کہتے ہیں تم کافر کافر عیسائی کافر کیوں نہیں کہتے ہو؟ تم کافر کافر یہودی کافر کیوں نہیں کہتے ہو؟ کافر کافر سکھ کافر کیوں نہیں کہتے ہو؟ اس لئے نہیں کہتے کہ کبھی عیسائی نے اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہا۔ کبھی یہودی نے اپنے آپ کو اسلام کا علمبردار نہیں کہا۔ کبھی سکھ نے اسلام کا دعوی نہیں کیا۔ ہاں اگر عیسائی اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور درپردہ عیسائیت پھیلاتا۔ یہودی اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور درپردہ یہودیت پھیلاتا۔ ہم اس کے خلاف بھی جہاد کرتے------ 11 فروری 1979ء کو خمینی نے ایران میں اپنے شیعہ انقلاب کے بعد کہا میں اسلام کا علمبردار ہوں لیکن اسلام تو وہ ہے۔ جو صدیق" سے آیا ہے عمر" سے آیا ہے۔ عثمان" سے آیا ہے۔ لیکن خمینی نے اپنے آپ کو اسلام کا ہیرو کہنے کے بعد کہا------ ابوبکر" تو کافر تھا۔ عمر" تو کافر تھا" عثمان" تو کافر تھا۔ معاویہ" تو کافر تھا۔ عائشہ" تو کافرہ تھیں۔ (نعوذباللہ) جس وقت خمینی نے یہ کفر بکا تو پھر مجھ پر فرض ہے کہ میری منزل اسلام ہے' میری منزل مدینہ ہے' میری منزل کعبہ ہے' میری منزل صدیق" ہے۔ لیکن صدیق" کے راستہ میں جو رکاوٹ ہے۔ اس رکاوٹ کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دوں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس رکاوٹ کو توڑ ڈالوں۔ یہ رکاوٹ توڑنے کے لئے ہتھکڑی پہننی پڑتی ہے پہن لوں گا۔ پھانسی پہننا پڑتی ہے پہن لوں گا۔ تختہ دار پر چڑھنا پڑتا ہے چڑھ جاؤں گا۔

حق نواز مدینے کی طرف چلا تھا۔ اس نے دیکھا کہ میری راہ میں رکاوٹ خمینی ہے۔ وہ ٹکرا گیا۔ اس نے دیکھا کہ شیعہ رکاوٹ ہے۔ وہ ٹکرا گیا۔ بالآخر شہید ہو گیا۔ ایثار القاسمی لیاقت بھی شہید ہو گیا۔ آج ضیاء الرحمان فاروقی بھی اسی جگہ پر کھڑا ہے۔ جہاں حق نواز نے

Scanned with CamScanner

چھوڑا تھا۔ بلکہ اس سے کچھ آگے چلا ہے۔ جہاں چھوڑ گیا تھا۔ اپنے قائد کے خون کی برکت سے چلا ہے۔ رکاوٹ دور ہوتی جا رہی ہے۔

مسلمانو!

تم نے نہیں دیکھا ایک وقت تھا کہ میرا قائد اسلام آباد میں داخل نہیں ہو سکتا تھا لیکن آج ہم اس قائد کے خون کی برکت سے اسلام آباد کے دل میں کھڑے ہو کر ایران کی شیعہ حکومت کے دل پر مونگ دل رہے ہیں۔ ایران میں چالیس فیصد سنی ہے۔ ان کے لئے کوئی حق نہیں کوئی دستور نہیں۔ کوئی رعایت نہیں۔ اور پاکستان کا ڈھائی فیصد شیعہ ہر گلی میں امام باڑہ مانگے پھر ہر بستی میں ایمان بگاڑہ مانگے' ہر شہر میں نمائندگی مانگے۔

شیعو!

یہ ملک تمہارے باپ کا نہیں ہے۔ اسلام آباد کے سیکرٹریٹ کے سنی ملازمو' سپاہ صحابہ تمہاری محافظ بن کر میدان میں آ چکی ہے۔ وفاقی حکومت کے سنی ملازمین ہوں۔ صوبائی حکومت کے سنی ملازمین ہوں۔ میں ان ملازمین سے ان کلرکوں سے کہتا ہوں کہ سپاہ صحابہ تمہاری نوکر اور چوکیدار بن کر میدان میں اتر آئی ہے۔ تم نہیں دیکھتے کہ ہم آب پارہ چوک میں پہنچ چکے ہیں۔ سیکرٹریٹ کا فاصلہ تھوڑا سا رہ گیا ہے۔

ہم سیکرٹریٹ میں اس مجمع کو لے جا سکتے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب کو معلوم ہو چکا ہو گا کہ حق نواز کے پروانوں کا یہ اجتماع کتنا بڑا ہے۔ یہاں اسٹیج پر بیس ملکوں کے نمائندے موجود ہیں غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے نمائندے نوٹ کر لیں۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان سنی اکثریت کا ملک ہے۔ اور میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ایران کے شیعہ راضا خمینی کا محمدؐ کے اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

Scanned with CamScanner

"امریکہ کے جارج بش، روس کے گورباچوف، فرانس کے صدر، انڈیا کے چندر شیکھر اور پوری دنیا کے غیر مسلم حکمرانو! خمینی بھی تمہاری طرح کافر تھا"

آج خمینی کا جانشین اعلان کر دے کہ ہمارا انقلاب شیعہ انقلاب تھا۔ چلو شیعہ کا انقلاب بھی آ سکتا۔ لیکن اگر تم ایران کے شیعہ انقلاب کو اسلامی انقلاب کہو گے تو ہم تمہارے ساتھ ٹکرائیں گے۔ کیونکہ شیعہ انقلاب کے بانی خمینی نے امیرالمومنین سیدنا ابوبکر ؓ کو کافر لکھا ہے۔

اسلام آباد کے افسروا دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ کے نمائندو! یہ میرے ہاتھ میں خمینی کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس کتاب کا نام "کشف اسرار" ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر 119 پر خمینی نے ایک کفر بکا ہے۔ جس کفر کی وجہ سے خمینی کا دنیائے اسلام سے تعلق کٹ چکا ہے۔ اس کتاب میں خمینی نے سیدنا عمر ؓ (فاروق اعظم ؓ) کو اصلی کافر اور زندیق لکھا ہے۔

اب تم بتاؤ کہ عمر فاروق ؓ کو کافر لکھ کر خمینی خود مسلمان رہ سکتا ہے۔ نہیں یقیناً نہیں رہ سکتا۔ خمینی کو کافر کہنا میرا مذہبی فریضہ ہے۔ خمینی اور اس کے حواریوں کے پاس ریڈیو ہے۔ ٹیلی ویژن ہے۔ اخبارات ہیں لیکن ہمارے پاس یہ وسائل نہیں ہیں۔ اس لئے ہم خمینی کا کفر اہل اسلام کو بتانے کے لئے کیا کریں۔ ہمارے پاس صرف ایک راستہ باقی رہ جاتا ہے کہ چوکوں، چوراہوں، گلیوں، پارکوں میں کھلے عام کافر کافر شیعہ کافر کا نعرہ بلند کریں۔

وزیر اعظم نواز شریف صاحب میں اس لاکھوں کے اجتماع میں ایک پیشکش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تم کہتے ہو کہ کافر کافر شیعہ کافر کا نعرہ نہ لگاؤ تو پھر تم ہمیں ٹیلی ویژن اور ریڈیوں پر خمینی کا کفر مسلمانوں کو بتانے دو۔ ہم کافر کافر شیعہ کافر کا نعرہ چوکوں، چوراہوں میں لگانا بند کر دیں گے۔

سپاہ صحابہ ؓ کے نوجوانو!

Scanned with CamScanner

ایک اعلان سن لو کہ یکم محرم کو سیدنا فاروق اعظمؓ کا یوم شہادت ہے۔ سپاہ صحابہؓ اس دن کراچی سے خیبر تک جلوس نکالے گی۔ یہ جلوس کوئی عبادت کا جلوس نہیں ہے۔ یہ کوئی شریعت کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ مطالبات کا جلوس ہے کہ فاروق اعظمؓ کے یوم شہادت پر حکومت چھٹی کرے اگر عمر فاروقؓ کے دن حکومت چھٹی نہیں کرے گی تو یہ جلوس پورے ملک میں نکلیں گے۔

مسلمانو!

غور کرو 10 محرم سیدنا حسینؓ کی شہادت کا دن ہے اس لئے حکومت دو چھٹیاں کرتی ہے۔ لیکن اسی مہینے یکم محرم کو فاروق اعظمؓ کو مسجد نبوی میں شہید کیا گیا۔ اس دن کو چھٹی نہیں۔ سپاہ صحابہؓ حکومت کی یہ زیادتی برداشت نہیں کرے گی۔

اس سال ہر اس شہر میں جہاں سپاہ صحابہؓ مضبوط ہے۔ یہ مطالبات کا جلوس ضرور نکلے گا۔ مذاکرے ہوں گے۔ جلسے ہوں گے۔ فاروق اعظمؓ کے کارنامے چوکوں اور چوراہوں میں بیان کئے جائیں گے۔

دوسرا اعلان یہ کہ سپاہ صحابہؓ آنے والے بلدیاتی انتخابات میں بھرپور کردار ادا کرے گی۔ کیسے کردار ادا کرے گی؟ سپاہ صحابہؓ بلدیاتی انتخابات میں اس امیدوار کی حمایت کرے گی ان لوگوں کو کامیاب کروائے گی جو حلف دیں کہ وہ کامیاب ہو کر اپنے شہر کے ہر چوک کا نام صحابہ کرامؓ کے نام سے موسوم کریں گے۔

تیسری بات! ایران کا ریڈیو اور ٹیلی ویژن آج کل پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ سپاہ صحابہؓ پاکستان دہشت گرد تنظیم ہے۔ ضیاء الرحمان فاروقی وہابیوں کا لیڈر ہے۔ یہ خواہ مخواہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ ایرانی ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندوں کو جو یہاں بھی موجود ہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تم پاکستان کی بات کرتے ہو۔ ہانگ کانگ کی ایک عدالت جس کے جج کا نام مسٹر جیمس ہے۔ اس نے شیعہ کے بارے میں فیصلہ دیا ہے کہ شیعہ کا محمدؐ کی شریعت سے کوئی تعلق نہیں ..... یہ فیصلہ بہت جلد ہم عام کریں گے کہ عیسائی جج کو

Scanned with CamScanner

بات سمجھ آ گئی کہ ابوبکرؓ کو کافر کہنے والا محمدؐ کا پیروکار نہیں ہو سکتا۔ تمہیں یہ سمجھ کیوں نہیں آئی۔

سپاہ صحابہؓ بہت جلد پوری دنیا کے تمام اسلامی ملکوں کے جید علماء کا اجلاس بلا کر ان کے سامنے شیعہ کا کفر پیش کر کے فتویٰ حاصل کرے گی جب شیعہ کے کفر کا فتویٰ تمام اسلامی ملکوں کے علماء دیں گے۔ تو پھر میں دیکھوں گا پاکستان کی حکومت کس طرح شیعہ کو مسلمان کہتی ہے۔

میرے بھائیو!

نماز مغرب کا وقت ہو رہا ہے۔ آج آپ عہد کریں کہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر سپاہ صحابہؓ کا کام دل و جان سے کریں گے۔

سعودی عرب سے تشریف لانے والے حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی نے اختتامی دعا کروائی۔ اور مختصر خطاب میں فرمایا کہ سپاہ صحابہؓ پاکستان کی تحریک اتحاد بین المسلمین کی تحریک ہے اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے دل آپ کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ آپ ہرگز تنہا نہیں ہیں۔ دعا کے بعد کانفرنس اختتام کو پہنچی اور کارکن پرامن طریقے سے اپنے اپنے شہروں کو روانہ ہو گئے۔

انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس کی قراردادیں

☆ نظام خلافت کے ذریعے دنیا بھر کے تمام اسلامی ممالک دیگر ازموں سے نجات حاصل کر کے اسلام کی بالادستی قائم کریں۔

☆ پاکستان کی اکثریتی آبادی کے عقائد کے مطابق ملک کو سنی اسٹیٹ قرار دیا جائے۔

☆ صحابہ کرامؓ، خلفاء راشدین و اہل بیت عظام کی ناموس کو آئینی تحفظ دے کر گستاخ رسول کی طرح ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لئے بھی سزائے موت متعین کی جائے۔

☆ شیعہ کے ماتمی جلوسوں کو ان کے امام باڑوں تک محدود کیا جائے۔

Scanned with CamScanner

☆ مولانا حق نواز جھنگوی' مولانا ایثار القاسمی اور سپاہ صحابہؓ کے دیگر شہداء کے قاتلوں کو سزائے موت دی جائے۔

☆ کشمیری مسلمانوں پر ہونے والے بھارتی مظالم کے خلاف بین الاقوامی سطح پر آواز بلند کی جائے۔

☆ سپاہ صحابہؓ ایرانی حکومت کی طرف سے لاکھوں سنی مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی پرزور مذمت کرتی ہے۔ اور اس کے لئے عالمی اسلامی برادری سے اپیل کرتی ہے کہ مظلوم مسلمانوں کے لئے آواز بلند کرے۔

☆ یہ اجلاس ایرانی حکومت کی طرف سے پاکستان کے شیعہ میں اسلحہ اور قابل اعتراض لٹریچر کی تقسیم کی سخت مذمت کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان میں ایران کے خانہ ہائے فرہنگ کی مداخلت فی الفور بند کی جائے۔

☆ یہ اجلاس بھارتی مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے پاکستانی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مظلوموں کی حمایت کے لئے موثر آواز بلند کرے۔

☆ ہم شام' ایران کی شیعہ حکومتوں کی طرف سے وہاں کی سنی آبادی خصوصاً شام میں 35 ہزار علماء اہلسنت کے قتل عام اور ایران میں 40 فیصد اہلسنت کو تمام جائز حقوق سے محروم کرنے کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ ہم سعودی عرب کی حکومت کی اسلامی اصلاحات حرمین شریفین کی توسیع اور حجاج کرام کی خدمت پر اسے خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ نیز انہدام جنت البقیع کا بہم لے کر شیعہ کی طرف سے سعودی عرب کے خلاف پروپیگنڈے کی شدید مذمت کرتے ہیں۔

☆ انٹرنیشنل حق نواز کانفرنس کا یہ اجتماع نوشہرہ میں بم کے دھماکوں سے زخمی اور شہید ہونے والے مظلوموں کے لئے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

☆ انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس کا یہ اجتماع مجاہدین افغانستان کی جدوجہد آزادی کی پرزور حمایت کرتا ہے۔ نیز فلسطینی مجاہدین کی کاوش کی حمایت کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ حکومت پاکستان سے مطالبہ ہے کہ وزارت تعلیم و قانون کی مسند سے ایک غیر مسلم فخر امام کو فی الفور ہٹایا جائے۔

☆ قومی اسمبلی اور سینٹ سے منظور شدہ شریعت بل میں علماء اہلسنت کی ترامیم شامل کر کے ملک کے دس کروڑ مسلمانوں کے مطالبہ کو پورا کیا جائے۔

☆ گلگت، اسکردو، بلتستان کے شمالی علاقوں میں اعلیٰ عہدوں پر سنی افسران تعینات کر کے ان علاقوں کو کشمیر کا حصہ بنایا جائے۔

☆ گلگت میں عید کے موقع پر بم رکھنے والے ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

☆ خلفائے راشدین کے ایام ہائے وفات پر ملک بھر میں خصوصی پروگرام نشر کر کے عام تعطیل کی جائے۔

☆ آئین میں صدر، وزیر اعظم، چیئرمین سینٹ، سپیکر، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کے سنی ہونے کی ترمیم کی جائے۔

☆ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور تمام اہم عہدوں سے شیعہ افسران کو الگ کر کے سنی افسران مقرر کیے جائیں۔

☆ شیعہ کی قابل اعتراض اور تبرا سے آلودہ اذان پر پابندی لگائی جائے۔

☆ پرائمری سے لے کر ایم۔ اے کی تعلیمی کتابوں میں ازواج مطہرات ؓ، خلفائے راشدین ؓ اور صحابہ کرام ؓ کے بارے میں خصوصی مضامین شامل کیے جائیں نیز بی۔ اے اور ایم۔ اے کی تاریخ کی کتابوں میں حضرت معاویہ ؓ کے خلاف تحریروں کو فی الفور ختم کیا جائے۔

☆ سپاہ صحابہ ؓ پاکستان کے تمام کارکنوں پر قائم جھوٹے مقدمات ختم کر کے گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے۔

تیسری انٹرنیشنل حق نواز شہید ؒ کانفرنس کراچی اور مولانا اعظم طارق کا کراچی پہنچنے پر استقبال

۵ مارچ کو مولانا اعظم طارق رکن اسمبلی منتخب ہو کر عید کے تیسرے روز متحدہ عرب

Scanned with CamScanner

امارات کے دورہ پر چلے گئے جہاں سے 23 اپریل کو وہ کراچی ائرپورٹ پر اترے تو ان کا ممبر منتخب ہو کر پہلی بار کراچی آمد پر فقید المثال استقبال کیا گیا اس استقبال سے 24 اپریل کی انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس کی کامیابی کے لئے فضا سازگار ہو گئی۔

24 اپریل 1992ء بروز جمعۃ المبارک تیسری سالانہ انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس نشتر پارک کراچی میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں چالیس اسلامی ملکوں کے نمائندوں کے علاوہ پاکستان کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے اکابرین نے شرکت کی۔ 24 اپریل کو صبح ہی چھوٹے بڑے سینکڑوں قافلے نشتر پارک میں جمع ہونا شروع ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف سپاہ صحابہ ؓ کے پرچموں نے نشتر پارک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کانفرنس کا آغاز 10 بجے صبح ہوا۔ اور شام تک کانفرنس میں شریک مذہبی اسکالر، ممبران اسمبلی، اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کے علماء اور خطباء نے مشن جھنگوی کی اہمیت و ضرورت پر خطاب کیا۔ خصوصی خطاب جانشین امیر عزیمت علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید ؒ) کا تھا۔ جنہوں نے امریکہ کے ورلڈ آرڈر کے مقابلہ میں خلاف ورلڈ آرڈر کا تصور پیش کر کے پاکستان اور تمام عالم کو اتحاد و یکجہتی وحدت و اخوت کی لڑی میں پرونے کی ضرورت پر زور دیا۔

مولانا محمد اعظم طارق نے فرمایا

سپاہ صحابہ ؓ کے نائب سرپرست اعلیٰ اور رکن قومی اسمبلی مولانا محمد اعظم طارق نے فرمایا کہ سنی قوم کا ایک ایک بچہ صحابہ ؓ کرام کی عظمت کے تحفظ کے لئے متحد ہو چکا ہے۔ چاہے اس کا تعلق کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت سے ہو۔ انسانوں کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اس بات کا ثبوت ہے کہ حق نواز جھنگوی شہید کا مشن پوری سنی قوم کا مشن بن چکا ہے۔ نشتر پارک میں ایک شخصیت پر کسی مذہبی جماعت کا اتنا بڑا جلسہ نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جھنگ کے عوام نے چالیس کروڑ کے حکومتی منصوبے ناکام بنا کر بے سروسامانی کے عالم میں سپاہ صحابہ ؓ کے مشن پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔ اور ہم بھی ان کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے اور جلد قومی اسمبلی میں ناموس صحابہ ؓ کا بل پیش کیا جائے

Scanned with CamScanner

پاکستان میں فرقہ ورانہ فسادات و خون ریزی کو روکنے اور امن وامان کی بحالی کے لیے اس بل کا منظور ہونا ازحد ضروری ہے۔ صحابہ کرام ؓ کے خلاف گستاخی کی وجہ سے فرقہ وارانہ فسادات پیدا ہوتے ہیں اور صحابہ ؓ کرام کی شان میں گستاخی قرآن و سنت سے انحراف ہے۔ صحابہ کرام ؓ کی عظمت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ اور اس کا منکر اسلام کا منکر اور کافر ہے۔ اور ان کو کافر قرار دلوایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں امید ہے کہ کوئی قومی اسمبلی کا رکن ہمارے اس بل کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اور ان کے تعاون سے قومی اسمبلی میں بل منظور ہو گا۔ اور مولانا حق نواز جھنگوی کا مشن پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔

سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمان فاروقیؒ نے اپنے خطاب میں فرمایا

کراچی کے نشتر پارک کی عظیم جگہ پر جھنگوی شہید کانفرنس کا منفرد اور تاریخ ساز اجتماع منعقد ہوا ہے جس پر تمام کارکنان مبارک باد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ایک ماہ سے پریشان تھی کہ کانفرنس کے نتیجے میں زمین و آسمان اوپر نیچے ہو جائیں گے۔ جنگ کے الیکشن میں ایک لاکھ انسانوں نے سپاہ صحابہ ؓ کو کامیاب کر کے ایران کے پروپیگنڈے کو بے نقاب کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں حریت پسندوں کی تحریکوں کو ہمیشہ ابتدائی مراحل میں دہشت گردوں کی تحریک قرار دیا جاتا ہے۔ مگر فتح کے بعد انہیں آزادی کے پروانے اور مجاہدین قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حقوق کا مطالبہ کرنے والوں کو دہشت گرد کہنا یہ پرانی روایت ہے۔ دنیا بھر میں حریت پسند قوموں نے اپنے حقوق کے لئے مال و جان کی قربانیاں دے کر حقوق حاصل کئے ہیں۔ اور آج خلفائے راشدین اور صحابہ کرام ؓ، اہل بیت عظام ؓ کی عظمت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کرنے پر دہشت گرد کہلوانے پر ہمیں فخر ہے۔ سپاہ صحابہ ؓ کے اس مشن کی تکمیل کے لئے پچاس لوگوں نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے اور سپاہ صحابہ ؓ کا ایک ایک کارکن اور عہدیدار شہادت کی تمنا آرزو لئے ہر وقت جان ہتھیلی پر لئے پھرتا ہے۔ کراچی کے ایک شیعہ مصنف علی اکبر

Scanned with CamScanner

شاہ کی کتاب شیخ سقیفہ کے خلاف اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر حکومت سندھ نے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی اور اس کے مصنف کو سزا نہ دی تو ہم اس کے خلاف بھرپور احتجاج کریں گے۔ مولانا فاروقی نے فرمایا کہ پاکستان کے خلاف لکھنے پر جی۔ ایم سید پر مقدمہ چلایا گیا۔ مگر عائشہ صدیقہ ؓ اور صحابہ کرام ؓ کے خلاف لکھنے پر کوئی مقدمہ قائم نہیں کیا گیا۔

پاکستان کے حکمران کہتے ہیں کہ پاکستان اور ایران مل کر امریکہ کے نئے ورلڈ آرڈر کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نئے ورلڈ آرڈر کا مقابلہ صرف خلافت راشدہ کے نئے ورلڈ آرڈر کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ اور اس لئے ہم نئے ورلڈ آرڈر کے مقابلے میں خلافت راشدہ کا نیا ورلڈ آرڈر قائم کرنے کا اعلان کرتے ہیں۔ کانفرنس کے آخر میں سپاہ صحابہ ؓ صوبہ سندھ کے سرپرست مولانا تاج محمد کمی نے کانفرنس کو کامیاب بنانے پر تمام عہدیداروں اور کارکنوں اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کی دعا کے ساتھ کانفرنس اختتام کو پہنچی۔

کانفرنس میں شرکت فرمانے والے راہنما اور جماعتیں

1۔ حضرت مولانا خاں محمد صاحب (امیر عالمی تحفظ ختم نبوت)

2۔ سینٹر مولانا سمیع الحق صاحب (جمعیت علماء اسلام س)

3۔ مولانا اسعد تھانوی صاحب (صوبہ سندھ)

4۔ مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب

5۔ مولانا عبدالمجید ہزاروی صاحب (مرکزی سیکرٹری اطلاعات)

6۔ مولانا اسفندیار خان صاحب (جنرل سیکرٹری سواد اعظم اہلسنت پاکستان)

7۔ مولانا عبدالعزیز صاحب (صوبہ سندھ)

8۔ مولانا محمد اعظم طارق صاحب (نائب سرپرست اعلیٰ)

9۔ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) (سرپرست اعلیٰ)

Scanned with CamScanner

10۔ مولانا علی شیر حیدری صاحب (صوبہ سندھ)
11۔ مولانا غلام محمد صاحب (نائب سرپرست سندھ)
12۔ محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ صاحب (قانونی مشیر سپاہ صحابہ پاکستان)
13۔ حسین قریشی صاحب (جدہ سعودی عرب)
14۔ مولانا عبداللہ صاحب (بہاولپور)
15۔ مولانا عبدالرزاق ہزاروی صاحب
16۔ ریاض حشمت جنجوعہ (سابق ایم۔ پی۔ اے جھنگ)
17۔ ملک عمر فاروق صاحب (سابق کنوئیر سپاہ صحابہ پاکستان اسٹوڈنٹس)
18۔ شیخ حاکم علی صاحب (صدر سپاہ صحابہ پاکستان)
19۔ مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب (چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ پاکستان)
20۔ حاجی عابد حسین صاحب (جھنگ)
21۔ مولانا اللہ وسایا صدیقی صاحب
22۔ مولانا شیر محمد صاحب
23۔ مولانا محمد فرید صاحب
24۔ مولانا عبدالکریم صاحب (خیرپور سندھ)
25۔ مولانا مختار احمد سیال (شہید) (صدر سپاہ صحابہ ضلع جھنگ)
26۔ مولانا محمد احمد صاحب (ٹوبہ ٹیک سنگھ)
27۔ رائے عبدالخالق صاحب (صدر سپاہ صحابہ فیصل آباد)
28۔ مولانا محمد یوسف صاحب (بلوچستان)
29۔ ہارون قاسمی صاحب
30۔ مولانا عبدالرب عثمانی صاحب
31۔ مولانا غلام محمود صاحب (اسلام آباد)

Scanned with CamScanner

32۔ ڈاکٹر عامر عبداللہ محمدی صاحب (اہل حدیث جانباز فورس)

33۔ مولانا عبدالعزیز داد سائیں صاحب

34۔ مولانا تاج محمد مکی صاحب

35۔ سیف الرحمٰن آرائیں (خیرپور سندھ)

کے علاوہ دیگر راہنماؤں نے بھی خطاب کیا اور شام کی نماز کے بعد کانفرنس اختتام پذیر ہوئی اور کارکن پرامن طریقہ سے منتشر ہو گئے۔

انٹرنیشنل حق نواز شہید کانفرنس کے مطالبات

حق نواز شہید کانفرنس میں 15 مطالبات پر مشتمل قرار داد منظور کی گئی۔ جن میں مطالبہ کیا گیا کہ کراچی میں غیر قانونی طور پر مقیم ایرانی باشندوں کے خلاف کاروائی کی جائے خصوصاً ماڈل ٹاؤن کے پانچ ہزار سے زائد مبینہ دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کی جائے۔ افغانستان میں ایرانی مداخلت بند کی جائے۔ ملک بھر میں ایرانی مداخلت بند کی جائے۔ اجلاس نے بلوچستان کے عوام اور علماء کے اس مطالبہ کی پرزور حمایت کی کہ ذکریوں کو غیر مسلم قرار دلوانے میں بھرپور کردار ادا کیا جائے۔ کشمیریوں، فلسطین اور افغان عوام کی جدوجہد کی حمایت کرتے ہوئے افغان عوام کو مبارک باد پیش کی گئی، پاکستان میں اصحاب رسول ؓ، اہل بیت عظام ؓ، ازواج مطہرات ؓ کے خلاف شائع ہونے والے ہر قسم کے لٹریچر پر پابندی لگائی جائے۔ سپاہ صحابہ ؓ اسٹوڈنٹس صوبہ سندھ نے وزیر تعلیم سے پرزور مطالبہ کیا کہ نصاب تعلیم خصوصاً تاریخ اسلام کی کتب سے سیدنا امیر معاویہ ؓ، حضرت عمر بن العاص ؓ، حضرت موسیٰ اشعری ؓ کے خلاف گستاخی پر مبنی نصاب کو فی الفور تبدیل کیا جائے۔ گستاخ رسول ؐ کی طرح اصحاب رسول ؐ، ازواج مطہرات ؓ، اہل بیت عظام ؓ کے گستاخ کے لئے سزائے موت مقرر کی جائے۔ آگرہ تاج مسجد کے پاس غیر قانونی جلوس نکالنے والوں کے خلاف کاروائی کی جائے۔ ملک کو سنی اسٹیٹ قرار دے کر نظام خلافت راشدہ نافذ کیا جائے۔ مسلح افواج کے سربراہان سنی ہوں اور اس مطالبہ کو آئینی تحفظ دیا

Scanned with CamScanner

جائے۔ چیف جسٹس، جسٹس صاحبان اہلسنت مقرر کیے جائیں۔ قرآن ترجمہ کمیٹی سے منکرین قرآن کو خارج کیا جائے۔ عشرہ مبشرہ اور حضرت خالد بن ولید ؓ کے نام پر ٹمغہ جرات جاری کیے جائیں۔ خلفائے راشدین کے ایام پر عام تعطیل کا اعلان کیا جائے۔

چوتھی انٹرنیشنل دفاع صحابہ ؓ و حق نواز شہید کانفرنس پشاور اور مولانا اعظم طارق کے حکام بالا سے رابطے

چوتھی انٹرنیشنل دفاع صحابہ ؓ و حق نواز شہید ؒ کانفرنس 23 اپریل 1993ء شاہی باغ کے اسی گراؤنڈ میں منعقد ہوئی جہاں انیس سال قبل مولانا مفتی محمود صاحب نے وزارت اعلیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد یوم تشکر کے طور پر عظیم کانفرنس منعقد کی تھی۔

اس کانفرنس کی تیاری کا کام تقریباً 2 ماہ قبل شروع کر دیا گیا تھا۔ کانفرنس کی منظوری کے لئے مولانا اعظم طارق صاحب نے ایک مرتبہ وزیر اعظم بلخ شیر مزاری اور دو مرتبہ وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد میر افضل خان سے ملاقات کی۔ جس سے کانفرنس کے انعقاد کی راہ میں پیدا شدہ رکاوٹیں دور ہو گئیں لیکن مقامی انتظامیہ نے آخری شب تک گومگو کی فضا کو پیدا کئے رکھا تاکہ کارکنوں میں خوف و ہراس پیدا رہے۔ کانفرنس کے انتظامات کے لئے قائد سپاہ صحابہ ؓ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) نے دو مرتبہ پشاور کا دورہ کیا۔ پہلی مرتبہ 13 اپریل کو آپ نے ڈسٹرکٹ بار پشاور میں خطاب کیا۔ اور کانفرنس کے انتظامات کے لئے انفالی کمیٹیاں قائم کیں دوسری مرتبہ 18 اپریل سے 23 اپریل تک 5 روزہ کانفرنس کے لئے ایرہ اسماعیل خان، بنوں، کوہاٹ کا دورہ کیا۔ کانفرنس کی اجازت آخری رات دو بجے ملی جس کی وجہ سے انتظامات تسلی بخش نہ ہو سکے۔

تاہم سیکورٹی کے انتظامات بڑے سخت تھے۔ کسی شخص کو بغیر تلاشی کے اندر نہ جانے دیا گیا۔ کانفرنس انتہائی پر امن طور پر صبح دس بجے سے شام ساڑھے چھ بجے تک انتہائی پرامن طریقہ سے جاری رہی۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ کانفرنس سے دو روز قبل پشاور کی انتظامیہ نے مقامی اور پنجاب سے آئے ہوئے سینکڑوں کارکن گرفتار کر لئے۔

Scanned with CamScanner

جماعت کے مرکزی ناظم دفتر ملک عمر فاروق' جناب انجینئر طاہر محمود (ایڈیٹر خلافت راشدہ)
حضرت فاروقی (شہید) کاکن مین پوری صوبائی مجلس عاملہ صوبہ سرحد بشمول مولانا مسعود
الرحمان چارسدہ' ابو معاویہ مسعود الرحمٰن' منصور پراچہ محمد یونس پولیس کے مہمان بنے۔
مرکزی سیکرٹری جنرل محمد یوسف مجاہد نے پشاور پہنچ کر کمشنر کو فون پر کہا کہ آپ نے وعدہ
کے مطابق کارکن رہا کرنے کی بجائے مزید گرفتار کر لیے ہیں یہ میرا آخری رابطہ ہے مجھے
میرے کارکن چاہیں ورنہ میں ان کے لیے خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دوں گا۔ آخر
پونے ایک بجے کارکن رہا ہو کر آنا شروع ہو گئے۔

کانفرنس میں شریک جماعتیں اور راہنما

1۔ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب (سعودی عرب)
2۔ مولانا محمد صدیق اعوان ہزاروی صاحب (متحدہ عرب امارات)
3۔ مولانا سمیع الحق صاحب (جمعیۃ علماء اسلام س)
4۔ شیخ المشائخ مولانا خان محمد صاحب (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں)
5۔ مولانا محمد نواز بلوچ صاحب (سابق صدر سپاہ صحابہ پنجاب)
6۔ محمود اقبال صاحب (جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ پنجاب)
7۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب
8۔ مولانا مسعود الرحمان صاحب (پشاور)
9۔ مولانا غلام محمود صاحب (اسلام آباد)
10۔ مولانا نیاز محمد (بلوچستان)
11۔ علامہ شعیب ندیم صاحب (واہ کینٹ)
12۔ مولانا عبدالمجید ہزاروی صاحب
13۔ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب
14۔ مولانا لیاقت علی عثمانی صاحب (آزاد کشمیر)

Scanned with CamScanner

15۔ مولانا اللہ وسایا صاحب (کراچی)
16۔ مولانا سلطان محمود ضیاء صاحب (ملتان)
17۔ شیخ عالم علی صاحب (مرکزی صدر سپاہ صحابہؓ پاکستان)
18۔ محمد یوسف مجاہد صاحب (مرکزی جنرل سیکرٹری)
19۔ علامہ علی شیر حیدری (سندھ)
20۔ مولانا مسعود الرحمان صاحب (چارسدہ)
21۔ طاہر محمود انجینئر (خلافت راشدہ ایڈیٹر)
22۔ ابو معاویہ مسعود الرحمان صاحب
23۔ طاہر جھنگوی (شاعر نعت خواں)
24۔ علامہ محمد اعظم طارق صاحب (ایم۔ این۔ اے)
25۔ مولانا علامہ ضیاء الرحمان فاروق (شہید) سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہؓ پاکستان کے علاوہ بیشتروں علماء کرام اور ہزاروں کی تعداد میں کارکنان سپاہ صحابہؓ نے شرکت فرمائی۔ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ نے فرمایا۔

..... کہ سپاہ صحابہؓ نے 1990ء میں اسلامی جمہوری اتحاد سے اس لئے تعاون کیا تھا تاکہ وہ اپنے انتخابی وعدہ کے مطابق ملک میں شریعت نافذ کر سکے لیکن میاں نواز شریف کی حکومت نے اپنے تمام انتخابی وعدے، بھلا کر خلاف اسلام پالیسیوں پر عمل کیا۔ انہوں نے کہا کہ 28 ستمبر 1991ء کو تمام مکاتب فکر کے علماء اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ صحابہ کرامؓ و اہل بیتؓ کے گستاخ کو سزائے موت دی جائے ہم نے اس کو قانونی شکل دلوانے کے لیے قومی اسمبلی میں تحفظ ناموس صحابہؓ و اہل بیت بل پیش کیا لیکن حکومت نے اس کو مختلف بہانوں سے مسلسل التواء میں ڈالا ہوا ہے۔ اس بل پر جب کبھی بحث کی باری آتی تو حکومتی ارکان اسمبلی ہال سے اٹھ کر چلے جاتے اور کورم ٹوٹ جاتا کارواں ناموس صحابہؓ کے دوران ہم نے عوام کو بتایا کہ تحفظ ناموس صحابہؓ بل کیا ہے؟

Scanned with CamScanner

عوام نے اس بل کی بھرپور تائید کی۔ جرنیل سپاہ صحابہؓ نے فرمایا کہ میاں نواز شریف سے اپنے مسلم لیگی ساتھیوں کا حال دیکھ لیا کہ کس طرح انہوں نے راتوں رات آنکھیں پھیر لیں ہیں۔ اگر میاں نواز شریف نے دینی جماعتوں سے وفا کی ہوتی تو اس ملک میں شریعت بل صحیح شکل میں نافذ کیا ہوتا' تحفظ ناموس صحابہؓ بل منظور کیا ہوتا تو علماء ان کا بھرپور ساتھ دیتے اور ان کو یہ دن نہ دیکھنا پڑتے۔

مورخ اسلام علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) نے فرمایا

..... کہ سپاہ صحابہؓ امن پسند جماعت ہے۔ سپاہ صحابہؓ مظلوم جماعت ہے۔ سپاہ صحابہؓ کے بانی حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ' مولانا ایثار القاسمیؒ' مولانا عبدالصمد آزادؒ' مولانا مختار احمد سیالؒ' جھنگ کے علماء سمیت اب تک 80 نوجوان شہید ہو چکے ہیں۔ اگر سپاہ صحابہؓ دہشت گرد ہوتی تو جن کتابوں سے مسلمانوں کی دل آزاری ہو رہی ہے ان کے مصنفین اور ناشرین کو گولی کا نشانہ بناتے۔ ان کے گھر جلاتے۔ لیکن سپاہ صحابہؓ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ حکومت نے فرقہ واریت کے خاتمہ کے لئے کمیٹی بنائی تو ہم نے مکمل تعاون کیا۔ اس کمیٹی کے سامنے قابل اعتراض اور دل آزار لٹریچر پیش کیا اس پر پابندی کا مطالبہ کیا۔ مذکورہ کمیٹی نے 2 جولائی 1992ء کو سپاہ صحابہؓ کے حق میں فیصلہ دیا۔ مولانا اعظم طارق نے قومی اسمبلی میں تحفظ ناموس صحابہؓ بل پیش کیا تاکہ آئینی جدوجہد کے ذریعے اپنا مطالبہ منوا سکیں لیکن جواب میں سپاہ صحابہؓ کو دہشت گرد کہا گیا۔ سپاہ صحابہ نے ہر دور میں دلائل کی جنگ لڑی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ خمینی اور دیگر شیعہ مصنفین کی کتابیں صدر غلام اسحاق کے دروازے پر لے گئے۔ نواز شریف کے دروازے پر لے گئے۔ انہوں نے وعدے کئے کہ وہ ان کتابوں کو ضبط کریں گے۔ لیکن آج تک کوئی قانونی کاروائی نہیں کی گئی۔ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید) نے صوبہ سرحد' سندھ' پنجاب اور بلوچستان کے غیور شاہینوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ابوبکرؓ و عمرؓ کو شیطان لکھا جائے۔ کافر اور مرتد لکھا جائے تو وہ کیا کریں۔ حکومت ساتھ نہ دے۔ اخبارات' ریڈیو' ٹی

Scanned with CamScanner

دل ساتھ نہ دیں تو وہ کس کے دروازے پر جائیں۔ کہاں جا کر آہ و زاری کریں۔ انہوں نے کہا حکومت نواز شریف کی ہو' بلخ شیر مزاری کی ہو۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کو کافر اور شیطان کہنے والے کو کافر کہا جائے گا۔ مولانا فاروقی نے کہا کہ پچھلے دنوں ایران کے صدر نے پاکستان کا دورہ کیا اور بیان دیا کہ وہ شیعہ سنی تنازعہ پر یقین نہیں رکھتا۔ مولانا فاروقی نے کہا کہ انہوں نے شیعہ لٹریچر اور خصوصاً خمینی لٹریچر جس میں خمینی نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو کافر لکھا ہے۔ کا فیصلہ ایرانی صدر پر چھوڑ دیا۔ اس کو ثالثی کا کردار ادا کرنے کے لئے کہا یہ کتنی بڑی بخشش تھی کہ دشمن کو ثالث تسلیم کیا۔ لیکن ان کی بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ایران میں اہل سنت کے پیشوا مفتی احمد زادہ کو خمینی نے دس برس تک جیل میں رکھا اور وہ تڑپ تڑپ کر جیل میں ہی شہید ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ شام اور ایران دونوں ممالک اس وقت شیعت کے قبضہ میں ہیں اور دونوں ممالک میں اہلسنت کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ سپاہ صحابہؓ ایسا انقلاب لائے گی کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے فتح کئے ہوئے دونوں ملک واپس لیے جائیں گے۔ مولانا فاروقی نے افغانستان کے 15 لاکھ شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ جو سنی انقلاب دنیا کے 53 اسلامی ممالک میں ہے حکومت سے مطالبہ کیا کہ فوراً خلافت راشدہ کا نظام نافذ کیا جائے۔ جنرل فضل حق کے قاتلوں کی فوری گرفتاری اور سپاہ صحابہؓ کے صوبائی دفتر کو فوراً واگزار کرنے کا مطالبہ کیا۔ مولانا فاروقی نے کشمیری حریت پسندوں اور بوسنیا اور فلسطینی مجاہدین کی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ کانفرنس انتہائی پرامن طریقے سے جاری رہ کر شام ساڑھے چھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ مولانا عبدالحفیظ مکی (سعودی عرب) نے اختتامی دعا فرمائی۔

پانچویں دفاع صحابہؓ و حق نواز (شہید) کانفرنس کوئٹہ یکم جولائی 1994ء

حکومت بلوچستان کی رکاوٹیں۔ مولانا اعظم طارق کا رکاوٹوں کو توڑ کر

کانفرنس میں پہنچنا

سپاہ صحابہ ؓ کے زیر اہتمام پانچویں آل پاکستان حق نواز شہید" و دفاع صحابہ ؓ کانفرنس یکم جولائی 1994 کو کوئٹہ میں منعقد ہوئی۔ سپاہ صحابہ ؓ بلوچستان نے کافی دن پہلے کانفرنس کو کامیاب بنانے کیلئے اپنی توانائیاں صرف کرنا شروع کر دی تھیں۔ سپاہ صحابہ ؓ کے مرکزی نائب صدر مولانا سلطان محمود ضیاء صاحب نے دو تین ماہ پہلے کوئٹہ کے دورے کئے اور وہاں پر کانفرنس کو کامیاب بنانے کیلئے تربیتی کنونشن کرائے۔ اس سلسلہ میں سپاہ صحابہ ؓ کے قائدین کے حکم پر مرکزی سیکرٹری جنرل محمد یوسف مجاہد صاحب کی سربراہی میں ایک وفد جسمیں قاری نواز بلوچ (سابق صدر پنجاب) شیخ محمد اشفاق مرکزی فنانس سیکرٹری' ڈپٹی سیکرٹری پنجاب ڈاکٹر منظور احمد شاکر' قائد طلبا' حافظ اسحاق احمد' آفس سیکرٹری جاوید اقبال طاہر' سیکرٹری سپاہ صحابہ ؓ لاہور غلام مصطفیٰ صاحب ایک ہفتہ قبل کانفرنس کا جائزہ لینے کیلئے اور انتظامات کی تکمیل کیلئے بذریعہ ٹرین کوئٹہ پہنچ گئے تھے۔

وفد جب کوئٹہ پہنچا تو راستے میں پتہ چلا کہ حق نواز شہید" کانفرنس پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ اور مولانا سلطان محمود ضیاء صاحب' مولانا نیاز محمد ناطق صاحب' مولانا نیاز الرحمان حیدری' مولانا امیر حمزہ بادینی صاحب نے انتظامیہ سے مذاکرات کئے لیکن انتظامیہ نے کانفرنس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر شیخ محمد اشفاق نے کوئٹہ پہنچتے ہی مولانا محمد اعظم طارق سے اسلام آباد فون پر بات چیت کی اور وزیر داخلہ سے اجازت لینے کیلئے کہا جس پر مولانا محمد اعظم طارق صاحب نے وفاقی وزیر داخلہ سے بات کی اور اجازت لینے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن کوئٹہ انتظامیہ نے یہ اصرار جاری رکھا کہ کانفرنس کوئٹہ شہر سے باہر منعقد کی جائے۔ اور انہوں نے مالی باغ گراونڈ کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس سلسلہ میں ایوب سٹیڈیم پر بھی غور کیا گیا۔ تاہم ایک روز قبل قومی اخبارات میں ڈگری کالج گراؤنڈ سریاب روڈ جو کہ شہر کے ایک کونے پر واقع ہے کی اجازت ملنے کی خبریں شائع ہوئیں۔ سپاہ صحابہ ؓ کے پروانوں نے ایک رات قبل ڈگری کالج گراونڈ پر قبضہ

Scanned with CamScanner

کرلیا۔ اور انتظامیہ کی اجازت کے بغیر تمام انتظامات مکمل کرلئے۔ اگلی صبح قافلے آنے شروع ہو گئے۔ آل پاکستان حق نواز شہید" و دفاع صحابہ" کانفرنس میں جہاں جہاں سے جتھوں نے شرکت کی ان میں سندھ سے شکارپور' جیکب آباد' خیرپور میرس' کراچی' سکھر' حیدرآباد' گھوٹکی' روہڑی' ٹھٹھہ' پنجاب سے ملتان' لاہور' اسلام آباد' گوجرانوالہ' جھنگ' کبیروالا' مظفرگڑھ' رحیم یار خان' لیہ' خانیوال' سرگودھا' مری' راولپنڈی' بلوچستان سے خضدار' پشین' ژوب' مستونگ' لورالائی سرحد سے پشاور' ڈیرہ اسماعیل خان کے علاوہ بھی مختلف علاقوں سے بھاری تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ قائدین سپاہ صحابہ" علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید مولانا محمد اعظم طارق اور مولانا عبدالحمید ہزاروی ایک روز قبل بذریعہ ہوائی جہاز کوئٹہ تشریف لائے۔ کوئٹہ ائرپورٹ پر قائدین کا پرجوش استقبال کیا گیا اور ائرپورٹ پر نعرہ تکبیر اللہ اکبر' حق نواز کا دوسرا نام' ضیاء الرحمان صنیوں کا وزیر اعظم' طارق اعظم کے نعرے بلند ہوئے۔ کوئٹہ شہر میں کانفرنس کیلئے وال چاکنگ کی گئی تھی انتظامیہ کے مٹانے کے باوجود اس کے نشانات نمایاں تھے۔ شہر بھر میں استقبالی بینرز لگائے گئے تھے۔ پلیٹ فارم پر استقبالی کیمپ لگائے گئے تھے۔

کئی گاڑیاں اعلانات کیلئے مصروف تھیں۔ ڈگری کالج گراؤنڈ کو چاروں طرف سے سپاہ صحابہ" کے مسلح کارکنوں نے گھیر رکھا تھا۔ آل پاکستان حق نواز شہید و دفاع صحابہ" کانفرنس کا آغاز صبح 9 بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا تلاوت کلام پاک کے بعد پشتو زبان میں نعتیں اور نظمیں پڑھی گئیں۔ کانفرنس کی پہلی نشست کے سٹیج سیکرٹری محمد آصف فاروقی نے اپنے فرائض احسن طریقے سے سرانجام دیئے۔

ڈگری کالج گراؤنڈ جو کہ کوئٹہ شہر میں واقع تھا۔ انتظامیہ نے کانفرنس کی اجازت نہیں دی تھی۔ انتظامیہ کیطرف سے پیغامات موصول ہو رہے تھے۔ کہ آپ کانفرنس یہاں منعقد نہ کریں۔ اسی دوران بلوچستان رینجرز پولیس نے ڈگری کالج گراونڈ (جلسہ گاہ) کو گھیرے میں لے لیا۔ مولانا ضیاء الرحمان فاروقی اور مولانا محمد اعظم طارق کی قیام گاہ کا محاصرہ کرکے

Scanned with CamScanner

انہیں کانفرنس میں شرکت سے روک دیا۔ جس کے باعث کانفرنس میں افواہ پھیل گئی کہ قائدین کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جس پر کانفرنس میں زبردست اشتعال پھیل گیا۔ اسی اثنا میں صدر سپاہ صحابہ " شیخ حاکم علی (ایم پی اے) و پارلیمانی سیکرٹری پنجاب نے جرات مندانہ کام کیا۔ شیخ حاکم علی اپنی سرکاری گاڑی پر مولانا فاروقی صاحب اور مولانا محمد اعظم طارق صاحب کی قیام گاہ پر گئے۔ اور وہاں جاکر مولانا محمد اعظم طارق کا لباس تبدیل کروایا اور ان کا لباس مولانا عبدالمجید ہزاروی کو پہنایا گیا۔ اور مولانا محمد اعظم طارق خود سادہ لباس میں ملبوس ہو کر کلاشنکوف ہاتھ میں لیکر شیخ حاکم علی صاحب کا گن میں ظاہر ہوتے ہوئے پولیس کے محاصرہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور کسی توقع کے بغیر جلسہ گاہ میں پہنچے تو حاضرین نے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور خوشی میں زبردست نعرے بازی کی۔ ادھر محاصرہ کرنے والی پولیس مولانا عبدالمجید ہزاروی کو مولانا اعظم طارق سمجھ کر ان پر پہرہ دیتی رہی کیونکہ مولانا ہزاروی نے جیکٹ اور پگڑی مولانا اعظم طارق کی پہنی ہوئی تھی۔

نماز جمعہ اسی گراؤنڈ میں ادا کی گئی اور بعد نماز جمعہ دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد یوسف مجاہد صاحب نے ادا کئے۔

مولانا محمد اعظم طارق نے اعلان کیا کہ چونکہ اب ساڑھے تین بج چکے ہیں۔ اور کوئٹہ انتظامیہ نے حق نواز شہید " کانفرنس کو ناکام بنانے کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ اور ابھی تک انتظامیہ نے مولانا ضیاء الرحمان فاروقی صاحب کو جلسہ گاہ میں نہیں آنے دیا۔ لہذا اب زبردست جلوس نکالا جائے گا۔ اور جب تک مولانا فاروقی صاحب کو رہا نہیں کیا جاتا روڈ بلاک کر دیا جائے گا۔ اس پر مولانا محمد اعظم طارق قیادت میں شاہراہ سریاب پر تاریخی جلوس نکالا گیا اور تقریباً کئی میل تک لمبے جلوس کے شرکاء نے اپنی مطالبات کے حق میں زبردست نعرے لگائے۔ کوئٹہ شہر کی شاہراہ سریاب پر ہزاروں کی تعداد میں انسانوں کے سمندر نے شیعہ کے کفر کے نعرے لگائے۔ تقریباً پون گھنٹہ تک ٹریفک معطل رہی آخر کار انتظامیہ نے مولانا فاروقی صاحب کو رہا کر دیا اور جلوس شاہیوانی سٹیڈیم کے قریب دوبارہ

Scanned with CamScanner

ہلہ کی صورت اختیار کر گیا اور بقیہ نشست شاہوانی سٹیڈیم کے ساتھ والے بڑے گراؤنڈ میں منتقل ہوئی۔

اسی دوران سیاہ گھٹا ٹوپ بادل آسمان پر چھا گئے اور شدید آندھی نے ماحول کو اندھیرے کی نذر کر دیا۔ تاہم ٹھیک سوا چار بجے پروگرام شروع ہوا۔ چھوٹا سا سٹیج 3015 کا شامیانہ اور چار ہارن جو کہ گاڑیوں کی بیٹریوں سے ہنگامی بنیادوں پر چلائے گئے تھے۔ اور تقریباً دس ہزار پر جوش اور پر خوش کارکنان اس گراؤنڈ میں موجود تھے۔ جہاں بادل برسنے کیلئے تیار اور آندھی اپنی بھرپور قوت کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ مولانا عبدالمجید ہزاروی نے تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔

محمد یوسف مجاہد سیکرٹری جنرل سپاہ صحابہؓ کی عاجزانہ دعا کی قبولیت اور بارش کا رک جانا

محمد یوسف صاحب نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ بعض شرپسندوں نے تقریر کے دوران جلسہ کو سبو تاژ کرنے کیلئے شامیانے کو آگ لگادی۔ جس پر حضرت شاہ جی نے کہا کہ آگ تیرا کام جلانا ہے۔ تو اپنا کام دیکھ اور میں اپنے رب کا قرآن پڑھتا ہوں۔ پھر عوام نے دیکھا کہ آگ کچھ دیر بعد ٹھنڈی ہو گئی اور ریاض رسولؐ کا بلبل چہکتا رہا۔ محمد یوسف مجاہد صاحب نے بھی اپنے ہاتھ بارگاہ ایزدی میں دراز کئے اور عرض کی اے میرے رب ہم اپنے مشن میں سچے ہیں۔ تو عالم الغیب ہے ہم تجھے مقدس صحابہؓ کرام کا واسطہ دیتے ہیں۔ کہ آج ان بادلوں اور اس آندھی کو رات تک کیلئے تھمنے کا حکم فرما۔ ایسا نہ ہو کہ کل دشمنان اصحاب رسول ص گلی بازاروں میں ہمارے خلاف خوشی کا اظہار کرتے پھریں کہ صحابہ کرامؓ کے نام پر کی جانے والی کانفرنس بارش کی نظر ہو گئی۔ دعا مانگنے کا انداز انتہا رقت آمیز اور عاجزانہ تھا کہ پورے پنڈال میں سناٹا چھا گیا۔ بپھری ہوئی آندھی جلد ہی ٹھنڈی ہواؤں میں اور گرجتے چمکتے ہوئی بادل شامیانے کا کردار ادا کرنے لگے۔ سیکرٹری جنرل محمد یوسف مجاہد

Scanned with CamScanner

صاحب نے کہا کہ لوگو دیکھو بادل سائبان بن چکے ہیں۔ اور آندھی ٹھنڈی ہوا میں بدل چکی ہے۔ میں اپنے رب کا شکر گزار ہوں کہ جس نے ہماری لاج رکھ لی۔ کچھ وقت کیلئے سیکرٹری جنرل سپاہ صحابہ" محمد یوسف مجاہد صاحب پنڈال سے باہر آئے تو محمد تنویر خان (سالار اعلیٰ) نے بتایا کہ اسسٹنٹ کمشنر کے ہمراہ ڈی۔ایس۔پی کوئٹہ نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم سپاہ صحابہ" کے بارے میں منفی ذہن رکھتے تھے۔ لیکن جماعت کے رویہ، تعاون اور آج کی محمد یوسف مجاہد صاحب کی دعا کی خصوصی قبولیت کا منظر دیکھ کر ہمارا ذہن تبدیل ہو گیا ہے۔

مولانا محمد اعظم طارق نے فرمایا

مولانا محمد اعظم طارق کے خطاب کا عنوان ازواج رسول اور اہل بیت عظام تھا۔ آپ نے حضرت عائشہ" کی پاکیزگی اور پارسائی اور ان کی اسلامی خدمات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نیز انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں مولانا حق نواز شہید" کا مشن بھی پیش کیا اور مشن جھنگوی پر مرمٹنے کا عزم کیا۔

ناموس صحابہ" واہل بیت بل کے متعلق فرمایا کہ حکومت نے جان بوجھ کر ناموس صحابہ" و اہل بیت بل کی راہ میں رکاوٹ ڈالی اور موجودہ لادین حکومت کے ایک صحابہ" دشمن وزیر قانون اقبال حیدر (جو کہ خود بھی ایک متعصب شیعہ ہے) نے ایم۔ این۔ اے حضرات کے پاس جاجا کر ناموس صحابہ" بل کی حمایت نہ کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ لیکن آئندہ اجلاس میں ہم تیاری کے ساتھ دوبارہ اسے قومی اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ اور انشاءاللہ بل پاس ہو جائے گا۔ انہوں نے چیلنج کیا کہ اگر کسی ممبر قومی اسمبلی نے لادین عناصر کے بہکاوے میں آکر ناموس صحابہ" بل کی مخالفت کی تو اس کو اس کے حلقہ انتخاب میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اور سیاہ جھنڈیوں سے اس کا گھیراؤ کیا جائے گا۔

علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہید") نے فرمایا۔

آخری خطاب مولانا ضیاء الرحمان فاروقی (شہید") کا تھا۔ انہوں نے شیعت کے کفریات

Scanned with CamScanner

پر مل مفتگو فرمائی۔ اور ناموس صحابہؓ واہل بیت بل کیلئے ٹرین مارچ کرنے کا اعلان کیا۔ خلفاء راشدین کے یوم شہادت کے موقع پر ہر سال پورے ملک میں پر امن احتجاج جلوس نکالنے کا بھی اعلان کیا۔ آپ نے کوئٹہ انتظامیہ کے رویہ کی بھرپور مذمت اور سپاہ صحابہؓ بلوچستان کو کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر خراج تحسین پیش کیا۔

قائد محترم نے اعلان کیا کہ جہاں جہاں پر یہ کانفرنس ہو چکی ہے۔ وہاں ہر سال ہو گی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جس انداز میں محمد یوسف مجاہد صاحب نے ادا کئے وہ مدتوں یاد رکھے جائیں گے۔ کوئٹہ انتظامیہ بے بس ہو گئی۔ ایرانی بت کدے لرز اٹھے۔ پہاڑوں کے دامن میں حق نواز جھنگویؒ شہید کے پروانے بے سروسامانی کے عالم میں کامیاب ہو گئے۔ آخر میں دعا کے ساتھ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی انشا اللہ یہ کانفرنس بلوچستان میں سپاہ صحابہؓ کے کام کو آگے بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کرے گی۔

حق نواز شہیدؒ کانفرنس کوئٹہ میں شریک راہنما

1۔ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) سرپرست اعلیٰ

2۔ علامہ محمد اعظم طارق (ایم۔ این۔ اے) نائب سرپرست اعلیٰ

3۔ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ (صدر سپاہ صحابہؓ سندھ)

4۔ مولانا محمد عبداللہ خان صاحب (مرکزی نائب صدر)

5۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی صاحب

6۔ مولانا سید عبدالستار شاہد صاحب

7۔ مولانا بدر الدین حسینی صاحب

8۔ مولانا امیر حمزہ بادینی صاحب (سرپرست بلوچستان)

9۔ مولانا عبدالمجید ہزاروی صاحب

10۔ قاری نواز بلوچ (سابق صدر پنجاب)

11۔ مولانا نیاز محمد ناطق صاحب (صدر سپاہ صحابہؓ بلوچستان)

Scanned with CamScanner

12۔ مولانا سلطان محمود ضیاء صاحب

13۔ شیخ حاکم علی صاحب صدر سپاہ صحابہؓ پاکستان

14۔ محمد یوسف مجاہد صاحب جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہؓ پاکستان

15۔ شیخ محمد اشفاق صاحب فنانس سیکرٹری سپاہ صحابہؓ پاکستان

16۔ محمد آصف فاروقی صاحب

اس عظیم اجتماع میں کم از کم 50 سے زائد مقررین اور خطباء نے سپاہ صحابہؓ کے اغراض و مقاصد جھنگوی کی عظیم قربانی، شیعہ جارحیت اور فتنہ خمینیت کے خلاف اہلسنت کو متحد ہو کر کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اور کوئٹہ انتظامیہ کی بد عہدی پر زبردست طریقے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ کانفرنس کے آخری خطاب کیلئے علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) تشریف لائے اور اپنے مخصوص انداز میں خطاب کیا۔

قراردادیں

1۔ پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔

2۔ ناموس صحابہؓ واہل بیت بل قومی اسمبلی و سینٹ میں پاس کروایا جائے۔

3۔ خلفائے راشدین کے ایام پر سرکاری تعطیل کا اعلان کیا جائے۔

4۔ ملک بھر میں سپاہ صحابہؓ کے کارکنان پر قائم جھوٹے مقدمات ختم کئے جائیں۔

5۔ پاکستان میں ایرانی مداخلت ختم کرائی جائے اور ملک بھر میں ایرانی قونصل خانہ جات کی ملک دشمن سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے۔

6۔ مولانا علی شیر حیدری کے سندھ میں داخلہ پر پابندی فی الفور ختم کی جائے۔

7۔ حج کے موقع پر سعودی عرب میں شیعہ کے داخلہ پر پابندی لگائی جائے۔

Scanned with CamScanner

گیارہواں باب

☆..... خطوط و پیغام ---- کارکنوں کے نام

☆..... جلسوں کی تقاریر سے اقتباسات

☆..... جیل کی تقاریر سے اقتباسات

Scanned with CamScanner

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ آخر فتح حق کی ہوتی ہے

اس کائنات رنگ و بو میں سنت اللہ کچھ اس طرح جاری ہے کہ پہلے حق کے علمبرداروں کو ابتلاء و آزمائش تکالیف و مصائب کے تلاطم خیز دریا سے گزارا جاتا ہے۔ وقت کے آمروں، جابروں، فرعونوں اور چنگیزوں کو اتنی مہلت ضرور دی جاتی ہے کہ وہ جی بھر کر کلمہ حق بلند کرنے والوں کو ستا کر پٹوا کر کوڑے لگا کر اور ظلم و ستم کی سولی پر چڑھا کر اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کر لیں اپنے غیض و غضب اور بغض و عداوت کے ارمانوں کو پورا کر لیں تاکہ ان کے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے اور مکافات عمل کا شکار ہوتے وقت وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ "کاش ہم نے یہ بھی حربہ آزما لیا ہوتا یا اگر ہمیں مزید موقع ملتا تو ہم ایسے بھی کر دیکھتے۔

پھر.... اس کے بعد خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آتی ہے اور ان بطش ربک لشدید۔ کے رنگ اس انداز میں دکھاتی ہے کہ چشم فلک یہ حیرت انگیز نظارے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتی ہے کہ انا ربکم الاعلی کے دعوی دار چلا چلا کر پکار رہے ہوتے ہیں امنت برب موسی و ہارون وقت کے ابوجہل حسرت سے کہہ رہے ہوتے ہیں افسوس مجھے بچوں نے مار دیا۔ دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔

ایسا ہی ایک واقعہ 218ھ میں رونما ہوا۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید نے سرکاری مولوی عبدالرحمان بن اسحاق اور قاضی احمد بن ابی داؤد کے اکسانے پر اہلسنت والجماعت کے امام احمد بن حنبل ؒ کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے زیور پہنا کر بغداد لانے کا حکم دے دیا امام احمد بن حنبل ؒ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ خلیفہ مامون الرشید کا انتقال ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا بھائی خلیفہ معتصم زمام اقتدار سنبھالتے ہی اپنے نظریاتی مخالف احمد بن حنبل ؒ کو پیش کرنے کا حکم دیتا ہے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے نکل کر جب یہ علم و عمل کا مہتاب خلیفہ کے دربار میں کھڑے ہو کر کلمہ حق کہتا ہے اور چار دن تک نئے نئے انداز بدل بدل کر آنے والے سرکاری مولویوں کو اپنے دلائل و براہین سے لاجواب کرتا

Scanned with CamScanner

ہے تو اسے اس فتح عظیم پر مبارک باد ایسے کوڑوں کی مار سے ملتی ہے جو اس کے جسم سے گوشت و خون کے لوتڑے الگ کر دیتے ہیں۔

خلیفہ معتصم کبھی تخت سے اتر کر وارث علوم نبوت کی منت و سماجت اور خوشامد کر کے اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ سرکاری موقف یعنی قرآن مخلوق ہے کو تسلیم کر لے اور کبھی طیش میں آ کر نحیف و کمزور جسم کے مالک احمد بن حنبلؒ کے رخساروں پر اس قدر زور سے تماچے مارنے لگتا ہے کہ آپ بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں۔ آخر آپ نے ادھر 28 ماہ قید کا عرصہ کاٹا تو ادھر معتصم قید زندگی سے آزاد ہو گیا۔ اس دوران سرکاری معالج نے امام اہل سنت کا علاج کرنا شروع کیا تو اس نے جسم پر لگے کوڑوں کی تعداد ایک ہزار شمار کی۔ (بحوالہ حیوۃ الحیوان جلد اول) معتصم کے بعد اس کا بیٹا ہارون واثق باللہ تخت نشین ہوا تو اس نے حضرت احمد بن نصر خزاعی کو خلق قرآن کا قائل نہ ہونے پر قتل کرا دیا اور امام اہل سنت کو نظر بندی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا یہاں تک کہ واثق باللہ کا بھی انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کے جانشین متوکل باللہ نے امام صاحب پر عائد پابندیاں نہ صرف اٹھا دیں بلکہ آپ کی خدمت میں بیش بہا تحائف بھیج کر اپنے آباؤ اجداد کے تاریک کردار پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔

لیکن آج پوری دنیا میں گھوم کر دیکھ لیا جائے کہ نظریہ امام مظلوم ہی کا زندہ ہے وقت کے آمروں جابروں اور ظالموں کے نظریات اور سرکاری مولویوں کے سرکاری نعرے گردش ایام کی دبیز تہوں میں چھپ چکے ہیں۔

دوسرا واقعہ دسویں صدی ہجری کا ہے جب ابوالفضل اور فیضی جیسے ذہین و متین سرکاری مولویوں نے اکبر بادشاہ جیسے جاہل و ان پڑھ شخص کو "دین الٰہی کا پیغمبر بنا کر خودساختہ شریعت کو نافذ کرنے کے لئے تیار کر لیا۔

اکبر بادشاہ کے لئے سجدہ کرنے کو رعایا پر فرض کر دیا اور ختنہ کی عام اجازت دے دی۔ داڑھی منڈانا لازم شراب نوشی کی اجازت، غسل جنابت کا خاتمہ، ختنہ کی مخالفت،

Scanned with CamScanner

آفتاب کی پرستش، گائے بھینس اونٹ کا گوشت حرام جواء کے جواز اور اسلامی عقائد و عربی سیکھنے کو ناجائز، خنزیر و کتے کی طرف دیکھنا عبادت قرار دے دیا۔

اکبر کے بعد اس کے بیٹے جہانگیر کے دور میں بھی اس خودساختہ دین الٰہی کا چرچا رہا لیکن اسی دور کے ایک وارث علوم نبوۃ شیخ احمد سرھندی المعروف مجدد الف ثانی نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس خود ساختہ سرکاری نظریہ و بناوٹی دین کا خاتمہ کر کے دم لے گا پھر جرم حق گوئی میں کبھی وہ گوالیار کے قلعہ میں قید ہوا تو کبھی اس کے بچوں کو گھر سے نکال کر بے کسی و بے بسی سے دوچار کیا گیا کبھی مجدد الف ثانی پر پہرے بٹھائے گئے تو کبھی ان کی جائیداد و املاک کو بحق سرکار ضبط کیا گیا۔

وقت گزرتا رہا بالآخر گوالیار کے قلعہ کی اسیری اور جرم حق گوئی میں برداشت کی جانے والی تکالیف اور پیش کی جانے والی قربانیاں رنگ لائیں کہ جہانگیر کا پوتا اورنگ زیب عالم گیر شریعت مصطفوی ؐ کا ایسا خدمت گار بن کر سامنے آیا کہ زمانے میں ایسے پاک طینت بادشاہ کی مثال خلفاء راشدین کے بعد ڈھونڈے نہیں ملتی۔

اور آج پورے ہندوستان میں نظریہ و نام مجدد الف ثانیؒ کا زندہ ہے "دین اکبری" اور اکبر بادشاہ کے سرکاری مولویوں کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

تیسرا واقعہ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید جیسے مجاہدین اسلام کا ہے کہ جنہوں نے اپنے خون کے قطروں سے برصغیر کو سکھوں اور انگریزوں سے آزاد کرانے کی تحریک کی بنیاد ڈالی۔ ایک طرف ان کے وفادار ساتھی 1857ء کی جنگ آزادی لڑتے ہوئے کالے پانی کی طرف دھکیلے جا رہے تھے تو دوسری طرف کچھ لوگ انگریز سے وفاداری کرنے اور ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں سپاسنامے پیش کر کے جاگیریں اور دستاریں حاصل کرنے میں مصروف تھے ایک طرف ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے کہ فتوؤں کے ذریعہ مسلمان قوم کو انگریز کا باغی بنانے والے علماء حق سرگرم عمل تھے تو دوسری طرف ہندوستان کو دارالسلام قرار دے کر اپنے مریدوں اور

Scanned with CamScanner

وفاداروں کا انگریزی فوج میں شامل ہونے کی ہدایت دینے والے علماء اور پیر انگریزی دولت و القابات سمیٹ رہے تھے۔

لیکن ہندوستان کی آزادی اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے پچاس سال بعد پاکستان کے وزیر اعظم نے 11 جون 1998ء کو اپنے تاریخی خطاب میں تحریک آزادی کے مجاہدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انگریز کے وفاداروں سے جاگیریں واپس لینے کا اعلان کر کے یہ بتا دیا کہ آج قربانیاں دینے والوں کے نظریہ کی فتح کا دن ہے اور غداروں کی رسوائی اور ذلت کا لمحہ آ پہنچا ہے۔

آج آزادی کی تحریک میں قربانیاں دینے والوں پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے جا رہے ہیں اور انگریز کے وفادار ملت اسلامیہ کے غداروں پر تین حرف بھیجے جا رہے ہیں۔

کچھ ایسا ہی چوتھا واقعہ تاریخ کے سینے میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کے پیروکاروں کا ہے جنہوں نے انگریز کے اقتدار کی چھتری کے سائے میں امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت سے ہٹانے اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت توڑ کر قادیان کے گائے کانے سے تعلق پیدا کرنے کی دعوت دی۔ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کی جڑیں کاٹنے کے لئے اہل حق میدان میں اترے تو انہیں فرقہ پرست' انتشاری ملاں اور مسلمان جماعت میں دراڑیں پیدا کرنے والے تخریب کار کے القابات سے نوازنے اور ختم نبوۃ کا نعرہ لگانے کے جرم میں قید و بند کی سزائیں سنانے کے لئے عدالتیں سرگرم عمل ہو گئیں۔ حتی کہ خاتم الانبیاء کے نام لیواؤں پر گولیوں کی بارش کر کے ہزاروں جیتے جاگتے انسانوں کو خاک و خون میں تڑپانے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔ بالآخر نوے سال قربانیوں کے بعد دنیا نے دیکھا کہ قربانیاں دینے والے جیلوں کو آباد کرنے والے۔ سینے پر گولیاں کھانے والے کامیاب ہو گئے اور انگریز کے حق میں پچاس پچاس الماریوں پر مبنی کتب لکھنے والے پاکستان کے معرض وجود میں آتے وقت اعلیٰ وزارتیں اور فوج میں اعلیٰ عہدے حاصل کر کے ظلم ڈھانے والے غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

Scanned with CamScanner

پیارے قارئین! اور سپاہ صحابہ کے غیور ساتھیو!

ان چار واقعات کو انتہائی اختصار سے بیان کرنے کا مقصد صرف اس دعویٰ کو ثابت کرنا ہے کہ جب کسی جماعت کا موقف و مشن حق ہوتا ہے اس کا نظریہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہوتا تو پھر ایک عرصہ تک اس جماعت کو اپنے مشن کی تبلیغ و دعوت اور اپنے موقف کے پرچار و اشاعت میں طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا ضروری ہوتا ہے وقت کے آمر و جابر بادشاہوں کے ہتھکنڈوں کو مسکرا کا سہنا پڑتا ہے' پھر ایک وقت آتا ہے کہ جب قربانی پر مبنی تحریک کامیابی کی منازل طے کر کے وہ مقام حاصل کر لیتی ہے کہ پھر باطل نظریات کا نام و نشان تک ختم ہو جاتا ہے۔

میں آج پورے وثوق و اعتماد سے یہ بات اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے اٹک جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی سے لکھ رہا ہوں کہ اگر ہم حب مصطفیٰ اور حب صحابہؓ کے جذبہ سے سرشار ہو کر سپاہ صحابہ کے مشن و موقف کے لئے اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کرتے چلے جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کامیابی و کامرانی کی منزل تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی ہے۔

کیونکہ آخری فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

والسلام

آپ کا بھائی محمد اعظم طارق

15 جون 1998ء بوقت رات گیارہ بجے قاسم بلاک اٹک جیل

قائد کا پیغام---- کارکنوں کے نام

میرے پیارے اسیر ساتھیو! اور آزاد فضاؤں میں گرفتہ دلی کا شکار کارکنو! اگرچہ سپاہ صحابہؓ کا قافلہ اول روز ہی سے مصائب و آلام' تکالیف و پریشانیوں اور آزمائشوں کی خاردار دیواروں سے گزرتا ہوا چلا آ رہا ہے لیکن اس وقت چونکہ امیر عزیمت اور قائد ملت اسلامیہ جیسی عظیم شخصیات کی سرپرستی کا سایہ ہمارے لئے ظلم و ستم کی کڑی دھوپ

Scanned with CamScanner

میں سائبان کا کام دیتا تھا اور ان کی شفقت و محبت کا انداز ہمارے زخموں کے لئے مرہم اور فکر مرحلوں کے لئے پیغام جرات و استقامت بن جاتا۔ ان کی صداء حق دشمن قوتوں کے لئے پیام اجل اور حق کے شیدائیوں کے لئے حیات سرمدی کا صور اسرافیل بن کر اخلاق حق اور ابطال باطل کا نقشہ پیش کر دیتی تھی۔

شہید قائدین کے خطاب سے اگر ایک طرف حکمرانوں اور باطل کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا تو دوسری طرف مردہ اور بے حس زندہ نعش انسانوں میں غیرت و حمیت کی روح انگڑائیاں لینے لگتی۔ غرضیکہ وہ ایک طوفان کی شکل میں آگے بڑھتے رہتے اور سیلاب کی شکل میں راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو خس و خاشاک کی طرح روندتے چلے جاتے تھے۔

لیکن ان کی اس دارفانی سے روانگی کے بعد جہاں ہم پر ان کی جدائی کے غم اور صدموں کے پہاڑ ٹوٹنے لگے وہاں ان کی شجر سایہ دار کی مانند شخصیت کی عدم موجودگی میں شیروں کے دنیا سے پردہ کرتے ہی بزدلی "مصلحت اندیشی" "رواداری" کی خارش میں مبتلا چوہے بھی پھدکنے' اچھلنے اور کودنے میں مصروف ہو گئے۔ بھیڑ کی صورت میں بھیڑیئے شرافت کا لبادہ اوڑھ کر خون خواری اور درندگی کی نئی تاریخ رقم کرنے لگ گئے۔ آواز حق پر سبحان اللہ ماشاء اللہ کہنے والی زبانیں گنگ ہونے لگیں اور کبھی کبھی غیرت ایمانی سے سرشار ہو کر میدان عمل میں قدم دو قدم چلنے والے کم حوصلہ لوگ اب نہ صرف رکنے لگ گئے بلکہ ناموافق فضا اور وقت کے فرعونوں کی انتقامی نگاہوں سے بچنے کے لئے خوبصورت اور خوش نما نعروں کے حجاب منہ پر ڈال کر اپنے خیال میں بے وقت کی موت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہونے کی کوششوں میں مصروف ہونے لگ گئے ہیں۔

پیارے ساتھیو! میرا مندرجہ بالا حقائق کو بیان کرنے کا مقصد ہرگز ہرگز یہ نہیں ہے کہ سپاہ صحابہ کی صفوں میں کمزوری انتشار یا اس کی رفتار میں کمی آ گئی ہے بلکہ میرا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ قائدین کی شہادت کے بعد کارکنوں پر سختیوں اور پریشانیوں کا جو دور

Scanned with CamScanner

گزر رہا ہے اس سے ہمیں ایک فائدہ یہ ہوا ہے کہ کھرے اور کھوٹے' سونے اور تانبے' اپنے اور بیگانے میں تمیز کرنا آسان ہو گیا ہے اب اس قافلہ میں انشاء اللہ کوئی کم ہمت' بزدل' بے حس اور مفاد پرست نہیں ٹھہر سکے گا اور جن کا اصول ہمیشہ یہی رہا ہے کہ وہی لوگ معرکہ حق و باطل میں فتح و کامرانی کے جھنڈے گاڑنے میں کامیاب ہوتے ہیں جن کی صفیں تعداد کے اعتبار سے نفاق سے پاک ہوتی ہیں جن کے جانبازوں کے پاس جرات و شجاعت کی بے نیام تلواریں تو ہوتی ہیں لیکن مصلحت و رواداری کی میانیں نہیں ہوتیں۔ جن کی نگاہیں شہادت اور مشن کی تکمیل پر ہوتی ہیں۔ دولت' عہدہ اور منصب و مفاد پر نہیں ہوتیں جنہیں سر کٹوانے تو آتے ہیں' سر جھکانے نہیں آتے۔ آگے بڑھنا تو آتا ہے پیچھے ہٹنا نہیں آتا۔ جو ٹارچر سیلوں میں تڑپتے تو ہیں مگر بکتے نہیں ہیں۔ جو قید و بند کی صعوبتیں برداشت تو کرتے ہیں لیکن مشن سے غداری کے عوض عیش و عشرت کی زندگی قبول نہیں کرتے۔ جو تنگ و تاریک کوٹھڑیوں کو اپنا مسکن تو بنا لیتے ہیں مگر اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوتے جو ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں تو پہن لیتے ہیں مگر دین فروشی اور ضمیر فروشی کے عوض جبہ و دستار نہیں پہنتے۔ جو سینوں پر گولیوں کے زخم تو سجا لیتے ہیں۔ مگر ملت سے غداری کے عوض حکمرانوں سے تمغے نہیں لگواتے۔

زمانہ گواہ ہے کہ پھر ایسے ہی سرفروش دیوانے وقت کے ایوانوں میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جرات و بسالت کے پیکر کفر کا پنجہ مروڑ کر اسے چت لیٹنے پر مجبور کر دیتے ہیں ایسے ہی عزم و یقین کی قوت سے سرشار پہلوان سینہ باطل پر بیٹھ کر حق کے گیت گاتے ہیں ایسے ہی غیرت و حمیت کے متوالے فحاشی و عریانی کی عفریت کا گلہ گھونٹ دیتے ہیں۔ ایسے ہی ایمانی حرارت سے لبریز سینے کفر و شرک کے بالا خانوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیتے ہیں۔ ہاں ایسے ہی منچلے عصاء موسیٰ ہاتھ میں لے کر وقت کے فرعونوں اور ہامانوں کے سر کچلنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

میرے بہادر ساتھیو! آؤ اور میرے ساتھ یہ عہد کرو کہ اب ہم اپنے شہید قائدین کے

Scanned with CamScanner

مشن کی آبیاری اپنے خون سے کر کے دم لیں گے۔ اپنے مشن کی پاسداری اپنی زندگیوں کو قربان کر کے بھی کرنا پڑی تو دریغ نہیں کریں گے۔ قافلہ جھنگوی" و فاروقی کے ہمراہ چلتے ہوئے اگر ہمیں نمرودی اور فرعونی صیہونی اور سبائی چٹانوں نے روکنے کی کوشش کی تو ہم انہیں ریزہ ریزہ کر دیں گے لیکن اپنا سفر ترک نہیں کریں گے۔ ہمیں ڈرانے و دھمکانے کے لئے اگر مقدمات کے انبار لگانے اور ریاستی جبر و تشدد کے شیطانی کھیل کھیلنے کی کوشش کی گئی تو ہم الزامات و مقدمات کے انبار کو پائے حقارت سے اس طرح اڑا کر رکھ دیں گے کہ ان گھناؤنے کھیلوں کے شائقین خود تماشہ روزگار بن جائیں گے۔

انشاء اللہ العزیز اب وہ وقت دور نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول ص کے ہم لیوا اصحاب رسول ؐ کے سپاہی پرچم حق کو لہراتے ہوئے شہروں اور دیہاتوں سے گلیوں اور زندانوں سے یہ کہتے ہوئے نکلیں گے۔ **جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** آخر میں ایک شعر کارکنوں کی نذر کرتا ہوں۔

رات سر پر ہے پرندو مستقرمت بھولنا
آسمانوں پہ اڑو لیکن شجر مت بولنا
اک نئی رت پر جانے والے قافلو
اپنا موسم اپنی مٹی اپنا گھر مت بھولنا

والسلام
تمہارا بھائی محمد اعظم طارق
8۔ مئی 1998ء بروز جمعہ بمطابق 11 محرم 1419ھ
گیارہ بجے شب۔ قاسم بلاک اٹک جیل

حکمرانوں اور اسلام دشمنو۔ جو چاہو کر گذرو
مجھے میرا اللہ کافی ہے

قید و بند، تشدد و بربریت، ہتھکڑی و بیڑی، مقدمات و الزامات کی پرخار وادیوں سے

گذرتے ہوئے تین سال مکمل ہو چکے ہیں۔ 22 فروری 1995ء کو روپوشی سے شروع سلسلہ شروع ہوا تھا وہ پشاور کی تفتیشوں تھانہ سمہ سٹہ کی حوالاتوں بہاولپور' ملتان' راولپنڈی اور لاہور کی جیلوں میں سیشن کورٹ لاہور کے بم دھماکوں' ہسپتالوں' چوہنگ کے ٹارچر سیلوں دوبارہ پھر اڈیالہ جیل سے ہوتا ہوا اٹک جیل کے سو سالہ قدیم تنگ و تاریک کوٹھڑیوں تک پہنچ چکا ہے۔ جب یہ ماضی کے ان تین سالوں میں جھانک کر دیکھتا ہوں تو کہیں مجھے اپنے پیارے قائد کا سرخ چہرہ نظر آتا ہے۔ تو کہیں پولیس کے جلادوں کے ہاتھوں اذیت ناک تشدد کا منظر سامنے آ جاتا ہے۔ کہیں اسمبلی میں لڑکھڑاتے ہوئے داخل ہونے کی آوازیں سامنے آتی ہیں تو کہیں آنکھوں پر بندھی پٹیوں اور ہاتھوں میں لگی ہوئی ہتھکڑیوں کے ساتھ گھنٹوں گھنٹوں تفتیشی افسران کے سامنے زخمی جسم کے ساتھ ہم کلام ہونے کا انداز دکھائی دیتا ہے کبھی چوہنگ کے تنگ و تاریک سیلوں میں قید تنہائی میں بیٹھا ہوا تلاوت میں مصروف نظر آتا ہوں تو کبھی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے سامنے بیٹھ کر حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری و اعلیٰ حکام سے اپنا موقف و مشن بیان کرتا ہوا دکھائی دیتا ہوں غرضیکہ یہ تین سال میری زندگی کی ایک ایسی داستان ہیں کہ جسے کبھی خود لکھنے بیٹھا تو شاید کئی جلدوں میں اس کی تکمیل ہو گی۔

لیکن آج میں ماہنامہ خلافت راشدہ کے ذریعہ جو پیغام حکمرانوں اور دشمنوں کو دینا چاہتا ہوں صرف اسی پر اکتفا کر رہا ہوں۔ دو روز قبل ہی مجھے میرے سیکرٹری رانا محبوب احمد کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ لاہور ہائی کورٹ میں داخل کی گئی درخواست پر عدالت کے آرڈر کے جواب میں آئی جی پولیس پنجاب نے مجھ پر قائم جن مقدمات کی تفصیلی فہرست پیش کی ہے۔ اس کے مطابق میں حکمرانوں کو 130 مقدمات میں مطلوب ہوں۔ ان مقدمات میں ایک درجن کے لگ بھگ تو قتل کے مقدمات ہیں جن کی ضمانتیں ہو چکی ہیں اور بقایا کا تعلق تقاریر سے ہے اور میں فخر سے اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی میں نے یہ تقاریر کی ہیں اور اس کے علاوہ ہزاروں کی ہیں لہٰذا پھر ہزاروں مقدمات قائم کیے

Scanned with CamScanner

جانے چاہئیں تھے صرف سوا سو پر کیوں اکتفا کیا گیا ہے؟

لہٰذا میرا مطالبہ ہے کہ حکومت تمام تھانوں کو ایک مرتبہ پھر حسب سابق آئی جی صاحب کے ذریعہ آرڈر بھجوائے کہ وہ نہ صرف پرانے مقدمات کی ایف آئی آر جمع کریں بلکہ ان کے علاقوں میں جب بھی میں نے کوئی تقریر کی تھی اور اس پر ایف آئی آر درج نہیں کی گئی تھی اب نئے سرے سے ایف آئی آر درج کرلی جائے اور مزید یہ کہ پاکستان کے راضیوں سے (جو حکومت وقت کے حلیف بھی ہیں) پوچھ لیا جائے کہ اگر کسی قتل کے مقدمہ میں نام درج کرانا بھول گئے ہوں تو اب درج کرا لیں۔ قتل، تقاریر اور اس کے ساتھ حکمرانوں کے نازک مزاج کے خلاف اسمبلی کے اندر باہر کئے جانے والے خطابات و بیانات پر بھی مقدمات درج کر لئے جائیں۔ جب حکومت اور دشمنوں کے مقدمات جمع کرنے کی آرزو پایہ تکمیل کو پہنچ جائے تو پھر دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ **منتقمہ مزاج** شریف خاندان کے بہی خواہوں اور کاسہ لیسوں اور ان کے حلیفوں کے گروہ کے آتش غیض و غضب سے بھرے سینوں والے کچھ حضرات کو بطور منصف کے نامزد کر کے "بااختیار عدالتی بنچ" کو صرف دس دن میں سماعت کا مکمل کرنے کا پابند کر کے اگر ممکن ہو تو "کھلے عام" سماعت کرائی جائے۔ میری طرف سے کوئی وکیل پیش نہیں ہو گا۔ میں خود اپنا مقدمہ لڑوں گا میری صرف ایک شرط یہ ہے کہ ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات سے براہ راست اس مقدمہ کی کاروائی قوم کو دکھائی سنائی و پڑھائی جائے۔ دسویں روز اگر یہ "عدالتی بنچ" مجھے سزائے موت بھی سنا دے تو میں کسی عدالت میں اپیل نہیں کروں گا۔ فوراً مجھے سزا دی جائے تاکہ تمہارے جبر کا علم بلند ہو اور ہمارے صبر کا علم بلند ہو۔

لیکن مجھے یقین ہی نہیں بلکہ حق الیقین ہے کہ تم ایسا نہیں کرو گے۔ بلکہ تم ایسا سوچ بھی نہیں سکو گے کیونکہ تم جانتے ہو کہ میرا عدالت میں آنا ہی تمہارے الزامات کی نفی اور تمہارے ناپاک مقاصد کی شکست کا باعث ہو گا اگر تم میں اور تمہارے حلیفوں میں اتنی اخلاقی جرات ہوتی تو پھر 23 اپریل 1997ء کو پاکستان ٹیلی ویژن پر تمہارے حلیف

Scanned with CamScanner

میرے مقابل آتے وہ نہیں آئے تھے تو تم مجھے ہی وقت دے دیتے۔ پھر تم اے حکمرانو صرف اور صرف اسی بات کے خواہش مند ہو کہ مجھے زیادہ سے زیادہ عرصہ جیل میں رکھو۔ میری ملاقاتوں پر پابندیاں عائد کئے رکھو مجھے تنگ و تاریک کوٹھریوں میں جسمانی اذیت رکھو۔ مجھے خستہ مکانوں کے ملبے کے نیچے دبا کر یا اپنے غنڈوں کے ذریعے حملہ کرا کر راستہ سے ہٹانے کی کوشش کرو تو پھر یاد رکھو کہ تمہاری یہ ناپاک سازشیں بھی انشاء اللہ ہرگز کامیاب نہیں ہوں گی۔ جیل ایک دن کی ہو یا ایک سال کی۔ تین سال کی ہو یا تین سال کی کبھی اہل حق کو مشن سے ہٹایا نہیں کرتی۔ میں آج بھی اپنے شہید قائدین کے موقف کا علمبردار ہوں میں نے جس طرح 8 فروری 1995ء کو قومی اسمبلی میں دشمن صحابہ کا پردہ چاک کیا تھا میں آج بھی صحابہ کے دشمن کو کائنات کا بدترین کافر قرار دیتا ہوں کوئی میرا ساتھ دے یا مخالفت کرے۔ واہ واہ کہے یا اظہار نفرت کرے زندہ باد کے نعرے لگائے یا مردہ باد کہے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے اگر میں سچا ہوں (اور رب ذوالجلال کی قسم میرا موقف سچائی پر مبنی ہے) تو مجھے میرا اللہ کافی ہے جو تم سے ہو سکتا ہے جو دشمنوں سے بن پڑتا ہے تم مل کر وہ سب کر گذرو تاکہ تمہارے دل میں کوئی ارمان باقی نہ رہے میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں ہر اس گروہ اور فرد کے خلاف جو اللہ تعالیٰ کی توحید آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت صحابہ کرام ؓ اور اہل بیت عظام ؓ کے تقدس' قرآن پاک کی عصمت کے خلاف' عقائد کا پرچار کرے گا میں اسے کافر کافر کافر اور بدترین کافر کہتا رہوں گا اب میری یہ زبان موت ہی خاموش کر سکتی ہے لیکن یہ یاد رکھو کہ اب اسکی زبانیں ایک نہیں لاکھوں کی تعداد میں تمہیں یہی ورد کرتا ہوا سنائی دیں گی۔ انشاء اللہ۔
والسلام۔

تمہارا نافرمان
محمد اعظم طارق
اٹک جیل 98-3-8 وقت 10:25 بجے

Scanned with CamScanner

حکمرانو! حق بات کہنا میری مجبوری ہے

ذمہ دار ساتھوں نے آگاہ کیا ہے کہ اور اس بات پر سخت تشویش کا بھی اظہار کیا ہے کہ حکام وقت کے دل میں آپ کے لئے نرمی کا کوئی مادہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس میں بھلا پریشان ہونے کی کون سی بات ہے۔

اگر کیکر کے درخت پر پھول نہ اگیں، آگ کے تنور سے ٹھنڈی ہوا نہ آئے، تموں سے نبوز کی چاشنی و مٹھاس حاصل نہ ہو تو اس پر سر پکڑ کر بیٹھ جانے اور غیر مسئلہ کو مسئلہ بنا کر اس کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرنے اور مغز کھپانے سے کیا حاصل؟

کبھی عادات بھی بدلی ہیں؟ کبھی آتش انتقام سے پیار و محبت سے مہکتے پھول بھی برسے ہیں؟ کبھی غیض و غضب کے تپتے صحرا سے، ہمدردی و غمگساری کے چشمے بھی پھوٹ سکتے ہیں؟ اس لئے میں تو ایک ہی بات ان ظالم حکمرانوں سے کہوں گا۔

حوصلے چھن نہیں سکتے کبھی تعزیروں سے
خواب ٹوٹے ہیں بھلا ظلم کی تدبیروں سے
سچ تو خوشبو ہے ہواؤں میں بکھر جائے گا
کیسے باندھو گے اسے آہنی زنجیروں سے
مجھ پر ہوتا ہے عیاں اس وقت راز زندگی
جب نظام سلطنت کا حکم ٹھکراتا ہوں میں
کلمہ توحید گاتا ہوں کچھ اس انداز سے
خرمن باطل پہ گویا آگ برساتا ہوں میں

کوئی ان سے جا کر کہہ دے اور میرا پیغام انہیں سنا دے۔

ظلمت شب ہے پھیلی ہوئی چار سو
تم بضد ہو کہ میں اسے سویرا کہوں
میں جب اندھا نہیں ہوں تو پھر اس کے سوا چارہ ہے کیا

Scanned with CamScanner

تم جو جھوٹے ہو تو تم کو جھوٹا کہوں

سنو اے اسلامی جمہوری اتحاد کے نام پر شریعت بل کے پاس کرانے اور قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرنے کے نام پر 1990ء میں قوم سے ووٹ لے کر حکومت بنا کر اللہ اور رسول سے کئے ہوئے وعدوں کو فراموش کرنے والو!

وفاقی شرعی عدالت سے سودی نظام کے خاتمہ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کر کے سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل کرنے والو! ایک عورت کو پوری قوم کی سفیر بنا کر امریکہ بھجوا کر کلنٹن کے ساتھ رقص کرانے والو! قرآن مجید کو نذر آتش کرنے والے اصل مجرمان کو چھوڑ کر علماء کرام پر یہ الزام لگا کر ظلم کرنے والو! دوبارہ 1997ء میں نظام خلافت راشدہ کے نعرہ پر عوام سے ووٹ لینے والو! جمعہ کی چھٹی ختم کر کے اتوار کی چھٹی کر کے یہود و نصاریٰ کے طریق اپنانے والو! گستاخان صحابہؓ اور علماء اہل سنت کے قاتلوں، غیر ملکی ایجنٹوں اور تخریب کاروں کو گلے لگانے والو! جاگیرداروں، وڈیروں، صنعت کاروں کو اسمبلی میں پہنچا کر غریب قوم سے مذاق کرنے والو! معصوم بے گناہ بچوں اور دین محمد کے پاسدار علماء کرام اصحاب رسولؐ کے عاشقوں کو چوہنگ کے ٹارچر سیلوں میں نوے نوے گھنٹے کھڑا رکھنے، الیکٹرک شارٹ لگانے اور ظلم و ستم کے نئے نئے حربے آزمانے والو! حق بات کہنے والے ممبران اسمبلی کو کال کوٹھڑیوں کا مہمان بنانے والو! تمہارے اس ظلم و ستم پر مبنی اوچھے ہتھکنڈوں کا شکار ہو کر بھی کلمہ حق کہنا میری مجبوری ہے۔ تمام پابندیوں کا شکار ہو کر بھی زبان قلم پر پابندی قبول نہ کرنا میری مجبوری ہے۔

کیونکہ مجھے اپنی قبر میں اکیلے جانا ہے وہاں تمہاری رضامندی اور وزارت، میرے کام نہیں آئے گی۔ مجھے اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے وہاں تم میرے سفارشی نہیں بن سکو گے۔ مجھے پل صراط سے اکیلے گزرنا ہے وہاں تم میرے کام نہیں آؤ گے جب لگے تمام سفر اکیلے ہی طے کرنا ہیں اگر یہ زندگی کا سفر بھی قید تنہائی میں گزر گیا تو کوئی فکر والی بات نہیں۔ لیکن اتنا بتا دو جب تم قبر، حشر و پل صراط سے گزرو گے تو کیا تم اس وقت بھی

نگران ہو گے اور کیا میں اس وقت بھی بے بس ہوں گا۔ نہیں خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہو گا۔ بلکہ ان گھاٹیوں پر معاملہ اس کے برعکس ہو گا۔ ہم اپنے پیاروں کے ساتھ ہوں گے تم اگر باز نہ آئے تو پھر اپنے برے اعمال کے ساتھ ہوں گے آخر میں اپنے کارکنوں سے کہتا ہوں کہ

تند موج کے تھپیڑوں سے ہراساں مت ہو'
یہ تھپیڑے کبھی ساحل سے لگا ہی دیں گے

والسلام
تمہارا بھائی
محمد اعظم طارق
12 جون 1998ء رات 9 بجے چکی نمبر 14 قاسم پارک

صدائے قلندر

اے وارثان پیغمبر!

تاجدار مدینہ کی 23 سالہ کمائی پر ڈاکو لٹیرے ہاتھ صاف کر رہے ہیں تم کہاں ہو؟ تمہارے احساس زیاں کو کیا ہو گیا ہے؟

اے قرآن و سنت کے علمبردارو!

احکام خدا اور ارشادات مصطفیٰ کو دیس نکالا دیا جا رہا ہے۔

تم آگے بڑھ کر ان مقدس مہمانوں کو گلے کیوں نہیں لگاتے ہو؟ تمہارے دل اس قدر پتھر کیوں ہو گئے ہیں؟

اے شریعت مطہرہ کے پاسدارو!

اسوہ رسول کو جمہوریت کے سیاہ دھبوں سے داغدار کیا جا رہا ہے تم دشمن کو طمع سازی انگریز کی ناپاک جسارت کو خاک میں کیوں نہیں ملاتے ہو؟

تمہارے علم کے سوتے کیونکر خشک ہو گئے ہیں؟

Scanned with CamScanner

اے توحید و سنت کے داعیو!

شرک و بدعت کے اٹھنے والے طوفان تمہارے گھروں کی دہلیزوں تک پہنچ چکے ہیں تم چراغ حق کی روشنی سے ان اندھیروں کو دفع کیوں نہیں کرتے ہو؟ تمہاری زبانیں گنگ کیوں ہو گئی ہیں اور تمہارے قلموں پر سکتہ کس لئے طاری ہو گیا ہے؟

اے جہاد فی سبیل اللہ کے مجاہدو!

طاغوتی قوتیں ملت اسلامیہ کی رگوں سے خون چوسنے میں مصروف ہیں۔ اور عالم اسلام کو اپنے پاؤں پر جھکانے کی خواہاں ہیں تم شوق شہادت کے سرشار ہو کر میدان کارزار میں کیوں نہیں اترتے؟ بے غیرتی اور بزدلی کی زندگی قبول کرنے کا تمہیں جنون کیوں لاحق ہو گیا ہے؟

اے احیاء نظام خلافت راشدہ کے دعوے دارو!

خلفاء راشدین کو چوکوں' چوراہوں میں گالیاں دی جا رہی ہیں۔ ان کے پتلے بنا کر نذر آتش کئے جا رہے ہیں۔

تمہاری رگ حمیت بھڑکتی ہے نہ تمہاری جبینوں پر شکن پڑتی ہے۔ خواب غفلت میں مدہوش اور "رواداری" کے جنون میں مبتلا بے شعورو بتاؤ تمہاری مرض کی دوا کیا ہے؟

اے امی عائشہ ؓ کے روحانی فرزندو!

مسلم کائنات کی امی کے پاکیزہ اور شفاف دامن پر کالے کافر سیاہی مل رہے ہیں۔ تمہاری غیرت کہاں سو گئی ہے؟ تمہاری حمیت کہاں کھو گئی ہے؟

تم ہی کہو کیا بیٹوں کا یہی کردار ہوتا ہے؟

اے عفت و حیاء کے پرچار کرو!

فحاشی و عریانی' بے حیائی اور بدفطرتی کا عفریت برہنہ ہو کر گلیوں میں رقص کر رہا ہے تمہارا اسلامی کلچر اور لبادہ منہ چھپائے بیٹھا ہے اور تمہاری بے حسی پر زار و قطار رو رہا

Scanned with CamScanner

تم کب تک غیروں کی جھنجھوڑی ہوئی ہڈیوں کو چوستے رہو گے؟ تمہاری آتشی ہوس کب بجھے گی؟

اے جابر و آمر کے سامنے کلمہ حق کہنے والو!

وقت کے فرعون اپنی خواہش کے بتوں کی پوجا کروانے پر عمل پیرا ہیں اور ظلم و جبر کی آگ بھڑکائے ہوئے ہیں۔

تم بھرے درباروں میں تو کیا مسجد کے محراب و منبر سے بھی احتجاج کرنے سے کترانے لگے ہو۔

کیا مفاد پرستی اور مصلحت و پسندی نے تمہیں بے زبان کر دیا ہے؟ یا تم نے ازخود چپ کا روزہ رکھ لیا ہے؟

اے مظلوموں کی داد رسی اور مجبوروں کی فریاد رسی کرنے والو!

تمہاری آنکھوں کے سامنے جب نبی صص اور عشق صحابہ ؓ کے جرم میں نوجوانوں کو ٹارچر سیلوں میں تڑپائے جا رہے ہیں۔

قید و قفس کے شکنجوں میں کسے جا رہے ہیں۔ تختہ دار کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔

تم نے آنکھیں کیوں موند لی ہیں؟ تم نے رخ کیوں پھیر لئے ہیں؟ کیا تمہارا یہ انداز بھی ظالموں کی خاموش حمایت پر مبنی نہیں ہے۔؟

یہ انتظام تماشائے قید و بند ہے کیا؟
ہمارے حق میں صدا بھی کہیں بلند ہے کیا؟
اے آبروئے زمانہ ہوا کے رکھوالے
ہمیں پسند ہے مرنا تمہیں پسند ہے کیا؟

چوہنگ کے بدنام زمانہ ٹارچر سیل کا تعارف

مغل بادشاہوں نے جب لاہور قلعہ کی تعمیر شروع کی تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ

Scanned with CamScanner

تھا کہ سینکڑوں سال بعد جب یہ لاہور اسلام کے نام پر بننے والی مملکت کا صوبائی دارالخلافہ ہو گا تو اس قلعہ کو شاہوں اور شہزادوں کا مسکن بنانے کی بجائے جن بھوت، چڑیلوں کی آماجگاہ کے ساتھ ساتھ مظلوموں مجبوروں اور حکمرانوں طبقہ کے مخالفین کے لئے ایک ایسا قصاب خانہ بنا دیا جائے گا جہاں زندہ انسان کی چمڑی ادھیڑنے والے آزاد ہوں گے اور چیختے چلاتے بے کس و بے بس انسان ذبح ہوتے رہیں گے۔ جہاں سے ستم رسیدہ انسانوں اور سولی پر لٹکے ہوئے افراد کی آہوں اور سسکیوں کی آوازیں قلعہ کی بلند و بالا فصیل سے ٹکرا کر واپس تو آتی رہیں گی۔ لیکن سامنے کی شاہی مسجد کے مینار خاموش تماشائی کے سوا اور کوئی کردار ادا نہ کریں گے۔

شاہی قلعہ میں درندگی و بہیمیت کی جنم لینے والی داستانیں جب آہستہ آہستہ اس کے مین گیٹ سے باہر آنے لگیں تو پھر صرف پاکستان ہی کیا ان مجبور آوازوں نے دنیا بھر میں تہلکہ بھرپا کر دیا اور بے حس انسانی ضمیر بھی اس تشدد و بربریت کے گھناؤنے کھیل کو برداشت نہ کر سکے۔

چنانچہ یہ بدنامی کا داغ مٹانے کے لئے لاہور ہی سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کر کے مارشل لاء کی چھتری کے سائے میں اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہونے والے "شریف شاہوں" نے شاہی قلعہ کے متبادل کی تلاش شروع کر دی۔ لیکن جب اس کا متبادل تلاش کرنے میں انہیں کامیابی نہ ہوئی تو لاہور سے پندرہ کلومیٹر دور ملتان روڈ پر ایک نئے "شاہی قلعہ" یعنی ٹارچر سیل کی بنیاد رکھی گئی جسے آج دنیا چوہنگ کے بدنام زمانہ ٹارچر سیل کے نام سے جانتی ہے۔

چوہنگ کا ٹارچر سیل کیا ہے؟ جیتے جاگتے انسانوں کے گوشت پوست اور ہڈیوں کو نوچنے کے لئے وہ بوچڑ خانہ ہے جہاں کے قصاب رحم اور ضمیر جیسی دولت سے محروم ہیں۔

وہ---- ایک ایسا قبرستان ہے کہ جس کی 16 قبروں میں زندگی دفن ہو کر رہ جاتی ہے اور چشم فلک مجبوروں کی شکلیں دیکھنے کو ترس جاتا ہے ہوا بھی داخل ہونے سے رک

Scanned with CamScanner

دی جاتی ہے۔

وہ..... ایک ایسی اندھیر نگری ہے جہاں حکومتی گماشتے تشدد بربریت کا ننگا ڈانس کرتے ہیں اور انسانیت کا وجود ظلم کی آہنی سنگینوں سے چھیدا جاتا ہے۔

وہ..... ایک ایسی بے رحم بستی ہے کہ جہاں کے مکین پتھروں کے دل رکھنے والے ہیں جن پر کسی مظلوم کی التجاء آہ و زاری کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیخ ان کے کانوں کو متاثر کر سکتی ہے۔

وہ..... وہ ایسا کفرستان ہے جہاں علماء کی داڑھیاں نوچی جاتی ہیں۔ قرآن سے لبریز سینوں پر پاؤں رکھ کر تلاوت کرنے والی زبانوں کو کھینچا جاتا ہے اور جرم حق گوئی کی سزا اس انداز سے دی جاتی ہے کہ آئندہ وہ زبان اور ذہن سوچنے اور بولنے کا قائل ہی نہ رہے۔

وہ..... ایسا بجلی گھر ہے جہاں انسانی خون کو الیکٹرک شارٹ سے خشک کر کے چنگیزیت کے بلب روشن کیے جاتے ہیں اور فرعون دہلان کی پاسداری کی جاتی ہے۔

ہاں..... وہ ایسی جگہ ہے جہاں تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں بند انسانوں کو آسمان بھی نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن چھت پر لگے ہوئے کیمرے ان کی ایک ایک ادا حتی کے غسل پیشاب کی حالت میں بھی انہیں براہ راست ٹھنڈے دفتروں میں بیٹھے ہوئے بھیڑیوں کے سامنے پیش کر کے ان کی آتش انتقام کو ٹھنڈا کرتے ہیں۔

وہ..... ایسی قیام گاہ ہے جہاں لائے گئے مہمانوں کو شروع کے 90 گھنٹے قیام کی حالت میں دن رات کھڑے ہو کر ناکردہ گناہوں کی تفصیلات بتانا ہوتی ہیں۔

وہ..... ایسا علاقہ غیر ہے جہاں کوئی قانون نہیں ہے اور جہاں کسی سے کسی اپنے کی ملاقات کی اجازت نہیں ہے۔

محمد اعظم طارق

25-6-98

Scanned with CamScanner

شیخ حذیفی کے عبرت آموز خطبہ جمعہ پر اٹک جیل سے دردناک مکتوب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

اس جیل میں آ کر تو بالکل اکابر کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ حضرت امیر شریعت بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور بڑے بڑے حضرات یہاں وقت گزار گئے ہیں اور اس نئے دور میں بھی وہی کھنڈرات اور کچی کال کوٹھڑیاں سالوں قبل کی یاد دلاتی ہیں اور پھر پابندیاں اس حد تک کہ چار ماہ سے بچوں کو ملاقات کی اجازت نہیں مل رہی ہے۔ کوئی چھپی ہوئی چیز بذریعہ ڈاک چیک ہو کر بھی نہیں آ سکتی۔ چند خطوط کئی چیکنگ کے مراحل سے گزر کر مل جاتے ہیں تو جواب لکھ کر کھلا لفافہ جیل کے حکام کے سپرد کرنا ہوتا ہے۔ آگے ان کی مرضی پوسٹ کریں نہ کریں اس وجہ سے گذشتہ چار ماہ سے "ضرب مومن" دیکھنے کو ترس گیا ہوں۔ گذشتہ روز ایک ساتھی نے کسی طریقہ سے حضرت شیخ حذیفی مدظلہ کے خطاب پر مبنی 11 محرم سے اب تک کے چار صرف رنگین صفحات بھیجے ہیں کل دوپہر جب شیخ حذیفی کی اس تقریری کا باعث بننے والے خواب اور ایرانی سابقہ صدر کی ہرزہ سرائی کا واقعہ پڑھا ہے تو ایک پل قرار نہیں آ رہا ہے۔ دل پر قابو نہیں رہا ہے۔ آنکھیں خشک نہیں ہو رہی ہیں اپنی چکی میں کبھی اٹھتا ہوں کبھی بیٹھتا ہوں کبھی کوٹھری کے دروازے کی سلاخوں کو پکڑ کر باہر جھانکتا ہوں مگر دل کا زخم ہے کہ لحہ بہ لحہ کھلتا چلا جا رہا ہے۔ بے خودی اور وارفتگی کے عالم میں لبیک لبیک زبان سے نکل رہا ہے۔ کاش میں آج اس طرح آہنی زنجیروں میں جکڑا ہوا نہ ہوتا تو آج میں اتنا بے بس نہ ہوتا۔ ساڑھے تین سال جیل میں گزار چکا ہوں بڑے بڑے حادثے والدہ اور فاروقی شہید" جیسے جنازوں کو زخمی جسم کے ساتھ الوداع کہا ہے لیکن کبھی اس طرح کی کیفیت سے دو چار نہ ہوا تھا۔

بس اب تو میرا سپاہ صحابہ ؓ کی طرف سے یہ عہد ہے کہ حرمین شریفین سے یہود و نصاریٰ کا اخراج اور راقصیت و خمینیت کا خاتمہ میرا مشن اور زندگی کا نصب العین

ہے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں سلام عرض ہے اور دعاؤں کی ... درخواست ہے۔

والسلام
محمد اعظم طارق
اسیر اٹک جیل چکی نمبر 14

کیا طالبان کے مقابلہ میں متحدہ کفر سے جہاد فرض نہیں ہوا؟ اٹک جیل سے مولانا اعظم طارق کا مکتوب

مکرمی! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

ضرب مومن کا تازہ شمار صبح صادق سے قبل موصول ہوا۔ اپنے سیل میں اندھیرے ہی میں اسے جب تک جستہ جستہ پڑھ نہیں لیا قرار نہیں آیا ہے۔ اب تمام معمولات سے فارغ ہو کر آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ اس شمارہ میں چونکہ برادرم مولانا مسعود اظہر صاحب اور دیگر اسیران اسلام کی طرف سے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر غائبانہ بیعت کی خبر ہے۔ اس خبر کے بعد ہر وہ مسلمان جو دور دراز کے ملکوں میں ہے۔ یا قریبی شہروں میں ہے۔ لیکن بے بس ہے یقیناً یہ تڑپ اور خواہش رکھتا ہو گا کہ وہ بھی غائبانہ طور پر امیر المومنین کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ آپ اس سلسلہ میں ضرور راہنمائی فرمائیں کے ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں کو خصوصاً اور دارالحرب کے مجبور مسلمانوں کو عموماً اس سلسلہ میں کیا انداز اختیار کرنا چاہیے علاوہ ازیں اس وقت جب کہ امریکہ' اسرائیل' ایران' روس' ہندوستان جیسی تمام کافر حکومتیں متحد ہو کر امارت اسلامیہ افغانستان کے مقابل شمالی اتحاد کی صورت میں آ چکی ہے کیا اس متحدہ کفر کے مقابلہ میں تمام مسلمانوں پر خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہو چکا ہے؟ ضرب مومن کی وساطت سے میری طالبان حکومت سے استدعا ہے کہ وہ ریڈیو کابل سے اردو کی نشریات کا وقت بھی بڑھائیں اور ریڈیو اسٹیشن کو اتنا طاقتور بنائیں کے برصغیر میں کم از کم ہر مسلمان آسانی سے اس مستفید ہو سکے۔

Scanned with CamScanner

مجھ پر قائم اسی کے قریب مقدمات میں سے ساٹھ کے قریب مقدمات کی ضمانتیں ہو چکی ہیں قتل کے ایک درجن سے زائد تمام مقدمات کی یا تو ضمانتیں ہو گئی ہیں یا بری ہو گیا ہوں اب محض تقاریر کے چھ سات سالہ مقدمات باقی ہیں ان شاء اللہ جلد ہی عدالتوں سے ان کا فیصلہ ہو جائے گا حکمران طبقہ نے ہر وہ غیر قانونی غیر اخلاقی اور غیر اسلامی حربہ آزمایا ہے جس سے وہ خوف زدہ کر کے یا دباؤ میں لا کر کلمہ حق کہنے والی زبانوں کو خاموش کرنے کی امید رکھتے تھے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ ظلم کے ہر انداز اور جبر کے ہر حربے نے جذبوں اور ولولوں کو ایک نئی تازگی اور حوصلوں میں مزید پختگی کا سبق دیا ہے پابندیاں تو حسب سابق جاری ہیں اور بعض دفعہ حیران ہو جاتا ہوں کہ ایسی پابندیاں تو انڈیا نے بھی مسلمان مجاہد اسیروں پر نہیں لگائیں ہیں سنا ہے کہ مولانا مسعود اظہر صاحب احباب کو درس نظامی کی تعلیم بھی دے رہے ہیں جب کہ ادھر کسی انسان کی شکل تک دیکھنے کو آنکھیں ترسی ہوئی ہیں تاہم پھر بھی۔

حق کی خاطر زنداں ملا ہے خوش ہیں
پوجے نہ گئے ہم سے کفر کے چڑھتے سورج

حضرت اقدس کی خدمت میں بہت بہت سلام عرض ہے اور دعاؤں کی درخواست ہے۔

والسلام
محمد اعظم طارق
اسیر اٹک جیل
3-7-98

Scanned with CamScanner

جلسوں کی تقاریر سے اقتباسات

عمر کا فاصلہ لمحوں میں سمٹ جاتا ہے
ظلم جب حد سے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
چیخ بن کے جب بغاوت کی صدا اٹھتی ہے
آمر وقت کا تختہ ہی الٹ جاتا ہے

Scanned with CamScanner

جنگ بدر اور اطاعت رسولؐ

اب پتہ چلنا تھا اب اگر کمزور ایمان ہوتا تو وہ بہانہ بناتے کہ حضورؐ ہم تو قافلے کے لئے آتے تھے ہمیں لڑنا نہیں چاہیے ہمیں صلح کر لینی چاہیے ہمیں اپنی بقاء کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور پیغمبرؐ اسلام نے بھی مشورے کی مہلت دی کہ بھئی میں تم سے مشورہ لیتا ہوں مجھے بتلاؤ کہ ہم تو قافلے کے لئے آئے تھے۔ مقابلے میں لشکر سامنے آگیا دم دبا کر پیچھے بھاگ چلیں اور دشمن کو چھوڑ کر مدینے میں جائیں دشمن بڑھتا آئے گا ہم پیچھے چھپتے آئیں گے۔ مدینہ میں جا کر قلعے میں بند ہو جائیں۔ دشمن سے صلح کر لیں دشمن سے معافی مانگ لیں دشمن سے کہیں کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ مشورہ دو کہ ہم کیا کریں؟ مشورہ دینے والوں میں انصار صحابہؓ موجود تھے اور رسول اکرمؐ کی نگاہیں بار بار انصار صحابہؓ کی طرف اٹھتی تھیں کہ مہاجرین تو وہ تھے جو سب کچھ لٹا کر آئے ہوئے تھے۔ وہ تو کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے۔ اللہ کے رسولؐ ہم نے آپ کے لئے رب کے لئے گھر بار چھوڑا ہے ہم نے دین کے لئے اولاد چھوڑی ہے جب ہم مال و وطن' دولت' اولاد سب کچھ دین کے لئے قربان کر آئے ہیں تو آج جان کی بازی ہے ہم جان بھی قربان کر دیں گے۔ لیکن اللہ کے رسولؐ چاہتے تھے کہ وہ انصار جنہوں نے مدینے میں آنے والوں کو پناہ دی۔ وہ انصار جنہوں نے اپنے گھر تقسیم کر کے آدھے آدھے مہاجر بھائیوں کو دے دیئے۔ وہ انصار جنہوں نے اپنی کھیتیاں تقسیم کر دیں۔ وہ انصار جس کے گھر میں دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے مہاجر بھائی سے کہا میں ایک کو طلاق دے دیتا ہوں تا کہ تو اس سے نکاح کرے ان انصار سے پیغمبرؐ اسلام پوچھنا چاہتے تھے تو ایک انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور کھڑے ہو کر کہا اللہ کے رسولؐ ہم موسیٰؑ کی قوم جیسے نہیں ہیں کہ جو یہ کہیں اے موسیٰؑ تو اور تیرا خدا جا کر لڑو۔ اللہ کے رسولؐ اشارہ کیجئے ہم دریا میں کود جائیں گے حکم دیں ہم آگ میں چھلانگ لگا دیں گے ہم کٹتے کٹ جائیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

(جمعہ محلہ برجی والا جھنگ صدر۔ واقعہ غزوہ بدر 92-3-20)

Scanned with CamScanner

غلبہ اسلام

ہم اسلام کا غلبہ چاہتے ہیں لیکن پہلے رکاوٹ توڑیں گے پہلے یہ دیوار جو 14 سو سال سے حائل ہو رہی ہے اسے گرائیں گے اس کا اور کوئی طریقہ نہیں۔ تم بڑی سے بڑی تحریک چلا لینا تم ٹیپو' غزنوی' ایوبی جیسے انسان لے آنا۔ لیکن یہ سازش کریں گے۔ تو ہماری 13 سالہ افغانستان کی جنگ کو سبوتاژ کر دیں گے۔ وہ کون ہے؟ جس نے نجیب کو دس سال تک پٹرول دیا۔ کون ہے؟ ایران ہے تو کیا اب بھی دلیل کی ضرورت ہے کہ جب بھی اسلام کے غلبے کے لئے کوشش ہوئی تو رکاوٹ کون ہو گا؟ شیعہ ہو گا اب اس بات پر آئیے کہ شیعہ کو اسلام سے چڑ کیا ہے؟ تکلیف کیا ہے؟ یہ اسلام کا نفاذ کیوں عمل میں نہیں آنے دیتا۔

تو میرے بھائیو!

اسلام کی جب بات آئے گی تو پھر لوگ پوچھیں گے کہ جس اسلام کی بات کرتے ہو جو قرآن و سنت میں موجود ہے تو بتلاؤ کہ کیا عملی طور پر نافذ بھی ہوا تو ہم جواب دیں گے کہ خلافت راشدہ کا دور آئیڈیل ہے۔ شیعہ جب پیغمبرؐ کے چاروں صحابہؓ کو مومن نہیں مانتا۔ تو وہ خلافت راشدہ کا احیاء نہیں ہونے دے گا۔ شیعہ مجبور ہے جب اس کا عقیدہ یہ ہے جب اس کا نظریہ یہ ہے۔ ارتد الناس بعد النبی الا ثلث۔ کہ پیغمبرؐ کے جانے کے بعد سب صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے۔ کیا وہ سب صحابہؓ کے نظام کے لئے آپ کا تعاون کر سکتا ہے؟ اور جہاں کرے گا گڑھے میں پھینکے گا۔ جہاں اسلام کے نام پر آپ کے ساتھ ملے گا۔ دھوکہ دے گا۔ پاؤں کھینچے گا۔ آپ کو لڑا کر تباہ کر دے گا۔ حق نواز شہیدؒ کا پیغام یہی ہے کہ اگر سلام کا غلبہ چاہتے ہو پہلے سازشی عناصر کے چہرے سے نقاب اٹھاؤ اور اس چھپے ہوئے دشمن کو باہر نکالو اس کے کفر کا اعلان ہو تا کہ اس کے راستے جدا ہوں میرے راستے جدا ہوں۔ (علی و معاویہؓ بھائی بھائی کانفرنس ساہیوال 92-5-1)

Scanned with CamScanner

کلام اللہ

میرے بھائیو!

یہ اللہ کا کلام ہے جو آج ہمارے اور آپ کے پاس ہے اور پروردگار عالم نے اس کی حفاظت کا انداز دیکھئے کیسا بنایا ہے اگر یہ قرآن بادلوں پر لکھ دیا جاتا تو کبھی بادل ہوتے کبھی غائب ہوتے اگر یہ قرآن پتھروں پر لکھ دیا جاتا تو کوئی شخص بڑھ کر مٹا سکتا تھا۔ اگر یہ قرآن بیت اللہ کے پردوں پر لکھا ہوتا تو کچھ لوگ اسے جلا سکتے تھے۔ اگر یہ قران صرف کاغذوں کی صورت میں ہوتا تو لوگ خرید کر دریا برد کر سکتے تھے۔ پروردگار عالم نے قرآن کو محفوظ رکھنا تھا۔ اور قیامت تک کے لئے خدا نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھالیا تھا۔ اور پانچ پانچ چھ چھ سال کے بچوں کے سینوں میں قرآن ایسے بند کر دیا کہ تم اسلئے لگ جاؤ بچے کے سینے سے قرآن نہیں نکال سکتے۔

تم اس کا اپریشن کر لو۔ اپریشن کر کے تم اس کا دل بدل دو۔ دل دوسرا لگا دو۔ جب اٹھاؤ گے تو وہ پھر قرآن پڑھنا شروع کر دے گا۔ اس کی زبان بند کرو۔ وہ ہاتھ سے قرآن لکھنا شروع کر دے گا۔ تم کاتب کا قلم توڑ دو اور تم اس کی زبان بھی روک لو۔ اس کا قلم بھی توڑ دو اور تم اسے آنکھوں سے نابینا کر دو اور تم اس کو کسی صف میں کھڑا کر دو۔ جب وہ سنے گا سامنے پڑھنے والا غلطی کرے گا وہ بول نہیں سکتا وہ دیکھ نہیں سکتا وہ ہاتھ ہلا کر روک نہیں سکتا۔ لیکن سر ضرور ہلا دے گا کہ غلط پڑھ رہا ہے صحیح سنے گا تو سر ہلا دے گا کہ صحیح پڑھ رہا ہے تم اس سے قران نہیں چھین سکتے۔ (عظمت قرآن' جھنگ صدر)

دل کی آواز

پسرور کے لوگو! خدا کی قسم ایسی بات نہیں ہے یہی وہ بات ہے جو رات کی تاریکیوں میں سوئے سوئے جب آنکھ کھلتی ہے ذہن میں آتی ہے نیند دور ہوتی چلی جاتی ہے ضمیر کہتا ہے دل کہتا ہے پیغمبرؐ کی امت کفر کو اسلام سمجھ رہی ہے جسے اسلام کا ہیرو سمجھتی ہے وہ پیغمبر کے صحابہؓ پر کفر کی یلغار کرتا ہے صحابہؓ کو کافر کہنا' صحابہؓ کو زندیق کہنا' صحابہؓ کو

Scanned with CamScanner

جھوٹا کہنا' صحابہ ؓ کو کافر کہنا نبیوں کو اماموں سے کمتر کہنا اسلام بن گیا ہے یہ دین بن گیا ہے۔

اے! یہ اسلام کے نام پر کفر پھیلتا ہے سینو کہاں ہو علماء کہاں ہو نوجوانو کہاں ہو' اے رب! ہماری جوانی کو کام میں لے آ۔ غور آپ نے کل کرنا ہے اگر یہ عالمی کفر ہے۔ اس کے راستے روکنا ہوں گے۔ پھر دل سے پوچھ کہ کفر اسلام کے نام پر پھیلتا ہے تجھے اولاد پیاری ہے کفر اسلام کے نام پر پھیلتا ہے تجھے کاروبار پیارا ہے کفر اسلام کے نام پر پھیلتا ہے تجھے دکاندار پیاری ہے۔

او لوگو! بچے ہمارے بھی ہیں بیٹیاں ہماری بھی ہیں بھائی ہمارے بھی ہیں۔ والدین ہمارے بھی ہیں۔ اور رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم بچوں کو دیکھ کر محسوس کرتے ہیں یتیم ہو جائیں گے روتے پھریں گے کل لوگوں کے والدین کو دیکھ کر کہیں گے کہ ہمارا بھی باپ ہوتا تھا۔ اس کو گولیاں لگ گئیں کل بھائی روئے گا کل بیوہ ماتم کرے گی۔ کل باپ کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ یہ سب کچھ ذہن میں ہے لیکن جب خیال آتا ہے۔ پیغمبر ؐ کا دین لٹ گیا۔ پیغمبر ؐ کے دین پر حملہ ہو گیا۔ کفر اسلام کے نام پر پھیل رہا ہے ضمیر کہتا ہے دل کہتا ہے جان دے دے اولاد قربان کر دے بچے ذبح کرا دے۔ اس بڑھتے کفر کا راستہ روک لے۔ (سیرت النبی ؐ و عظمت صحابہ ؓ کانفرنس پسرور۔ 92-9-19)

شہادت کلام مقدس

میرے بھائیو!

میں آپ کے سامنے کیا عرض کروں۔ کس قدر دکھ کی بات ہے قرآن مجید کا مسئلہ ہے' پشاور اور چنیوٹ میں قرآن مجید کا جل جانا' خدا کی قسم اس عظیم سانحہ پر اگر زمین پھٹ جائے تو کوئی بڑی بات نہیں' قرآن پاک کے جلانے پر آسمان ٹوٹ پڑے تو ٹوٹ سکتا ہے قرآن پاک کے جلائے جانے پر سمندروں کا پانی خشک ہو جائے تو بڑی بات نہیں ہے یہ وہ کتاب مقدس ہے کہ اس بھری کائنات میں یہ وہ اللہ کا کلام ہے کہ جس کو پروردگار عالم

Scanned with CamScanner

نے لوح محفوظ سے انسانیت کی راہنمائی کے لئے بھیجا تھا۔

میرے بھائیو!

تھوڑا سوچو تو سہی کہ جس مقدس کتاب کو جبرائیل امین کی وساطت سے رب العلمین نے اپنے پیغمبرؐ کے دل پر نازل کیا جس کتاب مقدس کے نزول کے بعد اس کی تلاوت کے جرم میں پیغمبرؐ کا جسم لہولہان ہوا' جس کتاب کی تلاوت کے جرم میں پیغمبرؐ اسلام کو طائف کی وادیوں میں پتھر کھانا پڑے۔ جس کتاب کی تلاوت کی وجہ سے پیغمبرؐ اسلام کو رشتے ناطے کاٹنا پڑے' جس قرآن کی تلاوت کی وجہ سے رسول اللہؐ کو مکہ چھوڑنا پڑا' جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے پیغمبرؐ اسلام کو تین سال تک قید رہنا پڑا' جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے پیغمبرؐ اسلام کو دانت شہید کرانا پڑے' جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے فاروق اعظمؓ کی بہن کو لہولہان ہونا پڑا' جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے سمیہؓ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے زنیرہؓ کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے ابو فکیہؓ کی پسلیاں توڑ دی گئیں' جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے بلالؓ کو تپتے انگاروں پر لٹا دیا گیا۔ جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے پیغمبرؐ کی جماعت گھر چھوڑ گئی۔ ان کے بچے نیزوں کی انیوں پر چڑھتے چلے گئے۔ جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے احمد بن حنبلؒ کی پشت پر کوڑے مارے گئے' جس کتاب مقدس کی تفسیر کی وجہ سے شاہ ولی اللہؒ کے انگوٹھے نکال دیئے گئے۔ جس کتاب مقدس کی تفسیر کی وجہ سے شیخ الہند مالٹا کی جیل بسر کرتے رہے' جس کتاب مقدس کی تلاوت کی وجہ سے بخاریؒ سال ہا سال جیل میں چکی پیستا رہا' جس کتاب کی تفسیر کی وجہ سے شیخ القرآن دنیا میں مار کھاتا رہا۔ جس کتاب مقدس کے نکات بیان کرتے ہوئے توحید کی صورت میں ختم نبوت کی صورت میں عظمت صحابہؓ کی صورت میں شیخ القرآن تلاوت کرتا رہا اور آج شیخ القرآن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس کتاب کے اصول اور ضابطوں کو سامنے رکھ کر حق نوازؒ نے شیعت کے کفر کا

Scanned with CamScanner

اعلان کیا تھا۔ ہائے آج حق نواز" ہوتا' آج قرآن کی حفاظت کرتا' شیخ القرآن زندہ ہوتا آج قرآن کی حفاظت کرتا میں دیکھتا ہوں کہ دنیا یہ الفاظ کہتے ہوئے نظر آتی ہے ہوئے ہم بالفرض پیدا تو یہ نوبت دیکھنے کو آئی۔

میں سینہ زخمی زخمی چشم گریاں لے کے آیا ہوں
لبوں پہ تیرا شکوہ اے مسلمان لے کے آیا ہوں
سر زمین پشاور پر جو جل گیا پامال ہوا
وہ ورق لے کر آیا ہوں وہ قرآن لے کے آیا ہوں

اکابر کی سنت

میرے بھائیو!

پچھلے سال جب مجھے مار مار کر جیل میں ڈالا گیا کچھ ساتھی مجھے ملنے آئے' کہنے لگے کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ میں ایک بات سمجھا ہوں' کچھ وراثت ہمارے علماء کی پارس میں پڑی ہے۔ اٹھالو۔ کچھ وراثت اکابر کی علم کی صورت میں مدارس میں پڑی ہے لے لو۔ کچھ مساجد میں پڑی ہے لے لو۔ لیکن سینوا سپاہ صحابہ" کے جیالوا اور کچھ وراثت تمہارے اکابر کی' کچھ وراثت تمہارے لیڈر کی' کچھ وراثت حق نواز" کی' کچھ وراثت تمہارے راہنماؤں کی' جیل کی کوٹھڑیوں میں پڑی ہوئی ہے۔ جو کچھ عطاء اللہ شاہ بخاری" ' جو کچھ شیخ الہند محمود الحسن" جو کچھ شاہ ولی اللہ" ' جو کچھ احمد بن حنبل' جو کچھ ابن تیمیہ" ' جو کچھ پیغمبر" کے صحابہ" پیغمبر" کے ساتھ شعب ابی طالب میں قید کی صورت میں امانت رکھ آئے ہیں۔ اس امانت کو لینے کے لئے جیل جانا پڑے گا۔ (عظمت قرآن کانفرنس راولپنڈی)

نظام خلافت راشدہ

میں انشاء اللہ سپاہ صحابہ" کے موقف سپاہ صحابہ" کے انداز اور سپاہ صحابہ" کے پروگرام سے آپ حضرات کو آپ کے ذوق کے مطابق مطلع کرنے سے قبل یہ ضروری چاہوں گا کہ خلافت راشدہ کا مختصر سا نقشہ آپ کے سامنے پیش کروں۔ کیونکہ آج اس بات پر

Scanned with CamScanner

امت اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ ہمارے تمام مسائل کا حل قرآن اور سنت میں موجود ہے۔ بلکہ آپ پہلے یہ کہیں کہ تمام مسائل کا حل قرآن میں موجود ہے۔ اور سنت' حدیث پیغمبر ؐ' یہ قرآن پاک کی تشریح' تکمیل کہہ لیجئے قرآن پاک کی تفسیر کا نام ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے رسول اللہ ؐ کے وصال کے بعد آپ کی کھینچی ہوئی لکیروں' بتائے ہوئے نقشوں' بتلائے ہوئے اصولوں پر قرآن اور سنت کی روشنی میں جس نظام کو عملی طور پر دنیا میں قائم کرکے بادشاہ سے لے کر فقیر تک' دیہاتی سے لے کر محلوں میں رہنے والے آدمی تک محکوم اور حاکم کے مابین عاجز اور عجز کے درمیان مالدار اور غریب کے درمیان' جو نظام حکومت قائم کیا اور جو نہایت کامیابی کے ساتھ نہایت امن اور نہایت ہی استحکام کے ساتھ 23 سال تک صدیق ؓ و فاروق ؓ عثمان غنی ؓ کی خلافت میں اور اس طرح پھر حضرت علی المرتضیٰ ؓ کے دور خلافت میں اور حضرت حسن ؓ و حضرت امیر معاویہ ؓ کے دور خلافت کے ذریعے دنیا کے سامنے جو نظام آیا دنیا کے سامنے جو معاشرہ آیا۔ تاریخ کے اندر جس بہترین حکومت اور دور کا تذکرہ ہمیں ملتا ہے اس دور اور حکومت اس ماحول اور معاشرے کو خلافت راشدہ کا نظام کہتے ہیں۔ (خلافت راشدہ کانفرنس واہ کینٹ 5 جنوری 93ء)

مخدومہ کائنات

مخدومہ کائنات سے مراد کس کی شخصیت ہے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی شخصیت ہے۔ آج کی اس کانفرنس کا موضوع سخن اس کانفرنس کا عنوان ان کی عزت و کردار کو بیان کرنا ہے۔ کتنی بلند و بالا عظمت کی مالک ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کی عظمت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جس خالق نے ساری کائنات سے اپنے پیغمبر ؐ کو منتخب کیا۔ اپنے پیغمبر ؐ کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا۔ آمنہ کے لال کو کائنات انسانی ہی نہیں بلکہ تمام کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ جس اللہ نے ساری کائنات سے چن کر آمنہ کے لال کو اپنے بعد سب سے زیادہ مقام دیا۔ اللہ نے اس شخصیت کے لئے اللہ نے اس پیغمبر کے لئے اللہ نے اس رسول ؐ کے لئے ساری کائنات کی عورتوں سے چن کر عائشہ صدیقہ ؓ کو پیغمبر ؐ کی زوجہ

Scanned with CamScanner

عزت کا درجہ عطا فرمایا جتنا جس کو اپنا بیٹا پیارا اور عزیز ہوتا ہے۔ جتنا جس کو اپنا بھائی پیارا اور عزیز ہوتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ مائیں' اتنا ہی زیادہ بھائی' اتنا ہی زیادہ برادری' پارٹی' علاقے کے لوگ' بڑی محنت کے بعد رشتہ ڈھونڈ کر لاتے ہیں کہ خاندان اعلیٰ ہونا چاہیے۔ ان کے اخلاق و اوصاف اعلیٰ ہونے چاہیے۔ اس کی شرافت اور عظمت میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے میرے اور آپ کی باری آئے بیٹے اور بھائی کی باری آئے تو رشتہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے سال ہا سال گزر جاتے ہیں اور نوجوان کے لئے رشتہ اس کا بھائی ڈھونڈتا ہے اس کی ماں رشتہ تلاش کرتی ہے نوجوان بیٹے کے لئے اس کا باپ رشتہ تلاش کرتا ہے اور آمنہ کے لال کے لئے رب رشتہ تلاش کرتا ہے۔ (مخدومہ کائنات کانفرنس گھیل پور۔ 22-5-93)

شہدائے اسلام

یہ سوال حضرت حسینؓ سے کرتے ہیں کہ آپ فرمائیں آپ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ روضہ رسولؐ کی چھاؤں میں آرام کر رہے تھے۔ پیغمبرؐ کے پہلو میں آباد تھے۔ آخر آپ نے یکایک خاندان نبوت کو ساتھ لے کر پہلو رسولؐ کو ترک کر کے مدینہ کے جنت نظر بازاروں کو خیرباد کہہ کر اپنی والدہ ماجدہ اور نانا کی قبر کو سلام کر کے رخط سفر باندھنے پر مجبور کیوں ہوئے؟

آپ مدینہ چھوڑ کر کیوں چلے؟ آپ کس لئے گئے؟ کیوں گئے؟ تو جواب آتا ہے میں مدینے سے کبھی نہ جاتا میں مدینہ کی جنت والی گلیاں چھوڑ کر کبھی نہ جاتا مجھے کوفہ کے شیعوں نے اسلام کے نام پر واسطے دیئے۔ مجھے کوفہ کے شہریوں نے اسلام کے نام پر خطوط لکھے آیئے کوفہ کی طرف کوفہ میں جو لوگ موجود تھے وہ اپنا تعارف کیا کرتے تھے۔ کوفہ میں موجود لوگ اپنی شناخت کیا کرتے تھے۔ کوفہ میں موجود لوگ شناختی نعرہ کیا لگاتے تھے کوفہ میں موجود لوگ آج بھی کن کے پیشوا اور راہنما ہیں کوفہ میں موجود لوگ آج بھی کن کی آنکھوں کا تارا ہیں کوفہ کے ان لوگوں کا کردار آج بھی کون اپنائے ہوئے ہے کوفہ

Scanned with CamScanner

کے ان لوگوں کے نقشے قدم پر آج بھی کون چل رہا ہے میں کبھی نہ جاتا اگر مجھے کوفہ نہ بلاتے اور کوفیوں نے بلاتے ہوئے کہا ہم آپ کے شیعہ ہیں ہم آپ کے والد کے ماننے والے ہیں۔ ہم آپ کی جماعت ہیں۔ ہم آپ کے ساتھی ہیں۔ ہم آپ کو قرآن کے نام پر واسطہ دیتے ہیں۔ ہم آپ کو رب کے نام کا واسطہ دیتے ہیں۔ حسینؓ مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ میں چلے آؤ کہ تیرے باپ کو ماننے والے شیطان علیؓ تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ (شہدائے اسلام کانفرنس جھنگ صدر 93-6-29)

امام مہدی کی اصلیت

سپاہ صحابہؓ کے ادنیٰ رضاکار ہونے کے ناطے سے ہم نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم اصحاب رسولؐ کی عزت و ناموس کے لئے اصحاب رسولؐ کی شرافت عظمت اور تقدس و طہارت کے لئے ہر اس کنارے ہر اس سرحد کے اس حصے پر پہرہ دیں گے۔ جہاں سے دشمن ہمیں مداخلت کرتا ہوا دکھائی دے' جہاں سے ڈاکو' چور' لٹیرا' پیغمبرؐ کی مقدس جماعت کی طرف ناپاک عزائم سے ہاتھ بڑھاتا ہوا نظر آئے۔ ہم سرحد پر کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم ہر ایسا اٹھنے والا ہاتھ توڑ دیں گے اور ہر ایسا بڑھنے والا قدم روک کر چھوڑیں گے۔

دوستو!

جب اس اصول کے پیش نظر میں نے گہرائی کے ساتھ اس بات کا جائزہ لیا۔ کہ کہاں کہاں سے اصحاب رسولؐ کی عزت و آبرو کے خلاف اٹھنے والے ہاتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو مجھے ایک ایسا ہاتھ جو تقدس مآب لبادے میں لپٹا ہوا تھا۔ ایک ایسا ڈاکو جس نے شرافت و عظمت کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا۔ ایک ایسا چور جس نے ایک شریف آدمی کا روپ دھارا ہوا تھا۔ مجھے اصحاب رسولؐ کے تقدس کی سرحد کی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا میں نے جب اس کے لبادے کی طرف دیکھا ہے اس کے ظاہری میک اپ کی طرف دیکھا ہے۔ اس کے ظاہری وضع قطع کو دیکھا۔ تو ایسے محسوس ہوا کہ اس سے زیادہ تقدس مآب اور

Scanned with CamScanner

کائنات میں کوئی نہیں۔ ایسے محسوس ہوا اس سے زیادہ تقدس مآب شریف النفس اس سے زیادہ عزت و عظمت کا حامل شاید آج اللہ کی زمین پر کوئی دوسرا نہیں لیکن جب میں نے اس کے چہرے سے نقاب اٹھایا تو مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ یہ شخص جو شرافت و تقدس کا لبادہ اوڑھ کر آگے بڑھتا چلا آ رہا ہے یا اسے آگے بڑھایا جا رہا ہے اس کا شرافت سے اس کا تقدس سے اس کا عظمت سے کوئی دور کا واسطہ نہیں تو میں نے یہ جرم کیا ڈاکو' چور اور لٹیرے کے چہرے سے تقدس کا پردہ اٹھا دیا۔ (مظلوم مدینہ کانفرنس فیصل آباد 94-6-2)

ایمان کی حقیقت

آیئے اس بات کی طرف غور کیجئے کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ قیمتی چیز کیا ہے؟ سب سے زیادہ قیمتی چیز اس جہان میں اگر آپ پوچھیں گے تو میں آپ کو نشاندہی کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ آپ کو اس سے اختلاف نہیں ہو گا اس جہاں میں سب سے زیادہ قیمتی چیز ایمان ہے۔ ایمان ایسی قیمتی چیز ہے کہ جس کے نکھار کے لئے اور جس کے تحفظ کے لئے سب سے بالا مقام انبیاء کا ہے۔ بلکہ اللہ کے بعد ساری کائنات میں عظمت اور رفعت محمد رسول اللہ کی ذات اقدس کو حاصل ہے۔ مگر اس عظیم ہستی کا خون بھی اگر بہا ہے اور ان کے مبارک دندان بھی اگر شہید ہوئے ہیں۔ اور ان کے مقدس وجود پر اگر پتھروں کی بارش ہوئی ہے تو کس مقصد کے لئے ایمان کی دعوت اور ایمان کے تحفظ اور ایمان کے نکھار کے لئے تو ایمان اتنی قیمتی چیز ہے کہ جس کے لئے انبیاء کا خون بہا ہے ایمان کا دوسرا نام عقیدہ رکھ لیجئے اس کو آپ اسلام کے نام سے تعبیر کر لیجئے یہ ایک ہی چیز ہے تو جو قیمتی چیز ہوتی ہے۔ اس قیمتی چیز کو اگر نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ تو اس کے تحفظ کا احساس بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے ملک قیمتی ہے تو ملک کی سرحد کے تحفظ کے لئے جان بھی دی جاتی ہے۔ مکان قیمتی ہے تو مکان کے تحفظ کے لئے چوکیدار بھی رکھا جاتا ہے جان قیمتی ہے تو جان کے تحفظ کے لئے رقم خرچ کر کے اس کا تحفظ بیماری سے علاج

Scanned with CamScanner

بھی کیا جاتا ہے تو جب ملک کے لئے جان دی جا سکتی ہے عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے جان دی جا سکتی ہے اور اپنی جان پر آئے تو ساری کی ساری مال و متاع خرچ کی جا سکتی ہے تو جب بات ایمان کے تحفظ کی آئے تو سو جان دے کر بھی یہ کہا جائے گا۔

جان دی دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جب ایمان کی بات آئے گی تو ایک جان نہیں پھر سو جان دے کر بھی سمجھیں گے کہ کچھ نہیں دیا کم دیا ہے۔ (سعودی عرب میں خطاب)

عزیمت کے راستے

دوستو!

یہ عظمت کے راستے ہیں یہ عظمت اور عزیمت کے راستے ہیں ان راہوں پر چلنے والا صرف ایک ہی کیوں نہ ہو' وہ دنیا پر بھاری آتا ہے وہ اکیلا کیوں نہ ہو وہ اپنا لوہا منوا لیتا ہے وہ تن تنہا کیوں نہ ہو' وقت آتا ہے۔ اس کی حقانیت کا سورج پوری آب و تاب کے ساتھ وقت کی مکاریوں' عیاریوں کی تاریکیوں کو چیرتا ہوا آفتاب ہدایت پر جلوہ فگن ہو کر پوری دنیا کو روشن کر کے رہتا ہے۔

حق و صداقت کی آواز

دوستو!

اگر اللہ نے آزمائش کے راستے پر ڈالنا منظور فرمالیا ہے۔ تو میں صرف آپ سے کہوں گا۔ استقامت کی دعا مانگیں۔ اللہ مجھے استقامت دے' میں ان بھٹیوں سے گزر کر دکھاؤں گا میں ان وادیوں سے تمہیں دندناتا ہوا' چل کر دکھاؤں گا۔ میں جیلوں کی کوٹھڑیوں سے شیعہ کے کفر کا اعلان کرتا نظر آؤں گا۔ میں وقت کے جابروں کے سامنے حق و صداقت کی آواز بلند کرتا نظر آؤں گا۔ تمہیں حق نواز شہیدؒ کی روح کی زندگی نظر آئے گی۔ تمہیں اس کا کردار نظر آئے گا۔ میں کٹ جاؤں گا۔ اپنے موقف پر آنچ نہیں

Scanned with CamScanner

آنے دوں گا۔ (جامع مسجد حق نواز شہیدؒ 16 فروری 1995ء جمعہ المبارک)

شہادت حضرت فاروقیؒ

آج جمعۃ المبارک کے موقع پر زخمی زخمی جب کہ آپ کے جذبات زخمی ہیں۔ میرا جسم بھی زخمی ہے۔ میں اور آپ حضرات ایک بڑی آزمائش' ایک مصیبت' ایک پریشانی کے دریا کو عبور کرتے ہوئے یہاں تک آپہنچے ہیں۔ آپ سے مخاطب ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ دوستو!

یہ اللہ کے فیصلے ہیں ہم لوگوں نے بے گناہ سوا سال جیلوں کی نظر کر دیا' میرے ساتھ میرے قائد شہید کو بلاوجہ سوا سال تک جیل کی اذیتوں سے دوچار کیا گیا۔ مگر آفرین ہے اس مردِ قلندر پر' اس شہیدؒ ناز پر' جس نے جیل کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دیا۔ اللہ! میں گواہ ہوں آج اللہ کے گھر میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے اپنے قائد کو جیل کے سوا سال میں یا میں نے تہجد میں روتے دیکھا یا میں نے ذکر و اذکار میں مصروف دیکھا یا میں نے عبادت اور زہد و تقویٰ کے مصلے پر بیٹھے دیکھا یا میں نے اس کے ہاتھ کے قلم کو صحابہؓ کی مدح میں تحریر کرتے دیکھا یا میں نے اس شخص کو حق و باطل کی مارائے آرائی میں شاہکار تحریریں چھوڑتے ہوئے دیکھا اور پھر ان بد قسمت آنکھوں نے اس شخص کو خاک و خون میں لت پت بھی دیکھا۔

عظیم قائد

دوستو!

یہ لمحات کس قدر خوشی کے بھی تھے اور پھر اذیت کے لمحات بھی آئے' خلاق عالم کے فیصلوں پر قربان جاؤں' اللہ جانتا تھا کہ مولانا ضیاء الرحمان فاروقیؒ کی زندگی کا اب آخری سوا سال ہے۔ مشیت ایزدی نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اس عظیم انسان کو اب سوا سال تک تنہائی کے لمحات عطا کر کے فرصت کے لمحات عطا کر کے اس سے وہ کام لے لیا جائے۔ جو قیامت تک آنے والی انسانیت کی راہنمائی کرتا رہے۔ بخدا ہم کہا کرتے تھے۔ خود حضرت

Scanned with CamScanner

فاروقیؒ بھی فرماتے تھے میں بھی کہا کرتا تھا کہ چھبیس کتابیں 15000 صفحات جو جیل میں لکھے ہیں اگر باہر بیس سال تک بھی کوشش کی جاتی تو کبھی یہ ادائیں پوری نہ ہو سکتیں آج مجھے فخر ہے کہ جس طرح دنیا یاد کرتی ہے ابو حنیفہؒ کو کہ اس کا جنازہ جیل سے اٹھا جس طرح دنیا یاد کرتی ہے ابن تیمیہؒ کو کہ جب ابن تیمیہؒ کا جنازہ اٹھا تو جیل سے کئی کئی صندوق ابن تیمیہؒ کی تصنیفات کے نکلے' آج جب میرے قائد کا جنازہ جیل سے اٹھا ہے تو میرے قائد کی تصنیفات کے انبار بھی جیل سے باہر آ رہے ہیں۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

دوستو!

ہمیں اپنے کردار پر فخر ہے ہم نے اپنے جو لمحات جیل کی نظر کیے ہیں ہمیں ان پر فخر ہے۔ ھولاء آباء فجئنا بمثلھم۔ یہ ہمارے آباء و اجداد ہیں۔ کوئی ایسی جماعت جو ایسے آباء و اجداد لے کر آئے۔ یہ ہماری لیڈر شپ ہے یہ ہماری قیادت ہے یہ ہماری قربانیاں ہیں یہ ہماری مثال ہے کوئی ہے جو ایسی مثال پیش کرے کوئی ہے ایسا جو اس گئے گزرے دور میں ایسی قیادت لائے کہ جنہوں نے جیلوں کی تنہائیوں کو بھی اور جیلوں کے لمحات کو بھی صحابہؓ کی عزتوں اور ناموس کی حفاظت کی نظر کر دیا ہو ہمیں کوئی فکر نہیں ہے۔ شہادت پر ہم ماتم کرنے والی قوم نہیں ہیں۔ شہادت پر رونے دھونے والے لوگ نہیں ہیں۔ اور سینہ کوبی کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ یہی بات ہم سمجھانا چاہتے ہیں۔ شہادت نعمت ہے مصیبت نہیں ہے نعمت کے آنے پر رب کا شکریہ تو ادا کیا جاتا ہے ماتم نہیں کیا جاتا۔ امام حسینؓ شہید ہیں۔ ہم آج بھی ان کی شہادت کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اور ماتم نہیں کرتے میرا قائد بھی شہیدؒ ہے میں فاروقیؒ کی شہادت کو قاسمیؒ کی شہادت کو' جھنگویؒ کی شہادت کو سلام پیش کرتا ہوں ماتم نہیں کرتا ہوں۔ (نعرے)

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

اور میں دشمن سے بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ شہادتوں کا راستہ ہم نے اول روز سے

Scanned with CamScanner

چاہیے۔ اس راہ پر ہم چلتے ہوئے سربلند کر کے چلتے ہیں۔ ہم فخر سے چلتے ہیں تم شہادتوں کی راہ پر ہمیں ڈال کر مت خوش ہو یہاں ایک جنازہ اٹھے گا تو دوسرا کھڑا ہو جائے گا۔ ایک شہید اٹھے گا تو دوسرا شہادت کا تاج پہننے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ کیا تم نے دیکھا نہیں ہے کہ جھنگوی" کے بعد قاسمی" آتے ہیں قاسمی" کے بعد فاروقی" آتے ہیں۔ فاروقی" کے بعد یہ پھر موجود ہے میرے بعد ہزاروں اٹھیں گے یہ بات تم اپنے وہم و گمان سے بھی نکال دو کہ شہادتوں کے ذریعے سے ہمارا راستہ روک لو گے۔ واللہ ایک ایک شہید کے قطروں سے ہزاروں شہیدوں کے وارث پیدا ہو جائیں گے باقی رہی یہ بات' یہ بات بھی ذہن میں رکھو کہ تمہارا مقصد مجھے راستے سے ہٹانا تھا اور پولیس نے جو ملزم پکڑا اس نے بھی کہا کہ اعظم طارق کو راستے سے ہٹانا تھا۔ تم نے قبل از وقت مٹھائیاں بھی تقسیم کر لیں پھر جب دیکھا کہ وہ زندہ رہ گیا ہے پھر کہتے ہیں۔ (اللہ ایدیاں منگاں ای ٹٹ جان) یاد رکھو دشمنو۔ میرے رب نے اپنی قدرت کے کرشمے دکھا کر میری ایک ایک ہڈی کو سلامت رکھا ہے۔ میری ایک ایک انگلی کو سلامت رکھا ہے۔ میرے ایک ایک عضو کو سلامت رکھا ہے۔ تمہیں کچھ نظر نہیں آتا تو میری آواز کو دیکھو' میری للکار کو دیکھو' میری کیفیت کو دیکھو' رب نے میری زندگی رکھی میں تمہیں چھٹی کا دودھ یاد دلا ڈالوں گا۔

(قاتلانہ حملہ کے اٹھارہ دن بعد خطاب جمعہ 97-2-7)

حقیقی رکن

سپاہ صحابہ" کے ساتھیو!

اپنے کردار میں' اپنے قول میں پختگی پیدا کرو صحابہ" کرام کی اتباع کرو۔ بخدا تمہارے عمل میں کمزوری دیکھ کر میرا دل کڑھتا ہے میں نے اور قائد فاروقی شہید" نے جیل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا۔ اور میں آج تمہیں مسجد میں بیٹھ کر اس فیصلے سے آگاہ کرتا ہوں۔ جو شخص نمازوں کی پابندی نہیں کرتا جو شخص دین کے فرائض پر عمل پیرا نہیں ہوتا جو شخص صداقت' امانت' دیانت کو اپنا شعار نہیں بناتا۔ وہ ہماری جماعت کا رکن نہیں ہے۔ ہماری

Scanned with CamScanner

جماعت کا عہدیدار نہیں ہے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اگر میں کہوں کہ اس کا ہمارے ساتھ تعلق ہے تو روز قیامت مجھے جواب دینا پڑ جائے گا۔ اگر ہماری جماعت سے تعلق رکھنا چاہتے ہو۔ صحابہؓ کے سپاہی بننا چاہتے ہو تو آج میں تمہیں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ اپنے اعمال و کردار کو بدلو۔ اپنے انداز کو بدلو۔ نمازوں کی پابندی کرو۔ اسلام کے تمام (ضروری) مسائل کو جانو۔ ان پر عمل کرو۔ ایسا نہ ہو کل تمہاری بداعمالیوں کی وجہ سے ہم پکڑیں جائیں کل ہم سے پوچھا جائے کہ یہ جان دیتے تھے تم نے جانیں لیں۔ ان سے پیسے لئے ان سے ووٹ لیے۔ ان کی سپورٹ لی یہ تمہارے کہنے پر عمل کرتے تھے میرے سامنے وہ حدیث رسولؐ ہے ایک خاوند اپنی بیوی کی وجہ سے جہنم میں چلا جائے گا بیوی کہے گی۔ اللہ جب روٹی نہیں دیتی تھی تو لڑتا تھا۔ لیکن جب نماز نہیں پڑھتی تھی۔ تو کچھ نہیں کہتا تھا بیٹی کہے گی اللہ جب میں کسی اور بات میں نافرمانی کرتی تھی تو روٹھ جاتا تھا۔ نماز نہیں پڑھتی تھی مجھے کبھی نہیں کہتا تھا۔ وہ نیک آدمی جہنم میں چلا جائے گا۔ بخدا اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ہمیں نہ پھنسا دیا۔ اس لئے اپنے اعمال و کردار میں پختگی پیدا کرنے کا وعدہ کرتے ہو۔ (سامعین انشاء اللہ) (قاتلانہ حملہ کے بعد جمعہ 7-2-97 جھنگ صدر)

Scanned with CamScanner

جیل کی تقاریر سے اقتباسات

حوصلے چھن نہیں سکتے کبھی تعزیروں سے
خواب ٹوٹے ہیں بھلا ظلم کی تدبیروں سے
سچ تو خوشبو ہے ہواؤں میں بکھر جائے گا
کیسے باندھو گے اسے آہنی زنجیروں سے

Scanned with CamScanner

صحابیتؓ

لیکن اس تیرہ سال کے عرصے میں کچھ خوش نصیب لوگ جنہوں نے باپ کو چھوڑا۔ جنہوں نے اولاد کو چھوڑا' خاندان کو چھوڑا' آمنہ کے لال کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر لی۔ جو ساتھ دے رہے ہیں۔ ساتھ چل رہے ہیں۔ آج صحابہؓ کرام کا نام لینا' ان کے زندہ باد کے نعرے لگانا اور ان کے نام نامی پر رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کہنا خدا کی قسم بڑا آسان ہے۔ یہ سب ہمارے ایمان کا حصہ ہے لیکن ہم کیا جانیں کہ صحابیت کس کا نام ہے؟ اور مکہ کی تیرہ سالہ تاریخ میں مکہ کی دھرتی پر ایمان لا کر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینا یہ کوئی آسان بات نہیں تھی۔ یہ تو اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنا تھا۔ یہ تو اپنے ہاتھ پر انگارے رکھنا تھا۔ یہ تو تختہ دار پر چڑھنا تھا۔ یہ تو اپنے آپ کو کافر درندوں کے حوالے کر دینا تھا۔ یہ تو اپنے آپ کو کفر و شرک کی بھڑکتی ہوئی انتقامی آگ کے حوالے کر دینا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں نے آقا کا دامن پکڑا ہے تو کوئی تختہ دار پر جھول گیا ہے کوئی بھڑکتے انگاروں پر لیٹ گیا ہے کوئی مکہ کے چوک میں ٹکڑے کروا رہا ہے کوئی مکہ کے بازار میں کوڑے کھا رہا ہے کوئی ظلم و ستم کی مار برداشت کر رہا ہے۔ ہر طرح ستائے گئے وہ اپنے آپ کو ہر طرح کی مصیبت کے لئے تیار رکھے ہوئے ہیں۔ کبھی بیت اللہ میں ماریں پڑ رہی ہیں کبھی چوکوں چوراہوں میں ماریں پڑ رہی ہیں کبھی گھروں سے نکال کر گھسیٹا جا رہا ہے کبھی گھوڑے کے چابکوں سے چمڑی ادھیڑ دی گئی اور کبھی ان کے ٹکڑے کئے جا رہے ہیں ان کے خون کے قطرے زمین پر گرتے ہیں تو ایک ایک قطرے سے آواز آتی ہے کہ جان تو دے دیں گے مگر آمنہ کے لال کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ ساتھ دے رہے ہیں تیرہ سالہ ساتھ اس تاریخ کو ذہن میں رکھیں' اس تاریخ کو اپنے قلب و جگر میں رکھیں اس کا بار بار مطالعہ کریں تو پھر میں سمجھ آئے کہ صحابیت کس کا نام ہے۔

سیاہ صحابہؓ کیا ہے؟

میرے بھائیو!

Scanned with CamScanner

سپاہ صحابہؓ ایک بہادری کا نام ہے ایک ایسی جماعت ہے اور اس جیسی جماعت کا روپ اختیار کر چکی ہے اور انشاء اللہ آگے چلتے چلتے میں حکمرانوں سے کہتا ہوں تم اور ظلم بڑھاؤ۔ یہ اور نئے روپ اختیار کرے گی۔ تم اور جبر و ستم' تشدد و بربریت کی داستانیں تحریر کرو۔ یہ اپنے نئے نئے انداز اور نئے نئے چہروں کے ساتھ اور نئے عنوانوں کے ساتھ میدان میں آئے گی۔ پھر تمہیں نظر آئے گا امریکہ کے خلاف ہو' تمہیں نظر آئے گی افغانستان میں ہو' کشمیر میں ہو۔ فلسطین میں ہو' جہاں کفر ہو گا۔ یہ تمہیں کفر کے مقابلے میں کھڑی ہی نظر آئے گی۔ منافقت کے مقابلے میں لڑتی ہی نظر آئے گی۔ اور جیل کی کال کوٹھڑیوں میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر تمہیں حق و صداقت کے ترانے بلند کرتی نظر آئے گی۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے تم جو چاہو کر گزرو انشاء اللہ العزیز جب تک ایک ایک بچہ اس کی جان میں جان اور رگوں میں خون باقی ہے۔ وہ حق و صداقت کا پیغام بلند کرتا رہے گا۔

کارکنوں کے نام

میں سپاہ صحابہؓ کو پیغام دینا چاہتا ہوں کہ دنیا بھر میں کفر کے خلاف جہاں بھی جہاد ہو رہا ہے چاہے امریکہ کے خلاف ہو' رشیا کے خلاف ہو' چاہے انڈیا کے خلاف ہو' سپاہ صحابہؓ ہر اس میدان میں جہاد کرنے والی جماعت کا نام ہے۔ سپاہ صحابہؓ کا ہر رکن اپنے آپ کو اس میدان کا شہسوار ثابت کرے۔ ہم ہر میدان میں لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے ہر میدان میں لڑنا ہے اور اسی طرح جو بھی..... قوتیں اسلام کی فکری اور نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور ہیں۔ سپاہ صحابہؓ کا ایک ایک نوجوان اس کے خلاف لڑے گا منافقت سے لڑتے ہوئے جیل آئے قبول ہے تختہ دار آئے قبول ہے۔ سزائیں آئیں قبول ہیں کوڑوں کی مار آئے قبول ہے۔ چوہنگ سنٹروں کی اذیتوں سے گزرنا پڑے قبول ہے جو کچھ آ جائے قبول ہو سکتا ہے لیکن ہم اپنے موقف اور مشن سے پیچھے نہیں ہیں گے۔ (انشاء اللہ)

اس لئے کہ کامیابی اسی میں ہے ہزاروں لوگ روزانہ مرتے ہیں لاکھوں جنازے اٹھتے

Scanned with CamScanner

ہیں کتنے لوگ ہیں جو قبر کے پاتال میں اترتے ہیں۔ اگر ان ہزاروں اٹھنے والے جنازوں میں ایک جنازہ محمدؐ کے یاروں کی عزت کے لئے اٹھ جائے تو خدا کی قسم فخر کی بات ہے۔ ناکامی کی بات کون سی ہے جہاں لاکھوں لاشے زمین کی گود میں اترتے ہیں۔ اگر ایک لاش خون خون ہو کر ایک لاش اگر خاک و خون میں لت پت ہو کر' محمد رسول اللہؐ کے آبدی عزت کے لئے خاک و خون میں لت پت ہو کر زمین کے سینے میں جاتی ہے تو زمین اس کا استقبال کرتی ہے ایک لاش اگر زمین کے سینے میں جاتی ہے وہ زمین کا حصہ اس دھرتی کے لئے مہمان کی حیثیت رکھتا ہے اس دھرتی کے لئے زمین کی گود میں جانے والا حقیقت میں مردہ نہیں ہے۔ قرآن زندہ کہتا ہے ہم مردہ بن کر زمین میں نہیں جانا چاہتے۔ ہم زمین کی گود میں بھی اتریں گے تو شہید بن کر اتریں گے۔ رہیں گے تو شیر بن کر رہیں گے۔ رہیں گے تو بہادر بن کر رہیں گے' زندہ رہیں گے تو دلیر بن کر زندہ رہیں گے تو باشعور اور باعزت بن کر رہیں گے۔ جو زندگی گزاری تو غیرت کی گزاری۔ جو موت آئی تو غیرت کی موت آئی۔

زندگی گزاروں تو بہادروں کی گزارو موت آئے تو بہادروں کی طرح آئے گیدڑوں کی طرح بھی تو لوگ مرتے ہیں۔ جانوروں کی طرح مرتے ہیں۔ حادثات کا شکار ہوتے ہیں۔ بسوں میں جو لوگ مرتے ہیں۔ ایکسیڈنٹ ہوتا ہے بم کے دھماکوں میں لوگ نہیں مرتے۔ یہ کیسی موتیں ہیں؟ بستر پر موتیں ہو رہی ہیں۔ بم دھماکوں میں موتیں ہو رہی ہیں حادثات میں موتیں ہو رہی ہیں اس جسم نے تو بالآخر موت کے منہ میں جانا ہے جب یہ زندگی آخر اس کا اختتام موت پر ہے تو ہم اس زندگی کا اختتام ایک عنوان پر کریں گے ہم اس زندگی کا اختتام ایک باب پر کریں گے ہم نے جو زندگی کو موت کے منہ میں دینا ہی ہے تو پھر کچھ اس انداز میں موت کو قبول کریں گے کہ پھر نظر آئے کہ یہ مر رہے ہیں تو موت پر احسان کر رہے ہیں۔ ہم زندہ رہیں گے تو زندگی پر احسان ہو گا۔ مریں گے تو موت پر احسان کریں گے۔

Scanned with CamScanner

اخلاص

میرے بھائیو!

اصل بات اخلاص ہے میری جو بھی بات سنے اصل بات اخلاص ہے اخلاص سے کیا ہوا کام تھوڑا بھی ہو۔ بہت بڑے اجر کا باعث ہوتا ہے اخلاص سے اللہ کے راستے میں دی ہوئی قربانی بہت بڑی کامیابی کا واسطہ اور ذریعہ بنتی ہے لیکن جہاں ریاکاری آ جاتی ہے۔ دکھلاوا آ جاتا ہے شہرت آ جاتی ہے لیڈری کی ہوس آ جاتی ہے جہاں کوئی مفاد آ جاتا ہے۔ تو پھر ساری محنت رائیگاں ہو جاتی ہے۔ اور ساری کوشش ایسے ہو جاتی ہے جیسے لکڑی آگ میں جل کر ایک راکھ کا ڈھیر بن جاتی ہے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جن جماعتوں اور قوموں میں اور جن تحریکوں میں مفاد پرست لوگ آ جاتے ہیں مصلحت پسند لوگ آ جاتے ہیں اور امن و امان کے نام پر سودے بازی کرنے والے لوگ آ جاتے ہیں پھر وہ تحریکیں اپنا وجود کھو جاتی ہیں۔ اور جن تحریکوں کو ایسے لوگ میسر آ جاتے ہیں کہ اخلاص جن کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے جذبات' عنوان' مذہب' اسلام اور دین ان کی اولیت ہوتی ہے اور باقی چیزیں اور حیثیت رکھتی ہیں پھر انہیں تحریکوں کو نہ وقت کے فرعون دبا سکتے ہیں پھر ایسی تحریکوں کو نہ ابوجہل کی اولاد دبا سکتی ہے پھر ایسی تحریک کو نہ بے نظیر ختم کر سکتی ہے نہ نواز شریف اس کا راستہ روک سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ (حق و صداقت کی آواز ائک)

حق و صداقت کی آواز

یہ قانون یہ اوچھے ہتھکنڈے یہ عدل و انصاف کے عنوان پر قائم کی جانے والی انتقامی راہیں۔ ان کے قیام کا صرف ایک مقصد ہے کہ لوگ حق کہنا چھوڑیں' لوگ سیاہی کو سیاہی کہنا چھوڑ دیں' لوگ غلط کو غلط کہنا چھوڑ دیں۔ لیکن یہ حکمرانوں کو بھول ہے۔ یہ بھول نواز شریف کی نہیں یہ بھول بھٹو کی بھی تھی اس سے پہلے یہ بھول بے نظیر کو بھی تھی۔ یہ بھول اس سے پہلے ان کے آباء و اجداد کو بھی تھی کہ شاید یہ ہمارے قوانین اور

Scanned with CamScanner

ضابطوں سے ڈر کر لوگ حق و صداقت کی بات کرنا چھوڑ دیں گے۔ میں آج کہتا ہوں باوجود کہ میں آج جیل میں ہوں کہ تم نے سات سال قید مقرر کی ہے اور تم دشمن اسلام اور دشمنان اصحاب رسول ؐ کے خلاف بات کرنے والوں کے لئے عمر قید نہیں سزائے موت کی سزا کا بھی اعلان کر دو' تو ایسے اللہ کے بندے ضرور تمہیں مل جائیں گے۔ جو چوکوں اور چوراہوں پر کھڑے ہو کر' جو مسجد کے محراب و منبر اور وقت کے ایوانوں میں کھڑے ہو کر اصحاب رسول ؐ کے دشمن' اسلام کے دشمن کے کفر کو اور اس کی شیطنت اور اس کی غلاظت اور اس کی بے حیائی کو طشت ازبام کر دیں گے اور ان کے کفر کے نعرے برملا لگائیں گے پھر تمہاری مرضی ہے کہ تم ان کو تختہ دار پر چڑھاؤ یا انہیں جیلوں کا مہمان بنا دو۔ بہرحال یہ اپنی اپنی مرضی ہے۔

تجھے جدی پسند' میری جدا پسند
تجھے خدی پسند' مجھے خدا پسند

اسلام کی اساس

میرے دوستو!

کوئی کسی کی قبر میں نہیں جاتا۔ کسی نے کسی کے ساتھ کھڑے ہو کر کام نہیں آنا اپنی اپنی قبر میں آپ جانا ہے۔ اپنے اپنے حساب اور نامہ اعمال اور اپنی اپنی زندگی کے حساب و کتاب آپ نے سب کے سامنے دینا ہے اگر ہم حق پر ہیں اور خدا کی قسم حق پر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ جو گروہ اور طبقہ پیغمبر اسلام ؐ کے صحابہ کرام ؓ کو مسلمان نہیں مانتا ہم قطعی طور پر اسے مسلمان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے کیونکہ اصحاب رسول ؐ ہی تو وہ شخصیات ہیں کہ جن کے ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی ہے قرآن پاک کو پڑھیں رب العلمین ارشاد فرماتے ہیں۔ اولئک ھم المومنون حقا اولئک حزب اللہ۔ یہ پکے مومن ہیں یہی اللہ کا لشکر ہے۔ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا اللہ نے

Scanned with CamScanner

اعلان کیا ہے۔ رضی اللہ و رضوا عنہ یہی وہ لوگ ہیں جن سے رب راضی ہو چکا ہے۔ واعد ولھم جنت تجری من تحتھا الانھار۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رب جنت تیار کر چکا ہے رب انہیں مومن کہے تمہیں انہیں کافر قرار دے رب کہے کہ میں ان سے راضی ہو چکا ہوں شیعت یہ کہے کہ رب ان سے ناراض ہو چکا ہے رب کہے میں جنت تیار کر دی ہے۔ شیعت کہے کہ وہ جہنمی لوگ تھے۔ اگر قرآن سچا ہے تو شیعت کفر ہے اور اگر شیعت کفر ہے تو پھر قرآن کا سچا ہونا کسی طور پر بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اصحاب رسول ؐ کی محبت ایمان کا حصہ اور جزو ہے اگر اصحاب رسول ؐ کا کردار اور اصحاب رسول ؐ کی شخصیات کو ایک طرف کر دیا جائے تو پورے کے پورے اسلام کی عمارت دھڑام سے گر جاتی ہے ہمیں کس نے بتلایا کہ آمنہ کے لال' عبداللہ کے لخت جگر' محمد رسول اللہ ؐ اللہ کے رسول ؐ تھے۔ صحابہ ؓ نے بتلایا' کس نے پیغمبر ؐ سے قرآن سن کر پھر اس قرآن کو جمع کر کے امت کو دینے والے کون ہیں؟ صحابہ ؓ ہیں جنہوں نے ایک ایک پیغمبر ؐ کی سنت کو ایک ایک پیغمبر ؐ کے انداز کو اور کردار کو دیکھا' دیکھ کر اپنایا اور امت تک پہنچایا۔ صحابہ کرام ؓ ہیں۔ اگر صحابہ ؓ کرام ؓ کی حیثیت اور رابطے اور تعلق کو علیحدہ کر دیا جائے تو پھر اسلام اسلام نہیں رہتا قرآن قرآن نہیں رہتا دین دین نہیں رہتا۔

وارث پیغمبر ص

ہمیں رسول اللہ ؐ کی باقی تو ساری احادیث نظر آتی ہیں لیکن کیا ہمیں یہ نظر نہیں آتا کہ جب مکہ کی سرزمین پر پیغمبر ؐ اسلام کو حق بات کہنے کے جرم میں آپ کے راستے روکے گئے حق و صداقت کا نعرہ بلند کرنے کے جرم میں آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ آپ کے اوپر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ تو آپ نے مکہ چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اپنا موقف نہیں چھوڑا۔ اور ساتھ فرمایا مکہ سے وداع ہوتے ہوئے۔

اے بیت اللہ!

Scanned with CamScanner

میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا میں کبھی بھی تجھ سے جدا نہ ہوتا لیکن آج میری قوم نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں تجھے چھوڑ جاؤں کہ میں تیرے اندر کھڑے ہو کر یہاں ٹھہر کر اپنے رب کی عبادت نہیں کر سکتا ہوں اپنے رب کی دین کی آواز بلند نہیں کر سکتا ہوں دین کے لئے وطن چھوڑا جا سکتا ہے دین کے لئے بیت اللہ چھوڑا جا سکتا ہے۔ دین کے لئے مکہ اور مدینہ چھوڑے جا سکتے ہیں۔ دین کے لئے گھربار چھوڑا جا سکتا ہے گھربار کے لئے دین نہیں چھوڑا جا سکتا۔ لیڈری کے لئے دین نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تدریس کے لئے دین نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مفاد کے لئے دین نہیں چھوڑا جا سکتا۔ آرام پرستی کی زندگی کے لئے دین نہیں چھوڑا جا سکتا۔

آج ہم دین چھوڑ دیتے ہیں آج ہم مذہب چھوڑ دیتے ہیں آج ہم اپنے مذہبی فرائض چھوڑ دیتے ہیں۔ مفادات کے لئے چند سیاسی مفادات کے لئے چند مفاد کی چیزوں راحت اور آرام کو حاصل کرنے کے لئے دین چھوڑ دیتے ہیں اگر ہم واقعی وارث پیغمبرؐ ہیں اور جیسا کہ پیغمبرؐ اسلام کا ارشاد ہے۔

العلماء ورثة الانبياء۔ (الحدیث)

کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اگر نبی کے وارث ہیں تو پھر مطاع نبوت پر ڈاکا پڑ رہا ہے تو پھر جو امانت آج ہمارے ہاتھوں میں ہے اس امانت پر یہودی و نصاریٰ نے مل کر حملہ کر دیا ہے وہ امانت حرمین کی شکل میں ہمارے پاس ہے۔ وہ امانت قرآن کی شکل میں ہمارے پاس ہے۔ وہ امانت دین کی شکل میں ہمارے پاس ہے وہ امانت اسلام کی شکل میں ہمارے پاس ہے ہم کیسے وارث ہیں کہ اس امانت کے اوپر چاروں طرف سے ڈاکو لٹیرے حملہ آور ہوں اس کے تقدس کی دھجیاں اڑا رہے ہوں۔ وہ اس کی شرافت اور عظمت کے دامن کو تار تار کر رہے ہوں اور ہم ان سے دوستی کے ہاتھ ملا رہے ہوں۔ ہم ان کے ساتھ کھانے پینے کے لئے تیار ہوں ہم انہیں کے ساتھ میل جول اور تعلق قائم کر رہے ہوں۔

Scanned with CamScanner

جو شخص قاتلوں اور چوروں سے مل جائے۔ وہ گھر کا وفادار نہیں ہوتا وہ اپنے باپ کی مطلع کا وارث نہیں ہوتا۔ جو اپنے باپ کی مطلع کا وارث ہوتا ہے وہ جان تو دے دیتا ہے مگر اپنی وراثت اور اپنے گھر اور اپنے خاندان کے تقدس اور شرافت پر حملہ برداشت نہیں کرتا۔

افضل جہاد

جو لوگ پیغمبرؐ کے ناموس پر مرجایا کرتے ہیں وہ کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔ جو لوگ اسلام کی پاسداری کے جرم میں اپنی جانیں دے دیتے ہیں قرآن بھی کہتا ہے انہیں مردہ مت کہو بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ کہ وہ زندہ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔ مجھے بتلاؤ کہ شہید کون ہے؟ مجھے بتلاؤ کہ راہ حق میں جہاد کرنا کس کا نام ہے؟ کیا جہاد صرف اس بات کا نام ہے کہ بس آپ تلوار اٹھائیں کلاشنکوف اٹھائیں اور کافروں سے لڑنا شروع کر دیں کیا ایک بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد نہیں ہے۔ یہی وہ جہاد ہے جس کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا افضل ترین جہاد اعلیٰ ترین جہاد یہ ہے کہ وقت کا ظالم ترین بادشاہ اپنی تمام تر فرعونیت' اپنی تمام تر چنگیزیت' اپنے تمام تر ظلم و ستم کے ہتھیار ہاتھ میں لے کر بیٹھا ہوا ہے اور وہ کہتا ہے کہ جیسا میں کہتا ہوں تمہیں بھی ایسا ہی کرنا ہو گا جب میں تمہیں بلاؤں تمہیں چلے آنا ہو گا۔ جہاں میں تمہیں بٹھاؤں تمہیں بیٹھ جانا ہو گا۔ لیکن ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ بادشاہ میں تمہیں کہنا چاہتا ہوں میں تیری اطاعت کروں گا۔ فرمانبرداری کروں گا۔ لیکن جہاں تیرا حکم پیغمبر اسلامؐ کے ارشادات کے خلاف ہو گا جہاں تیری بات اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہو گی میں تیرے حکم کو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دوں گا مگر میں اللہ کے دین اور اللہ کے رسولؐ کی مخالفت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گا۔ مخلوق کی اطاعت فرمانبرداری میں ہو سکتی ہے مخلوق کی اطاعت' بادشاہ کی اطاعت دین کے مطابق ہو سکتی ہے اسلام کے مطابق ہو سکتی ہے شریعت کے مطابق ہو سکتی ہے لیکن اگر وقت کا بادشاہ ظلم و جبر' کفر و

Scanned with CamScanner

شرک پر قوم کو تیار کرنا شروع کرے تو پھر اس کی حمایت نہیں ہوتی پھر اس کی اطاعت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے خلاف بغاوت ہوا کرتی ہے۔ (حق و صداقت کی آواز۔ انگ)

Scanned with CamScanner

بارہواں باب

☆----- جھنگ کے ترقیاتی کام

☆----- قومی اسمبلی کے خطابات کی جھلکیاں

☆----- بیرون ممالک کے دورے

☆----- قاتلانہ حملے

☆----- شعراء کا خراج تحسین

Scanned with CamScanner

جھنگ کی پسماندگی کی وجوہات

جھنگ ایک ایسا ضلع ہے کہ جسے انگریز سے وفاداری اور مسلمانوں سے غداری کے عوض جاگریں اور سول و فوجی القاب حاصل کرنے والے سیاستدانوں اور ان کے جانشینوں نے اپنے مفادات کے لئے اس بے رحمانہ انداز میں دن بدن تباہی اور پسماندگی کے گڑھے میں اتارا کہ اس کی تحصیلیں فیصل آباد اور سرگودھا ترقی کر کے ضلع اور ضلع سے ڈویژن بن کر آج ملک کی صنعتی اور دفاعی نوعیت کے لحاظ سے اہم مقام حاصل کر چکی ہیں۔ لیکن یہ ضلع ایسے لگتا تھا کہ اگلے دنوں میں شاید کسی قریبی ضلع کی تحصیل بن جائے گا۔ جاگیردار طبقہ نے نہ تو اس علاقہ کو صنعت و زراعت کے حوالہ سے پروان چڑھنے دیا اور نہ ہی اس علاقہ میں ترقیاتی کاموں کے ذریعہ عوام کی زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم کرنے میں دلچسپی لی۔

سوئی گیس

مولانا اعظم طارق نے 92ء کے ضمنی الیکشن میں اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اپنے قائد مولانا ایثار القاسمی شہید" کے اس وعدہ کی تکمیل ضرور کریں گے کہ جس میں انہوں نے جھنگ میں سوئی گیس لانے کا ذکر کیا تھا اور قومی اسمبلی میں اپنے پہلے اور آخری خطاب میں بھی خصوصیت سے سوئی گیس کا مطالبہ کیا گیا۔ مولانا اعظم طارق کے منتخب ہونے کے بعد جب حکمران طبقہ نے انہیں اور جھنگ کے عوام کو انتقام کا نشانہ بنانے کا عمل شروع کر دیا۔ ترقیاتی فنڈز روک کر جھنگ کے عوام کو ہراساں کرنے پولیس تشدد کا نشانہ بنانے اور سابقہ جاری ترقیاتی کام رکوانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تو مولانا نے ان تمام تر ناسازگار حالات کے باوجود قومی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر ناموس صحابہ" بل کے ساتھ ساتھ جھنگ کے عوام کے لیے بار بار زور دار انداز میں آواز بلند کرنے کے ساتھ ساتھ سوئی گیس کی فراہمی کے لئے آواز بلند کی تھی اس کے ساتھ ساتھ صدر مملکت غلام اسحاق خاں سے تعلقات استوار کیے اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ جھنگ کے لئے سوئی گیس کی

Scanned with CamScanner

ترسیل کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ چنانچہ صدر غلام اسحاق خان کی دلچسپی سے یہ ناممکن کام ممکن ہو گیا اور 26 کروڑ روپے کی لاگت سے تیس کلومیٹر دور ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جھنگ تک سوئی گیس کی پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ نہ صرف منظور ہو گیا بلکہ اس پر کام جاری ہو گیا۔ اس وقت جب کہ یہ سطور لکھی جا رہی ہیں۔ جھنگ کے ایک بڑے علاقہ میں سوئی گیس کے چولہے جل رہے ہیں اور ہر خاص و عام کی زبان سے مولانا اعظم طارق کے لئے دعائیں نکل رہی ہیں۔

نواز شریف جیسے ضدی اور انتقامی ذہنیت کے حامل وزیر اعظم کے دور کے صرف سوا سال کے عرصہ میں اتنا بڑا کام کرا لینا ایسا کارنامہ ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔

پختہ سڑکیں

جب مولانا قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تو جھنگ کی چھوٹی چھوٹی گلیاں کس طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر تالاب اور ندی نالوں کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ اس کی تفصیل تو ایک طرف فیصل آباد سے آنے والی ہائی وے روڈ کی وہ پختہ سڑک جو جھنگ کے وسط سے ہو کر ملتان اور بھکر کی طرف جاتی ہے۔ اس طرح تباہی کا شکار تھی کہ اکثر و بیشتر اس سڑک پر پانچ پانچ فٹ پانی کھڑا رہتا اور آئے روز گاڑیاں پھنس جاتیں۔ مخالفین نے ایسے مقامات پر "لاوارث جھنگ" کے بورڈ آویزاں کر کے سپاہ صحابہ کو بدنام کرنے کی کوششیں شروع کی ہوئیں تھیں۔ چنانچہ اڑھائی کروڑ روپے کی لاگت سے چند مہینوں میں یہ سڑک بالکل از سر نو نہ صرف بنوائی گئی۔ بلکہ جہاں جہاں سے جھنگ میں داخل ہوتے وقت مولانا کا حلقہ انتخاب شروع ہوتا ہے۔ وہاں وہاں سے اب تمام روڈوں کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

دھاتوں میں ایسے لنک روڈ پہلی مرتبہ بنوائے گئے۔ جہاں کی آبادی غریب عوام پر مشتمل تھی کیونکہ آج تک جاگیردار طبقہ ترقیاتی فنڈز سے صرف اپنے ڈیروں اور مخصوص چودھریوں کے گھروں تک ہی پختہ سڑکیں بنواتا رہا تھا۔ چنانچہ یہی وہ وجوہات تھیں کہ جن کی بنا پر الیکشن 93ء میں مولانا دیہاتوں سے بھاری تعداد میں ووٹ لینے میں کامیاب

Scanned with CamScanner

ہوئے۔

بجلی کی ترسیل

جھنگ کی دیہی آبادی جو مزدوروں' کسانوں' غریب مزارعین اور چھوٹے چھوٹے طبقہ کے زمینداروں پر مشتمل ہے۔ سب سے زیادہ جس نعمت سے محروم تھی۔ وہ "بجلی" کی نعمت تھی۔ اس ترقی کے دور میں بھی ہزاروں کی آبادی والے دیہاتوں میں لوگ راتوں کو لالٹینوں اور چراغوں پر گزارہ کرتے تھے۔ مولانا نے صرف سوا سال کے پہلے دور میں ڈیڑھ درجن سے زائد دھاتوں کو بجلی کی فراہمی کو یقینی بنانے اور اپنے دوسرے ایم۔ این۔ اے کے صرف اس سوا سال کے دور میں جس میں وہ آزاد تھے۔ جیل نہیں گئے تھے۔ دو درجن کے لگ بھگ دیہات بجلی سے روشن کئے اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ مولانا بے نظیر کے جس دور میں جیل میں تھے۔ اس دور میں بھی مولانا کے نمائندے دیہاتوں میں بجلی کی ترسیل کی تکمیل پر افتتاح کرتے رہے۔ کیونکہ یہ سب سکیمیں مولانا باہر رہ کر منظور کرا چکے تھے۔

سکولوں کی تعمیر

جھنگ کو پس ماندہ رکھنے اور یہاں کے عوام کو اپنا غلام بنائے رکھنے کے لیے جاگیردار نمائندوں نے اس علاقہ کو ہمیشہ تعلیم کی روشنی سے محروم رکھنے کا منصوبہ کامیابی سے مکمل کیا ہوا تھا۔ چنانچہ اگر چند سکول بنوائے بھی گئے تو ایسے چوہدریوں اور جاگیرداروں کے چھتوں کے ڈیروں پر تھے۔ جہاں پر کسی غریب کا بچہ جا ہی نہیں سکتا تھا۔ اور بچیوں کی تعلیم کا تو سوچنا بھی محال تھا۔ بعض دیہاتوں میں اپنی مدد آپ کے تحت مقامی سطح پر کچے پکے سے چند جھونپڑے سکول کے نام پر کام کر رہے تھے۔ چنانچہ مولانا نے گاؤں گاؤں سکولوں کی عمارتوں کو پختہ تعمیر کرانے کا ایسا سلسلہ شروع کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے کئی اداروں کی مدد اور خصوصی گرانٹوں سے بیسیوں سکول نہ صرف تعمیر ہو گئے بلکہ ان کا عملہ بھی بھرتی ہو گیا اور تعلیمی کام شروع ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

سرکاری ملازمین

بطور ممبر قومی اسمبلی میاں نواز شریف کے پہلے دور میں اپوزیشن ممبران کی طرح آپ کو بھی سرکاری ملازمتوں کا کوٹہ دینے سے انکار کر دیا گیا۔ لیکن آپ نے ہمت نہیں ہاری۔ بلکہ ازخود مختلف سرکاری اداروں کے سربراہوں اور وزیروں و چیئرمینوں سے رابطے قائم کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ جھنگ کے باصلاحیت اور قابلیت کی شرائط پر پورا اترنے والے نوجوانوں کو ملازمتیں فراہم کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے علاقہ کے ایم۔ پی۔ اے حضرات پر آپ نے تعلقات کے حوالہ سے زور دیا کہ وہ سکولوں کے عملہ کی بھرتی کے موقع پر صوبائی حکومت کی طرف سے ملنے والی بیسیوں سیٹوں پر مستحقین کو ترجیح دیں۔ چنانچہ اس انداز سے آپ نے سینکڑوں مستحق بچیوں اور لڑکوں کو سرکاری ملازمتیں لے کر دیں۔

بے نظیر کے دور میں آپ کو نہیں سے زائد اہم نوعیت کی سیٹوں کا کوٹہ ملا جن پر آپ نے جھنگ کے سینکڑوں نوجوانوں سے جمعہ میں اعلان کر کے درخواستیں لیں اور پھر سب کے باہم مشورے سے زیادہ مستحق نوجوانوں میں یہ سیٹیں تقسیم کیں جن پر کوٹہ سے حاصل ہونے والی ملازمتوں کے آرڈر سپاہ صحابہ کے صدر اور صوبائی وزیر شیخ حاکم علی نے مسجد حق نواز شہید میں جمعہ کے موقع پر نوجوانوں کے حوالہ کیے۔ اور ساتھ بار بار اس بات کی وضاحت ان نوجوانوں سے کرائی کہ ان ملازمتوں کے عوض آپ لوگوں سے کوئی رشوت یا عوضانہ تو نہیں لیا گیا۔ مگر وہاں پر اس وقت تو کیا آج تک کوئی ایسا فرد نہیں ہے کہ جو یہ کہے کہ میرا یہ کام مولانا نے کسی رشوت کی بنیاد پر کرایا تھا۔

Scanned with CamScanner

قومی اسمبلی کے خطابات کی جھلکیاں

مجھ پر ہوتا ہے عیاں اس وقت راز زندگی
جب نظام سلطنت کا حکم ٹھکراتا ہوں میں
کلمہ توحید گاتا ہوں کچھ اس انداز سے
خرمن باطل پہ گویا آگ برساتا ہوں میں

Scanned with CamScanner

اسمبلی میں کردار

11 فروری 1979ء انقلاب ایران کے بعد شیعہ پوری دنیا میں عموماً اور بالخصوص وطن عزیز پاکستان میں اپنے مخصوص نظریات مسلط کرنا چاہتا تھا۔ امیر عزیمت شہید ناموس صحابہؓ علامہ حق نواز جھنگوی شہید نے اس کو بھانپ کر 6 ستمبر 1985ء کو سپاہ صحابہؓ کی بنیاد ڈالی۔ جوں جوں وقت گزرتا رہا شیعہ جارحیت بڑھتی ہوئی نظر آئی۔ مولانا شہید نے اس جارحیت کو روکنے کے لئے اسمبلی جانا ضروری سمجھا اور 1988ء میں حلقہ این اے 68 سے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا۔ اور شاہ جیونہ کے وڈیروں' سرمایہ داروں' جاگیرداروں کے مقابلہ میں 41000 ووٹ حاصل کیے اگرچہ مولانا شہید اسمبلی نہ پہنچ سکے۔ لیکن آپ کی دلی تمنا' تڑپ' اور خواہش تھی کہ میں اسمبلی میں اپنے مشن و موقف کو بڑے واضح دلائل کے ساتھ بیان کروں۔ آپ کی زندگی میں آپ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ لیکن آپ نے ایک بیج لگا دیا کہ بعد میں آپ کے روحانی فرزند' جرنیل اول مولانا ایثار القاسمی شہید ساٹھ ہزار نو سو چودہ ووٹ لے کر پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور آپ نے اسمبلی کے پہلے اور اپنی زندگی کے آخری اجلاس میں تقریر کی جس میں مشن جھنگوی' اور اپنے علاقہ کے عوام کے ووٹوں کا حق ادا کرتے ہوئے معرکہ الآراء خطاب کیا۔ جو تقریباً 35 منٹ جاری رہا۔ 10 جنوری 1991ء کی صبح ضمنی الیکشن کے موقع پر جانشین جھنگوی مولانا ایثار القاسمیؒ کو گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت کے بعد ایک ایسے مرد قلندر کو جسے دنیا جرنیل سپاہ صحابہؓ علامہ محمد اعظم طارق کے نام سے جانتی ہے۔ جب کراچی سے مسجد حق نواز شہیدؒ کی خطابت کے لئے لایا جاتا ہے تو پورے جھنگ کے نوابوں' وڈیروں' رسہ گیروں' لٹیروں اور جاگیرداروں پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ انہیں اپنے جابرانہ اقتدار کا سورج غروب ہوتا ہوا اور اپنی سیاسی موت اپنی آنکھوں کے سامنے رقص کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ دوسری طرف اس عظیم مرد مجاہد کی آمد سے غریبوں' مظلوموں اور ظلم کی چکی میں پسنے والے مقلوموں کا چہرہ خوشی سے دمکتا ہوا نظر آتا ہے۔

Scanned with CamScanner

تاریخ اسلام کا یہ عظیم جرنیل جب جھنگ کی سرزمین پر قدم رکھتا ہے تو آتے ہی اعلان کرتا ہے کہ اے جھنگ کے مظلوم سنی مسلمانو! اپنے آپ کو لاوارث مت سمجھو۔ میں ظلم کے ہر ضابطے کی ایسے کمر توڑ کے رکھ دوں گا کہ ظالموں کی نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔ میں انشاء اللہ اپنے مقدس مشن و موقف کے لیے جرات و بہادری کی ایسی داستان رقم کروں گا کہ دشمن سرپیٹ کے رہ جائے گا اور تمہارا سر فخر سے بلند ہو جائے گا۔

مولانا محمد اعظم طارق نے سرزمین جھنگ پر ایسے بہادری کے جوہر دکھائے کہ جب جرنیل اول مولانا ایثار القاسمی شہید کی شہادت کے بعد جھنگ میں الیکشن کا موقع آیا تو سپاہ صحابہ" پاکستان نے قومی و صوبائی اسمبلی دونوں نشستوں پر مولانا محمد اعظم طارق کو اپنا امیدوار نامزد کیا' مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی بھرپور مخالفت کے باوجود جرنیل سپاہ صحابہ" علامہ محمد اعظم طارق نے اللہ کی نصرت اور عوام کے بھرپور تعاون سے بھاری اکثریت سے الیکشن جیت کر ایک ریکارڈ قائم کیا۔ مولانا کے جلسوں میں تحریک نظام مصطفیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ چنانچہ یہی جرنیل اور جھنگوی شہید کا روحانی فرزند جب بھاری اکثریت سے الیکشن جیت کر قومی اسمبلی میں پہنچتا ہے اور اسمبلی کے فورم میں مشن جھنگوی کی دھوم مچا دیتا ہے کہ دینا مثال لانے سے قاصر ہے ہاں قومی اسمبلی کے جانے والے خطابات کی جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔

علماء کی شہادتیں

نقطہ اعتراض پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

------ جھنگ کی عوام سوا سال تک اپنے دونوں نمائندوں سے محروم رہی اور بجائے اس کے کہ اسکو نمائندگی دی جاتی۔ اس کے مقابلے میں لاشوں کے تحفے دیے گئے۔ سربازار علماء کو شہید کیا گیا اور ایک سال کے عرصے میں ہمارے 50 سے زائد کارکن شہید کیے گئے میں سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہوں گا۔ کہ آخر کیا وجہ تھی کہ سوا سال تک حکومت وہاں الیکشن نہیں کرا سکی۔ اور اگر حالات کو بہانہ بنایا جاتا ہے تو سوال یہ ہے کہ جو

Scanned with CamScanner

حکومت سوا سال تک ایک شہر کے حالات کنٹرول نہیں کر سکتی تو اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ کہے کہ ہم اس ملک میں حکومت کرتے ہیں شکریہ (3 مئی 1992)

صدر محترم کی تجاویز پر بحث

صدر محترم غلام اسحاق خان کی تجاویز پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

جناب سپیکر!

بھائی فاروق احمد لغاری نے قومی اسمبلی کے بارے میں جو تجاویز دیں میں اس کی تائید کرتا ہوں (واضح رہے کہ اس وقت فاروق لغاری بھی رکن اسمبلی تھے) اور اس کے ساتھ ساتھ میں وفاقی حکومت کی جانب سے جو ترقیاتی قرضے اور پیشگی رقوم دی جاتیں ہیں جس کی تعداد 14 ارب تک پہنچ جاتی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قرضے ایسے لوگوں کو دیئے جاتے ہیں جن سے نجی تعلقات ہوتے ہیں اور سیاسی طور پر انہیں خریدنا مقصود ہوتا ہے۔ اگر ان قرضوں کے لیے ہم پابندی لگادیں کہ یہ قرضے نچلے درجے کے لوگوں کو دیئے جائیں اور خاص طور پر بے روزگاروں کو دیئے جائیں گے۔ اور قرض بھی قرض حسنہ کے طور پر دیا جائے گا۔ اس پر سود وصول نہیں کیا جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اتنی بڑی رقم سے آپ زیادہ نہیں تو کم از کم پچاس ہزار بے روزگاروں کو ایک روزگار فراہم کر سکتے ہیں۔ (26 مئی 1992ء)

کراچی کے حالات

کراچی کے حالات پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

۔۔۔۔۔۔ ہماری موجودہ حکومت کو یہ مان لینا چاہیے کہ سندھ میں اس وقت دو طاقتیں ہیں۔ ایک شہری قوت ہے۔ جسے ہم MQM کے نام سے جانتے ہیں۔ اور ایک دیہاتی قوت ہے۔ جس کی اکثریت پیپلز پارٹی کو حاصل ہے۔ آئی جے آئی کی وہاں قوت تو آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اور اس وقت یہ دونوں طاقتیں اور قوتیں جو سندھ کی ہیں وہ دونوں آپ سے کہہ رہی ہیں کہ فوج کو استعمال نہ کیجئے وہ دونوں آپ سے مطالبہ کر رہی

Scanned with CamScanner

ہیں کہ فوج کے ذریعے سے سندھ کی عوام کو بلڈوز نہ کریں تو آپ کو وہاں کے نمائندوں کی رائے کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اس وقت مسئلہ وہ نہیں ہے کہ جو فوج کے ذریعے سے حل ہو جائے گا۔ (27 مئی 1992ء)

مطالبہ سوئی گیس

نقطہ اعتراض پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

جناب سپیکر۔۔۔۔۔ جب مولانا ایثار القاسمی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے تو انہوں نے بتلایا کہ وزیر پٹرولیم صاحب نے وہاں (جھنگ) کا سروے کرالیا ہے۔ ابھی جب الیکشن کا موقع آیا تو وزیراعلیٰ صاحب نے کہا کہ میں یہاں 14 کڑور روپے کا اعلان کرتا ہوں اور جون میں یہ سوئی گیس دے دی جائے گی میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ منصوبہ وزیراعلیٰ صاحب کے فرمان کے مطابق رکھ دیا گیا ہے یا وہ محض ایک اعلان تھا اور ووٹ حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا۔ شکریہ۔

بابری مسجد کی شہادت

بابری مسجد کی شہادت پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا۔

۔۔۔۔۔۔۔ میں سمجھتا ہوں بابری مسجد عالم اسلام کی سرحد کا نام ہے۔ بابری مسجد عالم اسلام کی سرحد ہے۔ ہندوؤں نے عالم اسلام کی سرحد پر حملہ کیا ہے۔ اس نے عالم اسلام کی غیرت کو للکارا ہے۔ تو عالم اسلام پر عموماً اور پاکستان پر خصوصاً یہ لازم ہو چکا ہے کہ جب اس کے عقیدے اور نظریے اور اس کے دین کی سرحد پر حملہ ہوا ہے تو پاکستان کو فوراً جہاد کا اعلان کرتے ہوئے کشمیر میں اپنی فوجیں داخل کر دینی چاہیے اور اس وقت تک جنگ جاری رکھنی چاہیے جب تک بابری مسجد اسی انداز میں تعمیر نہیں ہو جاتی۔

پولیس کی بربریت

جناب سپیکر!

Scanned with CamScanner

مورخہ 20 جون 1992ء کو صبح ڈپٹی کمشنر جھنگ کی زیر نگرانی گل عباس D.S.P کی معیت میں پولیس پارٹی نے میرے مکان جو محلہ حق نواز شہید جھنگ صدر میں واقع ہے۔ بغیر اجازت کے مکان کے دروازے توڑتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔ عورتوں کی بیحرمتی کی' غلیظ گالیاں دیں' سامان کی توڑ پھوڑ کی اور میرے آفس جو کہ محلہ حق نواز شہید میں واقع ہے اس میں داخل ہوئی اور میرے آفس میں داخل ہونے سے پہلے چونکہ مسجد ہے تو یہ پولیس جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہوئی اور دفتر میں بیٹھے لوگوں پر تشدد کیا اور گرفتار کیا۔ دھمکیاں دیتے ہوئے کہ ہم مولانا اعظم طارق کو ووٹ دینے کا مزہ چکھاتے ہیں۔ اس طرح پورے شہر کی ناکا بندی کر کے ایک ہزار سے زائد افراد کو گرفتار کیا گیا۔ انہیں جیل سے باہر پولیس سے اور جیل کے اندر قیدیوں سے پٹوایا گیا۔ نقدی' اشیاء' میں دستی گھڑیاں شامل ہیں لوٹ لی گئیں۔ تشدد کے دوران انہیں کہا گیا کہ مولانا اعظم طارق کو ووٹ دینے کا مزہ چکھاتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کے گھروں میں تلاشی کے بہانے سامان کو لوٹا گیا۔ ان لوگوں کو بلا قصور مارا پیٹا گیا ہے۔ انہیں صرف مجھے ووٹ دینے کی سزا دی گئی ہے جس سے مجھے ذہنی طور پر بڑی کوفت اور اذیت پہنچی ہے۔ اور عوام الناس کے سامنے میری تذلیل کی گئی ہے۔ جس سے میرا استحقاق بری طرح مجروح ہوا ہے۔ جناب والا سے استدعا ہے کہ ذمے داران کے خلاف سخت کاروائی عمل میں لائی جائے اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں فوری طور پر بحث کی جائے۔

شمالی علاقہ جات پر بحث

شکریہ جناب سپیکر!

شمالی علاقہ جات کا مسئلہ خاص طور پر امن و امان کے حوالے سے آج زیر غور ہے۔ جناب سپیکر وہاں کا مسئلہ دو طریقے سے ہے۔ جیسا کہ مولانا نیازی صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ ایک انتظامی اور ایک مذہبی اختلافات کے حوالے سے زیادہ اہم ہے۔ یہ علاقہ اپنی جغرافیائی اور علاقائی صورت حال سے بھی بڑا اہم ہے۔ اس لیے آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ

Scanned with CamScanner

یہاں اسرائیل یہودی لابیاں اور بھارت نواز لابیاں' بھارت کے ایجنٹ اور جب افغانستان کا جہاد چل رہا تھا۔ تو وہاں ایران کے ایجنٹ سرگرم عمل تھے اور وہاں بڑی بڑی مارکیٹ مشنریاں' اس کے لیے تیار تھیں۔ اور انہوں نے بڑے بڑے ادارے بنائے' بڑے بڑے سکول' کالج' بڑی بڑی سہولتیں فراہم کیں کہ جس سے مسلمانوں کی نسل نو کے عقائد و نظریات کو بگاڑنے کی کوشش کی جائے اور بلکہ یہ ایک پروگرام تھا۔ کہ برصغیر میں بھی ایک نیا اسرائیل قائم کیا جائے اور اس کے لیے وہاں کوششیں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ (4 اگست 1992ء)

مشترکہ پارلیمنٹ کے اجلاس سے روکنے پر مذمت

مشترکہ پارلیمنٹ کے اجلاس سے روکنے پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا۔

------ یہ 16 M-P-O کا مقدمہ تو عام آدمی پر بن جاتا ہے۔ اتنے عالم سے مقدموں کی آڑ میں ایک اتنے بڑے اہم اجلاس سے مجھے روکنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا ہی شرمناک قدم ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ اور پھر یہ کہ مجھے ایسے اعزاز سے محروم کیا گیا ہے۔ اب اگر دوبارہ بھی اجلاس بلوائیں گئے تو وہ اجلاس تو نہیں ہو گا۔ اس میں تو سارے شریک ہوں گے۔ یہ جو ناقابل تلافی میری شخصیت کو اور میری شہرت کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ انتشر پسند ہے۔ ایسا تخریب کار ہے کہ جو اجلاس میں آتا تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔ اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے محترم وزیر داخلہ صاحب میں ان کی شخصیت کا بڑا احترام کرتا ہوں مجھے حیرت ہوتی ہے کہ میرے ساتھ اتنی زیادتی ہو گئی اور یہ نظرانداز کر رہے ہیں۔ اس زیادتی کا ازالہ ہونا چاہیے۔ اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جو اہم معاملہ ہے وہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کریں انشاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی آپ کے سامنے آجائے گا۔

Scanned with CamScanner

سیلاب کی تباہ کاریاں

سیلاب کی تباہ کاریوں پر بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

یہ پانی سٹور کرنا' پانی کو روکتے چلے جانا اور پھر یہاں تک کہ جب ڈپٹی کمشنر اور ایس پی جلم کو معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کو محفوظ مقام پر لے گئے۔ اس عوام کا کیا جرم اور قصور ہے۔ کہ عوام کو مطلع نہیں کیا گیا۔ جب بارہ بجے کے قریب ڈیم کا پانی خطرناک نشان سے اوپر چلا گیا۔ لوگ سو رہے ہیں۔ آپ نے لوگوں کو مطلع بھی نہیں کیا۔ اب اگر آپ پانی چھوڑنا چاہتے تھے۔ کوئی سائرن بجادیتے کوئی خطرے کا الارم دے دیتے عوام کی آنکھیں کے لیے کوئی تو کام کر دیتے۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جاتا۔ یا آپ دو چار گھنٹے اور صبر کر لیتے۔ نہیں تو ایک طریقہ کار یہ بھی ہے۔ آپ اس کا ایک دروازہ کھول دیتے۔ دو گیٹ کھول دیتے۔ تین گیٹ کھول دیتے یک لخت رات کے بارہ بجے جب مخلوق خدا سوئی ہوئی ہے۔ سارے کے سارے گیٹ کھول دینا اور عوام کو پانی کی زد میں مبتلا کر دینا۔ اس کو یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ قدرتی آفت ہے۔ یہ قدرتی آفت نہیں ہے۔ یہ آپ کی غفلت و سازش کا نتیجہ ہے۔ (5-10-92)

بجٹ

بجٹ کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا!

جناب والا!

جب ہم اخراجات کی طرف دیکھتے ہیں اور اسی عنوان پر آج میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں تخمینہ لگایا ہے۔ کہ 3 کھرب 39 ارب تو آمدن ہو گی اور ہم اخراجات کریں گے 3 کھرب 85 ارب گویا کہ 46 ارب ہم اپنی آمدن سے زیادہ خرچ کریں گے۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ جب کوئی آدمی آمدن سے زیادہ خرچ کرے۔ چادر سے زیادہ اپنے پاؤں پھیلائے تو پھر اس آدمی کے ساتھ کیا حشر ہوتا ہے۔ اور چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے والے پھر پوری رات جن کیفیات سے دوچار ہوتے ہیں۔ اسی

Scanned with CamScanner

طرح ہمارا ملک بھی اس کیفیت سے دوچار ہوگا۔ (16 جون 1994ء)

اسلام دین فطرت

اسلام دین فطرت کے عنوان پر بیان کرتے ہوئے فرمایا!

شکریہ جناب سپیکر۔

میں اس مسئلے پر جذباتی ہونے کی بجائے بات یہاں سے شروع کرتا ہوں کہ مولانا علی اکبر صاحب نے جب بات کی تو ان کی بات کو صحیح طور پر سمجھنے کی بجائے حکومت سعودیہ پر بھائی اعتزاز احسن صاحب نے غصہ نکال لیا۔ حالانکہ یہاں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ جہاں ہم حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہیں۔ جہاں ہم لوگوں کے جذبات و احساسات کو دیکھتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے۔ اور وہ قیامت تک کے لیے آیا ہے۔ اور اسلام میں سزا بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک حد ہے' ایک تعذیر ہے۔ جس کی طرف بھائی اعتزاز احسن صاحب بار بار اشارہ فرما رہے تھے۔ تعذیر واقعی جسٹس کی صوابدید پر ہوتی ہے۔ کہ بھائی اس وقت یہ برائی عام ہو رہی ہے۔ لہٰذا اس کی سزا عام طور پر دی جائے۔ تاکہ اس برائی کا خاتمہ ہو تو میں اس سلسلے میں عرض کروں گا۔ بغیر تفصیل میں جائے کہ آپ اس سلسلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات لیں وہ ایک ATHENTIC ادارہ ہے۔ اس سے کافی معاونت ملے گی۔ اور اس کے مطابق میں کہتا ہوں کہ یہ آپ حضرات مجھے تو کم از کم بھائی اعتزاز کو چڑا کر یہ کہنا کہ اسلام کی توہین کر رہے ہیں۔ نہیں میں اگر ان سے پیار سے کہوں کہ بھائی اسلام والی سزا جو اسلامی نظریاتی کونسل تجویز کر دے وہ آپ کے سامنے لائی جائے تو مجھے یقین ہے کہ یہ اس کا انکار نہیں فرمائیں گے اور کوئی مسلمان بھی قرآن و سنت کا انکار نہیں کرتا۔ یہ تو ان کی رائے ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ اس کو تسلیم کریں۔

شہادت سیدنا حسینؓ ابن علیؓ

نواسہ رسولؐ کی شہادت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا!

Scanned with CamScanner

.... شہادت نعمت ہے اگر شہادت مصیبت ہے تو رویا جائے ماتم کیا جائے۔ پیٹا جائے اور اگر شہادت نعمت ہے تو خراج تحسین پیش کیا جائے۔ شہادت نعمت ہے۔ اور شہید زندہ ہوتا ہے۔

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
مال غنیمت نہ کشور کشائی

تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آئیں اور بات یہاں سے کیوں نہ شروع کریں کہ آج طے کرلیں کہ شہادت کے دن سے پہلے سوگ منانا ہے یا بعد میں؟ پہلے منانا ہے تو کتنے دن پہلے شروع کرنا ہے۔ اور بعد میں کتنے دن تک لے جانا ہے۔ اسلام کی ساری تاریخ شہداء کے خون سے رنگین ہے۔ کیا تاریخ اسلام میں ایک ہی امام مظلوم حضرت حسینؓ ہیں۔ آپ کو اسی تاریخ میں وہ مظلوم بھی نظر آئے گا۔ جس کے در اقدس پر حضرت حسنؓ و حسینؓ پہرا دیتے رہے۔ وہ 40 دن تک پیاسے رہ کر پیغمبرؐ کے شہر میں 44 لاکھ مربع میل کے حکمران جس روز حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تھے۔ آج اس دن عید (عذیر) منائی جاتی ہے۔ کیوں اجلاس ہوا اس دن جس دن حضرت عثمانؓ کی شہادت کا دن تھا؟ (1993ء)

حکومت کی اسلام سے غداری

جناب والا

اس وقت ٹیلی ویژن' میں خاص طور سے اس بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ اسلامی حکومت ہے تو پہلے فلم آٹھ دن کے بعد آتی تھی۔ اب دو دن کے بعد آتی ہے۔ جس قوم کو فلمیں دکھاؤ گے۔ اور یہ ڈرامہ کیا ہوتا ہے؟ ایک لڑکی نکلی' ایک لڑکا نکلا وہ دونوں مکان پر چلے گئے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے۔ اسلام کے اس ملک میں ہمیں یہی تعلیم دی جاتی ہے۔ آج پاکستان کے دن (Day) پر ثقافت دکھا رہے ہیں۔ ڈھول بج رہے ہیں۔ ناچ رہے ہیں۔ یہ کس ملک کی ثقافت ہے؟ جو اسلام کے نام پر لیا تھا۔ اسلام نے یہ ثقافت دی ہے؟ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے؟ کہ آج اس کے یوم پر اور اس کے دن

Scanned with CamScanner

(قومی) پر تم اسلام کے نام پر حاصل کردہ مملکت کی ثقافت دکھاتے ہو کہ ہماری ثقافت ناچنا ہے۔ ہماری ثقافت گانا ہے۔ ٹیلی ویژن کا کردار اتنا غلط کردار ہے کہ جس نے اس قوم کے اخلاق کو تباہ کردیا ہے۔

کسان کی مشکلات

کسان کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا!

------ اس موقع پر ایک مسئلہ جو ہمارے جھنگ کے متعلقہ ہے وہ یہ ہے کہ 25 سال قبل کو لمبو پلان کے تحت وہاں زمینیں دی گئیں اور ان لوگوں نے زمینیں آباد کیں۔ اور وہ زمینیں بنجر تھیں آج ان زمینوں پر لہلہاتا ہوا کھیت ہے۔ لیکن جب جی چاہتا ہے۔ وڈیرے اور حکومت ملکر ان کی زمینوں کو بلڈوز کر دیتے ہیں۔ کھڑی ہوئی فصلوں کو تلف کر دیتے ہیں۔ اور انہیں کہتے ہیں۔ کہ چھوڑ کر چلے جاؤ۔ ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے زمینوں کو آباد کیا۔ 25۔ 25 سال سے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا کولمبو پلان کے ذریعے جنہیں زمینیں دی گئیں ہیں براہ کرم زمینیں ان کے نام الاٹ کر دی جائیں تاکہ وہ ہر موقع پر جب وہ بیج ڈالتے ہیں تو سوچتے ہیں۔ کہ یہ زمین ہم سے چھین لی جائے گی یا ہماری کھڑی فصلوں کو ختم کر دیا جائے گا۔ بہت شکریہ۔

اسلام سے غداری

---- اس وقت ایک ہی نعرہ تھا جس نعرے پر پاکستان بنایا گیا تھا اور پاکستان بنانے سے پہلے جو نعرہ لگایا ایک وہ مرحلہ تھا جب یہ پاکستان بنا۔ ایک پہلا مرحلہ 45 سال میں یہ ہے کہ جب شریعت کے نام پر اسلام کے نام پر' دین کے نام پر' ایک جماعت کامیاب ہوئی کامیاب ہوکر وہ اقتدار تک پہنچی اور اس نے حکومت بنائی لیکن دو سال میں جس نعرے اور جس ایشو پر ہم نے انتخاب جیتا ہے۔ ہم اس سلسلے میں کہاں تک گئے؟ اگر ہم کچھ کہتے یا اسلامی دینی جماعتیں کچھ کہتیں تو وہ الزام ہو سکتا تھا۔ وہ اختلاف ہو سکتا تھا لیکن صدر مملکت نے بھی اس سلسلے میں بڑے ہی واضح طور پر یہ اپنی رائے دی ہے کہ اس سلسلے

Scanned with CamScanner

میں افسوس ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے کے کام میں خلوص نیت، گرم جوشی، تن دہی کا مظاہرہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا صدر مملکت کی اس رائے کے بعد حکومت کو جان لینا چاہئے کہ وہ اسلام سے غداری کی مرتکب ہو رہی ہے۔

مسئلہ الذوالفقار

----- الذوالفقار کے بارے میں جتنے بھی اس وقت تک ثبوت حکومت کی طرف سے پیش کیے گئے ہیں۔ قوم یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ (پی۔ ڈی۔ اے) ان تمام تر پروف کا دلائل سے جواب دے گی۔ لیکن پی۔ ڈی۔ اے کی طرف سے بڑے شاندار طریقے کے ساتھ اس بات کو لایا گیا کہ ہمارا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر ہم داد دیتے ہیں۔ حکومت کے اس حوصلے کی کہ اس نے دو سال تک بڑی برداشت کا اظہار کیا اور کبھی الذوالفقار کے بارے میں کوئی بات نہ اٹھائی اس کی داد دینی چاہیے اور اس وقت ہم آزاد بینچوں سے صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آپ یہ بتلائیں کہ دو سال میں کتنے لوگ آپ نے گرفتار کئے، کتنے لوگوں کے مقدمات عدالت میں چلے، کتنے لوگ سزا کو پہنچے اور کتنے مجرم اس وقت آپ کے پاس ایسے ہیں۔ جنہیں آپ قوم کے سامنے لا کر ان کی زبان سے یہ بیان کروا سکتے ہیں۔ کہ ان سے یہ یہ جرم سرزد ہوئے۔

بجٹ

جناب سپیکر!

یہ بات بھی بڑی عجیب ہے کہ ہمارے ہاں اختلاف برائے اختلاف کی ایسی ایک ریت چل پڑی ہے۔ کہ ہم نے یہ طے کر لیا ہے۔ کہ ہم حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا جو بھی اس بجٹ کے خلاف ہم سے ہو سکا ہمیں کہنا چاہیے۔ اور وزیر خزانہ صاحب کو جس طرح ہم کہہ سکیں کہیں آپ نے یہ کر دیا ہے وہ کر دیا ہے۔ اور بالکل اسی طرح جو حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ جناب آپ تو آسمانوں سے سورج اتار لائے ہیں آپ نے کمال کر دیا ہے۔ ایسا بجٹ تو کوئی پیش نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا بجٹ تو جبرائیل بھی

Scanned with CamScanner

نہیں لاسکتا تھا۔ جیسا آپ لیکر آئیں ہیں۔ میرا خیال ہے جب تک ہم اس بات سے اپنے آپ کو جدا کر کے حقائق کا مطالعہ کرنے اور حقائق کی نشاندہی کرنے کی ریت نہیں ڈالتے اس وقت تک ہم صحیح سمت سفر نہیں کر سکتے۔ (17 جون 1993ء)

مسئلہ کشمیر

گرامی قدر سامعین!

آج آپ جس کشمیر پر بحث کر رہے ہیں۔ 50 ہزار مسلمان کشمیر میں اس وقت تک شہید ہو چکا ہے۔ 45 ہزار مسلمان اس وقت زخموں سے چور پڑا ہے۔ آج کشمیر کی جیلوں میں 60 ہزار مسلمان تڑپ رہا ہے۔ آج تک ٹارچر سیلوں میں 10 ہزار مسلمان اذیتیں برداشت کر رہا ہے۔ آج جس کشمیر کے مسئلہ پر ہم اور آپ ایک کھلے انداز میں بحث کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج اس کشمیر کی حالت زار یہ ہے کہ اس کشمیر میں جب بھی انڈین فوج چاہیے کریک ڈاؤن کر کے کشمیر کی وادی اور کشمیر کے لوگوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر بازاروں کو چھوڑ کر دکانوں کو چھوڑ کر کھلے میدان میں چلے جائیں اور پھر اس کے بعد فوج ان کے گھروں کی تلاشی لیتی ہے۔ پھر ایک ایک مسلمان ماں بہن بیٹی کو اپنے سامنے سے گزار کر گھر جانے دیتی ہے۔ کتنی مائیں بہنیں ہیں۔ جن کی عزت و آبرو پامال کر دی گئی ہے۔ کتنے جوان ہیں۔ جن کے لاشے تڑپ رہے ہیں۔ اور کتنے بچے ہیں جو نیزوں کی انیوں پر اچھال دیئے گئے ہیں۔ آج ان کے لیے ہمارے پاس قرار داد کے علاوہ سوچنے کے لیے بھی موقع ہونا چاہیے۔

ناموس رسالت ؐ

------ یہ ایک ایسا جذباتی مسئلہ ہے کہ اگر ایک شخص نے واقعی پیغمبر ؐ اسلام کی گستاخی کی ہو اور بے جا اس کی حمایت کی جائے کہ جی ہاں گستاخی بھی کی لیکن ٹھیک ہے کہ گستاخی کی۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی کتنا بھی بڑا اگر گستاخ ہے اس کی سزا حکومت دیتی ہے۔ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن آپ نے گذشتہ دنوں سے

Scanned with CamScanner

اخبارات پڑھے ہیں۔ کہ ہمارے وزیر قانون صاحب کا یہ بیان آیا ہے کہ ہم ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کر کے موت کی سزا کی بجائے دس سال سزا کرنے پر غور کر رہے ہیں۔ اس مسئلے پر ملک میں شدید اشتعال ہے اور ہم اس عنوان پر کوئی بات نہ اخباروں میں پڑھنا چاہتے ہیں۔ اور اگر اس عنوان پر کسی کو شوق ہے۔ وہ اس اسمبلی میں بل لائے ایسی ترمیم کا جسمیں نبی کریم ؐ کی توہین کرنے والے کی سزا کم کرنے کی پیشکش کی گئی ہو پھر انشاء اللہ فیصلہ اسمبلی کرے گی ہم دیکھیں گے کہ اس کے حق میں کون ووٹ دیتا ہے؟

حقوق کی جنگ

جناب والا!

اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارا جو بڑا مسئلہ ہے وہ بے روزگاری ہے۔ بے روزگاری کا عفریت اس طرح برہنہ ہو کر گلیوں میں آچکا ہے کہ اگر اس پر قابو نہ پایا گیا تو آپ یہ جو سارے کے سارے حالات دیکھ رہے ہیں کہ نوجوان بے روزگاری سے تنگ آکر ایم۔ اے کی ڈگریاں ڈاکٹری کی ڈگریاں' انجینرنگ کی ڈگریاں ہاتھوں میں لے کر گھوم رہے ہیں۔ میرے پاس کل نوجوان آئے کہ آپ میرٹ ہوٹل میں فون کر دیں کہ ہمیں وہاں جھاڑو دینے کے لیے رکھ لیں جب کہ وہ میرے پاس B-S-C اور اسی طرح F-A کی ڈگریاں لے کر آئے تھے۔ یہ بے روزگاری کس کی سردردی ہے یہ حکومت کا کام اور ذمہ داری ہے۔ کہ وہ اپنے ملک میں روزگار کے مواقع پیدا کرے۔ اور بیرون ممالک میں روزگار کے مواقع پیدا کر کے اپنے نوجوانوں کو وہاں کھپانے کی کوشش کرے۔

امام مہدی کی اصلیت

سپیکر۔ مختصر ایک منٹ میں اگر آپ بات کر سکتے ہیں کریں۔

جناب والا!

میں نے حضرت مہدی ؑ کے متعلق کوئی توہین آمیز جملہ نہیں کہا۔ حضرت مہدی ؑ کا

Scanned with CamScanner

تشریف لانا میرے مذہب کا حصہ ہے۔ لیکن میں نے اس فرضی کردار کو کہ جس کردار کے بارے میں یہ کہا گیا کہ جب وہ شخص آئے گا۔ تو وہ نبی ؐ کا روضہ توڑے گا' صحابہ کرام ؓ کو تختہ دار پر چڑھائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی قبر کھودے گا۔ اس فرضی کردار کو میں نے کہا ہے کہ میں نہیں چھوڑوں گا۔ جو نبی ؐ کا روضہ توڑے گا میں اس کی ٹانگیں توڑوں گا۔ جو شخص شیخین کو سولی پر چڑھائے گا میں اس کو بانس پر چڑھا دوں گا۔ میں نے اس فرضی کردار کو للکارا ہے اور میں آج بھی اس پر قائم ہوں۔

قاتلانہ حملہ پر احتجاج

جناب والا!

اس وقت تک صورت حال یہ ہے کہ تمام ملزموں کے نام Trace ہو چکے ہیں۔ لیکن ملزموں کے پیچھے اتنی بھاری بھاری شخصیات اور اتنے بڑے بڑے سیاستدان' بڑے بڑے منصبوں پر فائز لوگ ہیں جنہوں نے ملزموں کو پناہ دے رکھی ہے۔ جو ملزموں کے خلاف کاروائی نہیں ہونے دے رہے اور دو آدمی میں نے اس حملہ کے ایماء میں نامزد کئے ہیں۔ وہ دندناتے پھرتے ہیں۔ انہیں کوئی گرفتار کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ میں نے اسی رات صدر صاحب کو کہا تھا کہ میں نے اپنے مدمقابل امان اللہ سیال کو میں اب بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے خود جائے واردات کے قریب اسے جھنگ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسے کوئی گرفتار کرنے کے لیے تیار نہیں جن کو میں جائے وقوعہ پر دیکھتا ہوں انہیں کوئی گرفتار نہیں کرتا۔ جنہیں میں نامزد کرتا ہوں انہیں کوئی گرفتار نہیں کرتا۔ جو مجھ پر حملہ آور ہوئے ہیں انہیں کوئی گرفتار نہیں کرتا۔ تو آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ ہمیں قتل کرانا چاہتے ہیں آپ اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیجئے۔ دشمن سے قتل کرانے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن میں ایک بات آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں ہمیں جو نہتا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر مروایا جا رہا ہے۔ خدارا آپ اس پالیسی پر نظر ثانی کیجئے۔

Scanned with CamScanner

متناسب نمائندگی

..... جو الیکشن 93ء میں ہوا اس میں "الیکشن آور" میں مجھے موقع ملا تو میں نے اس وقت بھی کہا کہ یہ جو ہمارا طرز انتخاب ہے اس طرز انتخاب سے ایک مخصوص طبقہ اور ایک مخصوص گروہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور ہمارا موجودہ نظام انتخاب سوائے جاگیرداروں' سرمایہ داروں' وڈیروں کے اور کسی کے لیے اسمبلی کے دروازے کھلنے نہیں دیتا' اور یہی وجہ ہے کہ جب ایسے وڈیرے سرمایہ دار چور ڈاکو قسم کے لوگ پیسے کے بل بوتے پر اسمبلیوں میں آتے ہیں تو وہ اپنی وفا داریاں تبدیل کرتے ہوئے ہارس ٹریڈنگ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور اس بات کا احساس بھی نہیں کرتے کہ ہمارے ملک' ہماری قوم اور ہماری ملت کی بے عزتی اور توہین اس میں کس قدر ہوتی ہے۔ اور ہمارے اس کردار کے اثرات کہاں تک بڑھ جاتے ہیں۔ چونکہ وہ ایک کاروباری ذہن رکھتے ہیں۔ انہیں بس اپنی دولت اور سرمایہ داری سے مطلب ہے۔ آج الیکشن ایک کاروبار بن کر رہ گیا ہے۔ بلکہ ایک نفع بخش تجارت بن کر رہ گیا ہے۔ وزیر اور سرمایہ دار یہ سوچتا ہے کہ آج الیکشن میں پچاس ساٹھ لاکھ روپے خرچ کر دیئے جائیں تو کل الیکشن میں جیتنے کے بعد یہ پچاس ساٹھ لاکھ روپے تو بڑی آسانی سے جمع ہو جائیں گے بلکہ اگر سال دو سال مل گئے تو صرف پچاس ساٹھ لاکھ روپے نہیں بلکہ اربوں روپے قومی خزانے سے لے اڑے گا۔ مسائل کا حل متناسب نمائندگی کی طرف پر الیکشن کا انعقاد ہے۔

سانحہ بونیر

جناب والا!

میں عرض کر رہا تھا کہ بونیر کے لوگ جن پر گولی چلائی گئی ہماری حکومت بتلائے ان کا قصور کیا تھا۔ اگر قصور یہ تھا کہ وہ شریعت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ تو پھر جواب دیا جائے ان کا مطالبہ منظور کیوں کیا اگر مطالبہ منظور کیا گیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ جرم نہیں اور اگر اس ملک میں اسلام کا نام لینا جرم ہے جیسے اکبر الہ آبادی نے کہا۔

Scanned with CamScanner

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
خدا کا نام لیتا ہے اکبر اس زمانے میں

اگر بونیر میں اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرنا جرم ہے ہم بھی مطالبہ کرتے ہیں۔ ہم سڑکوں پر بھی جائیں گے ہم چوکوں چوراہوں میں جائیں گے اگر جمہوریت کے ذریعے اسلام نہیں آیا تو ہم انقلاب کے ذریعے اسلام لائیں گے۔ اگر کوئی لاٹھی گولی کی سرکار راستہ روکنا چاہتی ہے۔ وہ ہمارا راستہ روک دکھائے۔ (2-6-94)

کراچی کے حالات

(1) جناب والا!

کراچی پاکستان کا عروس البلاد ہے' روشنیوں کا وہ شہر ہے کہ کراچی اپنے جغرافیائی صورت حال اور تمام قومیت کے مرکز اور محور ہونے کے ناطے سے منی پاکستان کہلا رہا ہے۔ ایک عرصہ دراز سے کراچی کو مختلف تعصبات اور مختلف عنوان پر نفرتوں کی آگ میں دھکیلنے کی کوشش کی گئی۔ (17-8-94 دوپہر کے وقت حصہ اول)

(2) شکریہ جناب سپیکر!

میرے نزدیک اگر غیر ملک بھی کسی ملک پر حملہ کر دیں یہ بھی چھوٹی بات ہے۔ جیسا کہ اپنے ملک کی عوام اپنے ہی ملک کی ایجنسیوں سے اپنے ہی ملک کے اپنے بھائیوں سے' اپنے ہی ملک کی اپنی قوم اور اپنی برادری سے غیر محفوظ ہو جائیں۔ آپ یہاں تک دیکھیں کل جو لوگ ایک اسٹیج کی زینت تھے۔ ایک ٹیبل پر کھڑے ہوتے تھے ایک جماعت تھی' ایک کاز تھی' آج وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ آج تو وہ بات دور چلی گئی سندھی سے لڑیں گے' پنجابی سے لڑیں گے' پٹھان سے لڑیں گے اب تو یہ ہے ایک کہتا ہے میں مہاجر ہوں' دوسرا کہتا تھا میں حقیقی مہاجر ہوں' اسی بنیاد پر لڑائی ہو رہی ہے۔ (17-8-94 بعد از نماز مغرب حصہ دوئم)

کراچی میں شہادتیں

Scanned with CamScanner

---- یہ لوگ جشن آزادی کی ریلی سے واپس آرہے تھے۔ جشن آزادی کے عنوان پر مسجد صدیق اکبرؓ سے ریلی نکلی (اراکین کا شور) تکلیف کس کو ہے؟ کس نے قتل کیا ہے؟ میں اس کا گریبان پکڑتا ہوں اگر کسی کو تکلیف ہے۔ وہ میرے سامنے آئے اگر تم میں سے کسی نے گولی ماری ہے۔ ٹیں ٹیں کرتے ہو۔ تم بتلاؤ مجھ میں اتنی ہمت ہے۔ میں اس کا گریبان پکڑ کر انتقام لے سکتا ہوں۔ اگر یہ نہیں ہے۔ تو پھر کیا ضرورت ہے۔ میری بات میں مداخلت کرنے کی۔ خاموش رہیں میں کوئی معمولی بیٹا ہوں؟ کسی کو بک بک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرا خون ہے۔ میں اپنے خون پر احتجاج کرتا ہوں۔

کراچی کے حالات

---- تو دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ F-I-R نہیں کاٹنے دی جارہی۔ ناجائز گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لیے وہاں پر مزید الناشہید بھی ہمارے آدمی' زخمی بھی ہمارے آدمی' گرفتار بھی ہمارے آدمی' خوف و ہراس کا یہ عالم ہے' کوئی شنوائی نہیں' کوئی پوچھنے والا نہیں' اگر وزیر قانون صاحب یہ اعلان کر کے وہاں ہائی کورٹ کے جج کی نگرانی میں ایک ٹریبونل کا قیام عمل میں لائیں۔ آج پارلیمنٹ کی کمیٹی بنائیں' اخبارات میں مسجد کے مینار کی تصاویر آئیں ہیں۔ کہ مینار پر گولیاں لگی ہیں۔ یہ پہلا واقع ہے آپ کی حکومت میں مسجد میں آدمی شہید ہوئے ہیں۔ وہ آدمی کس نے گولی سے شہید کیے؟ آپ اسے پارلیمنٹ کی کمیٹی کے ذریعے تحقیق کرائیں کسی اور ذریعے سے تحقیق کرائیں تاکہ لوگوں کے سامنے حقائق آسکیں اور انہیں پتہ چل سکے کہ یہ اتنا بڑا سانحہ کیوں پیش آیا؟

اہمیت ممبر اسمبلی

---- ہم نے اس ایوان میں بیٹھ کر 14 نومبر کو جب یہاں غیر ملکی نمائندے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور یہاں فوج کے بڑے بڑے جرنیل تھے۔ اس دن کس چیز کا ہم نے مظاہرہ کیا؟ کیا احتجاج کا یہی طریقہ کار ہوتا ہے۔ ایسا احتجاج تو ہم سڑکوں پر بھی نہیں کرتے' ایسا احتجاج تو

Scanned with CamScanner

ہم روڈوں پر بھی نہیں کرتے۔ یہ انداز آج اگر آپ ٹیلی ویژن پر وہ ساری کی ساری فلم کا کر دکھائیں کہ کس طرح ایک دوسرے کو پاؤں کی ٹھوکریں' ایک دوسرے کو دھکے' ایک دوسرے کو گھونسے' ایک دوسرے کو مکے مارے' یہ کوئی ایوان تھا؟ یہ تو باکسنگ کا میدان تھا۔ یہ تو فٹ بال کا گراؤنڈ ہے۔ یہ ایوان جس کو ہمارے ملک میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں شرافت اور عزت کا مقام حاصل تھا۔ ہم نے اسے فٹ بال کا گراؤنڈ بنایا۔

اہمیت قومی اسمبلی

جناب والا!

میں اس ماحول کو خراب تو نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن میں آج حکومت وقت کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں پچھلے دور میں اپوزیشن میں تھا۔ اور میرے ساتھ پی۔پی۔ بھی اپوزیشن میں تھی۔ اس وقت کھڑے ہو کر بھائی خورشید شاہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے دور میں غلطی کی۔ ہم نے اپنے دور میں زیادتی کی۔ خدا کے لیے آپ تو ہمارے ساتھ زیادتی نہ کریں۔ آپ تو ہمارے ساتھ فنڈ کے معاملے میں اس طرح نہ کریں اور آج وہ دن دیکھنا پڑ رہے ہیں۔ کہ آج وہی بات ہم ان سے کہہ رہے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جب ہم اپوزیشن کی کرسی چھوڑ کر حکومت کی کرسی تک جاتے ہیں۔ تو ہمیں یکسر اپنا ماضی بھول کیوں جاتا ہے؟ اور ہم تھوڑی سی کرسی تبدیل ہونے کے بعد اپنی سابقہ باتوں کو فراموش کر جاتے ہیں۔

کراچی کے حالات

جناب والا!

بد قسمتی سے اس وقت کراچی کے حالات میں مذہب کا عنوان بھی شامل ہو گیا ہے۔ اور مذہبی بنیادوں پر بھی وہاں قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو چکا ہے۔ اور یہاں تک کہ لوگ مسجد میں داخل ہو کر نمازیوں کو بھی نشانہ بنانے سے باز نہیں آئے۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ مسجد میں داخل ہونے والے غیر مسلم ہندو نہیں ہیں یہ مسجد میں داخل ہونے والے بھی

Scanned with CamScanner

ہیں کے پاکستانی ہیں۔ یہ بھی کلمہ گو ہیں۔ لیکن حالات نے انہیں ایک دوسرے سے اتنا دور کردیا ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر دوسرے گروہ کے نمازیوں کو قتل کرنا عبادت بھی سمجھتے ہیں۔ اور موجودہ حالات کا حل بھی سمجھتے ہیں۔ اور جب ایک ملک کے لوگ مسجد کے اندر اس طرح گولیوں کا نشانہ بن جائیں گے تو کیا ردعمل نہیں ہوگا؟ (11-12-94)

گستاخ صحابہؓ کون؟

---- توہین صحابہؓ پر مبنی یہ کتابیں بڑے بڑے اداروں سے شائع ہو کر جب مارکیٹ میں آتیں ہیں۔ آپ جانتے ہیں۔ رشدی (ملعون) نے ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ بھی یورپ میں بیٹھ کر لکھی تھی۔ تو پوری دنیا سراپا احتجاج ہوگئی تھی۔ میرا دعویٰ ہے جو کچھ ان کتابوں میں ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رشدی کی کتاب میں وہ کچھ نہیں ہے۔ رشدی کی کتاب میں وہ غلاظت نہیں ہے۔ جو ان کتابوں میں غلاظت ہے۔ اگر اس کی کتاب کے خلاف احتجاج کرنا یہ فرقہ واریت نہیں ہے۔ یہ لڑائی پیدا کرنے کی بات نہیں ہے۔ تو کیا ان کتابوں کے خلاف احتجاج کرنا فرقہ واریت ہے؟ اس کا راستہ روکنے کی بجائے ان لکھنے والوں کی زبانیں اور قلم توڑنے کی بجائے اور ان کے خلاف موثر قانون بنانے کی بجائے انہیں اٹھا کر جیلوں میں بند کرنے کی بجائے اور ایسی کتابوں کو بین کرکے ان کی نشرو اشاعت پر پابندی لگانے کی بجائے ایسے پریس حکومت کی تحویل میں لینے کی بجائے آج ان کی ملکی سپورٹ بھی ہو رہی ہے۔ غیر ملکی طور پر بھی ان کو سپورٹ کیا جا رہا ہے۔ اور جب بھی کسی حکومت نے ان کے خلاف احتجاج کیا ہے تو الٹا اس حکومت کو معذرت کرنا پڑی کہ ہم سے بڑی غلطی ہوگئی آئندہ آپ جو مرضی کرتے چلیں جائیں ہم ان کو ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔ یہ لاڈلے بیٹے بنا کر پالے جا رہے ہیں اور لاڈلے بیٹوں کی طرح انہیں پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ جب آپ سانپ کو دودھ پلائیں گے۔ جب اپنے ملک میں رشدی پالیں گے تو پھر غازی علم الدین بھی پیدا ہوں گے۔ جو ان راجپالوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ تو پھر غیرت اور حمیت کے متوالے بھی اس ملک میں آئیں گے جو اپنی جان

Scanned with CamScanner

دے دیں گے لیکن اس کفر کو پھیلنے اور پھولنے کا موقع نہیں دیں گے۔(8-2-95)

نوٹ: سپاہ صحابہؓ کی پارلیمانی جدوجہد کی تفصیل کے لئے قائد محترم حضرت علامہ محمد اعظم طارق مدظلہ' کی قومی اسمبلی خطابات پر مشتمل تقریریں شائع ہو چکی ہیں۔
(ناشر: ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ' فیصل آباد)

Scanned with CamScanner

بیرون ممالک دورے

Scanned with CamScanner

غیر ملکی دورے

جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق نے نائب سرپرست اعلیٰ کا منصب سنبھالنے کے بعد اب تک جن ممالک کے تبلیغی، تنظیمی، اور سیاسی دورے کئے ہیں ان میں افغانستان، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، اور برطانیہ شامل ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل دی جا رہی ہے۔

دورہ افغانستان

اگرچہ 1988ء اور 1990ء میں مولانا افغانستان کے جہاد میں عملی طور پر حصہ لے چکے تھے۔ لیکن اس وقت ان کا افغانستان میں جانا انفرادی طور پر تھا اور مقصد ٹریننگ حاصل کرنا تھا۔ جولائی 1991ء کے پہلے عشرہ میں حرکۃ المجاہدین کے کمانڈر عبدالجبار کی خصوصی دعوت پر "خوست" کی فتح کے بعد اپنے قائد علامہ ضیاء الرحمان فاروقی (شہیدؒ) اور دوسرے کئی مرکزی عہدیداران کے ہمراہ افغانستان کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ براستہ کوہاٹ میران شاہ حرکۃ المجاہدین کے دفتر پہنچے۔ وہاں سے افغانستان کی معروف فوجی چھاؤنی "یادر" پہنچے جہاں پر سینکڑوں پاکستانی مجاہدین نے والہانہ انداز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے کے ساتھ ساتھ توپوں کے گولوں اور راکٹ لانچروں کے داغنے اور کلاشن کوفوں کی فائرنگ کے ساتھ استقبال کیا یہاں پر مجاہدین کے ریڈیو اسٹیشن اور میوزیم و دیگر جنگی ساز و سامان اور پہاڑی غاروں پر مشتمل فوجی اہمیت کی حامل بارکوں اور دفاتر کا معائنہ کیا اگلے روز یہ قافلہ خوست پہنچا خوست کے سرسبز و شاداب شہر کے کھنڈر نما محل خستہ حالت بازاروں کے ساتھ ساتھ قلعہ اور دشمن کی طرف سے چھوڑے ہوئے ساز و سامان طیارہ شکن توپوں اور ٹینکوں و میزائلوں کو دیکھنے کے علاوہ ائرپورٹ پر کھڑے ہوئے جنگی و مال بردار طیاروں میں داخل ہو کر مجاہدین کی کامیابیوں کا نظارہ کیا۔

اسی روز شام کے وقت مولانا کے اصرار پر گردیز کے اگلے مورچوں پر جانے کا پروگرام بن گیا تا کہ جہاد میں مصروف مجاہدین سے ملاقات ہو سکے چنانچہ عشاء کے بعد سخت

Scanned with CamScanner

اندھیرے میں گردیز پہنچے تو دشمن کے روسی بمبار طیاروں نے بمباری شروع کر دی۔ چنانچہ اسی حالت میں بھی مورچوں میں موجود مجاہدین نے وفد کے ارکان کی بھوک مٹانے کے لئے اپنی روایتی میزبانی کا شاندار مظاہرہ کر کے سوکھی ڈبل روٹی اور ساتھ گرم چائے کا اہتمام کرنے کے لئے ہانڈیوں کو چولہوں پر رکھا ہی تھا کہ ایک مرتبہ پھر جہازوں کی آمد اور بم برسانے کا عمل شروع ہو گیا۔ قائد سپاہ صحابہؓ نے مجاہدین کو آگ روشن کرنے سے روک دیا اور ٹھنڈے قہوے سے روٹیوں کے ٹکڑے اور سوکھے پاپے کھا کر سو جانے کا اشارہ فرمایا۔

گردیز کے محاذ جنگ پر گزاری ہوئی رات سے واقعی اس بات کا احساس ہوا کہ اسلام کی سرحد پر پہرہ دینے والے کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فضائل بیان فرمائے ہیں وہ انہی خطرات میں جان کی بازی لگانے کے جذبہ کی قدر دانی پر مبنی ہیں۔

دوسرے روز گردیز سے خوست واپس آتے ہوئے دو ڈبل کیبن ٹیوٹا ہائی ایس گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ جب خوست سے ابھی پچاس میل دور تھا تو مولانا اعظم طارق کی اچانک نظر دائیں طرف روڈ کے کنارے کنارے خوبانیوں کے باغات پر پڑی جس پر پکی ہوئی خوبانیاں گویا کہ خود دعوت طعام دے رہی ہیں۔ مولانا نے کمانڈر عبدالجبار صاحب سے دریافت کیا کہ یہ باغ کس کی ملکیت ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ اس وقت یہ مجاہدین ہی کی ملکیت ہے۔ چنانچہ فوری گاڑیاں روڈ پر کھڑی کر دی گئیں اور آناً فاناً نوجوان اپنے قائدین کے ہمراہ باغ کے گھنے سائے میں پہنچ گئے۔ پیڑوں کے نیچے چادریں بچھا کر شاخوں کو ہلا کر خوبانیاں اتاری جا رہی تھیں کہ اسی اثناء میں دشمن کے روسی بمبار طیارے نہایت نیچی پرواز کرتے ہوئے آ دھمکے۔ کمانڈر صاحب کی ہدایت پر تمام ساتھی زمین پر لیٹ گئے اور چاروں طرف سے وزنی بموں کی بارش سے زمین لرزنے لگی۔

ہر شخص کی زبان پر کلمہ کا ورد جاری تھا اور شہادت سامنے نظر آ رہی تھی۔ جب جہاز چلے گئے تو سب کے ذہن میں یہی تھا کہ شاید میرے سوا یہاں کوئی اور نہ بچا ہو گا مگر آہستہ

Scanned with CamScanner

آہستہ ہر ساتھی اپنی اپنی جگہ سے کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کر اللہ کا شکر ادا کرنے لگا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت فاروقی نے سختی سے فرمایا کہ بس اب جلدی سوار ہو جائے دورہ افغانستان کا یہ مرحلہ ایک باقی رہ گیا تھا اب اس کا بھی مشاہدہ ہو گیا ہے۔ دورہ افغانستان سے واپسی پر جب کوہاٹ پہنچے تو مقامی اخبارات کی شہ سرخیوں میں یہ خبریں نظر پڑیں کہ حکومت نے سپاہ صحابہؓ کی قیادت کو محرم کی آمد کے باعث گرفتار کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے۔ اگر اس وقت گرفتاری سے بچنا ہوتا تو واپس دس بارہ دن کے لئے افغانستان کے دیگر مفتوحہ علاقوں کا دورہ کیا جا سکتا ہے لیکن یہ طے پایا کہ یہاں سے بھیس بدل کر اپنی گاڑیوں کی بجائے عام بسوں پر سفر کر کے ایک مرتبہ جھنگ چلیں پھر آگے گرفتار بھی ہو گئے تو کوئی پرواہ نہیں ہے۔

دورۂ متحدہ عرب امارات

ضمنی الیکشن 92ء میں منتخب ہونے کے چالیس روز بعد جب جرنیل سپاہ صحابہؓ علامہ محمد اعظم طارق 15 اپریل 1992ء کو دبئی ائرپورٹ پر پہنچے تو کثیر تعداد میں علماء کرام، زعماء ملت اور سپاہ صحابہؓ کے جیالے کارکنوں نے شاندار استقبال کیا۔ غیر ملکی افراد متعجبانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے کہ یہ آنے والا کون ہے؟ جس کی اتنی پذیرائی ہو رہی ہے۔ جرنیل سپاہ صحابہؓ کو کاروں کے جلوس میں قیام گاہ تک لایا گیا۔ حضرت نے وہاں پر موجود تمام ساتھیوں کو پاکستان کے موجودہ حالات اور سپاہ صحابہؓ کے پروگرام سے آگاہ کیا۔

مولانا کی متحدہ عرب امارات آمد سے قبل وہاں مذہبی اجتماعات کے پروگرام ترتیب دیئے ہوئے تھے۔ 15 اپریل کو ہی پہلا پروگرام جامع مسجد العزیز دیرہ دبئی بعد از نماز عشاء ہوا۔ جس میں تلاوت قرآن پاک کے بعد مولانا محمد صدیق ہزاروی مرکزی نائب صدر سپاہ صحابہؓ متحدہ عرب امارات نے تعارفی کلمات بیان فرمائے۔ بعد ازاں جرنیل سپاہ صحابہؓ نے عوام الناس کو شیعت کی بڑھتی ہوئی جارحیت سے آگاہ کیا۔ دوسرا پروگرام 16 اپریل بروز جمعرات العین میں ہوا۔ العین پہنچنے پر مولانا کے استقبال کے لئے وہاں کے مقامی ساتھی

Scanned with CamScanner

کاروں کے جلوس میں شہر سے باہر نکلے تھے۔ جہاں سے جلوس کی شکل میں مقامی دفتر واقع جامع مسجد ابوبکر صدیق ؓ منطقہ صناعیہ لایا گیا۔ بعد از نماز عشاء جامع مسجد بلدیہ میں شاندار پروگرام ہوا جو کہ پاکستان کا منظر پیش کر رہا تھا۔

تیسرا پروگرام بھی العین کی جامع مسجد ابوبکر ؓ میں ہوا۔ جہاں مولانا نے جمعہ کا خطبہ دیا اور چوتھا پروگرام بھی العین کی دوسری جامع مسجد میں بعد از نماز عصر ہوا۔ بعد ازاں ناموس صحابہ ؓ کا علمبردار یہ قافلہ ابو ظہبی روانہ ہوا۔ جہاں جامع مسجد دائرۃ المیاہ میں بعد از نماز عشاء شاندار عظیم الشان جلسہ ہوا۔

مولانا اعظم طارق نے اپنے خطبات کے دوران شہید ناموس صحابہ ؓ امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی ؒ شہید کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حق نواز ایک نظریہ' ایک فکر' اور ایک مشن کا نام ہے۔ وہ مشن عظمت صحابہ ؓ کا تحفظ ہے۔ اس مشن کی تکمیل کے لئے ہم نے قربانیاں دی ہیں۔ اور دیتے رہیں گے۔ عظمت صحابہ ؓ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ ہم کٹ سکتے ہیں۔ مر سکتے ہیں۔ مٹ سکتے ہیں لیکن 'صحابہ ؓ کرام پر تنقید برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ صحابہ ؓ کرام دین کی اساس ہیں۔ امت تک دین کو پہنچانے کا یہی ایک ذریعہ ہیں۔ اگر اس ذریعہ کو نکال دیا جائے یا داغدار بنا دیا جائے تو پھر دین میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ اس مشن کی تکمیل کے لیے سپاہ صحابہ ؓ کو مضبوط سے مضبوط تر بنا دے۔

جھنگ کے حالیہ ضمنی انتخابات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے فرعونیت اور قومی و صوبائی حکومتوں کے علاوہ وڈیروں' جاگیرداروں سے الیکشن جیتا ہے اور اب ہم اسمبلی میں ناموس صحابہ ؓ بل پیش کریں گے۔ تاکہ آئندہ کوئی بھی صحابہ کرام ؓ کی عظمت و ناموس پر حملہ نہ کر سکے۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ ایک ہمسایہ ملک کی سرگرمیاں ملک کے لئے نقصان دہ ہیں۔ جن کا نوٹس لینا حکومت وقت کا فرض ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ سپاہ صحابہ ؓ امن چاہتی ہے اور ہر اس شخص کے خلاف سراپا احتجاج ہے۔ جو اسلام کو مسخ کرے

Scanned with CamScanner

اور ملکی امن کو تاراج کرے ایسے شخص کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔

مولانا نے فرمایا کہ حکومت امن کا راگ الاپتی ہے مگر امن چاہتی نہیں۔ اگر حکومت اس بات میں مخلص ہے تو پھر اصحاب رسول ؐ' امہات المومنین ؓ' کے خلاف چھپنے والا تمام لٹریچر ضبط کرے اور اس کے لکھنے اور چھاپنے والے کو سزائے موت دے تاکہ آئندہ کوئی ایسی ناپاک جسارت نہ کر سکے۔ سپاہ صحابہ ؓ اصحاب رسول ؐ' کے تقدس کو قائم رکھنے کا نام ہے۔ اسے دہشت گرد کہنے والوں کو سمجھ لینا چاہیے۔ کہ اگر صدیق ؓ و فاروق ؓ' اور ام عائشہ ؓ اور دیگر اصحاب رسول ؐ کی عظمت کا علمبردار ہونا دہشت گردی ہے تو پھر اس دہشت گردی سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

اس کے علاوہ جرنیل سپاہ صحابہ ؓ نے 19 اپریل کو جامع مسجد الرفاعہ دبئی 18 اپریل کو کویتی مسجد شارجہ 20 اپریل کو جامع مسجد المدینہ کچا صفا دبئی اور 21 اپریل کو جامع الکبیر عجمان میں بھی عظمت صحابہ ؓ کے موضوع پر شاندار خطاب دیئے۔ اور لوگوں میں ایک نیا ولولہ اور جوش و جذبہ پیدا کیا اور مختلف اخبارات کو اس موضوع پر انٹرویو دیئے۔

22 اپریل کو آخر پروگرام تربیتی نشست کے عنوان پر جامع مسجد الرفاعہ میں ہوا۔ جو جلسہ کی شکل اختیار کر گیا۔ اس پروگرام کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں سپاہ صحابہ ؓ متحدہ عرب امارات کے جملہ عہدیداران' کارکنان' کے علاوہ عوام الناس نے بھی شرکت کی تھی اور اس موقع پر پاکستان میں صوبہ پنجاب کے نائب صدر مولانا حافظ صدیق صاحب تشریف فرما تھے۔ اور انہی کی دعا سے یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ اور 23 اپریل کو دن کے گیارہ بجے دبئی ائرپورٹ پر شاندار انداز سے الوداع کہنے کے لئے سپاہ صحابہ ؓ متحدہ عرب امارات کے عہدیدار حضرات اور کارکن اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود کثیر تعداد میں حاضر تھے۔

عمرہ کی ادائیگی اور عرب شیوخ سے ملاقاتیں

11 مئی 1994ء کو سپاہ صحابہ ؓ پاکستان کے نائب سرپرست اعلیٰ مولانا محمد اعظم طارق

Scanned with CamScanner

نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے سعودی عرب روانہ ہوئے۔ اور پھر اسی سال 25 اکتوبر کو عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو اس مرتبہ سپاہ صحابہ ؓ سعودی عرب نے مولانا محمد اعظم طارق کی عرب شیوخ، خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے ائمہ کرام ادارہ تبلیغ و ارشاد کے مدیر، مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہ کرام و دیگر اہم علماء کرام سے ملاقاتوں کا اہتمام فرمایا۔ سعودی عرب میں سپاہ صحابہ ؓ کئی سال سے قائم ہے اور وہ سعودی عرب میں موجود ایشیائی مسلمانوں کی راہنمائی کے ساتھ ساتھ عام عرب باشندوں میں بھی الحمدللہ مشن جھنگوی کا خوب پرچار کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے طور پر مجدد العصر علامہ حق نواز جھنگوی شہید قائد سپاہ صحابہ ؓ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید، جرنیل سپاہ صحابہ ؓ مولانا محمد اعظم طارق اور دیگر علماء کرام کی تقاریر کی کیسٹوں ماہنامہ خلافت راشدہ اور دیگر لٹریچر کے ذریعے بڑی تیزی سے کام کر رہی ہے۔ جب بھی قائد سپاہ صحابہ ؓ یا جرنیل سپاہ صحابہ ؓ یا سپاہ صحابہ ؓ کے کوئی اور عالم حج یا عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ سپاہ صحابہ ؓ سعودی عرب ان کی موجودگی سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ احباب سے ملاقات کراتی ہے۔ الحمدللہ اب کام اس نہج پر پہنچ چکا ہے کہ اس مرتبہ انہوں نے عرب شیوخ و دیگر دانشوروں سے ملاقاتوں کا خصوصی پروگرام بنایا۔ چنانچہ مولانا سیف الرحمان الہند شیخ الحدیث مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ اور قاری سعید احمد صاحب نے خانہ کعبہ کے امام عالم اسلام کی انتہائی محترم شخصیت الشیخ عبداللہ بن سبیل سے ملاقات کرائی جو ان کے دفتر نزد باب عبدالعزیز میں بعد از نماز عشاء تقریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہی۔ ملاقات کے دوران مولانا محمد اعظم طارق نے سپاہ صحابہ ؓ کا تعارف پیش فرمایا شیعہ کی معروف اور مستند کتب میں شیعہ کے کفریہ عقائد سے آگاہ فرمایا۔ پورے عالم اسلام میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً شیعہ جس انداز میں جارحیت کر رہا ہے اور اس کی یہودیت پر مبنی بنیاد اور اسرائیل کے خفیہ روابط کو بے نقاب کیا سپاہ صحابہ ؓ نے اپنے مشن کی خاطر مجدد العصر علامہ حق نواز جھنگوی شہید، مولانا محمد ایثار القاسمی اور دیگر کثیر تعداد میں علماء کرام اور

Scanned with CamScanner

کارکنان کی شہادتوں کے جو نذرانے پیش کئے ہیں۔ ان سے آگاہ فرمایا۔ دوران گفتگو پاکستان کی سیاسی صورت حال بھی زیر بحث آئی۔ حضرت شیخ نے پاکستان میں عورت کی سربراہی اور علماء کی بے حسی پر انتہائی دکھ کا اظہار فرمایا۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ پاکستان میں تمام دینی جماعتوں کو متحد ہو کر نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد کرنی چاہیے۔ حضرت شیخ نے سپاہ صحابہ ؓ کے مشن اور جدوجہد کی انتہائی تعریف فرمائی اور اس کی کامیابی اور اس کے قائدین و کارکنان کی حفاظت کے لئے خصوصی دعا فرمائی اور اپنے مکمل تعاون کا وعدہ فرمایا۔

ایک اور ملاقات مولانا سیف الرحمان الہند اور قاری سعید احمد صاحب نے ادارہ تبلیغ و ارشاد کے مدیر الشیخ طہ سے ان کے دفتر نزد باب عبدالعزیز مکہ مکرمہ میں بعد از نماز مغرب کرائی جو ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ حضرت الشیخ طہ سے بھی تقریباً انہیں موضوعات پر گفتگو ہوئی جن پر الشیخ عبداللہ بن سبیل سے ہوئی تھی۔ پھر الشیخ طہ نے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ وہاں بھی مفصل گفتگو ہوئی۔ اور انہوں نے سپاہ صحابہ ؓ کے مشن سے مکمل اتفاق فرمایا۔ وطن واپسی سے ایک یوم قبل انہوں نے مولانا محمد اعظم طارق کو 16x18 انچ کا غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا ہدیہ فرمایا جس پر سونے کی تاروں سے یا حی۔ یا قیوم لکھا ہوا تھا۔ حضرت الشیخ طہ صاحب بزرگ ہیں۔ انہوں نے اوراد و ادعیہ پر مبنی ایک پرانی کتاب کا کچھ حصہ بھی عنایت فرمایا اور اپنے مشائخ و اساتذہ کی طرف سے حاصل شدہ اجازت کے مطابق مولانا محمد اعظم طارق کو بھی پڑھنے کی اجازت فرمائی۔ انہوں نے مولانا محمد اعظم طارق کی حفاظت کے لئے خصوصی دعا بھی فرمائی۔

ایک اور ملاقات سپاہ صحابہ ؓ مدینہ منورہ کے جنرل سیکرٹری قاری امان اللہ کی وساطت سے مسجد نبوی کے سب سے بڑے امام الشیخ علی عبدالرحمان الحذیفی سے ہوئی۔ اس ملاقات میں قاری خلیل احمد صاحب بھی موجود تھے۔ جو پہلے مسجد نبوی میں اردو زبان میں درس دیتے تھے۔ اب ان کو مسائل بتانے کی اجازت ہے۔ الشیخ علی عبدالرحمان

Scanned with CamScanner

الحذیفی سے بھی اسی نوعیت کی گفتگو ہوئی جو اس سے قبل دیگر شیوخ سے ہوئی تھی۔ الشیخ علی عبدالرحمان الحذیفی نے شیعت کی تکفیر سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا کہ شیعہ "اشد کفرا من الیھود والنصاری یعنی شیعہ یہود و نصاری سے بڑا کافر ہے۔ اپنے کفر میں ان سے بھی سخت ہے۔ سپاہ صحابہؓ کی جدوجہد کے بارے میں فرمایا "ھذا جہاد اکبر یعنی سپاہ صحابہؓ بہت بڑا جہاد کر رہی ہے۔ امام مہدی کے بارے میں فرماتے ہوئے مولانا اعظم طارق کے نظریات سے مکمل اتفاق کیا۔ اور فرمایا "لا ولد ولا موجود یعنی امام مہدی ابھی تک نہ تو پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی موجود ہیں۔ الشیخ علی عبدالرحمان الحذیفی نے سعودی عرب کے مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن باز سے تکفیر شیعت پر فتوی حاصل کرنے کا وعدہ فرمایا انہوں نے مولانا محمد اعظم طارق کی پاکستان تشریف لانے کی دعوت قبول کی۔ انہوں نے کھجوروں اور آب زم زم سے تواضع فرمائی۔ اور جب مہمانان واپس آنے لگے تو چوتھی منزل سے نیچے تک رخصت کرنے آئے۔ اور رخصتی کے وقت مولانا کے سینہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا لا تخف انت مثل خالد بن ولید یعنی آپ پریشان اور خوف زدہ نہ ہوں دشمن حضرت خالد بن ولید کی طرح آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ چنانچہ آپ پر بعد میں ہونے والے بموں کے حملوں نے اس پیشین گوئی کو سچ ثابت کر دیا ہے۔ (نوٹ) 1998ء کے حج سے دو ہفتے قبل انہی شیخ الحذیفی نے مسجد نبویؐ میں جمعہ کے موقع پر جبکہ اجتماع میں ایران کے سابق صدر رفسنجانی بھی موجود تھے شیعہ کے کفر پر ایسی مدلل تقریر کی کہ جس کی تاب نہ لاتے ہوئے رفسنجانی اٹھ کر چلا گیا۔ بعد میں شیخ اسی خطبہ کے باعث آج کل حکومت سعودیہ کے زیر عتاب ہیں۔

ایک اور انتہائی اہم ملاقات مدینہ یونیورسٹی کے اساتذہ سے ہوئی یہ ملاقات مسجد نبوی کے تجوید و قرات کے استاد قاری عبداللطیف صاحب کے ذریعے ہوئی انہوں نے پہلے بدر کے علاقہ سے تعلق رکھنے والے العمری قبیلہ کے اپنے ایک تقریباً چوبیس سالہ شاگرد سے

ملاقات کرائی جو مدینہ یونیورسٹی میں بھی پڑھتا ہے۔ اس کو سپاہ صحابہؓ کے پروگرام، شیعت کے عقائد و جارحیت سے آگاہ کیا وہ بہت ہی زیادہ متاثر ہوا۔ تب اس نے از خود مدینہ یونیورسٹی کے تقریباً بارہ چودہ عرب اساتذہ اور کچھ طلباء سے وقت لیا انہوں نے ایک استاد کے گھر مولانا محمد اعظم طارق کو دعوت دی اس دعوت میں سپاہ صحابہؓ مدینہ منورہ کے قاری عبداللطیف، قاری امان اللہ، قاری خلیل احمد، قاری محمد رمضان، حافظ محمد اکرم جھنگوی بھی شامل تھے۔ ملاقات تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ ان اساتذہ کرام میں ایسے نوجوان عرب اساتذہ تھے جو شیعت پر ڈاکٹریٹ یعنی پی۔ ایچ۔ ڈی کر چکے ہیں۔ یعنی شیعت پر بڑی تحقیق کر چکے ہیں۔ نوجوان اساتذہ اور طلباء سپاہ صحابہؓ کے پروگرام کی زبردست انداز میں تعریف فرماتے رہے اور اسے جہاد عظیم قرار دیتے رہے۔ اس میں علمی و عملی انداز میں بھرپور معاونت کا وعدہ فرمایا انہوں نے پاکستان میں سپاہ صحابہؓ کے پروگراموں میں شرکت کرنے اور مدینہ یونیورسٹی کے عرب شیوخ کو اس کام کی طرف متوجہ کرنے کا بھی وعدہ فرمایا۔ انہوں نے سعودی عرب کے (الشیخ بن باز کے بعد) دوسرے درجہ کے سرکاری مفتی کا چھپا ہوا ایک فتویٰ بھی پیش کیا جس میں شیعہ کو کافر قرار دیا گیا۔ انہوں نے الشیخ بن باز اور دیگر علماء کرام سے بھی تکفیر شیعت کا فتویٰ حاصل کرنے وعدہ فرمایا۔ انہوں نے اس بات پر بڑے دکھ کا اظہار کیا کہ یہ ملاقات اس دن ہوئی جب مولانا محمد اعظم طارق نے اگلے روز واپس مکہ مکرمہ جانا تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ مولانا کی ملاقات مدینہ یونیورسٹی کے دیگر اساتذہ سے بھی کراتے اور یونیورسٹی میں شیعت کے عنوان پر طلباء کے لئے ایک لیکچر کا اہتمام کرتے یہ ملاقات رات بارہ بجے تک جاری رہی۔ ان ملاقاتوں کے بعد مولانا عمرہ کی سعادت حاصل کر کے وطن واپس تشریف لائے۔

(نوٹ) اس وقت تک مولانا دو حج اور چار عمروں کے سفر کر کے حرمین شریفین کی زیارتوں سے مستفیض ہو چکے ہیں۔

Scanned with CamScanner

دورۂ انگلینڈ

سپاہ صحابہ" برطانیہ کے بار بار اصرار پر جرنیل سپاہ صحابہ" مولانا محمد اعظم طارق نے جنوری 1994ء کے آخری عشرہ میں برطانیہ کا پہلا دس روزہ دورہ کیا جو انتہائی کامیاب رہا۔ اس کے بعد اگلے سال ایک مرتبہ پھر برطانیہ کی جماعت نے آپ کو دعوت دی چنانچہ آپ 19 جنوری 1995ء بروز جمعرات برطانیہ پہنچے۔ مانچسٹر ائیرپورٹ پر آپ کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ ہڈز فیلڈ میں جناب جاوید اقبال کے ہاں دوپہر کے کھانے کے بعد احباب و علماء سے تعارفی ملاقات ہوئی۔ اور آپ کو تمام پروگرام کے بارے میں مطلع کیا گیا۔

وہاں سے آپ اسلامک اکیڈمی تشریف لے گئے جہاں علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب سے ملاقات ہوئی۔ پھر مغرب کے بعد آپ ایک قافلہ کے ساتھ برمنگھم تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا قیام تھا۔

20 جنوری بروز جمعۃ المبارک صبح آپ نے مرکزی جمیعت علماء اسلام برطانیہ کے آفس میں جمعیت کے راہنماؤں اور قائدین سے تفصیلی ملاقات کی۔ بعد میں بارہ بجے آپ نے صدام مسجد برمنگھم میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ آپ کا خطاب بڑا پر مغز اور مسحور کن تھا۔ بعد از نماز عشاء جامع مسجد حمزہ برمنگھم میں آپ نے عظمت صحابہ" کانفرنس سے تفصیلی خطاب فرمایا۔

21 جنوری ہفتہ کے دن مولانا صاحب بائی ائیر برمنگھم سے ایڈنبرا تشریف لائے۔ ایڈنبرا انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر آپ کا استقبال کیا گیا۔ نماز ظہر کے بعد کارکنوں سے خطاب کیا۔ سات بجے شام اڈنبرا کے معروف کانفرنس ہال میں کاتبین قرآن کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عبدالقیوم حقانی' کے علمی اور ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب کے فکری خطابات کے بعد آخر میں جرنیل سپاہ صحابہ" نے بڑی تفصیل سے قرآن و حدیث کے حوالہ جات سے منافق اور کافر کا فرق بیان کیا اور شیعہ کے دجل و کفر کا پردہ چاک کیا۔ سامعین نے بڑے غور سے بیان سماعت کیا اور داد دی۔

Scanned with CamScanner

22 جنوری اتوار کو عام ملاقاتیں اور حالات کا جائزہ جاری رہا۔ نماز ظہر کے بعد ادارہ تعلیم القرآن میں احباب کے ساتھ باقاعدہ ایک فکری نشست کا اہتمام تھا۔ اسی روز رات عشاء کے بعد اسلامک سنٹر مدینہ مسجد سٹرلنگ میں عظمت قرآن کا پروگرام تھا۔ ایڈنبرا سے نماز مغرب کے بعد قافلہ سٹرلنگ کے لئے روانہ ہوا اژدھام کے باعث مسجد سے ملحقہ ہال میں یہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں علامہ خالد محمود صاحب' مولانا عبدالقیوم حقانی' جرنیل سپاہ صحابہ" نے عظمت قرآن کے موضوع پر نہایت بلیغ اور پر اثر تفصیلی خطاب کیا۔

23 جنوی کو مختلف وفود سے ملاقاتیں کیں۔ اور ہاٹ ہل کا دورہ کیا شام کو گلاسکو کی جامع مسجد میں عظمت قرآن و رمضان کے موضوع پر جلسہ تھا۔ اس جلسہ سے بھی علامہ خالد محمود صاحب' مولانا عبدالقیوم حقانی' اور جرنیل سپاہ صحابہ" نے مفصل خطاب کیا اور جرنیل سپاہ صحابہ" نے شیعہ کی طرف سے دیئے گئے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

24 جنوری بروز منگل صبح نماز فجر اکبر مسجد میں ادا کی گئی۔ جہاں مولانا عبدالقیوم حقانی نے درس قرآن دیا۔ بعد از نماز عشاء اولڈھم میں کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں دیوبندی' بریلوی' اہلحدیث اور دیگر تنظیموں نے برابر شرکت کی۔

25 جنوری بروز بدھ مولانا لندن کے لئے روانہ ہوئے۔ شام کو ٹلفورڈ پہنچے۔ اور بعد از نماز عشاء ٹلفورڈ کی جامع مسجد میں خطاب کیا۔

26 جنوری بروز جمعرات ایک بجے دوپہر آپ روزنامہ "جنگ" لندن کی دعوت پر انٹرویو کے لئے تشریف لے گئے۔ دفتر میں اولاً ظہور نیازی سے تبادلہ خیالات ہوا۔ اس کے بعد جنگ کے دفتر میں مولانا کی امامت میں نماز ظہر ادا کی گئی۔ ظہر کے بعد جنگ پینل نے مولانا کا تفصیلی انٹرویو لیا جو کہ ڈیڑھ گھنٹہ پر مشتمل تھا جو کہ اگلے روز جنگ میں پہلے صفحہ پر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا۔ اس کے بعد یہ قافلہ برمنگھم کے لئے روانہ ہوا۔

27 جنوری بروز جمعۃ المبارک کو جرنیل سپاہ صحابہ" کا جمعہ کا خطبہ جامع مسجد حمزہ برمنگھم میں ہوا۔ نماز جمعہ سے قبل ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔ عصر کے بعد کونڈی روڈ برمنگھم

Scanned with CamScanner

کی جامع مسجد میں جہاں اکثریتی آبادی بنگلہ مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ میں آپ کا خطاب ہوا۔ جہاں آپ نے شیعت کا پوسٹ مارٹم کیا۔ نماز عشاء کے بعد مسجد نقیب الاسلام و اشو دابیتھ برمنگھم میں جلسہ سے مفصل و مدلل خطاب کیا۔ کئی نوجوانوں نے سپاہ صحابہ میں شمولیت اختیار کی۔

28 جنوری بروز ہفتہ بریڈ فورڈ کے لئے روانہ ہوئے۔ نماز ظہر کے بعد مسجد عمر بریڈ فورٹ پہنچے۔ جہاں ایک بڑے جلسہ سے خطاب کیا۔ نماز عصر کے بعد روچنڈیل کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں ایک بڑے ہال میں عظمت قرآن منعقد ہوئی۔ روچنڈیل میں یہ سپاہ صحابہ کا مکمل پہلا پروگرام تھا۔ جو نہایت کامیاب ہوا۔ اور یہاں مولانا کا تاریخی خطاب ہوا۔ اس کانفرنس کی صدارت مفتی مقبول احمد صاحب نے کی۔

29 جنوری اتوار کو مولانا نماز ظہر کے بعد مسجد عمر ڈیوز بری میں کانفرنس سے خطاب کے لئے پہنچے۔ خطاب کے بعد تبلیغی مرکز ڈیوز بری کا دورہ کیا اور تبلیغی جماعت کے امیر سے ملاقات ہوئی اور دعاؤں کی درخواست کی۔ بعد نماز مغرب لیڈز سینٹرز اسلامک سنٹر میں آپ نے عظمت قرآن و سنت کے ایک جلسہ سے خطاب کیا۔

30 جنوری بروز سوموار یہ قافلہ برمنگھم کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں مولانا امداد الحسن نعمانی کے مکان پر 11 بجے صبح لیبر پارٹی کے لیڈر راجہ گلاسف ایم پی جو کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ کے کشمیر کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔ ان سے کشمیر کی جدوجہد اور وہاں پر انڈین مظالم پر تفصیلی ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات دو گھنٹے جاری رہی۔ ایک بجے روزنامہ جنگ سے انٹرویو اور ظہر کے بعد گلاسکو کے لئے روانہ ہوئے گلاسکو میں مدرسہ تعلیم السلام میں نماز عشاء کے بعد فضائل قرآن و رمضان کے موضوع پر جلسہ سے خطاب ہوا۔

(نوٹ) یہ مسجد و مدرسہ یہودی عبادت گاہ کو خرید کر تعمیر کیا گیا ہے۔

31 جنوری منگل کے دن مولانا نے سکاٹ لینڈ کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور احباب جوق در جوق ملاقاتیں کرتے رہے اس تاریخ کو برطانیہ میں پہلا روزہ تھا۔ چنانچہ رات نماز

Scanned with CamScanner

تراویح ادارہ تعلیم القرآن میں ادا کی گئی۔ اور بعد میں مختصر خطاب ہوا۔

یکم فروری بروز بدھ آپ سے مختلف وفود نے ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز تراویح پونے نو بجے شب باتھ گیٹ اسلامک سنٹر میں خطاب کیا اور جناب محمد اجمل طارق صاحب سیکرٹری سپاہ صحابہ ؓ سکاٹ لینڈ اور جوائنٹ سیکرٹری نیاز محمد سے ملاقات اور مناسب مشورے اور ہدایات کے فوراً بعد آپ سٹرلنگ روانہ ہو گئے۔ جہاں مدینہ مسجد اسلامک سنٹر سٹرلنگ میں نماز تراویح کے بعد لوگ انتظار میں تھے۔ آپ نے وہاں خطاب فرمایا یہاں کے رفقاء و احباب سے ملاقات کی آپ کا رات کا قیام ایڈنبرا میں چودھری عبدالستار محمد ریاض صاحب کے ہاں ہوا۔

2 فروری بروز جمعرات صبح مولانا سکاٹ لینڈ سے ڈیوزبری چلے گئے۔ نماز تراویح کے بعد باٹلے کی قدیمی جامع مسجد میں ڈیڑھ گھنٹہ طویل خطاب ہوا۔ کیونکہ یہ اجتماع صرف علماء کرام کے لئے رکھا گیا تھا۔ چنانچہ دوسری مساجد سے بہت بڑی تعداد میں لوگ اس جگہ پہنچے اور آپ کا خطاب سماعت کیا یہ جلسہ علماء کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ علاقے میں موجود تقریباً تمام علماء نے شرکت کی۔

خطاب سے فارغ ہونے کے بعد مولوی حافظ محمد عمران صاحب کے مکان پر علماء کا اکٹھ ہوا جہاں مذہب شیعہ کے متعلق مزید معلومات حاصل کی گئیں اور بعض حضرات نے حوالہ جات لکھے آدھی رات کے بعد آپ جناب جاوید اقبال کے ہمراہ ہڈز فیلڈ روانہ ہو گئے۔

3 فروری جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ صبح بعد فجر ہی سلسلہ ملاقات شروع ہو گیا۔ مولانا محمد اکرم، حاجی فقیر محمد، حاجی اکرم، محمد اظہر کمالوی، جناب خضر حیات بھائی شوکت علی فیکٹری والے اور کئی دیگر حضرات ملاقاتیوں میں شامل تھے۔ پھر ڈیوزبری جاتے ہوئے رانا محمد ناصر، رانا محمد افتخار، رانا وسیم، رانا خالد، ملذار شالیمار والے حضرات نے ملاقاتیں کیں۔

ساڑھے گیارہ بجے ڈیوزبری پہنچنے پر حاجی محمد یاسین، ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب، حاجی عبدالمجید، امجد علی دیگر تبلیغی جماعت کے متعدد ساتھیوں نے جن میں بیشتر کا تعلق گجرات

Scanned with CamScanner

(انڈیا سے ہے) ملاقات کر کے شیعہ عقائد کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کیں۔

خطبہ جمعہ مسجد عمر میں طے پایا علماء کرام کے اصرار پر آپ نے خطبہ کچھ تاخیر سے دیا۔ چونکہ ڈیوزبری میں ایک بجے جمعہ ادا ہوتا ہے۔ مسجد عمر میں سوا ایک ہوتا ہے۔ اس لئے ڈرائیو کر لیا گیا۔ اس طرح تمام مساجد کے آئمہ اور علماء جرنیل سپاہ صحابہؓ کو سننے کے لئے فوری پہنچ گئے۔ اس طرح یہاں بھی علماء کا بڑا اجتماع ہوا۔ مولانا محمد اعظم طارق کے دورہ کے سلسلہ کا سپاہ صحابہؓ برطانیہ کا یہ آخری جلسہ تھا۔ چنانچہ یہاں مولانا نے بڑا پر اثر اور یادگار تاریخی خطاب فرمایا اس تقریر کا موضوع عقیدہ امامت تھا۔ جس کی بنا پر ایوانوں میں لرزہ طاری ہوا۔ پچاس منٹ کی ڈیوزبری مسجد کی اسی تقریر میں لوگوں پر سکتہ کی کیفیت طاری تھی۔ ٹیک ایک لفظ دل میں اترتا جا رہا تھا۔ اس کے بعد برطانیہ کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا حافظ محمد یعقوب کے گھر اجتماع میں دعا خیر ہوئی انہوں نے سپاہ صحابہؓ کے مشن کو اس دور کا سب سے بڑا جہاد قرار دیا۔

اس کے بعد کاروں کا یہ قافلہ جرنیل سپاہ صحابہؓ کو رخصت کرنے ایئرپورٹ کی طرف چل پڑا۔ متعدد علماء کے علاوہ کارکنان ہمراہ تھے۔ مانچسٹر ایئرپورٹ نے الوداع کا روح پرور منظر دیکھا اس طرح مولانا نے 16 روزہ دورے میں 27 جلسوں اور کانفرنسوں سے خطاب کئے۔ جس میں سپاہ صحابہؓ کے مشن کو برطانیہ میں بڑا فروغ ملا۔

سفر حرمین شریفین

حرمین شریفین کا پہلا سفر عمرہ آپ نے 1991ء کے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کیا۔ دوسرا سفر حج کے لئے 1992ء جون میں کیا۔ تیسرا سفر عمرہ کے لئے 1993ء کے رمضان المبارک میں کیا چوتھا سفر حج کا 1994ء میں کیا۔ پانچواں سفر عمرہ کا اکتوبر کے آخری عشرہ 1994ء میں شاہ پور میں قاتلانہ حملہ کے بعد کیا۔ چھٹا سفر عمرہ کا اپنی اہلیہ کے ہمراہ اکتوبر 1995ء میں پشاور میں اڑھائی ماہ قید رہ کر رہائی پانے کے بعد کیا۔ اس سفر سے واپسی کے آٹھ روز بعد آپ 20 نومبر 1995ء کو پھر گرفتار ہو گئے۔ 18 جنوری کو بم

Scanned with CamScanner

دھماکہ میں زخمی ہو کر 23 فروری 1997ء کو رہا ہو کر 5 مئی 1997ء کو پھر گرفتار ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

قاتلانہ حملے

Scanned with CamScanner

پہلا حملہ

17 اگست 1987ء کو مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' پر پہلا قاتلانہ حملہ ہوا۔ جب آپ ایرانی غنڈوں کی طرف سے تقدس حرم پاک کو پامال کرنے کی ناپاک جسارت کے خلاف مظاہرہ کے پوسٹر لگا رہے تھے۔ کراچی میں سپاہ صحابہ" کا ابتدائی دور تھا۔ اس لئے پوسٹر خود لگانے پڑتے تھے۔ دنیائے شیعت کی پرانی روایت ہے کہ انہوں نے کبھی بھی کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا کہ جس سے اسلام کی عظمت کو نقصان پہنچتا ہو۔ ان دنوں سعودی عرب میں ایرانی شیعہ غنڈوں نے حج کے موقع پر جلوس نکالے اور دنیائے اسلام کے سب سے بڑی مذہبی مقدس مقام پر غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس مظاہرے کے خلاف سپاہ صحابہ" کراچی نے اشتہار چھپوائے جس میں ہاتھیوں پر سوار خمینی اور اس کے حواریوں کو دکھایا گیا تھا جو کہ خانہ کعبہ پر چڑھائی کر رہے تھے اور اوپر سے ابابیلوں کو کنکر پھینکتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ آپ اور جامعہ محمودیہ بفرزون کے مدرس حافظ خالد محمود (جو کہ بعد میں ایک ایکسیڈنٹ کے نتیجہ میں خالق حقیقی سے جا ملے) جب پوسٹر لگاتے لگاتے لسبیلہ پل عبور کرنے کے بعد دوسری جانب پوسٹر لگانے کے لئے رکے تو وہاں پر موجود تین موٹر سائیکلوں پر سوار 6 شیعہ غنڈوں نے آپ کو دیکھا اور آپ کا پیچھا کیا۔ جب آپ پوسٹر لگا کر گولیمار کی طرف روانہ ہوتے ہوئے شیعہ آبادی پر مشتمل رضویہ سوسائٹی کے بالمقابل پہنچے تو ان موٹر سائیکل سواروں نے سامنے آ کر آپ کا راستہ روک لیا اور اترتے ہی آپ دونوں ساتھیوں پر ڈنڈوں کی بارش کر دی۔ آپ دونوں ساتھیوں کو اس قدر مارا گیا کہ ہاتھ پاؤں سوج گئے۔ اور آپ کے پاس جو آپ کا لائسنسی پسٹل تھا وہ چھین لیا گیا۔ اور آپ کو گھسیٹ کر رضویہ سوسائٹی میں لے گئے اور جو بھی پوچھتا اسے بتاتے کہ سپاہ صحابہ" کے آدمی ہیں اور ہمارے خلاف اشتہار لگا رہے تھے۔ جو بھی سنتا آؤ دیکھتا نہ تاؤ پیٹنا شروع کر دیتا۔ آپ دونوں ساتھیوں کی حالت ایسی ہو چکی تھی کہ جسم کا کوئی حصہ زخم سے خالی نہیں تھا۔ آہستہ آہستہ بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے اور سبھی بڑے جابرانہ انداز میں آپ کی

Scanned with CamScanner

خبر گیری کر رہے تھے۔ آخر جب وہ مار مار کر تھک گئے تو مشورہ کرنے لگے کہ کیا کیا جائے چنانچہ بعض نے مشورہ دیا کہ اسی پلسٹل سے انہیں قتل کر دیں کسی نے کہا کہ ذبح کر دیں غرضیکہ ہر آدمی نے قتل میں حصہ لینے کے لئے اپنے اپنے مفید مشورے دیئے مولانا اور آپ کے ساتھی کو گھسیٹ کر ساتھ والی گلی میں واقع دفتر اہل بیت میں لے جانے کے لئے زور لگانے لگے اس کھینچا تانی میں بیس پچیس منٹ صرف ہو گئے۔ زندگی کے بچ جانے کی قطعی امید نہ تھی لیکن بچانے والا ہاتھ مارنے والے ہاتھ سے زیادہ طاقتور ہے۔

قریب تھا کہ آپ بے ہوش ہو جاتے دوسری گلی سے پولیس کی سائرن بجاتی گاڑیاں نظر آنے لگیں۔ پولیس کو دیکھ کر اکثر لوگ رفو چکر ہو گئے۔ اور باقیوں نے کہا کہ ہم نے چور پکڑے ہیں۔ پولیس نے آپ کو اور آپ کے ساتھی کو زخمی حالت میں حوالات میں بند کر دیا۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ تھانہ گولیمار ہے۔ اس کے بعد آپ نے پولیس کو اصل حقیقت سے آگاہ کیا اور بتایا کہ ہمارا تعلق سپاہ صحابہؓ سے ہے اور وہ شیعہ تھے جنہوں نے ہمیں اغواء کیا تھا۔ آپ نے اصل ملزمان کو چھوڑ کر ہمیں گرفتار کر لیا ہے۔ آپ کے اصرار پر ایک پارٹی ان کی گرفتار کے لئے بھیج دی گئی اور انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ ادھر آپ کو شدید زخمی ہونے کے باعث ہسپتال داخل کرا دیا۔ پولیس نے رشوت لے کر اغوا اور اقدام قتل کا پرچہ کاٹنے کی بجائے 151 کے تحت مقدمہ درج کر لیا۔ بعد میں پولیس اہلکاروں سے علم ہوا کہ رضویہ سوسائٹی کے کسی مکین نے پولیس کو فون پر بتایا کہ فلاں گلی میں لوگ چوروں کو پکڑ کر مار رہے ہیں۔ تب پولیس رات کے تین بجے وہاں پہنچ کر آپ کو ان کے ہاتھوں سے بچانے میں کامیاب ہوئی۔ آپ کے اہل خانہ اور جماعت کے ساتھیوں کو اس حادثہ کا قطعی علم نہیں تھا چنانچہ اگلے دن فون پر انہیں اطلاع دی گئی۔ چند دن ہسپتال میں زیر علاج رہ کر صحت یاب ہوئے اور پہلے سے بڑھ کر سپاہ صحابہؓ کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

دوسرا حملہ

23 مارچ 90ء جمعہ کا دن تھا۔ صبح سات بجے آپ کے گھر کے دروازہ پر دستک ہوئی تو آپ کا بڑا بیٹا محمد معاویہ باہر جاتا ہے اور آپ کو کسی اجنبی کے آنے کی اطلاع دیتا ہے۔ آپ نے اسے ڈرائنگ روم (چھوٹے سے کمرے) میں بٹھلایا۔ نام اور آنے کی غرض پوچھی تو نام بتانے کی بجائے اس نے آپ سے پوچھا کہ آج آپ کی مصروفیات کیا ہیں؟ اور آپ خمینی اور شیعہ خصوصاً عبدالکریم مشتاق اور علی اکبر شاہ کو برا بھلا کیوں کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ چونکہ وہ اصحاب رسول ؓ ' ازواج مطہرات ؓ ' کے خلاف کتابیں لکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی مذمت کرنا میرا مذہبی فرض ہے اور آپ اسے حوالہ کے طور پر کتاب دکھانے کے لئے جونہی کتابیں نکالنے کے لئے الماری کی طرف مڑنے اور کتابیں نکال کر پلٹے تو اس شخص نے آپ کے سینہ کا نشانہ لے کر فائر کھول دیا۔ ایک گولی چلی دوسری چلی اور تیسری مس (MISS) ہو گئی۔ آپ فوری طور پر اسی شخص پر جھپٹے مگر وہ شخص بھاگ گیا اور باہر موٹر سائیکل پر سوار اپنے ساتھی کے ساتھ فرار ہو گیا کچھ ہی دیر بعد سپاہ صحابہ کے ساتھی آپ کو ہسپتال لے گئے جہاں ایک بڑے آپریشن کے بعد کئی روز ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد واپس گھر آئے۔ اس حملہ میں ایک گولی آپ کے بائیں کلائی سے پار ہو گئی اور ایک گولی دل کے قریب سے گزرتے ہوئے پیٹ میں ناف کے قریب جا کر رکی جو بڑی آپریشن کے بعد نکالی گئی اور یوں اللہ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

تیسرا حملہ

27 جولائی 1990ء میں شیعہ غنڈوں نے مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' کو شہید کرنے کے لئے تیسرا حملہ کرنا چاہا اور آپ کو مدرسہ میں شہید کرنے کے لئے مدرسہ کا رخ کیا مگر آپ کے چند لمحے قبل مدرسہ سے اٹھ کر گھر چلے جانے کی وجہ سے ناکام ہو گیا اور غنڈے مدرسہ کے معصوم طلباء کو مار پیٹ کر آپ کا پوچھتے پچھاتے واپس چلے گئے اور بار بار حیرت سے یہ کہتے ہوئے ناکام گئے کہ آج اگر اس کی قسمت ساتھ نہ دیتی تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے

Scanned with CamScanner

لئے چپ کرا دیتے۔ مگر یہ قدرت خداوندی تھی کہ آپ خلاف معمول اپنی جگہ سے اٹھ کر جا چکے تھے۔

چوتھا حملہ

91ء کے دوسرے عشرہ میں حیدر آباد کی جماعت نے ایک عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں شرکت کے لیے مولانا اعظم طارق کراچی سے جلوس کی شکل میں حیدر آباد پہنچے۔ لیاقت کالونی سے تین فرلانگ دور ہی آپ کا ہزاروں کارکنوں نے استقبال کیا اور لیاقت کالونی کی طرف جلوس جا رہا تھا کہ شیعہ کی طرف سے فائرنگ کر دی گئی لیکن آپ اور آپ کے ساتھی اس سے بال بال بچ گئے۔

پانچواں حملہ

سپاہ صحابہ" لاہور ڈویژن نے پہلی مرتبہ چوبرجی گراؤنڈ میں دفاع صحابہ" و دفاع پاکستان کانفرنس منعقد کرنے کی اجازت حاصل کر کے بھرپور انداز سے تیاریاں شروع کر دیں۔ قائدین سپاہ صحابہ" حضرت فاروقی شہید و مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' تقریباً رات دس بجے کانفرنس میں پہنچے تو کانفرنس پورے جوبن پر تھی۔ ہزاروں سامعین نے کھڑے ہو کر قائدین کا استقبال کیا۔ استقبالی نعروں کا جواب دے کر آپ اسٹیج پر تشریف لے گئے۔ اور اسٹیج سیکرٹری سے ترتیب معلوم کی تو پتہ چلا کہ تقریباً دو گھنٹے بعد آپ کا خطاب شروع ہونا ہے۔ قائدین سپاہ صحابہ" کچھ دیر آرام اور سپاہ صحابہ" مظفر گڑھ کے ضلعی صدر خواجہ محمد یوسف جو اسی دن گرنیڈوں کے حملہ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ ان کے بارے میں حالات معلوم کرنے کے لئے اسٹیج سے اتر آئے۔ لیکن ادھر دشمن نے اسٹیج پر دو گرنیڈ پھینک دیئے جس سے سپاہ صحابہ" کے 4 ساتھی شہید اور 55 کے قریب زخمی ہوئے۔ اور دشمن اپنے اصل مقاصد میں ناکام رہا۔ اور سپاہ صحابہ" کے قائدین اور کارکنان کا خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ" کے اس قول پر ایمان اور پختہ ہو گیا ہے کہ موت زندگی کی خود حفاظت کرتی ہے۔

Scanned with CamScanner

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

چھٹا حملہ

سپاہ صحابہ" فیصل آباد کے ضلعی سرپرست مولانا محمد رفیق جامی مدظلہ' نے قائدین سپاہ صحابہ" کے مشورے اور عبداللہ ابن زبیر" یونٹ' سنت پورہ' ڈگلس پورہ کے کارکنوں کی خواہش پر (دھوبی گھاٹ) اقبال پارک میں عظیم الشان "پیغمبر' انقلاب کانفرنس" کے انعقاد کا اعلان کیا۔ 17 ستمبر 92ء کے جلسہ کے لئے خوبصورت اشتہارات شائع کر کے دیواروں پر چسپاں کر دیئے گئے۔ اور شہر میں جلسہ کی چاکنگ کر دی گئی۔ کانفرنس کے انعقاد کے اعلان کے ساتھ ہی شیعہ اور ان کے ایجنٹوں نے اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کے منصوبے شروع کر دیئے مخالفین کے احتجاج پر انتظامیہ نے پابندی عائد کی۔ شیعہ کی بھرپور مخالفت کی وجہ سے سپاہ صحابہ" کے کارکنان اور قائدین نے کہا کہ کانفرنس مقررہ جگہ اور مقررہ وقت پر ضرور ہو گی۔ چاہے ہمیں سر دھڑ کی بازی کیوں نہ لگانی پڑی۔ چنانچہ 17 ستمبر 92ء کو کانفرنس کا آغاز ہوا مولانا سے قبل کئی علماء کرام' خطباء اور سپاہ صحابہ" کے عہدیداران خطاب کر چکے تھے۔ دھوبی گھاٹ میں تاحد نگاہ انسان ہی انسان نظر آ رہے تھے۔ جب مولانا اعظم طارق مدظلہ' نے تقریر شروع کی اور دوران تقریر شیعہ کی کفریہ عبارات کے حوالے دیئے۔ تو مجمع سے شیعہ کے کفر کا اعلان ہونا شروع ہو گیا۔ اسی اثناء میں نزدیکی امام بگاڑے "امام بارگاہ" سے اندھا دھند فائرنگ شروع ہو گئی۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ قریبی امام بگاڑے سے نشانہ لے کر کی جانے والی سیدھی فائرنگ سے بھی نہ تو کسی کارکن کو زخم آیا اور نہ ہی اسٹیج پر موجود جرنیل محترم اور کسی دوسرے عالم دین کو زخم پہنچا۔ جب کہ دوسرے روز جب وہاں جا کر دیکھا گیا تو اسٹیج کے پچھلی جانب لگے ہوئے درختوں کے تنے گولیوں سے چھلنی چھلنی ہو چکے تھے۔ فائرنگ اس قدر شدید تھی کہ جیسے افغانستان کا محاذ جنگ ہو۔ لیکن مجمع کا ایک آدمی بھی نہیں اٹھا اور تقریر میں کوئی خلل نہیں آیا اور جلسہ میں مسلسل شیعہ کے کفر کا اظہار ہوتا رہا۔ جلسہ کے آخر میں قائد محترم علامہ ضیاء الرحمان

Scanned with CamScanner

فاروقی (شہید) نے تشریف لاتے ہی انتظامیہ کو مطلع کیا مگر انتظامیہ نے فائرنگ رکوانے میں بے بسی کا اظہار کیا۔ بہرحال فائرنگ کی گونج میں سپاہ صحابہ" کا جلسہ جاری رہا اور شیعہ کافر کہا گیا۔ دعوتی گھاٹ کے اندر پچاس ہزار سے زائد سپاہ صحابہ" کے پروانوں نے جلسہ میں شرکت کی اور اپنے قائدین کے ولولہ انگیز اور ایمان افروز بیان سنتے رہے۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ مولانا اعظم طارق کی یہ تقریر آج بھی کیسٹ کی شکل میں موجود ہے۔ جسے سن کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ لیکن پوری تقریر میں نہ تو آپ پر کسی گولی کا نشانہ لگا اور نہ ہی آپ نے تقریر روکی۔

ساتواں حملہ

سپاہ صحابہ" ڈیرہ اسماعیل خاں کے زیراہتمام حق نواز شہید پارک میں 6 مئی 94ء کو ایک عظیم الشان کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی۔ جس میں قائد سپاہ صحابہ" علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید" کے علاوہ مرکزی و صوبائی قائدین اور ملک کی نامور مذہبی شخصیت حضرت مولانا عبدالکریم مدظلہ' (کلاچی والے) اور پچاس سے زائد مقامی علماء کرام اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ ابھی جرنیل سپاہ صحابہ" نے خطبہ مسنونہ کے بعد تقریر شروع ہی کی تھی کہ سامعین نے مطالبہ کیا کہ شیعہ کے بارہویں امام کے آپریشن پر مشتمل بیان فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے عقیدہ مہدی پر اہلسنت کا موقف پیش کر کے شیعہ کے بارہویں امام کی حقیقت کو بیان کرنے کا آغاز کیا کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ سے پورے جلسہ میں اضطراب پیدا ہو گیا لوگ خوف و دہشت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ قریب تھا کہ سامعین منتشر ہو جاتے۔ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ' نے فوراً کہا کہ آپ لوگ خواہ مخواہ پریشان ہو گئے ہیں یہ بم دھماکہ نہیں بلکہ بس کا ٹائر پھٹنے کے باعث دھماکہ ہوا ہے۔ خدا کی قدرت کے آپ کے دو تین مرتبہ یہ جملہ دہرانے سے پورا مجمع بیٹھ گیا اور خطاب دوبارہ شروع ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت فاروقی شہید" کا ایمان افروز بیان ہوا۔ کانفرنس کے اختتام پر سامعین کو بتلایا گیا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں وہ دھماکہ ایک بم کا دھماکہ تھا جس سے کانفرنس سے قریب ایک

Scanned with CamScanner

گاڑی کو نقصان ہوا تاہم کسی قسم کا جانی نقصان نہیں ہوا۔ لوگ یہ سن کر حیرت و استعجاب سے ایک دوسرے کے منہ تکتے ہوئے اور کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر مسرت کا اظہار کرنے لگے۔

آٹھواں حملہ

جون 1994ء میں صدر سپاہ صحابہؓ ضلع راجن پور مولانا فیض الحق صاحب عثمانی اور کارکنان سپاہ صحابہؓ نے فاضل پور میں عظمت صحابہؓ کانفرنس منعقد کرانے کا فیصلہ کیا اور خصوصی دعوت جرنیل سپاہ صحابہؓ علامہ محمد اعظم طارق کو دی۔ تاریخ مقررہ پر جرنیل محترم کانفرنس سے خطاب کے لئے تشریف لائے۔ اسٹیج پر خطاب شروع کرنے سے قبل معلوم ہوا کہ فاضل پور کے شیعوں نے چیلنج کر رکھا ہے کہ اگر مولانا اعظم طارق نے (فرضی) بارہویں امام کا آپریشن کیا تو ہم کانفرنس پر حملہ کر کے مولانا کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ مولانا نے خطبہ مسنونہ کے بعد اعلان کیا کہ میں آج مسلمانوں اور شیعہ کے درمیان متنازعہ مسئلہ عقیدہ ظہور مہدی کے عنوان پر تقریر کروں گا اور آج یہ بات ثابت کروں گا کہ دنیائے شیعت جس بارہویں امام کو مہدی منتظر قرار دے کر اس کی انتظار کر رہی ہے۔ انکا وجود ہی نہیں ہے جبکہ اصل امام مہدی حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے قبل پیدا ہوں گے۔ والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہو گا۔ اور اپنا نام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر محمد ہو گا۔ جب آپ کی تقریر عروج پر پہنچی تو شیعہ نے اپنے "امام بگاڑے" سے لاؤڈ سپیکر کھول کر نعرے لگانے شروع کر دیئے اور پھر ایک جلوس کی صورت میں کانفرنس کی طرف چل پڑے انہوں نے کانفرنس سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر گلی کے اندر سے اسٹیج کی طرف اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی اسٹیج کے اردگرد حفاظتی پولیس بھاگ کھڑی ہوئی۔ آپ نے اپنے گن مینوں کو حکم دیا کہ میری تقریر جاری رہے گی اگر کوئی گلی سے نکل کر گولی چلائے تو فوراً اسے گولی مار کر اڑا دو۔ یہ دھمکی ایسی کارگر ثابت ہوئی کہ ابن سبا کی نسل کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ دم دبا کر بھاگ کھڑے

Scanned with CamScanner

ہوئے اور فائرنگ کرتے رہے۔ مولانا کی تقریر جاری رہی اور خطاب مکمل ہونے کے بعد اختتامی دعا کے ساتھ کانفرنس بخیریت اختتام پذیر ہوئی۔

نواں حملہ

22 اگست 94ء کو شام 4 بجے مولانا محمد اعظم طارق پر ضلع سرگودھا کے گاؤں واڈھی کی آبادی نواں لوگ کے قریب اس وقت قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جب وہ قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے جھنگ سے اسلام آباد جا رہے تھے۔ مولانا اعظم صاحب اپنی گاڑی میں جب ساہیوال سے گزرے تو ایک سفید رنگ کا نیا ڈالا (ٹیوٹا۔ فورویل۔ ڈبل ڈور) ان کا تعاقب کرنے لگا اس میں مسلح آدمی نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے کچھ نے برقعے پہن رکھے تھے۔ جب مولانا کی گاڑی واڈھی کے قریب پہنچی تو آپ نے لکڑی کے بنے ہوئے ایک عارضی پل پر اپنی گاڑی رکوا دی چند قدم کے فاصلے پر متعاقب گاڑی بھی رک گئی۔ اس گاڑی میں سات ملزمان میں سے دو اہم ملزم غلام رضا نقوی اور محمد علی چونکہ جھنگ سے تعلق رکھتے تھے انہیں پہچان لیا گیا تو ملزمان نے جدید اسلحہ سے آپ کی گاڑی پر حملہ کر دیا۔ جس سے آپ کی گاڑی جل کر تباہ ہو گئی۔ مولانا صاحب کا ڈرائیور اور چار محافظ فوری طور پر گاڑی سے اتر گئے۔ جب کہ پانچواں محافظ چوہدری شاہد جاوید گاڑی سے اترنے نہ پایا تھا کہ شہید ہو گیا باقی چار محافظوں نے دفاعی انداز اختیار کرتے ہوئے حملہ آوروں کا نصف گھنٹہ کا مقابلہ کیا۔ اسی دوران سرکاری محافظ پولیس کانسٹیبل حاجی امتیاز احمد بھٹی بھی گرنیڈ کے ٹکڑے لگنے سے شدید زخمی ہو گیا۔ زخمی ہونے کے باوجود وہ بڑی جرات اور ہمت سے مقابلہ کرتے رہے۔ آخر کار وہ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے گر گئے اور پھر سرگودھا ہسپتال پہنچنے سے قبل شہید ہو گئے۔ دوسرے محافظوں عبدالرشید، محمد سرفراز، احسان اللہ کی حوصلہ مندی، جرات اور مہارت قابل تحسین ہے کہ انہوں نے کامیاب دفاع کے بعد شیعہ غنڈوں کو بھاگنے پر مجبور کیا۔ مولانا قریبی کماد کی فصل میں داخل ہو کر دور تک آگے نکل گئے تو حملہ آور کماد میں بھی گرنیڈ پھینکتے رہے۔ لیکن دو شہید

Scanned with CamScanner

محافظوں کے علاوہ الحمدللہ مولانا صاحب اور باقی تمام ساتھی بالکل محفوظ رہے۔ ملزمان جائے وقوعہ سے اپنی گاڑی واپس لے کر بھاگے لیکن تھوڑے فاصلے پر جا کر وہ گاڑی چھوڑ دی کیونکہ گاڑی گولیوں سے چھلنی حالت کے پیش نظر کہیں بھی چیک کی جا سکتی تھی۔

مقامی پولیس اور انتظامیہ اطلاع ملنے پر جائے وقوعہ پر پہنچی ایس ایس پی سرگودھا نے خود ملزمان کا تعاقب کیا اور ان کی چھوڑی ہوئی گاڑی قبضہ میں لے لی جس میں سے دو خون آلود برقعے بھی برآمد ہوئے۔ گاڑی پر سینٹر کی نمبر پلیٹ لگی ہوئی پائی گئی۔ جب کہ نمبر پلیٹ جو لگی ہوئی تھی اس کے علاوہ ایک اور نمبر کی پلیٹ بھی پائی گئی۔ گاڑی بھی خون آلود پائی گئی۔

ایس ایس پی سرگودھا جناب مشتاق سیکھرا کی تفتیش کے مطابق ملزمان اپنی گاڑی کے بعد ایک ہائی لیکس پک اپ سے زبردستی سواریاں اتار کر اس میں فرار ہوئے وہ کچھ دور جا کر پنکچر ہو گئی۔ پھر ایک کار چھینی اور اس میں سوار ہوئے۔ ایس ایس پی سرگودھا معلومات حاصل کرتے کرتے آخر کار ضلع جھنگ کے تھانہ قادر پور کے ایک گاؤں موضع لو پہنچے اور رات کو ہی اس گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ "امام بگاڑہ" میں موجود کچھ لوگوں نے تسلیم کیا کہ مطلوبہ ملزمان جو زخمی بھی تھے کار میں وہاں پہنچے تھے۔ اس گاؤں کے کچھ لوگ برائے تفتیش حراست میں لے لئے گئے۔ ایس ایس پی صاحب نے کمال بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے باقی ملزمان کو بھی (TRACE) کر لیا جو سہائی ٹولہ سے تعلق رکھتے تھے مگر بدقسمتی یہ کہ ملزمان نہایت ہائر ہونے کی وجہ سے کسی ایسی جگہ چھپ گئے کہ موقع پر گرفتار نہ ہو سکے۔

دوسری جانب ایس ایس پی خصوصی دلچسپی سے تمام شواہد اکٹھے کرتے رہے اور ایک ڈسپنسر تک پہنچ گئے جس نے ملزمان کی مرہم پٹی کی تھی۔ مگر اس نے بتایا کہ ملزمان مجھے زبردستی لے گئے تھے اور کسی کو بتانے پر قتل کی دھمکی دی تھی۔ پولیس نے تمام شواہد اکٹھے کئے اور ملزمان جو گاڑی چھوڑ کر بھاگے تھے وہ آج بھی تھانہ شاہ پور صدر میں نشان

Scanned with CamScanner

عبرت بنی ہوئی ہے۔ اس گاڑی سے ملنے والے شواہد سے تفتیش کا دائرہ کار کچھ وسیع کیا تو معلوم ہوا کہ اس سازش میں نہایت ہی بااثر شخصیات ملوث ہیں۔ جس وجہ سے ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہ لائی جا سکی نگران حکومت کے دور میں غلام رضا نقوی کو گرفتار کرلیا گیا اب اس مقدمہ کے دیگر ملزم محمد علی سمیت چار گرفتار ہو چکے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی مولانا سے ناموس صحابہ ؓ کا کام لینا تھا جس وجہ سے اتنے بڑے حملہ کے باوجود انہیں ایک خراش تک نہ آنے دی۔

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

دسواں حملہ

ستمبر 94ء میں ملتان گھنٹہ گھر میں ایک تاریخی "ناموس صحابہ ؓ کانفرنس" منعقد ہوئی۔ لاہور میں ضروری کام کی وجہ سے مولانا اعظم طارق مدظلہ' کو تاخیر ہو گئی اور دوپہر کے دو بجے کے قریب بھائی کاظم صاحب کی معرفت ایک چارٹر طیارہ کا بندوبست کیا گیا۔ اور یوں آپ چار بجے ملتان پہنچ گئے۔ بعد از نماز عصر کانفرنس سے خطاب کر کے آپ ممتاز خطیب جناب قاری محمد حنیف ملتانی کی عیادت کے بعد رات گلگشت کالونی ملتان میں حاجی محمد عرفان شاہین کے مکان پر آرام کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جو پولیس کی گاڑی ساتھ تھی واپس چلی گئی اور آپ کے گن مین لاہور ہی میں رہ گئے تھے۔ اور یہاں ملتان کے صرف دو ساتھی ایک دو رائفلوں کے ہمراہ آپ کے پاس رہ گئے۔ رات تقریباً دو بجے اچانک شدید فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں جس سے مولانا کی آنکھ کھل گئی۔ تمام گھر کے افراد بیدار ہو چکے تھے۔ گن مین محمد اسلم گھبرایا ہوا آیا اور بتلایا کہ شیعہ نے حملہ کر دیا ہے اور وہ لوگ گیٹ پر فائرنگ کر رہے ہیں اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ آپ نے مالک مکان سے پوچھا کہ آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ ایک محلے کا شیعہ تھانیدار اور کچھ شیعہ محلے دار ہیں۔ آپ کے پاس جو اسلحہ تھا وہ بھی جواب دے چکا

Scanned with CamScanner

تھا گولیاں مس ہو رہی تھیں۔ آپ نے جلد ہی ایس ایس پی اور ڈپٹی کمشنر کو فون کئے اتفاق سے ایس ایس پی ملتان چوہدری عبدالقدیر بھٹی فون پر مل گئے۔ تمام صورت حال کا سن کر پولیس کی دو گاڑیوں سمیت روانہ ہو گئے۔ چند منٹوں میں پولیس آنے پر وہ شیعہ غنڈے دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور کچھ گرفتار ہوئے۔ پکڑے ہوئے لوگوں کو جب اندر لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سارا سلسلہ غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کس طرح؟ تو کہنے لگے کہ ہم محلے والوں نے آپ کے گن مینوں کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ شاید یہ ڈاکو ہیں اور اس کوٹھی میں ڈکیتی کی نیت سے پھر رہے ہیں۔ اس لئے ہم نے ڈاکوؤں کے تعاقب میں حملہ کیا تھا۔ چونکہ اس واقع میں قصور پولیس کا تھا کہ ان کی سیکورٹی والی گاڑیاں چلی گئی تھیں۔ اس لئے پولیس افسران نے بھی ان کی صفائیاں دیں۔ آپ نے یہ کہہ کر مسئلہ ختم کر دیا کہ مجھے اس حملہ سے اگر شہرت حاصل کرنا ہوتی تو میں ضرور اس واقعہ کی تفصیلات میں جاتا اور اب چونکہ پولیس نے بھی صفائی دے دی ہے اور دوسری طرف شیعہ نے قسمیں کھانا شروع کر دیں ہیں تو میں اس پر اعتبار نہ کرتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کرتا ہوں۔ دوسرے روز نامعلوم کیسے یہ خبر اخبارات والوں کو مل گئی اور انہوں نے شہ سرخیوں میں قاتلانہ حملہ کی تفصیلات شائع کیں۔

گیارہواں حملہ

قائدین سپاہ صحابہ" علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید رحمتہ اللہ علیہ و جرنیل سپاہ صحابہ" علامہ محمد اعظم طارق مدظلہ' کو 20 نومبر 95ء کو رات 2 بجے جیمہ ہاؤس لاہور سے بہاولپور کے جاگیردار شاہنواز ڈبہ کے قتل کیس میں گرفتار کر کے کئی ماہ تک ملک کی مختلف جیلوں میں ازیتوں سے دوچار کیا گیا آخرکار 20 مارچ 96ء کو سپریم کورٹ کے عدلیہ کی آزادی کے تاریخی فیصلے کے بعد پوری دنیا کو امید ہو گئی تھی کہ اب قائدین سپاہ صحابہ" کی رہائی میں حکومتی رکاوٹ ختم ہو جائے گی۔ لیکن ریکارڈ عدالت میں پیش نہ کرنے' ڈپٹی اٹارنی کی بجائے اٹارنی جنرل کے عدالت میں پیش ہونے کے عذر کے حکومتی ہتھکنڈے چار

Scanned with CamScanner

ماہ تک چلتے رہے اسی دوران ہائی کورٹ کی دو ماہ کی تعطیلات' بنچ کے ایک جج کی غیر ملک روانگی وغیرہ کے باعث قائدین کی ضمانتوں میں 6 ماہ کی تاخیر ہوئی۔ اس عرصہ میں کئی مرتبہ حکومت کے خاص کارندوں کے ذریعے جیل میں قائدین کو حکومت کی حمایت کی صورت میں رہائی کا پیغام پہنچایا گیا۔ اس سلسلہ کی تمام تفصیلات اور جیل میں قائدین کو قتل کرنے کے منصوبے سے لے کر خصوصی عدالتوں سے سزائے موت دلوانے کی سازشوں کی تفصیل تو قائد محترم شہید ملت اسلامیہ علامہ فاروقی شہیدؒ کی جیل کی سوا سالہ سرگذشت پر لکھی جانے والی کتاب "پھر وہی قید قفس" میں شائع ہو چکی ہے۔

آخر کار خدا خدا کر کے 27 اکتوبر 1996ء صبح دس بجے ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ کے جسٹس راشد عزیز اور جسٹس تصدق حسین گیلانی نے قائدین کی میاں شاہنواز کیس میں پانچ پانچ لاکھ کے مچلکوں کے عوض ضمانت منظور کر لی۔ ضمانت منظور ہونے کے بعد انتظامی کاروائی کرتے ہوئے قائدین پر کھاریاں بس فائرنگ کیس اور صرف قائد محترم پر میکلوڈ گنج بہاولنگر کا ایک مقدمہ قتل ہونے کی وجہ سے رہائی میں تاخیر ہوئی۔

8 رمضان المبارک بمطابق 18 جنوری 1997ء دوپہر تقریباً بارہ بجے کے قریب قائدین سپاہ صحابہ" علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید و علامہ محمد اعظم طارق کو ایڈیشنل جج لاہور خالد میاں کی عدالت سیشن کورٹ میں پیشی کے لئے لایا گیا۔ جونہی پولیس گاڑیاں قائدین کو لے کر سیشن کورٹ کے احاطہ میں داخل ہوئیں۔ اور قائدین گاڑی سے نیچے اترے کارکن ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کر کے خوشی کا اظہار کر رہے تھے ابھی بمشکل قائدین چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ قریب ہی کھڑے موٹر سائیکل میں نصب انتہائی طاقتور بم کا ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ دھماکہ کر دیا گیا جس سے ہر طرف قیامت برپا ہو گئی پورے احاطے میں اندھیرا چھا گیا۔ انسانی اعضاء روئی کے گالوں کی طرح فضا میں بلند ہوتے ہوئے نظر آئے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ انسانی ٹانگیں اور ہاتھ و سر جابجا بکھر گئے۔ انسانی جسموں کے ٹکڑے اڑ گئے۔ ہر جگہ خون ہی خون تھا۔

Scanned with CamScanner

سانحہ سیشن کورٹ پاکستانی تاریخ کا دوسرا بڑا سانحہ ہے۔ پہلا سانحہ بہاولپور بستی لال کمال کے نزدیک ہوا۔ جس میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق اور دیگر رفقاء شہید ہوئے۔ سانحہ سیشن کورٹ میں سپاہ صحابہ" کے سربراہ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی دو کارکن قاری عزیز الرحمان' اور قاری عطاء الرحمان نے شہادت کے جام نوش فرمایا اور پولیس کے 24 اہلکار اور ایک پریس فوٹو گرافر بھی شہید ہوئے۔ بم دھماکے کے بعد اس کا ملزم جس کا تعلق شیعہ گروہ سے ہے گرفتار کر لیا گیا اور اس نے اعتراف کیا کہ یہ دھماکہ میں نے جرنیل سپاہ صحابہ" علامہ محمد اعظم طارق کو شہید کرنے کے لئے کیا تھا۔ جرنیل سپاہ صحابہ" اس سانحہ میں شدید زخمی ہوئے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے جرنیل کی زندگی ابھی باقی رکھی ہے ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ خدا ہمارے سروں پر جرنیل محترم کا سایہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آمین۔ اس حملہ میں جرنیل سپاہ صحابہ" کو ستر سے زائد کاری زخم جسم پر آئے۔

اس سانحہ کے نامزد ملزمان تو حکومت نے گرفتار ہی نہیں کئے تاہم آلہ کار کے طور پر ریموٹ کنٹرول سے بم دھماکہ کرنے والا ملزم محرم علی موقع سے گرفتار ہو کر عدالتوں سے سزا سنائے جانے کے بعد سزائے موت پا کر اب پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

اٹک جیل سے شہادت تک۔

Scanned with CamScanner

اٹک جیل سے شہادت تک (مختصر سوانحی خاکہ)

چھ سال قبل احقر نے قائد ملت اسلامیہ مولانا محمد اعظم طارق شہید سے حالات زندگی حیات اعظم طارق کے عنوان سے شائع کئے جسے کارکنان عظمت صحابہ واہلبیت نے خوب پذیرائی بخشی ،کارکنوں نے اپنے محبوب اور ہر دلعزیز رہنما کی مجاہدانہ زندگی حق و صداقت کے لئے عظیم قربانیوں کی لازوال داستان پڑھ کر، مشن، پروگرام ،نظریے اور نصب العین کی ترویج واشاعت کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کیا

اب جبکہ قائد ملت اسلامیہ کو ہم سے جدا ہوئے تقریباً ایک سال ہونے کو ہے ۔کارکنوں کی جانب سے شدید اصرار کے پیش نظر اسی کتاب کو از سر نو کچھ ترمیم واضافہ کیساتھ شائع کیا جارہا ہے۔کتاب ھذا جو مولانا شہید کی زندگی میں شائع ہوئی یہ مولانا کی ولادت سے لیکر اٹک جیل تک کا تفصیل سوانحی خاکہ تھا۔احقر کے مولانا کے ساتھ خصوصی تعلق کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ایک ضخیم جلد تیار ہوسکتی ہے۔لیکن اختصار کیساتھ چند اہم حالات و واقعات کو درج کیا جاتا ہے۔

۱۹۹۸ء

۲۷اپریل۔

☆ مولانا علی شیر حیدری مدظلہ اور مولانا اعظم طارق کی گرفتاری کی خلاف دارالحکومت میں حکومتی پابندیوں کے باوجود احتجاجی مظاہرہ اور قائدین سے ملاقات کی اجازت

☆ ۲۷اپریل۔خلیفہ عبدالقیوم ،شیخ حاکم علی اور علامہ شعیب ندیم کی اٹک جیل میں قائد ملت اسلامیہ سے ملاقات۔

Scanned with CamScanner

۴ مئی ۔روزنامہ اوصاف اسلام آباد میں سپاہ محمد کے لیڈر زاہد الراشدی کا ایک

☆ مختصر انٹرویو شائع ہوا جس میں مولانا اعظم طارق کو گستاخی امام مہدی کہا اور انہیں واجب القتل قرار دیا اس انٹرویو کے جواب میں روزنامہ ھدا میں مولانا ایک خصوصی مضمون ''صرف میں ہی واجب القتل کیوں'' دس مئی کو شائع ہوا جسمیں آپ نے نظریہ امام مہدی مسلمانوں اور شیعہ کا موقف پیش کرتے ہوئے اصل وجہ بیان کی۔

☆ اس مضمون نے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کیا اور 18 مئی کو ایم عارف رضا کے قلمی نام سے کسی شیعہ مجتہد نے اس کا جواب لکھا۔اور اس میں تیسری صدی ہجری میں سامرہ شہر میں پیدا ہونے والے محمد بن حسن عسکری کو امام مہدی قرار دیا اور لکھا کے اہلسنت بھی اسی کو امام مہدی تسلیم کرتے ہیں اس کے جواب میں مولانا اعظم طارق نے مولانا عبدالرحیم کے نام سے جواب لکھا اور ثابت کیا کہ شیعہ کے مزمومہ امام مہدی اور اہلسنت کے امام مہدی میں کن کن باتوں میں اختلاف ہے۔اس مضمون میں مولانا نے دس احادیث مبارکہ ذکر کیں اور یہ مضمون 25 مئی روزنامہ اوصاف میں شائع ہوا۔

☆ 6 جون ۔قائدین کے رہائی کے سلسلہ میں حکومتی وعدوں کے مسلسل خلاف ورزی کے پیش نظر مسجد شہداء میں زبردست احتجاجی مظاہرہ کارکنوں کی گرفتاریاں اور رہائی

☆ 5 جولائی ۔روداد عشق وفا میرا جرم کیا ہے۔اور ٹوٹ گئی زنجیر کا آغاز

☆ 14 جولائی ۔قائدین کی رہائی کیلئے ،احتجاجی جلوس ،پولیس کی وحشیانہ مظالم کی

Scanned with CamScanner

عظیم داستان، اور وسیع پیمانے پر کارکن پابند سلاسل

☆ 12 اگست۔ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی کی اٹک جیل میں مولانا نام شہید کے ملاقات اور رہائی کے لئے مسلسل کوششوں کے بارہ میں اظہار خیال۔

☆ 13 ستمبر۔ قائدین کی رہائی کیلئے مسلسل کوشاں رہنے والا قائد علامہ شعیب ندیم شہید اپنے تین رفقاء مولانا حبیب الرحمان صدیقی۔ رضوان الزمان اور ثناء کے ہمراہ اسلام آباد میں شہید ہو کر خاک کی چادر تان کر ہمیشہ کے لئے سو گیا۔ جس نے علامہ حیدری و اعظم طارق کے لئے کراچی سے پشاور تک حکمرانوں اور دشمنوں کے ظلم و جبر کے خلاف ایک صدائے حق بلند کی۔

☆ 14 ستمبر۔ شہداء اسلام آباد سپرد خاک قائدین و کارکنان بیس گھنٹے جنازے کے لئے پنجاب کے بے رحم حکمرانوں سے مطالبہ کرتے رہے لیکن مذکرات کامیاب نہ ہو سکے۔

☆ 24 ستمبر۔ قائدین کی رہائی علامہ شعیب، ندیم اور ان کے رفقاء کے قتل میں ملوث قاتلوں کی گرفتاری کیلئے لاہور میں احتجاجی مظاہرہ، کارکنوں گرفتاریاں اور تشدد

☆ 15 اکتوبر۔ مولانا عبداللہ شہید، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، چیئرمین پاکستان علماء کونسل مولانا عبدالرؤف اور حبیب الرحمان شامی کی اٹک جیل میں آمد اور تفصیلی ملاقات، فرقہ وارانہ فسادات کی آگ کو ٹھنڈا کرنے اور بے گناہوں کی رہائی، اور دیگر معمالات زیر غور، مولانا اعظم طارق کا فرمان کہ حکومت اگر فرقہ وارانہ فسادات ختم کرانے میں مخلص ہے تو فالفور ناموس صحابہ بل منظور کرے اور قابل اعتراض لٹریچر جلا کر مصنفین کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

Scanned with CamScanner

☆ 17 اکتوبر۔ حکیم محمد سعید کراچی میں اور چیئرمین رویت ہلال کمیٹی مولانا عبداللہ اسلام آباد میں شہید کر دئے گئے۔

☆ 24 نومبر۔ حکومتی پابندیوں کے باوجود روزنامہ خبریں میں مولانا کا باتصویر انٹرویو، حکومتی مظالم کی تفصیلات اور نام نہاد حکومتی شریعت بل کی حقیقت آشکار کی۔

☆ 19 دسمبر جھمٹ ضلع اٹک میں تین شیعہ قتل، جھمٹ سے بیس میل فاصلہ پر جنڈ کے مدرسہ سراج العلوم کے امام مولانا نواب الحسن کی گرفتاری اور اٹک جیل آمد

1999ء

☆ جنوری۔ شہید ختم نبوت محمد یوسف لدھیانوی کی سلاسل اربعہ میں خلافت اور بیعت کی اجازت۔

☆ 22 جنوری۔ مرزا علی ڈی آئی جی پولیس کی ملاقات اور قابل اعتراض لٹریچر پر پابندی بارے بات چیت۔

☆ 24 فروری۔ خلیفہ عبدالقیوم کی قیادت میں مولانا محمد احمد لدھیانوی مولانا عبدالغنی اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کی ملاقات اور جماعتی کام بارے اظہار خیال۔

☆ فروری۔ خطبات جیل کی ترتیب کا کام شروع کیا۔

☆ 11-12 اپریل۔ ملک گیر کنونشن جھنگ میں منعقد ہوا۔ جس میں قائدین کی رہائی اور جماعتی صورت حال پر غور وخوض کیا گیا۔ اور اسی کنونشن کے موقع پر خطبات جیل کی اشاعت بھی ہوئی جو اس موقع پر دستیاب تھی۔

☆ 26 مارچ۔ ڈپٹی کمشنر اٹک کی ملاقات، سیاسی حالات، جماعتی موقف اور

Scanned with CamScanner

مولانا پر قائم تمام مقدمات کے خاتمہ کے باوجود عدم رہائی کی خلومتی پالیسی پر تفصیلاً بات چیت۔

☆ 30 مارچ۔ڈسٹرکٹ جیل اٹک سے سینٹرل جیل فیصل آباد روانگی

☆ 2 اپریل۔وزیر اعظم کی زیر صدارت ناموس صحابہ و اہلبیت کے تحفظ کے لئے قانون سازی اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمہ کے لئے تجاویز مرتب کرنے کے لئے اجلاس، ڈاکٹر اسرار سربراہ، کمیٹی کے ممبران مولانا ضیاء القاسمی، علامہ علی شیر حیدری، علامہ ساجد میر، صاحبزادہ فضل کریم، مولانا سرفراز نعیمی، مفتی محمد رفیع عثمانی، مولانا عبدالرحمن اشرفی، ساجد نقوی تھے

☆ 2 اپریل۔مولانا اعظم طارق شہید کی سنٹرل جیل فیصل آباد میں اپنے بچوں سے ملاقات۔

☆ 3 اپریل۔مولانا کی اجتماعی بھوک ہڑتال کا آغاز

☆ 10 اپریل۔بھوک ہڑتال کا خاتمہ اور مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا محمد احمد لدھیانوی اور مولانا علی شیر حیدری سے ملاقات۔

☆ 10 اپریل۔فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمہ کے لئے دس رکنی کمیٹی سے تحریک جعفریہ کا بائیکاٹ۔

☆ 22 اپریل۔مولانا محمد ضیاء القاسمی، شیخ حاکم علی، مولانا محمد الیاس بالاکوٹی کی ملاقات اور دس رکنی کمیٹی کے سربراہ پر رافضیت کے اعتراضات، اور ڈاکٹر اسرار کے مستعفی ہونے کا پس منظر زیر بحث آیا۔

☆ 9 جولائی۔سینٹرل جیل فیصل آباد سے رہائی، مولانا ضیاء القاسمی اور دیگر قائدین کا

Scanned with CamScanner

استقبال، مولانا قاسمی کے ہاں کھانا، بعد از کھانا جھنگ روانگی، استقبال اور بعد از نماز مغرب جامع مسجد حق نواز شہید میں خطاب۔

☆ 22 اگست۔عمرہ کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب روانگی۔

☆ 24 ستمبر۔قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں چھٹی سالانہ دفاع صحابہ وحق نواز شہید کانفرنس کا انعقاد، لاکھوں کی تعداد میں کارکنوں کی شرکت اور قائدین کے ولولہ انگیز خطبات۔

☆ 1 اکتوبر۔پنجاب کے ایڈیشنل آئی جی کرنل جاوید ظہور نے قائدین مولانا ضیاءالقاسمی، مولانا محمد اعظم طارق اور مولانا محمد احمد لدھیانوی کو دہشت گردی کی موجودہ لہر، کے خاتمہ کے سلسلہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کے بہانے بلایا اور پابند سلاسل کر دیا۔

☆ 25 نومبر۔تقریباً دو ماہ کے بعد رہائی اور یاد رہے کہ چیف جسٹس ہائی کورٹ راشد عزیز خان نے مولانا کی نظر بندی کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اڈیالہ جیل سے رہائی کا پروانہ جاری کیا

۲۰۰۰ء

☆ 21 جنوری۔جامع مسجد حق نواز شہید سے متصل دفتر میں بعد از نماز عشاء اجلاس اور 6 فروری کو اٹک سے۔کاروان پیغام امن۔چلانے کا اعلان، جو پاکستان کے مختلف اضلاع سے ہوتا ہوا 7 مارچ کو رحیم یار خان پہنچے گا۔

☆ 17 مارچ۔فوجی حکومت نے یکم مارچ کو اسلحہ پر پابندی لگا دی 14 مارچ کو کچہری بازار فیصل آباد کی جامع مسجد میں ایک عظیم الشان تربیتی کنونشن منعقد ہوا

Scanned with CamScanner

۔کنونشن کے بعد ہی ڈگلس کی مسجد نور میں کھانا کھانے کے لئے تشریف لے جارہے تھے کہ ایک شخص (عابد شاہ بخاری) بار بار محافظین کا حصار توڑ کر مولانا کے قریب پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ایک محافظ کے شک گزرنے پر پولیس کو اطلاع کی گئی ۔مطلوبہ شخص کو گرفتار کیا گیا تو اس سے ایک ریوالور اور 72 گولیاں برآمد ہوئی۔

☆ 25 مارچ۔مولانا اعظم طارق کے ہاں بچے کی ولادت، نام علی حیدر رکھا گیا۔

☆ 29 مارچ۔روزنامہ انصاف میں مولانا شہید کا معرکۃ الاراء خطاب شائع ہوا

☆ جون۔محلہ انوار یہ مکہ مکرمہ میں منافقت کے خلاف حضور ﷺ کا طرز جہاد کے عنوان پر تفصیلی خطاب ہوا۔

☆ جون۔اٹک میں عظیم الشان کانفرنس پابندی توڑ کر فقید المثال خطاب کیا۔

☆ 6 اگست۔صحافی ،علماء اور تاجروں کے وفود سے گوجرانوالہ میں ملاقاتیں۔

☆ 6 ستمبر۔چوبرجی گراؤنڈ لاہور میں دفاع صحابہ و دفاع پاکستان۔کانفرنس سے خطاب۔

☆ 22 اکتوبر۔چائنا گراؤنڈ کراچی میں ساتویں سالانہ حق نواز شہید کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام صحافی برادری اور تاجروں سے خطاب کیا۔

☆ دسمبر۔سعید مارکیٹ اسلام آباد میں تاجروں کی جانب سے دی جانے والی افطار پارٹی میں خبریں کے چیف ایڈیٹر ضیاء شاہد سے ملاقات اور نفاذ شریعت کے لئے پانچ نکاتی فارمولہ پیش کیا۔

Scanned with CamScanner

☆ 29 دسمبر۔ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی کی رحلت۔

۲۰۰۱ء

☆ جنوری۔ کاروان پیغام شریعت۔ اٹک سے شروع ہو کر 81 شہروں سے ہوتا ہوا رحیم یار خان پہنچا

☆ 28 فروری۔ صادق گنجی قتل میں غازی حق نواز شہید کو میانوالی جیل میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا اور غازی کی شہادت پر عوامی ردعمل سے بچنے کے لئے مولانا علی شیر حیدری، مولانا اعظم طارق اور سینکڑوں کو گرفتار کر کے جیل کا مہمان بنا دیا گیا۔

☆ 14 جولائی قائدین اور کارکنوں کی بلا جواز گرفتاریوں کے خلاف 16 جولائی سے 23 جولائی تک احتجاجی تحریک کا اعلان

☆ 1 اگست۔ مسجد شہداء لاہور سے جیل بھرو تحریک کا آغاز

☆ 9 اگست۔ تقریباً سات ماہ کی اسیر کے بعد اٹک جیل سے رہائی اور مسجد حق نواز شہید میں خطاب۔

☆ 11 اگست۔ جھنگ میں مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس۔ پریس کانفرنس میں مشن نہیں چھوڑیں گے اور آئینی جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں۔ جیسے عزم کا اعلان۔

☆ 14 اگست جنرل پرویز مشرف نے لشکر جھنگوی اور سپاہ محمد پابندی۔ اور سپاہ صحابہ تحریک جعفریہ کو وارننگ۔

☆ 26 اکتوبر۔ قصر فاروق اعظم شاہدرہ لاہور میں فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی

☆ نومبر۔ دفاع افغانستان و پاکستان کونسل کے راہنماؤں کی گرفتاری۔ 3 ماہ کیلئے

Scanned with CamScanner

میانوالی جیل نظر بند آپ نے فرمایا، پاکستان کا طالبان سے رنگ و نسل کا ہی نہیں فکر و روح کا رشتہ ہے۔

مزید فرمایا۔ طالبان سے محبت افراد سے نہیں نظریہ سے ہے۔

۲۰۰۲ء

☆ 12 جنوری ۔ جنرل پرویز مشرف کی سپاہ صحابہ اور تحریک جعفریہ پر پابندی ہیلنگڑوں کارکن گرفتاری

☆ 16 جون ۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے زیر اہتمام انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس میں سیاسی و مذہبی سماجی تنظیموں نے مولانا اعظم طارق، مولانا مسعود اظہر، اور حافظ سعید کی رہائی کے لئے متفقہ قرارداد منظور کی۔

☆ جولائی ۔ حکومتی ظلم و جبر کے خلاف احتجاج 40 روزہ بھوک ہڑتال ۔ اگست میں قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمٰن کے حکم پر بھوک ہڑتال کا خاتمہ۔

☆ ستمبر ۔ 30 اکتوبر تک نظر بندی میں توسیع۔

☆ ستمبر ۔ 10 اکتوبر کے الیکشن کیلئے محمود اقبال کو الیکشن مہم کا انچارج مقرر کیا اور آزادانہ امیدوار کی حیثیت سے میدان میں اترے۔

☆ 10 اکتوبر ۔ این اے 89 مولانا اعظم طارق انتخابی نشان ہاکی 14 امیدواروں اور جھنگ کے پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری سمیت تمام امید واروں چاروں شانے چت

☆ وزارت عظمیٰ کیلئے حکومتی امیدوار پر ظفر اللہ خان جمالی کی حمایت کا اعلان۔

Scanned with CamScanner

☆ الیکشن کے بعد 30 اکتوبر کو لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر سہالہ ریسٹ ہاؤس راولپنڈی سے رہائی۔

۲۰۰۳ء

☆ جنوری ۔۔ الایثار ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام ملک گیر رابطہ مہم بعنوان ''درس قرآن'' 4 جنوری سے 4 فروری، اٹک تا بہاولپور کا آغاز۔

☆ ۲۵ ۔۔ چائنہ ٹاؤن رسٹورنٹ ملتان میں ایک پر ہجوم پریس کانفرنس میں ایک نئی سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا۔

☆ مارچ ۔۔ فریضہ حج کی ادائیگی ''ریاض میں قرآن طاقتوں کا سرچشمہ'' کے خوبصورت عنوان پر خطاب۔

☆ ۱۸ اپریل ۔۔۔ بروز جمعہ دوپہر بارہ بجکر ۴۰ منٹ پر مولانا اعظم طارق اور مولانا حامد الحق حقانی کے دستخطوں سے شریعت بل پیش ہوا۔

☆ ۲۰ اپریل ۔ ملتان پریس کلب میں نئی سیاسی جماعت ''ملت اسلامیہ پاکستان کے قیام کا اعلان، مولانا اعظم طارق مرکزی کنوینر اور چھ ان کے معاونین ہوں گے ۔ ان میں خلیفہ عبدالقیوم، مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، سید پریل شاہ بخاری، ڈاکٹر محمود غزنوی اور مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی شامل تھے۔

☆ محمد ساجد آف اٹک کے والد محمد صالحین کا انتقال، تعزیت کیلئے تشریف لائے اور فکر آخرت پر بے مثال خطاب فرمایا۔

☆ ۱۲ جون ۔۔۔ ۲۱ روزہ دورہ ساؤتھ افریقہ کا آغاز

Scanned with CamScanner

☆ ۴ جولائی۔۔سانحہ کوئٹہ، پچاس سے زائد افراد قتل ہوئے، مولانا نے اس پر شدید مزمت کی اور قاتلوں کی گرفتاری کا مطالبہ کیا۔

☆ ۴ ستمبر۔۔چوبرجی گراؤنڈ لاہور میں دفاع صحابہ و دفاع پاکستان کانفرنس کا انعقاد

☆ ستمبر۔۔۔وطن عزیز میں شریعت بل پیش کیئے جانے کے بعد اس بل پر عوامی رائے لینے کیلئے مختلف مقامات پر ڈویژنل ''نفاذ شریعت'' کانفرنسوں کا انعقاد ہوا۔ اور عوام نے اس بل کے سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار کیا کہ جان و مال کے تحفظ، اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے شریعت کا نفاذ عمل میں لایا جائے۔

(شہادت)

اس فانی کائنات میں جو بھی آیا ہے۔ وہ جانے کیلئے آیا ہے ہمیشہ رہنے کیلئے نہیں۔ اور یہ اٹل حقیقت ہے جس کا انکار نہیں۔ لیکن بعض واقعات اور حوادث اس قدر روح فرسا ہوتے ہیں جن کو کوشش بسیار کے بعد فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ شہزادہ اہلسنت مولانا محمد اعظم طارق کی شہادت بھی ایک ہوش ربا اور روح فرسا سانحہ ہے۔ اور اہلسنت تو ہمیشہ سے قربانیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ شہادت کو نعمت سمجھتے ہیں مصیبت نہیں۔ اور شہید زندہ ہوتا ہے اور مولانا کے قاتلوں کو صرف یہی پیغام

ہر دور کی تاریخ دے گی یہی گواہی
دشمن تیرے مر جائیں گے تو زندہ رہے گا۔

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو قومی اسمبلی کا اجلاس جاری تھا۔ اور مولانا اعظم طارق اجلاس میں شرکت کیلئے اپنے تین گن مینوں اور ڈرائیور کے ہمراہ جھنگ سے اسلام

Scanned with CamScanner

نمودار ہوئے۔ گولڑہ موڑ ٹول پلازہ اسلام آباد کراس کر کے چند ہی گز آگے نکلے تھے کہ دو چار جے کے قریب انسانیت کے دشمن، شیطان کا لبادہ اوڑھ کر مولانا کی گاڑی پر حملہ اور ہوئے۔ حملہ آور نے اندھا دھند فائرنگ کا سلسلہ شروع کیا اور بیسیوں گولیاں فائر کیں اور واردات کے بعد بڑے اطمینان سے راہ فرار اختیار کر لی۔

دشمن نے شہداء کے اجسام پر اس قدر فائرنگ کی کہ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی یاد تازہ ہو گئی۔ شہداء کا مقدس خون اسلام کے شیدائیوں کا مقدس و مطہر خون اسلام آباد کی شاہراہ کو رنگین کر گیا کہ بقول شاعر

لہو سے کرتے رہیں گے رقم افسانہ یہ
رکھے گا یاد بہت دیر تک زمانہ یہ

جب میں مولانا شہید کی زندگی پر نگاہ کرتا ہوں تو مجھے مولانا شہید کی زندگی میں بہاریں نہیں خزائیں ہی خزائیں نظر آتی ہیں۔ لیکن خالق نے ان میں بے پناہ خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں۔ ان کے سیاسی مخالفین میدان سیاست میں ان کے بعض فیصلوں کی افادیت اور حکمت سے نا آشنا ہوں تو اور بات ہے لیکن مجموعی طور پر ان کے خلوص، مشن سے وفا، محبت رسول و صحابہ میں قناعت، عزم و استقلال، ہمت و شجاعت، تقوی ولیت کا کوئی دشمن بھی انکار نہیں کر سکتا۔

مولانا اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ اکثر اوقات مولانا سے ملاقات ہوئی۔۔۔ تو میں ان کی زندگی پر غور کرتا۔ کہ انہیں ایک ایسا انسان جو مصائب و آلام جیل و ریل، مقدمات و تشدد و بربریت، نظر بندی و ٹاؤن بندی، گولیاں، بم دھماکے، اپنے وجود پر زخموں کو سجا کر، نہ صرف اپنے حلقہ بلکہ پورے پاکستان کے کارکنوں کے غم لیکر ان چین

Scanned with CamScanner

خوشیاں تقسیم کرنے والا، اپنے حلقہ کے ووٹروں اور جماعتی کارکنوں کیلئے ہر وقت بے قرار رہنے والا یہ عظیم انسان، ان کی زندگی بہاروں سے آشنا نہیں خزاؤں سے آشنا ہے، آج یہ وقت ہے کہ

جان ہی دے دی جگر نے آج کوئے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا۔

جنازہ وتدفین

پھر اہل جنوں جھوم کے سہرا کے چلے ہیں
پھر سے یہ شہادت کی قسم کھا کر چلے ہیں
لکھا تھا جو لہو سے حسین ابن علی نے
پھر سے وہی افسانہ دہرا کر چلے ہیں

شہادت کے بعد شہداء کی نعشیں پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز ہسپتال (پمز) میں لائی گئیں۔ جہاں عہدیداران اور کارکنان نے اپنے قائد کو ابدی نیند سوتے ہوئے دیکھا، رات آٹھ بجے مولانا کا جد خاکی لال مسجد لایا گیا۔ جہاں اسلام آباد اور جھنگ کے ذمہ داران موجود تھے۔

سات اکتوبر کا سورج طلوع ہوتے ہی لال مسجد اسلام آباد میں تاحد نگاہ سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ صبح آٹھ بجے شہداء کی پالیمنٹ ہاؤس کے سامنے نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جہاں پیر طریقت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے نماز جنازہ پڑھائی، شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، شیخ حاکم علی کی تقاریر بھی ہوئیں، نماز جنازہ میں

Scanned with CamScanner

لاکھوں افراد نے شرکت کی

اس موقع پر مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے چند روز دیکھنے والا خواب بھی ذکر کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ امی عائشہ صدیقہؓ تشریف لائی ہیں ۔میں نے امی سے پوچھا کیسے آئیں ہیں؟ فرمایا اپنے بیٹے اعظم طارق کو لینے کے لیے آئی ہوں۔

اسلام آباد میں نماز جنازہ کے بعد بذریعہ ہیلی پیڈ مولانا کا جسد خاکی جھنگ روانہ ہوا۔ جہاں قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری لاکھوں کارکنوں سمیت جمع تھے۔ ہیلی پیڈ تقریباً دس بجے مائی ہیر گراؤنڈ میں اترا جہاں سے مولانا کی میت جامع مسجد حق نواز شہیدؒ لائی گئی اور دیدار عام کیلئے رکوا دیا گیا۔

بعد از نماز ظہر مولانا کی میت گھر (متصل مسجد حق نواز شہید) سے گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کی وسیع و عریض گراؤنڈ میں لایا گیا۔ جہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ کچھ جگہ نہ ہونے کی وجہ سے سڑکوں، دیواروں، درختوں اور چھتوں پر موجود تھے، عجیب مناظر تھے، کارکن رو رہے تھے۔ ہر آنکھ اشک بار اور پرنم تھی، جنازہ کے اجتماع میں علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ پونے چار بجے قائد ملت اسلامیہ مولانا علی شیر حیدری نے نماز جنازہ پڑھائی، نماز جنازہ کے بعد ایک بڑے جلوس کی شکل میں شام ساڑھے پانچ بجے لاکھوں کارکن اور عقیدت مندوں کی موجودگی میں جامع محمودیہ (گلشن جھنگویؒ) میں مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

ہم کہ تجدید عہد وفا کر چلے
آبروئے جنوں کچھ سوا کر چلے
خود تو جیسے کٹی زندگی کاٹ لی

Scanned with CamScanner

ہاں نئے دور کی ابتداء کر چلے

اب یہاں یہ مناسب نہیں کہ مولانا کے ساتھ جام شہادت کرنے والے ساتھیوں کو فراموش کر دیا جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اختصار کے ساتھ ان چاروں جوان خلاکا تذکرہ کر دیا جائے۔

حافظ قاری ضیاء الرحمٰن عرف دانیال شہیدؒ

ضلع مانسہرہ کی تحصیل بالاکوٹ کے نواحی گاؤں سنگو میں نور الرحمٰن کے ہاں ۱۹۸۳ میں پیدا ہوئے۔ کٹانہ خاندان کی گوجر برادری سے تعلق تھا۔ گھرانہ مذہبی ہے۔ ابتدائی تعلیم لاہور سے حاصل کی۔ حفظ قرآن کے بعد "مدرسہ تجوید القران" رنگ محل لاہور سے تجوید کا کورس کیا۔ اور مدرسہ اسلامیہ وحدت روڈ میں درجہ عالیہ تک کتابیں پڑھیں۔ شہادت کے خواہاں ضیاء الرحمٰن جہاد افغانستان بھی گئے۔ اور کفر کے خلاف برسرے پیکار رہے۔

مختلف تقاریب میں اپنی آواز کا جادو جگایا اور عالمی مقابلہ حسن قرات 77 ممالک کے قاریوں میں چوتھی پوزیشن حاصل کی۔ اس سے قبل اسلام آباد میں ہونے والی مقابلہ حسن قرآت میں پہلی پوزیشن لی۔

۲۰ سال کی عمر میں مولانا اعظم طارق کیساتھ بحیثیت گن مین ڈیوٹی ادا کرتے ہوئے راہی اجل ہوئے۔ ۲ بھائی اور ۴ بہنیں ہیں۔

محمد اسرار عرف عثمان شہیدؒ

پشاور کے ایک دین دار گھرانے سے تعلق رکھنے والے عبدالجبار کے

Scanned with CamScanner

ہاں 23 مارچ ۱۹۸۲ کو پیدا ہوئے۔ پشاور سے حضرو غور غشی ضلع اٹک میں رہائش پذیر ہوئے۔ چار بھائی اور پانچ بہنیں ہیں۔ ابتدائی تعلیم مڈل تک شینکہ (اٹک) میں حاصل کی۔ شہادت سے ڈیڑھ سال قبل شادی ہوئی۔

مولانا اعظم طارق کے محافظ کی ذمہ داری قبول کی۔ اور اس سفر میں مولانا کے ساتھ ہی خلد بریں کے مہمان بن گئے۔

محمد ممتاز فوجی شہیدؒ

خوشاب کے نواحی گاؤں "ہوکہ" میں عطا محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق شہبازی قوم سے تھا۔ آپ کی صرف ایک بہن ہے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1976 میں پیدا ہونے والا یہ شہید فرنٹیر کانسٹبلری میں ملازمت کی۔ سات سال تک ملازمت کرتے رہے۔ ملازمت کو خیر باد کہہ کر مشن حق کی ترویج و اشاعت کیلئے مولانا کے محافظ بن گئے۔ اور اس سفر و صداقت میں جان دے دی۔

اصغر علی عرف بیلا شہیدؒ

ضلع خانیوال کی تحصیل جہانیاں میں 1971 میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد حسین ہے۔ شہید کے دو بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ شہادت سے چار سال قبل شادی ہوئی۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔

مولانا کے ساتھ بحیثیت ڈرائیور خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ کہ 16 اکتوبر 2003 کو مولانا کے ساتھ گولڑہ موڑ ٹول پلازہ کے قریب دشمنوں کی فائرنگ سے داعی اجل کو لبیک کہا۔

آخر میں خالق ارض و سموات سے دعا ہے اللہ ان سب کی قربانیوں

کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مشن، موقف، پروگرام کیلئے ہر قسم کی قربانی کیلئے قبول فرمائے۔

(آمین)

Scanned with CamScanner

اہل خانہ کے تاثرات

Scanned with CamScanner

رضینا قسمت الجبار فینا

(اہلیہ محترمہ مولانا محمد اعظم طارق شہید)

میں نے اپنے شوہر مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کو بطور خاوند نہایت ہی قابل دیکھا پایا۔ وہ بادشاہ تھے مجھے ان کی ماں کی حیثیت حاصل تھی۔ تمام معاملات حتیٰ کی جماعتی مسائل پر بھی اکثر مجھ سے مشورہ طلب کرتے تھے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ایسی بیوی نصیب نہ کرتے تو شاید میں اس منزل و مقام تک نہ پہنچتا۔ وجہ اس کی یہ تھی تمام مصائب میں نا صرف ان کا ساتھ دیا بلکہ حوصلہ افزائی بھی کرتی تھی۔ کبھی اپنی ذات کیلئے انکی مصروفیت کو بہانہ بنا کر شکوہ نہ کیا یہی وجہ تھی کہ وہ میرے ساتھ انتہائی احسان مندی جیسا معاملہ فرماتے۔ کراچی اور جھنگ کی زندگی میں فرق یہ تھا کہ کراچی میں بھی اگرچہ انکی مصروفیت دین والی ہی تھی لیکن خوف یہ تھا کہ وہاں پر وہ خود مدرسہ چلانے کے امور کے ذمہ دار تھے اپنے منصب کو زیادہ سے زیادہ نبھاتے اور جو کچھ وقت ملتا جماعتی معاملات درست کرتے پھر بھی بچوں کے لیے اتنا وقت نکال لیتے تھے کہ انکی تربیت خود کرتے۔

جھنگ آکر تو انہوں نے سب گھریلو ذمہ داریاں مجھ ناتواں کے کندھوں پر ڈال دیں۔ ہر لحہ خدمت عوام کا جذبہ یہاں تک کہ بچوں کیلئے بھی وقت بالکل نہیں ہوتا تھا۔ بسا اوقات تو انہیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ بچہ مدرسے جانے لگ گیا ہے۔ ابھی فارغ ہے۔ کراچی میں تو خود ہی گھر کے معمولات بنا رکھے تھے البتہ جھنگ کی مصروفیات والی زندگی میں اگر ٹائم ملتا تو سو جاتے خوب نیند پوری کرتے کبھی زیادہ ٹائم ہوتا تو کتابوں والی الماری صاف کرتے ترتیب سے کتابیں رکھتے تھے۔ کتب جمع کرنا ان کا خاص مشغلہ تھا۔ البتہ صبح کو روزانہ ڈائری لکھنا نہ بھولتے۔ (جیل میں تو رات کو ڈائری لکھتے لیکن رہائی کے بعد مصروفیات کی بناء پر صبح لکھتے) اور جو مشورہ وغیرہ یا کسی بچے کو فون

Scanned with CamScanner

کرتا ہوتا تو بعد نماز فجر کرتے اور سب گھریلو کام نمٹانے کی کوشش کرتے تے۔ اپنے رشتہ داروں سے بہت زیادہ محبت کرتے اگر کوئی عزیز چند دن گھر نہ آتا تو مجھے کہتے کہ فون کرو، گاؤں سے کسی کو بلاؤ گھر سونا لگتا ہے، جب بھی کوئی عزیز آتا تو بچپن کی باتیں یاد کر کے خوب ہنستے اور محظوظ ہوتے۔ اپنے سے بڑوں کی بہت عزت کرتے بار بار پوچھتے کوئی پریشانی ہے تو بتائیں۔ پھر اس کا حل فی الفور نکالتے۔ خود فرماتے تھے کہ میرے گھر سے کوئی عزیز بغیر تحفے کے نہ جائے۔ بچوں سے محبت کے سوال پر فرمایا بچوں سے تو بہت ہی محبت تھی جو بچہ مدرسے سے آتا اسے اٹھ کر ملتے انکے چہروں پر بوسے لیتے بچیوں سے تو بہت محبت تھی۔ چوتھی بیٹی کی پیدائش پر نوافل ادا کیے کہ سنت نبوی پوری ہوگئی کہ حضور ﷺ کی بھی چار بیٹیاں تھیں۔ اگر وقت ملتا تو ان سے قرآن سنتے اور سنکر دل باغ باغ ہو جاتا۔ تعلیمی رپورٹ ضرور پوچھتے اور انعام بھی ضرور دیتے۔ بچوں کو بھی ان سے بہت محبت تھی۔ ان کے دلوں میں تو محبت کی امنگیں ہوتی تھیں جن کا اکثر مجھ سے اظہار کرتے لیکن چونکہ بارعب شخصیت تھے اس وجہ سے بچے کچھ جھجکتے رہتے تھے دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ بڑے بیٹے بیٹی کو انہوں نے خود حفظ شروع کروایا تھا تو باعث استاد کچھ جھجکتے ان کو دیکھ کر چھوٹی بچیاں بھی شرماتی تھیں البتہ علی حیدر کے دور میں جب وہ گھر میں نظر بند تھے تو وہ بہت مانوس تھا اسقدر بے تکلف تھا کہ ان کے ساتھ کشتی کرتا کبھی پیٹ پر چھلانگیں لگاتا کھانا ساتھ کھاتا فرصت کے ایام علی حیدر نے ان کے ساتھ خوب خوشگوار بنائے۔

یہی وجہ ہے کہ آج بھی وہ یہی کچھ چاہتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ امی! محمد بدر اعظم کس کو ابو کہے گا؟ اور کس کے پیٹ پر چھلانگیں لگائے گا؟ یہ بڑا ہو کر کیا سوچے گا کہ میرے ابو جی کی کیا شان تھی۔ ہمیشہ کیلئے یتیم بن کے رہنے والے تو سب بچے ہیں لیکن محمد بدر اعظم تو پیدا ہی یتیم ہوا ہے۔ رضینا قسمت الجبار فینا۔ انہوں نے اپنے بچوں کو ابتداء ہی سے دین کی طرف مائل

Scanned with CamScanner

کیااور دین پڑھایا۔ بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے بچو! دین کے ساتھ ہی دنیا و آخرت ہے دین کی وجہ سے ہی آج مجھے اللہ نے مقام دیا ہے میں تمہیں بھی دین پر اخلاص سے چلنے کی تلقین کرتا ہوں اور اپنے بچوں کو خالص عالم باعمل مدبر بے باک مجاہد دیکھنا چاہتا ہوں۔ ان شاءاللہ انکی اس خواہش کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا فرمائیں گے۔ ان کے جذبات کو مدنظر رکھتے ہوئے آج میرے سارے بچے مدرسوں میں زیر تعلیم ہیں۔ 3 بچیاں حافظ 2 بچیاں عالمہ، محمد معاویہ، حافظ اور علم دین کے حصول کیلئے مجھ سے کوسوں دور تعلیم حاصل کرنے گیا ہے۔ محمد انس بھی حفظ کر رہا ہے۔ باقی علی حیدر اور محمد بدر اعظم بھی ان شاءاللہ عالم حافظ بن کر اپنے ابو جی کے مشن پر کام کرینگے۔ ان شاءاللہ!

ویسے تو انکی ذات پر بھی بہت مشقتیں آئیں اور ہم پر بھی۔ لیکن پہلا واقعہ جو جنگ میں رونما ہوا وہ کبھی نہیں بھولے گا کہ جب 22 فروری 21 رمضان المبارک کو رات 2 بجے پہلی بار پولیس ہمارے گھر آئی مولانا کو اٹھایا ساتھ لے جانے لگے مولانا بیٹھک میں اعلیٰ افسران کو بٹھا کر خود ہمیں بغیر بتائے چھت کے ذریعے روپوش ہو گئے۔ اب پولیس والوں نے پورے گھر کی تلاشی لی لڑکوں نے علیحدہ شور مچایا مولانا پتا نہیں کہاں تھے بس یہ واقعہ ایسا ہوا کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ ایسی پریشانی میں دن گزرے کہ اللہ ہی جانتا ہے۔ پھر تو مصائب سے الجھنے کی عادت ہو گئی۔ ویسے تو ہر چیز کھا لیتے تھے کبھی نخرے کرنے کی عادت نہ تھی نہ تکلفات چاہتے تھے۔ البتہ دال، ساگ پائے اور ملک شیک بہت پسند کرتے تھے۔ صبح کو نماز کے بعد پھلوں کا جوس بہت شوق سے پی کر 9 بجے تک سو جاتے۔ لباس میں سفید کلر بہت پسند کرتے ہلکا وائٹ بھی پہنتے تھے۔ واسکٹ سندھی ٹکوں والی ٹوپی اور کھسہ بہت پسند تھا۔ ان کے پاس بہت اچھے اچھے کھسے تھے جو بدل بدل کر پہنتے۔ اکثر فرماتے تھے کہ اچھی ٹوپی اچھا جوتا پہنو۔ کیونکہ دشمن پاؤں کی طرف دیکھتا ہے اور محبوب سر کی طرف، پارلیمنٹ کیلئے خوبصورت مخصوص کھسہ تھا۔ نفاست وصفائی بہت پسند تھی کبھی کپڑا میلا

Scanned with CamScanner

نہ ہونے دیتے۔ فرماتے تھے اگر کپڑے پر داغ لگ جائے تو مجھے الجھن ہوتی ہے۔ البتہ سادگی بہت تھی زیادہ عمدگی کی طرف دھیان نہ کرتے۔ جب چار سال جیل میں رہے تھے تو انہوں نے منت مانگی کہ اب سر کے بال نہیں کاٹوں گا بلکہ رہا ہو کر عمرہ پر جاؤنگا پھر حلق کراؤنگا۔ رہائی کے وقت بال خوبصورت لمبے ہو گئے بچے بڑے خوش ہوئے کہ ابو جی آپ بہت اچھے لگتے ہیں۔ بہت بارعب مجاہد لگتے ہیں۔ پھر جب عمرہ کے لیے جانے لگے ساتھ میری بھی تیاری ہو گئی تو راستے میں انتہائی خوش تھے کہ میں اللہ کے گھر سرخرو ہو کر جا رہا ہوں۔ بار بار تلبیہ کے ساتھ الحمدللہ کہتے۔ ویسے اکثر خاموش رہتے تو اللہ الصمد کا بہت ورد کیا کرتے تھے۔ یہی موقع ان کا سب سے زیادہ خوشی کا لگ رہا تھا۔ ویسے تو ان پر بہت مشکلات آئیں لیکن کبھی پریشان نہ ہوئے بس ایک دفعہ بچوں کی وجہ سے پریشان ہوئے۔ اٹک جیل میں تھے کہ میں چھوٹے بچوں کو لیکر ملاقات کیلئے گئی تو وہاں جا کر چھوٹی بیٹی رونے لگ گئی کہ ابو جی امی مجھے مہینے بعد مدرسہ سے بلاتی ہیں میرا اتنے دن وہاں دل نہیں لگتا۔ میں اپنی مجبوری کی وجہ سے مہینہ بعد لاتی اس وقت مولانا بہت غمگین ہوئے کہ اگر میں محبوس نہ ہوتا تو بیٹی تجھے ہر جمعرات گھر لاتا اب میں مجبور ہوں۔ پھر فرمایا کہ جیسے بھی ہو کوئی حل نکال کر اس کو جلد بلا لیا کریں۔ ویسے ہم بہت مرتبہ جیلوں میں ملاقات کیلئے گئے کبھی حوصلہ نہ ہارتے بلکہ بچوں کو بھی خوش کر کے بھیجتے تھے۔ مولانا کی شہادت کے بعد ہم جماعت سے یہ توقع کرتے ہیں کہ جس مقدس مشن اصحاب رسول اللہ ﷺ کی خاطر انہوں نے اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے موجودہ قائدین اسی مشن کو آگے لیکر چلیں گے اور اس عظیم مشن کو کبھی فراموش نہ کرینگے۔

Scanned with CamScanner

وقت کے احمد بن حنبل

(بنت مولانا محمد اعظم طارق شہید)

میں نے اپنے عظیم والد کو بڑی حالتوں میں دیکھا ہے چونکہ سب سے بڑی تھی انکے تمام حالات زندگی نظروں اور ذہن میں پختہ ہیں۔ بچپن میں بھی بہت پیار تھا پھر خود استاد بنکر 6 سپارے حفظ کروائے انہیں اپنی اولاد میں مجھ سے بہت زیادہ پیار تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جیل میں بھی مجھے یہ بہت یاد آتی ہے کیونکہ یہ حساس بہت ہے۔ ہر بات زیادہ سوچتی ہے جب میں عالمہ بنی تو عمرہ سے واپسی پر سپیشل خوبصورت ہار لیکر آئے۔ اپنے دست مبارک سے خود پہنایا۔ اور میں ہی وہ خوش قسمت ہوں جسے انہوں نے اپنی شفقت بھری نظروں سے اس گھر سے الوداع کیا۔ میرے نکاح کے موقع پر خوب بڑا پروگرام کیا بڑے بڑے علماء کو بلایا۔ والدہ فرمانے لگیں کہ یہ بیٹی ہے معاویہ کی شادی پر ایسا پروگرام کرینگے فرمانے لگے یہ میرا بیٹا ہے شاید یہ آخری موقع تھا جو انہیں معلوم نہ تھا۔ جب اللہ نے انہیں پیاری سی نواسی عطا کی تو میانوالی جیل میں مجھے فرمایا کہ جس نے مجھے بتایا اسے میں نے انعام دیا اور نوافل ادا کیے۔ ایک خط لکھا جو کہ اشاعت کے قابل ہے نام خود تجویز کیا۔ فرمایا مجھے ہمیشہ بیٹیوں کی پیدائش پر عزت نصیب ہوئی ہے۔ نواسی سے بہت پیار کرتے تھے فرماتے یہ تو بیٹی سے بھی زیادہ پیاری لگتی ہے..... ہاں وہ بہت عظیم تھے بے باک نڈر مجاہد وقت کے احمد ابن حنبلؒ تھے۔ جنہوں نے زندگی بھی شیروں جیسی شہادت بھی شیروں جیسی پائی۔ دنیا سے بے رغبت آخرت کو قریب سمجھتے تھے۔ خدا تیری قبر پر شبنم افشانی کرے۔ (آمین)

Scanned with CamScanner

اک شخص ہمارے دلوں کو ویران کر گیا

(بنت مولانا اعظم طارق شہید)

بہت ہی پیارے، اچھے، عظیم، بارعب، پروقار انسان اور بہت ہی اچھے والد محترم کے بارے میں کیا لکھا جائے۔ اس قدر صفات کا حامل انسان بیان نہ کر سکوں، والد محترم جیسا انسان آج تک نہ دیکھا ہے، بہت ہی پیار کرنے والے اور بہت ہی اچھی تربیت کرنے والے تھے، مجھے انہوں نے بہت لاڈ پیار کے ساتھ پڑھایا، میں جب بھی جامعہ سے آتی تو میرے ابو جان بہت خوش ہو کر پرجوش طریقے سے ملتے پھر مجھ سے تلاوت سنتے اور انعام دیتے، ایک بار تو ایسا ہوا کہ بہت رشتہ دار آئے ہوئے تھے سب کی محفل جمی ہوئی تھی اور والد محترم اور چچا جی اس محفل کی صدارت کر رہے تھے سب سے کچھ نہ کچھ اور نعت وغیرہ سن کر ان کو انعام دیا مجھ سے تلاوت سن کر مجھے انعام دیا پھر فرمانے لگے کہ میرا دل چاہتا ہے تمہیں اور انعام دوں تم پھر قرآن سناؤ میں نے پھر سنایا اور پھر اپنے ابو جان کے ہاتھوں سے انعام حاصل کیا، جب میں نے قرآن مجید مکمل حفظ کیا تو میرے ابو جان میرے لئے سعودیہ سے ایک سیٹ لائے تھے۔ انہوں نے خود وہ اپنے ہاتھوں سے مجھے پہنایا پھر میں نے عالم کا کورس شروع کر دیا میرے ابو جان کہا کرتے تھے جب تم عالمہ بن جاؤ گی تو میں تمہیں ایسی چیز دونگا جسے تم سوچ بھی نہیں سکتی لیکن افسوس کہ میں ابھی دو سال کا کورس مکمل کر کے واپس گھر آئی تو مجھے تیسرا دن ہوا تھا، ابو جان سے باتیں کرنے کا موقع ہی نہ ملا صرف زیادت ہی کر سکی کہ تیسرے روز ابو جان شہید ہو گئے اور جو میں خواب سنہرے دیکھا کرتی تھی کہ عالمہ بن کر وہ چیز جلد از جلد ابو جان سے انعام میں لوں وہ نہ لے سکی اور جو میری ان سے آخری ملاقات ہوئی تھی اس وقت وہ ہمارے جامعہ میں آئے تھے، پھر وہ جانے لگے تو میں نے کہا مجھے کچھ خرچ لینا ہے تو ابو جان نے کہا کہ اس سے بہتر چیز نہ دوں تمہیں، میں نے کہا کیوں نہیں

th CamScanner

تو اس وقت ابو جان نے ایک ڈبیا کھولی اور میں پر تجسس نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ اس ڈبیا میں کیا ہے تو اس میں ایک خوب صورت لاکٹ ہار تھا وہ مجھے خود اپنے ہاتھوں سے پہنایا اور اب وہ لاکٹ میرے پاس محفوظ پڑا ہے میں جان سے زیادہ اس کو عزیز رکھتی ہوں۔ افسوس اب کون ہوگا ان جیسا.....

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص ہمارے دلوں کو ویراں کر گیا

Scanned with CamScanner

ہمیں ان کی محبتیں بہت یاد آتیں ہیں

(بنت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ)

میرے پیارے ابو جان ہم سب سے پیار کرتے تھے اور تمام محلہ داروں سے بھی نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے اور جب بھی میں جمعرات کو مدرسہ سے گھر آتی تو بہت محبت سے پیش آتے تھے اور کبھی چہرہ چومتے کبھی ماتھا چومتے اور پھر میرے ابو جان فرماتے تھے کہ رکوع تو سناؤ کیا پڑھا ہے، پھر ہم رکوع سناتیں تو بہت خوش ہوتے اگر لیٹے ہوتے تو اٹھکر بیٹھ جاتے اور سبحان اللہ کی تسبیح کرتے اور بہت خوشی سے انعام دیتے انعامات تو بہت ملتے رہیں گے اور لوگ دیتے رہیں گے لیکن جو میرے ابو جان کے ہاتھوں کے انعامات تھے اب ہم ان سے محروم ہو چکے ہیں اور میرے ابو جان اتنے اچھے تھے کہ اگر ہم ان کی تعریف بیان کریں تو نہیں کر سکتے اور پڑھائی کے معاملے میں بہت اچھے تھے اور جسمانی روحانی تربیت بہت اچھے طریقے سے کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ میرا دل کہتا ہے کہ تم سے رکوع سنتا رہوں اور انعام دیتا رہوں، اور میرے ابو کو انعامات دینے کا بہت شوق تھا بس وہ کہتے تھے کہ قرآن سنتا چلا جاؤں اور انعام دیتا چلا جاؤں، خدا کی قسم ہمیں ان کی محبتیں بہت یاد آتی ہیں اور میں سب سے چھوٹی بہن ہوں اور بہت چھوٹی عمر میں جامعہ چلی گئی تھی۔ میرے ابو جان میرے سے بہت خوش تھے اور میرے بیس پارے ہونے پر ابو جان نے مجھے انعام دینا تھا اور جب انہوں نے انعام کا کہا تھا اس وقت میرا آدھا پارہ رہ گیا تھا لیکن بیس پارے پورے کر کے ابو کے ہاتھوں انعام لینا نصیب بھی نہ ہوا اور وہ جام شہادت نوش کر گئے اس کا مجھے دکھ ہے میرا آخری انعام رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ میرے ابو جان کو جنت کے بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Scanned with CamScanner

میرے ابی جان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

(بنت مولانا اعظم طارق شہیدؒ)

میرے پیارے ابو جان میرے سے میرے تمام بہن بھائیوں سے محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔ جب بھی ہم بہن بھائی جامعہ سے آتے تو سب سے پہلے پوچھتے کہ قرآن پاک کا کتنا حصہ پڑھ لیا ہے، کون سا پارہ ہے، پڑھائی کیسی ہے، کبھی ہمارا امتحان لیتے اور جب ہم سے قرآن سن لیتے تو انعام دیتے اور جب بھی تھوڑا سا وقت ملتا تو فوراً کہتے تلاوت شروع کرو، جب ہم پڑھنا شروع کرتے تو سبحان اللہ الحمد اللہ کی تسبیح شروع کر دیتے اور اتنا خوش ہوتے کہ آنکھوں سے آنسو آ جاتے اور جب مجھے مدرسہ داخل کرانے کے لئے گئے تو آنکھوں میں آنسو آ گئے حالانکہ کبھی کسی وجہ سے اتنا پریشان نہ ہوتے تھے اور فرمانے لگے کبھی اتنی چھوٹی عمر میں کسی کو اتنا دور پڑھنے کے لئے نہیں بھیجا اسے میں پہلی دفعہ اتنی چھوٹی عمر میں جامعہ میں بھیج رہا ہوں اور میں جب بھی گھر آتی ہوں میرے سے یہ پوچھتے کہ ابھی قرآن پاک کا کتنا حصہ باقی رہتا ہے کتنے پارے رہتے ہیں اور جب میں اپنے ابو جان کی شہادت سے پہلے گھر آتی تو ابو جان نے پوچھا کہ آخری پارہ کتنا رہتا ہے تو میں نے کہا کہ آخری ربع رہتا ہے تو فرمایا کہ تم اگلی دفعہ گھر آؤ گی تو قرآن پاک ختم کر کے آنا تو میں نے کہا کہ انشاء اللہ ضرور ختم کر کے آؤں گی لیکن میری قسمت کہ میرا قرآن پاک ختم ہوا تو کچھ دنوں بعد پیارے ابو جان شہادت نوش فرما گئے نہ میں ابو جان کو یہ بتا سکی کہ میرا قرآن پاک ختم ہو گیا ہے اور نہ وہ یہ خوشخبری سن سکے اب میرے دل میں یہ حسرت باقی ہے کہ آخری دم تک ابو جان میرے منہ سے ختم قرآن پاک کی خوشخبری سن سکے نہ مجھے انعام دے سکے۔

اللہ تعالیٰ میرے ابو جان کی قبر کو جنت کا ٹکڑا بنائے (آمین)

Scanned with CamScanner

کتنے ناداں ہیں اعظم تیرا نام مٹانے والے

(ابن شہید محمد معاویہ طارق)

میں نے اپنے والد محترم کو ایک پھول کی طرح پایا کہ اگر کوئی اس پھول کو اپنے ہاتھوں میں مسل دے تو تب بھی وہ ان مسلنے والے ہاتھوں میں خوشبو چھوڑ جاتا ہے۔ میرے عظیم والد ان گنت خوبیوں کے مالک تھے اس قدر نیک، خوش اخلاق، عبادت گزار، کہ فرشتے بھی رشک کرتے ہونگے۔ میں اپنے والد محترم کی خواہش کے مطابق اس وقت سعودی عرب میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں اور انشاء اللہ پڑھنے کے بعد میں وہیں سے مشن کو آگے لیکر بڑھونگا جہاں میرے والد محترم مجھے ایک جرات مند بے باک عالم باعمل دیکھنا چاہتے تھے ویسا ہی ہوں گا۔ انشاء اللہ!

والد محترم کو جب بھی ہم میں بیٹھنے کا موقع ملتا تو دین کی نصیحتیں کرتے کہ بنیاد دین کا کام کرو اسی میں اللہ کی رضا ہے۔ آرام کرنے کے لئے لیٹتے تو مجھے نصیحتیں کرتے میں پاؤں دباتا اور والد محترم کی نصیحتیں سنتا ایسی نصیحتیں جو عمر بھی میرے کام آئیں گی۔ والد محترم کی زندگی کے آخری ڈیڑھ ماہ بہت قریب رہا ہر سفر میں ان کے ساتھ جایا کرتا لیکن آخری سفر میں مجھے دورہ صرف ونحو کے لئے جامعہ میں جانا پڑا اور اس سفر میں میں والد محترم کے ساتھ نہ تھا ان کی قسمت میں شہادت لکھی تھی ان کو مل گئی۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین۔

لیکن یہ افسوس اب تک دل میں باقی ہے کہ مجھے یقین نہ تھا کہ والد محترم اتنی جلدی داغ جدائی دے جائیں گے۔ بہت دکھ ہے ان کی جدائی کا شہادت کی خوشی بھی ہے ان کا خلا تو اپنی جگہ باقی ہے لیکن ان کے بعد میرے چچا جان مولانا محمد طارق نے ہمیں بہت حوصلہ دیا اور والد محترم کی طرح ہم سب کے سروں پر ہاتھ رکھا اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر

Scanned with CamScanner

سلامت رکھے۔ (آمین) اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی محفلیں اور جنت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے.... آمین)

پتھر کی لکیریں بھی کبھی مٹی ہیں جو اب مٹیں گی
کتنے ناداں ہیں اعظم تیرا نام مٹانے والے

درودیوار پر اداسیوں کا پہرہ ہے اعظم
جھنگ جھنگ نہ رہا تیرے جانے کے بعد

Scanned with CamScanner

میں نے ابو کو جیل میں ہی دیکھا

(ابن شہید محمد انس طارق)

میرے ابو جی بہت اچھے تھے، وہ مجھے بہت یاد آتے ہیں، وہ مجھ سے بہت ہی پیار کرتے تھے کیوں کہ میں تین بہنوں کے بعد دوسرا بھائی پیدا ہوا تھا پہلے صرف بڑے بھائی تھے، پھر ہم دو ہو گئے، ابو جی مجھ سے بہت پیار کرتے تھے اگر غلطی کر لیتا تب بھی ہنس کر ٹال دیتے اگر کبھی تھوڑا سا غصے سے بولتے تو فوراً ہنس پڑتے اور کہتے مجھ سے تمہیں کچھ کہا نہیں جاتا میں نے تو جب سے ہوش سنبھالا ہے ابو جان کو جیل میں ہی دیکھا پھر میں قرآن پاک حفظ کرنے لگ گیا، اسی عرصہ میں پھر جب ہم ابو جان سے ملنے جاتے تو وہاں میرے ابو جی مجھ سے تلاوت سنا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ پڑھتے تو بہت اچھا ہو، لیکن جلدی جلدی پڑھ کر فارغ ہو کر خوشخبری سناؤ۔ تو میں کہتا ابھی میں چھوٹا ہوں جب میں تھوڑا بڑا ہو جاؤں گا تو پھر میں جلدی جلدی پڑھ کر آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔ لیکن افسوس کہ ابھی میرے چار پارے حفظ ہوئے کہ ابو جان شہید ہو گئے اور اب مجھ سے کوئی پوچھنے والا نہیں رہا کہ تم نے کتنا پڑھ لیا ہے اور نہ ان جیسے ہاتھوں سے انعام دینے والا رہا ہے لیکن میں علی حیدر اور محمد بدر اعظم کی طرف دیکھ کر غمزدہ ہو جاتا ہوں کہ میں نے تو پھر بھی ابو جان کو سنا کر انعام حاصل کر لیا لیکن یہ کس کو سنائیں گے اور کس سے انعام لیں گے؟

اللہ تعالیٰ میرے ابو جان کو جنت کے بلند درجات عطا فرمائے (آمین)

Scanned with CamScanner

میرا شہید بھائی.....!

(مولانا محمد عالم طارق)

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ میرے چھوٹے بھائی تھے۔ مجھ سے بے حد پیار کرتے تھے۔ دین اسلام کی خاطر انہوں نے جو قربانیاں پیش کیں، ہمیں ان پر فخر ہے۔ مشن جھنگوی شہیدؒ کیلئے ان کی قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ مولانا اعظم طارق نے نوجوان نسل کو شعور دیا اور جینے کا حوصلہ دیا۔

مولانا اعظم طارق کی شخصیت ایسی تھی کہ ایسے آدمی دنیا میں کم ہی پائے جاتے ہیں۔ جس کام کو کرتے بڑے پختہ عزم اور پوری ہمت کے ساتھ کرتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ جماعت میں شامل ہونے کے بعد پوری توجہ اور تندہی کے ساتھ جماعت کا کام کیا۔ لوگ جانتے ہیں کہ بہت سی مجالس میں مولانا نے اس بات کا ذکر کیا کہ میرے بھائی میری کمزوری ہے۔ میں اس کی تکلیف برداشت نہیں کرسکتا۔ لیکن اس کے باوجود جماعت کو اتنا وقت دیتے تھے اور ورک کرتے تھے کہ ہمارے لیے وقت کم ہی ہوتا تھا۔ ہم نے 2003ء کو سمندری میں رہائش کیلئے مکان لیا، اگرچہ کرائے کا ہی تھا۔ مولانا فرمانے لگے نیا مکان ہے۔ ہماری دعوت کرو، ہم نے دعوت کی، جماعتی مصروفیات کی وجہ سے بچوں کو بھیج دیا خود تشریف نہ لا سکے۔ بعد میں بھی میں نے بارہا خواہش ظاہر کی کہ آپ ہمارے گھر میں تشریف لائیں، کھلی جگہ ہے، آپ کو دیکھ کر خوشی ہوگی۔ وعدے کرتے رہے، جماعتی ذمہ داریوں کی وجہ سے نہ آسکے۔ مارچ سے اکتوبر تک چھ ماہ کا عرصہ بنتا ہے۔ میں ان کا ایک ہی بھائی ہوں، کوئی لمبا چوڑا سلسلہ نہیں ہے کہ آدمی سب کے ہاں جائے اور باری نہ آئے لیکن انہوں نے اپنے آپ کو جماعت کیلئے وقف کر رکھا تھا۔

مولانا اعظم طارق جب ابتدائی دنوں میں جھنگ تشریف لائے تھے۔ ایک دن میں

Scanned with CamScanner

نے پوچھ لیا کہ حالات تو ایسے ہیں ان دنوں میں حالات بہت خراب تھے۔ غیر یقینی صورتحال تھی۔ اگر کوئی ایسی حادثاتی صورت پیش آجائے تو پھر آپ دفن کے بارے میں کیا کہیں گے؟ ظاہر ہے کہ ایسی باتیں پوچھنے کیلئے بھی بڑا حوصلہ چاہیے۔ میں نے جگر پر ہاتھ رکھ یہ بات پوچھ لی۔ یہ 1991ء کی بات ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جھنگ آکر جھنگ والوں کے ساتھ مرنے اور زندہ رہنے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر ایسی کوئی صورت پیش آجائے تو مجھے اپنے آبائی گاؤں کی طرف نہیں لیکر جانا۔ میں زندہ رہوں یا نہ رہوں لیکن جھنگ والوں کے ساتھ رہوں گا۔ شہادت کے موقع پر خاندان کے بعض لوگوں نے اصرار کیا کہ ہمارے آبائی گاؤں کا قبرستان ہے۔ شہید کی خصوصی برکات ہوتی ہیں۔ ہم ان سے کیوں محروم رہیں۔ میرے سامنے مولانا کی بات تھی۔ میں نے اپنے عزیزوں کی بات کو رد کر دیا۔ اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ مولانا کی خواہش یہی تھی۔ جب مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ ہوئے تو ان کے گھر والے بھی نہیں مان رہے تھے کہ ان کی تدفین جھنگ میں ہو۔ اس موقع پر مولانا اعظم طارق نے خصوصی طور پر ان کے خاندان سے کہا کہ دیکھیں! ان کو مولانا جھنگوی شہیدؒ کے پہلو میں دفن ہونے دیں۔ میرا بھی ارادہ ہے کہ جب کبھی میں بھی دنیا سے جاؤں گا تو میں بھی وہیں دفن ہوں گا۔ جو بات کہتے تھے دل کی گہرائی سے کہتے تھے۔ جھنگ کے لوگوں سے انہوں نے مثالی وفا کی ہے۔ زندگی بھی ان کے ساتھ گزار دی ہے اور شہید ہونے کے بعد انکی تدفین بھی یہیں ہوئی۔ جھنگ کے لوگوں نے بھی انکے ساتھ بہت وفا کی۔ وہ جیل میں تھے تب بھی انہیں ایم این اے بنایا۔

مولانا سے اگر کوئی یہ کہتا کہ ہم اتنی رقم دیتے ہیں ہمارا فلاں کام کروا دو تو مولانا اسے اپنے پاس سے اٹھا دیتے اور فرماتے کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ تم ہمیں کرائے کے لوگ سمجھتے ہو؟ جاؤ کسی اور سے بات کرو۔ ہاں! ویسے اگر کہتے ہو کہ تمہارے ساتھ ظلم ہوا ہے تو ہم معاونت کریں

Scanned with CamScanner

گے۔لیکن یہ لالچ کہ پیسے لیکر کام کروادو، ایسا ہم ہرگز نہیں کریں گے۔ جب بھی کوئی معاملہ ان کے سامنے آتا مکمل تحقیق کرتے ، اگر وہ آدمی واقعی مظلوم ہو حقدار ہو تو پھر اس کی مدد کرتے۔اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ معاملہ اس کے برعکس ہے تو بالکل معاونت نہیں کرتے تھے۔

مولانا اعظم طارق نظم میں ضرور سخت تھے لیکن بلا تحقیق کسی کی معاونت نہیں کرتے تھے ۔مولانا سے میری آخری ملاقات دو دن قبل ہفتہ کے روز ہوئی۔ میں سمندری سے جھنگ آیا تھا۔ لوگوں کے ہجوم میں بیٹھے ہوئے ان کے مسائل سن رہے تھے۔کافی دیر ان کے پاس یہاں بیٹھا رہا ۔پھر گھر میں علیحدہ ملاقات ہوئی۔ گھریلو معاملات تھے۔اس حوالے سے گفتگو ہوتی رہی ظہر کے بعد قریباً اڑھائی بجے ان سے مل کر رخصت ہوا۔ یہ ان سے آخری ملاقات تھی، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ہمیں بھی ناموس صحابہؓ کیلئے اپنی توانائیں صرف کرنے کی ہمت عطا کرے۔آمین!

Scanned with CamScanner

جہدِ مسلسل کے پیکر کو کبھی فراموش نہ کرنا

(حضرت مولانا محمد احمد مدنی، برادر حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ)

مجھے تحریر لکھنے لکھانے کا زیادہ تجربہ نہیں لیکن "خلافت راشدہ" کا خلوص اور محبت ہے کہ انہوں نے اتنے اہم موقع پر مجھے یاد کیا ہے ان حضرات کے حکم کو فراموش نہیں کر سکتا۔ اپنی اس تحریر کو اپنے لیے اعزاز سمجھتا ہوں۔

برادر مکرم جناب مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے متعلق کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ ان کی زندگی کے تمام اوراق میرے سامنے ہیں۔ 1983ء کا وہ زمانہ جس میں وہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے دورہ حدیث کر کے یہاں جامعہ محمودیہ میں بطور مدرس اور ناظم جامعہ کے تشریف لائے۔ اسی زمانہ سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ نوجوان آگے جا کر ضرور کوئی انقلاب برپا کرے گا۔ بحیثیت ناظم انہوں نے جو فرائض سرانجام دیے ان سے بھی قائدانہ صلاحیتوں اور وفات جرعیت کا اندازہ ہوتا تھا پھر یہاں قریب ہی ناگن چورنگی میں واقع جامع مسجد صدیق اکبر تعمیر ہوئی تو مولانا کی تقریری وہاں بطور خطیب اور امام کے ہوئی۔ اس مسجد میں انہوں نے اپنی خطابت کے ذریعہ اہل کراچی کو جلا بخشی، بعد ازاں سپاہ صحابہ (کالعدم) میں شمولیت اختیار کی اور دشمنان صحابہؓ کے خلاف سینہ سپر ہو گئے کراچی میں رہ کر انہوں نے عظمت اصحابؓ پیغمبر ﷺ کیلئے بہت کام کیا پھر حضرت فاروقی شہیدؒ کی دعوت اور مجلس شوریٰ کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے کراچی اور اہل کراچی کو سوگوار چھوڑ کر جھنگ شفٹ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کا مدفن بھی جھنگ میں بنا۔

حضرت شہیدؒ کی خدمات سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ یہ خدمات ہمیشہ تاریخ کے اندر محفوظ رہیں گی۔ آنے والی نسلیں ان خدمات کو اور اس جہد مسلسل کے پیکر کو کبھی

Scanned with CamScanner

فراموش نہ کرسکیں گی۔ مولانا کا کردار اُجلا کردار ہے۔ پیدائش سے شہادت تک محراب سے لیکر ایوان پارلیمنٹ تک، خطابت سے سیاست تک کبھی بھی اس کردار پر کوئی دھبہ نہیں لگا اس اجلے کردار کے مالک نے ہمیشہ اپنی زندگی ناموس صحابہ کیلئے وقف کیے رکھی۔ یہاں تک کہ اپنی جان دیکر مشن کے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا۔ خداوند قدوس انکی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازیں۔

ماہنامہ ''خلافت راشدہ'' فیصل آباد جو کہ حضرت علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے باقیات الصالحات میں سے ہے۔ اس نے مولانا شہیدؒ کی خدمات کو اپنے اوراق میں زینت بنانے کی کوشش کی ہے۔ جو یقیناً قابل تحسین کام ہے۔ اللہ تعالیٰ برادرم طاہر محمود انجینئر عزیزم محمد یونس قاسمی قاری عبدالغفار صاحب اور حافظ محمد اقبال سحر اور دیگر رفقائے کار کو اس محنت کا اجر عظیم عطا فرمائیں اور اس محنت کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ ''خلافت راشدہ'' اور ادارہ اشاعت المعارف کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

Scanned with CamScanner

مجھے لکھنے نہیں دیتا کوئی حرف غم تیرا

(داماد مولانا محمد اعظم طارق شہید)

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کو اللہ نے بڑے عالی مقام سے نوازا تھا کہ مجھ سا آدمی کیا تعریف کرے۔ آپ دنیا سے بہت بے رغبت تھے اگر کوئی شخص کروڑوں کی آفر کرتا تو پاؤں کی ٹھوکر سے اڑا دیتے۔ ہمیشہ موت کو یاد رکھتے فرماتے میں نے موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے لہذا میں ہر وقت اس کی انتظار میں رہتا ہوں۔ جھنگ والوں سے بہت محبت تھی بلکہ خدمت خلق کو افضل العبادات میں شامل کرتے تھے۔ ایک دفعہ سب بچوں نے ملکر یہ درخواست کی کہ ہمیں بھی کچھ وقت دیا جائے تا کہ دل کی باتیں ہو سکیں چاہے مہینہ میں ایک دن ہو جواب دیا کہ مجھ سے یہ برداشت نہیں کہ باہر مظلوم عوام کھڑی رہے اور میں کہہ دوں کہ جی یہ میرے بچوں کا وقت ہے اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ انہیں مخلوق سے کتنی محبت تھی۔

لرزتے ہاتھ اور تھرتھراتا ہے قلم میرا
مجھے لکھنے نہیں دیتا کوئی بھی حرف غم تیرا

جھنگ تو ان کو اتنا عزیز تھا کہ فرماتے کہ میرا کہیں دل نہیں لگتا بس سکون جھنگ آکر ملتا ہے۔ بسا اوقات صبح بغیر ناشتہ کے دفتر بیٹھ جاتے نمازوں کے اوقات پر نماز ادا کرتے پھر دفتر یہاں تک کہ رات کے 2 بجے تک اور کچھ کھایا بھی نہ ہوتا اگر میں کہتی کہ آپ کچھ وقت آجاتے تو جواب ہوتا کہ مجھے جو اتنی مشقت مخلوق خدا کے لیے اٹھانی پڑتی ہے۔ یہ ساری رات کے نوافل سے افضل ہے کھانا تو دور کی بات ہے نہ بھی کھاؤں گزارہ ہو جائیگا اگر سوال ہو گیا قیامت والے دن عوام کا تو کیا جواب دوں گا۔ خوب لکھا لکھنے والے نے۔

شاہ مخمل پہ سونے والے تو جاگ کے سو بھی چکے

Scanned with CamScanner

مجھے حقیقی بیٹا سمجھا

(راشد فاروقی سیکرٹری مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ)

1998ء میں، میں جامعہ فریدیہ اسلام آباد میں پڑھا کرتا تھا ان دنوں مولانا محمد اعظم طارق اسمبلی کا الیکشن جیت کر اسلام آباد گلشن حیات ہاسٹل آئے۔ وہیں پر مولانا غلام محمود کی وساطت سے ملاقات اور تعارف ہوا اور پھر آہستہ آہستہ تعلق بڑھتا گیا مجھے جھنگ دیکھنے کا بہت شوق تھا ایک بار میں ان کے ساتھ جھنگ گیا بس پھر آخری وقت تک مولانا شہیدؒ کے ساتھ بطور سیکرٹری رہا۔

مجھ سے پہلے یوسف فاروقی اور عبدالرحمن بٹ مولانا کے سیکرٹری تھے حالات کی سختی اور گھریلو مجبوری کی بنا پر وہ مولانا شہیدؒ کے ساتھ نہ رہ سکے۔ ان دنوں مولانا شہیدؒ کے ساتھ رہنا تھا لہذا یہ منصب انہوں نے مجھے دیدیا ان بارہ سالوں میں مولانا شہیدؒ نے مجھے اپنے ساتھ بالکل اسی طرح رکھا جیسے ایک حقیقی بیٹا ہوتا ہے انہوں نے مجھے کبھی یہ نہیں محسوس ہونے دیا کہ میں ان کا ملازم ہوں۔

لاہور کورٹ حملے کی وجہ سے مولانا شدید زخمی ہو گئے تھے یہ حالت تھی کہ میں دیکھ کر تڑپ جاتا تھا۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا تھا مولانا شہیدؒ نے اس وقت بھی کوئی نماز قضا نہیں کی ایسی حالت میں بھی تیمم کے بجائے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھا کرتے تھے، مولانا شہید کی اس ادا کو دیکھ کر اکثر بزرگوں نے کہا یہ شخص اس دور کا مجدد اور ولی کامل ہے۔

بے نظیر دور میں بے نظیر نے طارق لودھی کے ذریعے نئی گاڑی اور دو کروڑ روپے کی پیشکش کی اور جواب میں صرف اتنا چاہا کہ حکومت کی مخالفت نہ کریں مولانا شہیدؒ نے انداز فاروقی اپناتے ہوئے تمام آفروں کو ٹھکرا دیا اور حق کو حق اور غلط کو غلط کہا یہ تو معمولی سے واقعات ہیں

Scanned with CamScanner

مولانا شہید کی زندگی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جو ایک عام انسان کی فہم سے بھی دور ہیں۔

جب مولانا شہید اڈیالہ جیل میں تھے اس وقت مجھے رحمانیہ دواخانے سے گرفتار کیا گیا اور دس دن مختلف ٹارچر سیلوں میں تشدد کے بعد جیل منتقل کر دیا جہاں مولانا محمد اعظم طارق بھی تھے مگر ہماری ملاقات نہیں ہونے دی پھر وہاں سے مولانا کو اٹک جیل میں لے گئے جہاں سے مولانا مجھے خطوط کے ذریعے تسلی دیا کرتے تھے۔

مولانا شہیدؒ کا اخلاص، ان کی مشن سے محبت، گھر بار، جان و مال سب کچھ صحابہؓ کی عظمت ان کے دفاع کیلئے قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ بس ایک یہی وجہ تھی کہ ان کے ساتھ شدید محبت تھی ہم سوچتے تھے کہ ہمارا انجام بھی ایک دن گولی ہے مگر جب مولانا کی طرف دیکھتے تو اس بات کا احساس ہوتا کہ ہماری جان مولانا شہیدؒ کی جان سے زیادہ قیمتی نہیں جب مولانا عظمت صحابہؓ کیلئے شہادت کو قبول کرتے ہیں تو ہمیں بھی یہ شہادت قبول ہے۔ حکومت کی حمایت کا فیصلہ ان کا ذاتی نہیں تھا یہ تو پوری جماعت کا فیصلہ تھا اور پھر حکومت کی حمایت تو شریعت بل سے مشروط تھی۔

ان کی دینی غیرت و حمیت اور جرات نے بہت متاثر کیا۔ اکثر دھمکی آمیز کالیں آیا کرتی تھیں مگر وہ اپنے عزم میں پکے تھے۔ جس مشن کو پکڑ لیا بس اسی میں آگے آگے چلتے گئے کبھی پیچھے ہٹنا تو دور کی بات ہے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ ہماری اللہ سے دعا ہے کہ ان کی شہادت کو قبول فرمائے ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

Scanned with CamScanner

دل دے بھی گئے اپنا صلہ لے بھی گئے
وہ آکے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے
آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رُخ زیبا لے کر
فریاد کر رہی ہیں تری ہوئی نگاہیں
کسی کو دیکھے زمانہ گزر گیا

اللہ رب العالمین ہمارے پیارے قائد کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

Scanned with CamScanner

علماء کرام اور دانشوروں کا خراجِ تحسین

Scanned with CamScanner

ان ہی کا سکہ چلتا تھا

(مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی)

حضرت مولانا اعظم طارق شہیدؒ برد اللہ مضجعہ ۔کو اللہ بزرگ وبرتر نے شہادت کے بلند مقام پر فائز فرما کر خلد بریں کے خوش نصیب اور نیک بخت مقربین بارگاہ کی ہم نشینی عطا فرمائی ہے۔ فانہ قادوفاز برب الکعبۃ ۔

وہ شہداء ناموس صحابہؓ، سالار قافلہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ، مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ اور علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید کی جدائی زیادہ دیر برداشت نہ کر سکے، بہت جلدی کی اور کسی کی پروا کئے بغیر احباب سے جا ملے۔

حضرات صحابہؓ کی حرمت وعزت کے تحفظ کی خاطر جان کی بازی لگا کر جو داستان مہر ووفا ان حضرات نے رقم کی ہے اس کے نقوش انمٹ ہیں، ان کو دلوں سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ یہ جرات، ہمت اور عزیمت کی ایک قابل رشک سرگزشت ہے۔

ان حضرات کا ہر فرد اپنے موضوع پر خلوص کے لحاظ سے علم کے اعتبار سے جہد مسلسل کی وجہ سے، قربانیوں کی بناء پر مقبولیت اور محبوبیت کے اس مرتبے پر فائز تھا کہ زمانہ حاضر ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، یہی وجہ تھی کہ جلسوں میں ان ہی کا سکہ چلتا تھا، انہی کی وجہ سے لوگ جلسے کا رخ کرتے تھے اور انہی کو سننا چاہتے تھے، وہاں دوسرے کسی کی دال گلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، لوگ ان پر ٹوٹ ٹوٹ پڑتے تھے، دل وجان سے ان پر فدا اور قربان تھے، ان کی گفتگو واضح اور دلائل کے لحاظ سے بڑی وزنی ہوتی تھی۔ ان کے یہاں مداہنت کا گزر نہیں تھا۔ حق گوئی اور بے باکی نے ان کو شیر نر بنا دیا تھا۔

رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ ،واد خلہم فسیح جناتہ ،

والہم ذویہم الصبرو والسلوان

Scanned with CamScanner

عزیمت دم توڑ گئی

(مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کراچی)

حضرت مولانا اعظم طارق شہیدؒ کو ایک عرصہ سے جانتا ہوں، مولانا انتہائی بے باک نڈر، دلیر اور مجاہد انسان تھے۔ خداوند قدوس نے انکو بے پناہ صفات حسنہ سے نوازا تھا تحفظ اصحابؓ رسول اللہ ﷺ کیلئے انکی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ پاک افغان ڈیفنس کونسل کے فورم پر انہوں نے طالبان کی حمایت میں انتہائی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے احتجاجی جلوسوں کی نہ صرف قیادت کی بلکہ ظالم حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کہا کہ طالبان پر شب خون مارنے والے پاکستان اور اسلام کے دشمن ہیں۔ مولانا کی شہادت سے یقیناً استقامت کا باب ختم ہوگیا۔ عزیمت دم توڑ گئی ہے۔ خداوند قدوس انکی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

Scanned with CamScanner

وہ ہمیشہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

(مولانا سمیع الحق سینئر وامیر جمعیت علماء اسلام)

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ باعمل عالم دین، نڈر مجاہد اور باصلاحیت راہنما تھے۔ انہوں نے دین کے معاملے میں کبھی کمزوری کا مظاہرہ نہ کیا۔ بڑے سے بڑے جابر حکمران کے سامنے حق بات کہہ دینا ان کا خاص وصف تھا۔ پہلا الیکشن انہوں نے ہماری جماعت کے ٹکٹ پر لڑا تھا۔ شروع سے ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ رہیں۔ مولانا اعظم طارق شہیدؒ ہمیشہ اپنے موقف پر قائم رہے۔ بڑے سے بڑے لالچ انہیں اپنے موقف سے دستبرداری پر مجبور نہ کر سکے۔ خداوند کریم انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

یہ قیمتی خون ضائع نہیں جاسکتا

(سفیر ختم نبوت، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ)

حضرت مولانا محمد اعظم طارق جرنیل سپاہ صحابہؓ کنوینر ملت اسلامیہ پاکستان کی شہادت کا المناک واقعہ پوری ملت اسلامیہ کیلئے ایسا نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ اس خلا کا پر ہونا بہت ہی مشکل ہے وہ ناموس صحابہ کرامؓ، ازواج مطہرات، امہات المومنینؓ کی عزت وناموس اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی جدوجہد کرتے ہوئے شہادت عظمیٰ کا مرتبہ حاصل کر کے زمرہ شہداء میں شامل ہو گئے۔ اسی مشن پر انکے قائد مولانا حق نواز شہیدؒ، مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ عزیمت واستقامت اظہار الحق اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے ہیں ان شہداء کا یہ قیمتی خون ضائع نہیں جاسکتا انشاء اللہ وہ دن پاکستان میں ضرور آئیگا جب ناموس صحابہ اور اہل بیت کے تحفظ کا قانون بنے گا اور دشمنان صحابہ کا منہ کالا ہوگا۔ انشاء اللہ یہ خون بھی رنگ لائیگا۔ راقم تو اس وقت زندہ ہوگا یا نہیں یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے لیکن واقعات کی روشنی میں میری یہ پیشگوئی سمجھ لیں کہ ایک نہ ایک دن حکومت مجبور ہو کر یہ قانون بنائیگی اس وقت ملک میں حقیقی اور پائیدار امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک حکومت ان گستاخوں کیلئے قانون بنا کر ان کو عبرتناک سزائیں نہیں دیتی۔ میری دعا ہے کہ مولانا اعظم طارق مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ علیین اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمادیں اور انکے تمام متعلقین اور محبت رکھنے والوں کو صبر جمیل اور اجر جزیل نصیب فرمائیں اور مولانا مرحوم کے صاحبزادوں کو اللہ تعالیٰ ان کا صحیح جانشین بنائے میرے لیے تو باعث فخر تھا میں ان کی محبت کو اپنی بخشش اور نجات کا وسیلہ سمجھتا ہوں مجھے اپنے حقیقی بیٹوں سے زیادہ پیارا اور قابل قدر تھا اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت سے وافر حصہ نصیب فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

مولانا اعظم طارق نے نوجوان نسل کو بیدار کیا۔

(قائد ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری مدظلہ)

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے ساتھ پہلی ملاقات 12 مارچ 1990ء کو اس وقت ہوئی جب امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ کی شہادت کے بعد 16 مارچ 1990ء کو مینار پاکستان لاہور میں ہونے والی پہلی دفاع صحابہ وحق نواز جھنگوی شہیدؒ کانفرنس کی تیاریاں عروج پر تھیں اور کانفرنس کی تیاریوں کیلئے مختلف علاقوں میں دورے شروع تھے۔ میں محمد اقبال نور محمد سکھر والے اور عبدالحمید میمن کے ہمراہ کراچی پہنچا تو مولانا اعظم طارق میرے استقبال کیلئے موجود تھے۔ 16 مارچ کو پہلا جمعہ میں نے جامعہ محمودیہ ناگن چورنگی اور علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے وہ جمعہ جامع مسجد صدیق اکبر ناگن چورنگی میں پڑھایا تھا۔ مولانا محمد اعظم طارق کو میں نے اچھائی چاک و چوبند، فعال اور دین کی تڑپ رکھنے والے مخلص نوجوان کے روپ میں دیکھا۔ چونکہ یہ سپاہ صحابہؓ کا ابتدائی دور تھا۔ لیکن اس دور میں کراچی کے اندر مولانا محمد اعظم طارقؒ نے مشن جھنگوی کیلئے جس طرح انتھک محنت کر کے نوجوان نسل کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا وہ ان ہی کا حصہ تھا۔

انہوں نے پوری زندگی میں ہر ذمہ داری کو بڑے احسن انداز میں پورا کیا۔ 16 مارچ 1990ء کی کانفرنس میں مولانا ایثار القاسمی سٹیج سیکرٹری تھے۔ ہم بہت بڑے جلوس کی صورت میں جلسہ گاہ پہنچے اس وقت مولانا اعظم طارق کی پرجوش تقریر سے قائدانہ صلاحیتوں کی رمق صاف دکھائی دے رہی تھی۔

مولانا محمد اعظم طارقؒ کی پارلیمانی جدوجہد تاریخ ساز اہمیت کی حامل ہے۔ ان کی مظلومانہ شہادت کا صدمہ بھلایا نہیں جاسکتا یہ سپاہ صحابہؓ کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

Scanned with CamScanner

مولانا محمد اعظم طارق کی شہادت کے محرکات میں وانا آپریشن اور نصاب میں تبدیلی سر فہرست ہیں۔ کیونکہ حکومت یہ سمجھتی تھی کہ مذکورہ دونوں عوامل اعظم طارق" کی آسمبلی کے اندر موثر آواز کی موجودگی کی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچائے جاسکتے۔ ہماری دیانتدارانہ رائے ہے کہ اگر مولانا اعظم طارق شہیدؒ موجود ہوتے تھے۔ وانا آپریشن اور نصاب میں تبدیلی پر ردعمل کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ مولانا محمد اعظم طارقؒ کی شہادت وفاقی حکومت اور اس کے غیر ملکی سرپرستوں کا کیا دھرا ہے ہم نے بہت صبر لیا ہے۔ قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

Scanned with CamScanner

مولانا اعظم طارق شہیدؒ..... عزم واستقامت کا پیکر

(مولانا زاہد الراشدی)

مولانا اعظم طارق بھی اپنے پیشرو رہنماؤں، مولانا حق نواز جھنگویؒ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ اور مولانا ایثار الحق قاسمیؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سفاک قاتلوں کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے یہ افسوس ناک خبر امریکہ کے شہر بفیلو میں سنی جہاں میں ۱۶ اکتوبر کو مولانا عبدالحمید اصغر کے ہمراہ دارالعلوم مدینہ کی ختم بخاری شریف کی تقریب میں شرکت کے لیے عصر کے وقت پہنچا۔ اس تقریب سے حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی نے خطاب کرنا تھا اور مجھے بھی کچھ معروضات پیش کرنے کے لیے حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن نے حکم دیا تھا جو دارالعلوم مدینہ کے سربراہ ہیں اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کے خلیفہ مجاز ہیں۔ ہم جب تقریباً گھنٹے کا بائی روڈ سفر کر کے بفیلو پہنچے تو وہاں عصر کا وقت تھا جب کہ پاکستان میں رات پچھلے پہر کا عمل ہوگا۔ وہاں پہنچتے ہی دارالعلوم مدینہ کے ایک استاد نے خبر دی کہ مولانا اعظم طارقؒ اسلام آباد میں گولڑہ موڑ کے قریب بے رحم قاتلوں کی فائرنگ کا نشانہ بنتے ہوئے اپنے چار محافظوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔ زبان پر بے ساختہ انا للہ وانا الیہ راجعون جاری ہوا اور دل غم واندوہ کی گہراؤیں میں ڈبکیاں کھانے لگا۔

ابھی ۷ ستمبر کو چناب نگر میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس تھی۔ عشاء کے بعد کی نشست سے خطاب کر کے میں واپسی کی تیاری کر رہا تھا کہ پتہ چلا کہ مولانا محمد اعظم طارقؒ آگئے ہیں اور انہوں نے تھوڑی دیر کے بعد کانفرنس سے خطاب کرنا ہے۔ ایک عرصہ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے ان کی قیام گاہ کی طرف چلا گیا۔ وہ اپنے عقیدت مندوں اور محافظوں کے ہجوم میں گھرے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھ کھڑے

Scanned with CamScanner

ہوئے، تپاک سے ملے، ایک دوسرے سے ہم نے حال احوال معلوم کیا۔ کھانا اکٹھے کھایا، پھر انہوں نے اپنے رفقاء کو اشارہ کیا اور وہ سب کمرے سے باہر چلے گئے۔ تنہائی ہوتے ہی انہوں نے دو باتوں کے بارے میں مشورہ کے طور پر استفسار کیا۔ پہلی بات یہ تھی کہ انہوں نے سیاسی طور پر جو راستہ اختیار کیا ہے، اس کے بارے میں انہوں نے میری رائے پوچھی، ان کا کہنا تھا کہ پنجاب کے حوالہ سے ہمارے لیے الگ سیاسی راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ وہ اگر مجلس عمل اور جمعیت علمائے اسلام سے ہٹ کر پنجاب کے حالات کے پیش نظر ایک الگ سیاسی راستے کو ضروری سمجھتے ہیں تو اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور ان کا حق ہے کہ وہ اپنے احوال اور مشن و جماعت کی ضروریات کے پیش نظر جو سیاسی لائحہ عمل مناسب سمجھیں، اختیار کریں لیکن اس کے لیے متحدہ مجلس عمل اور جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ محاذ آرائی ضروری نہیں ہے بلکہ جب اس ضمن میں باہمی محاذ آرائی کی صورت نظر آتی ہے تو میرے جیسے کارکنوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس کا نقصان ہوتا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا بسا اوقات مجبور ہو جاتی ہے تاہم ہماری کوشش ہے کہ ایسی صورتحال پیدا نہ ہو۔

دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ وہ نوجوانوں کی ذہنی اور فکری تربیت کے لیے ایک پروگرام ترتیب دینا چاہتے ہیں۔ جس کے لیے وہ چاہتے ہیں کہ میں تعاون کروں اور اس پروگرام میں عملی شرکت بھی کروں۔ میں نے گزارش کی کہ یہ میرے لیے انتہائی خوشی کی بات ہے اور میں فکری اور عملی محاذ پر ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہوں۔ اس لیے کہ میں دیانتداری کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ ہم جس جس شعبہ میں بھی کام کر رہے ہیں۔ اس کے لیے ہمارے کارکنوں بلکہ قیادت تک کی ذہنی اور فکری تیاری مکمل نہیں ہے اور ہم ضروری تیاری کے بغیر مختلف محاذوں پر جو کچھ کر رہے ہیں اس کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہو رہا ہے۔ مثلاً شیعہ سنی مسئلہ کو ہی لے لیں مجھے اس محاذ کی

Scanned with CamScanner

اہمیت سے انکار نہیں اور میں دینی اور قومی دونوں حوالوں سے اس مسئلہ کی اہمیت اور سنگینی سے پوری طرح آگاہ ہوں لیکن میرے نزدیک اس کا حل کارکنوں کو جذباتی طور پر مناظرانہ انداز میں تیار کر دینا نہیں ہے۔ بلکہ سنی شیعہ کشمکش کی ایک پوری تاریخ اور طویل تاریخ پس منظر ہے جس سے اس محاذ کی قیادت اور کارکنوں کا پوری طرح آگاہ ہونا ضروری ہے اور ان کے ذہنوں میں صرف عقائد کے فرق کا واضح ہو جانا کافی نہیں ہے بلکہ اس طرح یہ بھی لازمی ضروری ہے کہ ہماری ملی تاریخ میں اہم مواقع پر اہل تشیع نے جو کردار ادا کیا ہے اس سے واقفیت ہو۔ اس وقت دنیائے اسلام میں اہل تشیع کی جو تحریکات کام کر رہی ہیں ان سے پوری طرح آگاہی ہو اور عالم اسلام کے بارے میں اہل تشیع کی عالمی قیادت کا اس وقت جو ایجنڈا ہے اس کا علم ہو، ان امور سے کما حقہ آگاہی کے بغیر اس محاذ پر کوئی بھی کام موثر اور نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوگا بلکہ فائدہ کی بجائے نقصان کا احتمال زیادہ ہے۔ مولانا محمد اعظم طارقؒ نے میری باتوں کو توجہ سے سنا۔ بعض سے اتفاق بھی کیا اور یہ فرمائش کی کہ نوجوانوں کی ذہنی و فکری تربیت کے نصاب اور پروگرام کی تیاری میں ان سے تعاون کروں جس کا میں نے وعدہ کر لیا اور پھر آئندہ ملاقات کے وعدہ پر ہم ایک دوسرے سے رخصت ہو گئے۔

مگر کسے خبر تھی کہ یہ آخری ملاقات ہوگی اور پھر اس کے بعد اس دنیا میں ایک دوسرے سے ملاقات و گفتگو کا کوئی موقع نہیں ملے گا۔ یہ قضا و قدر کے فیصلے ہیں جو اٹل ہوتے ہیں اور وہی صحیح بھی ہوتے ہیں۔ مولانا اعظم طارق شہیدؒ نے جس انداز سے زندگی بسر کی ہے اور ایک مشن کو زندگی کا مقصد بنا کر اس کے لیے قربانیاں دی ہیں وہ بلاشبہ عزیمت و استقامت کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ مولانا حق نواز جھنگویؒ، مولانا ایثار الحق قاسمیؒ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ اور ان کے بعد اب مولانا محمد اعظم طارقؒ نے آج کے دور میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموس کے تحفظ کے لیے جدوجہد کے ایک راستے کا انتخاب کیا جو مشکلات کا راستہ تھا، تکالیف کا

Scanned with CamScanner

راستہ تھا، جان ہتھیلی پر رکھ کر آگے بڑھنے کا راستہ تھا، اذیتوں اور مصیبتوں کا راستہ تھا اور بے رحم قوتوں سے ٹکرانے کا راستہ تھا، ان کے طریق کار سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ اور طرز عمل کی تغلیط کی جا سکتی ہے۔ خود مجھے بھی اختلاف رہا ہے جواب بھی قائم ہے اور میں نے اس کے اظہار میں کبھی ابہام سے کام نہیں لیا۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان کی قربانیوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا اس سے زیادہ قربانی کیا ہوگی کہ وہ اپنی جانوں پر کھیل گئے اور اپنی بھرپور جوانیاں سالہا سال تک قید و بند کی نذر کرنے کے بعد اس قربان گاہ پر اپنی جانوں کی بھینٹ بھی چڑھا دی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مولانا حق نواز جھنگوی، مولانا ایثار القاسمی، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی اور ان کے دیگر شہداء کی طرح مولانا اعظم طارق اور ان کے چار دیگر محافظوں کی شہادت کو بھی فرقہ وارانہ کشیدگی کے پس منظر میں دیکھا جا رہا ہے۔ ظاہری منظر یہی نظر آتا ہے اور ماضی کا پس منظر بھی اس رخ کی نشاندہی کرتا ہے لیکن حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی اور دیگر بہت سے اہل دانش کی اس رائے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی تیسرا ہاتھ ملک میں سنی شیعہ کشیدگی کو محاذ آرائی کے ایک نئے راؤنڈ کی طرف دھکیلنا چاہتا ہے اور یہ المناک سانحہ اس کی شرمناک سازش کا کرشمہ بھی ہو سکتا ہے۔ اخباری رپورٹوں کے مطابق حسب معمول حکومت کی طرف سے مکمل تحقیقات کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کے لیے تحقیقاتی کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ اور وفاقی و صوبائی حکمرانوں کے بیانات میں قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی تسلیاں بھی دی جا رہی ہیں مگر یہ سب معمول کی باتیں ہیں اور روٹین ورک کا حصہ ہیں۔ چند روز تک یہ بیانات آتے رہیں گے۔ ممکن ہے تحقیقاتی کمیٹیاں کوئی رپورٹ بھی دے دیں اور کسی رسمی کاروائی کی طرف تھوڑی بہت پیش رفت بھی ہو جائے لیکن یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی نہ مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کے قاتل کیفر کردار تک پہنچیں گے اور نہ ہی مسئلہ کے حل کا کوئی راستہ دکھائی دے گا۔ جہاں تک سنی شیعہ کشیدگی اور تصادم کا تعلق ہے۔ ان کے مابین قتل و قتال کا یہ افسوسناک سلسلہ براہ راستہ ہے یا کوئی تیسرا ہاتھ اس صورت حال سے فائدہ اٹھا

Scanned with CamScanner

رہا ہے جس میں فریقین کے لوگ بھی ایک دوسرے کے خلاف استعمال ہو سکتے ہیں۔ اس کے بارے میں ہم ایک سے زائد بار عرض کر چکے ہیں کہ بنیادی اسباب وعوامل کی نشاندہی اور ان کا ازالہ کیے بغیر اس کشیدگی کو کم کرنے کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ صدر جنرل پرویز مشرف نے حال ہی میں نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ عالمی سطح پر مغرب اور مسلمانوں کے درمیان نفرت اور اشتعال وکشیدگی کی جو فضا مزید خراب ہوتی جا رہی ہے اس کے اسباب وعوامل کو سمجھنا ضروری ہے اور ان کی نشاندہی کر کے ان کو ختم کرنے کے لیے سنجیدہ اقدامات کی ضرورت ہے ورنہ جس دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے مغرب اس وقت سرگرم عمل ہے وہ ختم نہیں ہو سکے گی۔ میں جنرل صاحب کے اس اشارے سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ ہم نے اس کا خیر مقدم کیا ہے اور خود ہمارا موقف بھی یہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جنرل صاحب محترم اور حکومت سے ہماری گزارش ہے کہ ملک کے اندر سنی شیعہ کشیدگی اور باہمی تصادم کی جو فضا پائی جاتی ہے اس کی صورت حال بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ یہاں بھی اسباب وعوامل کی کارفرمائی ہے اور اس کے پس منظر میں بھی باہمی شکایات، غلط فہمیوں اور زیادتیوں کا ایک طویل پس منظر موجود ہے۔ اس لیے اس طرف سنجیدگی کے ساتھ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ امن کی طرف بھی ایک راستہ جاتا ہے اور اسے نظر انداز کر کے مسئلہ کے حل کے لیے وقتی طور پر کیے جانے والے اقدامات کا نتیجہ خود فریبی کے سوا کچھ نہیں نکلے گا۔ ان گزارشات کے ساتھ ہم مولانا محمد اعظم طارقؒ اور ان کے رفقاء کے وحشیانہ قتل کی شدید مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مولانا شہید کی قربانی قبول فرمائیں انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازیں اور جملہ پسماندگان اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین یارب العالمین۔ بشکریہ (ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان) نومبر ۲۰۰۳ء۔

Scanned with CamScanner

مولانا محمد اعظم طارق کی شہادت

(نواسہ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری)

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۳ء کی شام قومی اسمبلی کے رکن اور ممتاز عالم دین مولانا محمد اعظم طارق، ان کے تین محافظوں اور ڈرائیور سمیت پانچ افراد کو اسلام آباد میں داخل ہوتے ہوئے گولڑہ موڑ پر دہشت گردی کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔

انا للہ و انا علیہ راجعون!

مولانا محمد اعظم طارقؒ شہید تحفظِ ناموس ازواج واصحاب رسول علیہم الرضوان کے عظیم نقیب وعلم بردار تھے۔ وہ قول کے نہیں عمل کے آدمی تھے۔ وہ شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہو کر اپنے پیش رو شہداء مولانا حق نواز جھنگویؒ، مولانا ایثار القاسمیؒ اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ رحمہم اللہ سے جا ملے۔ انہوں نے بہت مختصر عمر میں بڑا نام کمایا اور بڑا کام کیا۔ انہوں نے دین کی اجتماعی زندگی میں اپنے لئے جس راستے کو منتخب کیا وہ اس کے انجام سے بھی بخوبی واقف تھے۔ شہادت ان کی آرزو تھی مگر مصائب وآلام، تشدد، اذیت، قید وبند اور پے در پے صدمات کی دشوار گھاٹیوں کی انہوں نے جس پامردی، جرات، حمیت شجاعت، اخلاص اور جزبہ للّٰہیت سے سرشار ہو کر عبور کیا وہ ان کے ایمان کی سچائی پر شاہد عدل ہے۔

مولانا کو شہید ہوئے آج دو ماہ گزر گئے ہیں مگر ابھی تک ان کے قاتل گرفتار نہیں ہوئے۔ اور یہاں قاتل پکڑے ہی کب جاتے ہیں۔ بزدل دشمنوں نے ایک بات طے کر لی ہے کہ مد مقابل کو دلیل اور علم کے ذریعے خاموش کرنے کی بجائے راستے سے ہی ہٹا دیا جائے۔

وطنِ عزیز میں اس ظالمانہ فعل اور رسم بد کا آغاز بانی پاکستان محمد علی جناحؒ کو کسمپرسی کے عالم میں سسک سسک کر مارنے سے ہوا۔ پھر لیاقت علی خان قتل ہوئے اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

Scanned with CamScanner

کو زہر دے کر مارا گیا۔ اسی طرح خواجہ محمد رفیق، عبدالصمد جکوئی، مولوی شمس الدین، ڈاکٹر نذیر احمد، محمد صلاح الدین، حکیم محمد سعید، مولانا عبداللہ اور دیگر کئی معزز ہستیوں کو باری باری قتل کر کے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ اب نیا انکشاف یہ ہوا ہے کہ بانی پاکستان کی ہمشیر مس فاطمہ جناح کو بھی قتل کیا گیا۔ آج تک کسی کے قاتل گرفتار ہوئے اور نہ کسی کو سزا ملی۔ اب تو یہ روزمرہ کا معمول ہو گیا ہے۔

انقلاب ایران کے بعد پاکستان میں مذہبی طبقاتی کشمکش ابر تصادم کی جو صورت پیدا ہوئی تھی اس میں بہت شدت آئی اور بڑی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ یہ فیصلہ تو مستقبل کا مورخ ہی کرے گا کہ اس کا ذمہ دار کون ہے مگر مولانا محمد اعظم طارق نے اپنی خداداد صلاحیت سے اس تصادم کو ختم کیا۔ ملک میں امن وامان قائم ہوا۔ وہ اپنی جماعت کو قومی سیاسی دھارے میں لائے۔ اپنے کارکنوں کو حوصلے ہمت اور صبر کی تلقین کر کے ان صفات کو خوگر بنا دیا۔

ان حالات میں مولانا کا قتل یقیناً ملک کے خلاف ایک گہری سازش اور قوم کا عظیم نقصان ہے۔ مولانا حکومت کے حلیف تھے۔ اس اعتبار سے ایک رکن اسمبلی کا حکومت کی ناک کے نیچے اسلام آباد میں یوں قتل ہونا کئی شکوک وشبہات کو جنم دیتا ہے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سانحہ کے مجرموں کو گرفتار کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچائے۔

اس سانحہ کے دو ماہ بعد جو سب سے اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ وہ بعض مذہبی تنظیموں پر پابندی عائد کرنے کا فیصلہ ہے۔ کالعدم سپاہ صحابہ کی متبادل ملت اسلامیہ پاکستان، کالعدم جیش محمد کی متبادل خدام الاسلام اور کالعدم تحریک جعفریہ کی متبادل اسلامی تحریک پر حکومت نے پابند عائد کر کے ان کے دفاتر سربمہر کر دیئے ہیں اور ریکارڈ قبضے میں لے لیا ہے۔ ان تنظیموں کے بعض رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ گرفتاریوں کو سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ جبکہ ایک اور کالعدم

Scanned with CamScanner

تنظیم لشکر طیبہ کی متبادل جماعت الدعوۃ پر نگرانی سخت کر دیا ہے۔ مولانا اعظم طارق" شہید ہوئے تو فضا پر سکوت طاری ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اگر یہی صورت حال برقرار رہی تو آئندہ دنوں میں حکومت کی طرف سے مزید اقدامات ہوں گے۔ جن کا عندیہ خود حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں نے دیا ہے۔ اب دینی رسائل و جرائد اور دینی مدارس کے گرد گھیرا تنگ کیا جائے گا۔ اور باقی ماندہ دینی جماعتوں کے لیے بھی مشکلات پیدا کی جائیں گی۔ اگر قومی رہنماؤں کی سوچ یہی رہی کہ وہ دوسرے کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خود کو محفوظ تصور کرتے رہے تو ایک دن ان کی باری بھی آجائے گی اور انکے دکھ بانٹنے والا کوئی نہ ہوگا۔ وہ تنہا اپنے آنسو پونچھیں گے۔ یہ امر محل نظر ہے کہ بعض مذہبی تنظیموں پر پابندی کا فیصلہ کرنے والے کابینہ کے اجلاس میں متحدہ مجلس عمل کے رہنما اور صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ جناب اکرم درانی بھی شامل ہیں اور انہوں نے اس فیصلے پر اختلاف نہیں کیا۔ سیاسی و دینی حلقوں میں اس صورت حال پر شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ ہم ارباب حکومت سے گزارش کریں گے کہ وہ ظلم و جور اور پابندیوں کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے سنجیدگی کے ساتھ مسائل کے حل کی طرف توجہ کریں اور باری باری حکومتی مظالم کا شکار ہونے والی جماعتوں اور ان کے رہنماؤں سے عرض کریں گے کہ وہ اپنی باری کے انتظار میں دوسروں کا تماشا دیکھنے کی بجائے ہوش اور عقل سے کام لیں اور مستقبل میں مزید حکومتی مظالم سے بچنے کے لئے کوئی مشترکہ راہ نکالیں اور متحد ہو کر ظلم و جور، ناانصافی اور دہشت گردی کا راستہ روکیں۔

بشکریہ!

اداریہ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان

دسمبر ۲۰۰۳ء

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا اعظم طارقؒ کی شہادت

(مولانا محمد از ہر مدظلہ)

ملت اسلامیہ پاکستان کے سربراہ ملک کے لاکھوں دینی کارکنوں کے محبوب قائد اور قومی اسمبلی کے ممبر مولانا محمد اعظم طارقؒ کو ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۳ء شام ساڑھے چار بجے دارالحکومت اسلام آباد کے قریب قاتلانہ حملے میں شہید کر دیا گیا۔ مولانا کے ساتھ ان کے تین محافظ اور ایک ڈرائیور بھی جنونی قاتلوں کی آتش انتقام کی نذر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس دلخراش والمناک سانحہ پر ہر دردمند پاکستانی کا دل مجروح اور آنکھ اشکبار ہے، مگر مولانا کی جماعت ملت اسلامیہ کے کارکنوں کے لئے یہ حادثہ ایک قیامت سے کم نہیں جو اس سے پہلے مولانا حق نواز جھنگویؒ، مولانا ایثار القاسمیؒ اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ کی جدائیوں کے عظیم صدمات سے دوچار ہو چکے ہیں۔ مولانا اعظم طارقؒ اسی سلسلہ شہداء کے سالار وحدی خواں تھے جو اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ناموس وعزت کے تحفظ کا پرچم لے کر نکلے تھے، جنہوں نے راہ وفا میں نذرانہ جاں پیش کیا مگر پرچم عشق ووفا کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔

ماضی قریب میں مذہبی دہشت گردی اور فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمہ کے لئے متعدد اقدامات کئے گئے مگر وہ لاحاصل اور بے سود ثابت ہوئے اس لئے کہ اصل اسباب کی تعیین اور علاج کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی تھی۔ اہل وطن اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ پاکستان میں "شیعہ سنی نزاع" نے کبھی ایسی سنگین صورت اختیار نہیں کی تھی کہ مسجدیں مقتل اور عبادت گاہیں میدان جنگ بن گئی ہوں اور عدم برداشت اور عصبیت کا یہ عالم ہو کہ مذہبی اختلاف رکھنے والے ہر فرد کو بلا امتیاز گولیوں سے بھونا جا رہا ہو۔ پاکستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی نے ہمارے پڑوسی ملک ایران میں مذہبی انقلاب کے بعد اس وقت شدت اختیار کی ہے جب بعض شیعہ قائدین نے

Scanned with CamScanner

حقیقت پسندی اور دانشمندی کو نظر انداز کرتے ہوئے "انقلاب ایران" کو پاکستان درآمد کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ ایران میں غالب اکثریت اہل تشیع کی ہے، وہاں مذہبی لوگوں کے اقتدار پانے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ پاکستان جس کی نوے فیصد آبادی اہل سنت والجماعت پر مشتمل ہے، میں "نفاذ فقہ جعفریہ" کی تحریک جذباتی نعروں اور پورے شدومد کے ساتھ شروع کر دی جائے، لیکن جب حب جاہ کے مرض میں مبتلا مذہبی لیڈروں نے اشتعال انگیز نعروں کے ذریعے نئی فقہ کی تحریک شروع کی تو ظاہر ہے کہ اس سے مفاہمت رواداری اور محبت و برداشت کی فضاء کا متاثر ہونا یقینی تھا، جس کے نتیجہ میں منافرت ومخاصمت اور فرقہ وارانہ کشمکش کا دائرہ پھیلتا چلا گیا۔ اگر شیعہ دوست اس حقیقت کو خوش دلی کے ساتھ قبول کر لیں کہ پاکستان کی غالب اکثریت اہل سنت و الجماعت کی ہے اور اکثریت کے عقائد واعمال اور جذبات واحساسات کی رعایت نہ کرنا عقل و بصیرت کے خلاف ہے تو فرقہ وارانہ کشیدگی میں بہت حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔ جس طرح اہل سنت والجماعت کا کوئی فرد اہل بیت رسول ﷺ کی معاذ اللہ بے ادبی یا توہین کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اسی طرح اہل سنت، شیعہ دوستوں سے بھی توقع رکھتے ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے جادہ اعتدال سے نہ ہٹیں گے۔

حضرات صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظامؓ اور ائمہ کرامؒ تمام امت کا مشترکہ سرمایہ اور واجب الاحترام طبقہ ہیں۔ ان کے کمال ایمان اور رشد وتقویٰ کی شہادت غیروں نے بھی دی ہے۔ ان مسلمہ دینی شخصیات اور قرون اولیٰ کی برگزیدہ ہستیوں کے وقار وتقدس کو موضوع بنا کر لوگوں کے جذبات کو مجروح کرنا حکمت و دانش کے خلاف ہے۔ فکر ونظر کے اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے اکابر کا احترام ایسا نقطہ اتفاق ہے جو فرقہ واریت کے اس تناؤ کو کم کر سکتا ہے۔ دینی شخصیات کے ساتھ محبت وارادت کا آبگینہ معمولی ٹھیس کو بھی برداشت نہیں کرتا۔ لہٰذا اس باب میں

Scanned with CamScanner

انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔

مولانا اعظم طارقؒ جو آج قافلہ شہداء سے جا ملے اس حقیقت کا ادراک رکھتے تھے کہ شیعہ سنی اختلافات تو صدیوں سے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ لیکن یہ اختلاف نفرتوں اور فسادات کا باعث نہیں بننے چاہئیں۔ موجودہ اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے کے بعد انہوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ اسمبلی میں فرقہ وارانہ فسادات بالخصوص شیعہ سنی فساد کے خاتمہ کے لئے موثر کردار ادا کریں گے۔ اس کے لئے مولانا محمد اعظم طارقؒ نے یہ تجویز بھی پیش کی تھی کہ اس معاملہ کے لئے قومی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو شیعہ سنی فساد کی وجوہات و اسباب کا تعین کرے تاکہ مستقل بنیادوں پر فرقہ وارانہ قتل و غارت کا خاتمہ ہو سکے۔

ہماری رائے میں مولانا اعظم طارقؒ ان وطن دشمن قوتوں کا نشانہ بنے ہیں جو نہیں چاہتیں کہ یہ ملک گہوارہ امن بنے، جو شیعہ سنی اختلافات کی آڑ میں فرقہ وارانہ کشمکش اور نفرتوں کے الاؤ بلند رکھنا چاہتی ہیں۔ اور جن کی اپنی بقاء افراتفری، ہیجان انگیزی، علاقائی، لسانی اور مذہبی تعصبات اور تخریب کاری میں مضمر ہے۔

مولانا اعظم طارقؒ موجودہ حکومت کا حصہ تھے۔ حکومت کا یہ دینی قانونی اور اخلاقی فرض ہے کہ وہ تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے مولاناؒ کے قاتلوں کو منظر عام پر لائے اور انہیں عبرتناک سزا دے۔ حضرت مولانا اعظم طارقؒ کے قاتل کون ہیں؟ یا کون ہو سکتے ہیں اس کا صغریٰ کبریٰ اور نتیجہ بالکل واضح ہے۔ مولانا کی پوری زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح سامنے ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی مقدس ترین جماعت حضرات صحابہ کرامؓ اور امہات المومنین کی عزت و ناموس کے تحفظ کو اپنی زندگی کا مشن قرار دیا تھا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اسلام کے نام پر بننے والے ایسے ملک میں پیغمبر اسلام ﷺ کے جانثاروں اور وفا شعاروں کی توہین و تنقید نا قابل

Scanned with CamScanner

برداشت ہے۔ پیغمبر کریم ﷺ کا کوئی امتی صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کی توہین و گستاخی پر خاموش نہیں رہ سکتا، اس کی دینی غیرت اور ایمانی حمیت کا تقاضا ہے کہ اس مقدس ترین جماعت کے کسی ایک فرد کی اہانت پر بھی مداہنت و خاموشی اختیار نہ کرے بلکہ بقدر استطاعت اس منکر کو روکنے کی کوشش کرے، اپنا یہ پیغام اور درد ہر مسلمان تک پہنچانا مولانا اعظم طارق شہیدؒ کی زندگی کا مشن تھا۔ ان کی زندگی کا چراغ گل کرنے والے وہی لوگ ہیں جو ان کے مشن کے دشمن تھے، جن کے نزدیک صحابہ کرامؓ اور ازواج رسول اللہ ﷺ کے ناموس کا تحفظ جرم ہے، جو اہل سنت و الجماعت کی اکثریت والے ملک کے نصاب تعلیم میں حضرات صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ کے نام برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مولاناؒ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی مولانا محمد عالم طارق غیر مبہم الفاظ میں کہا ہے:..... "مولانا اعظم طارق شہیدؒ کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے تعلیمی نصاب سے صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ کے نام خارج کرنے کی مخالفت کی تھی۔ کس قدر دکھ کی بات ہے کہ پاکستان جیسے نظریاتی اور اہل سنت والجماعت کی عظیم اکثریت رکھنے والے ملک میں نہ صرف یہ اشتعال انگیز مطالبہ کیا جاتا ہے بلکہ صحابہ کرامؓ کے ناموس کا تحفظ و دفاع کرنے والوں کو نہایت سفاکی و بے دردی سے گولیوں سے بھون دیا جاتا ہے۔

مولانا اعظم طارقؒ کی شہادت نے ایک مرتبہ پھر اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ تشدد و دہشت گردی اور فرقہ واریت پر یقین رکھنے والے شرپسند عناصر سے اپنی باتھوں سے نبٹنے کی ضرورت ہے۔ مولانا شہیدؒ نے اپنی زندگی میں حکمرانوں کو کئی مرتبہ فرقہ وارانہ کشیدگی و تشدد کے اصل اسباب کے تدارک کی طرف توجہ دلائی اور یہ تجویز دی کہ حکومت فریقین کا موقف سننے کے لئے سپریم کورٹ کا ایک بنچ بنائے جو سماعت کے بعد ایک ضابطہ اخلاق طے کرے۔ اس ضابطہ اخلاق کی پابندی سے دنوں فریقوں سے تناؤ اور کشیدگی میں کمی ہو سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ مولاناؒ کی

Scanned with CamScanner

اس حقیقت پسندانہ اور مخلصانہ تجویز پر عمل کی بجائے انہیں راستے سے ہٹا دیا گیا۔ ہم اب بھی مولانا کی اس تجویز کی مکمل حمایت کرتے ہیں کہ اشتعال و کشیدگی کے اسباب و عامل کا تعین اور ان کے خاتمہ کے لئے سنجیدہ اقدامات کئے بغیر وقتی طور پر کئے جانے والے اقدامات نتیجہ خیز نہیں ہوں گے۔ اگر حکومت فرقہ وارانہ کشیدگی کو ختم کرنے میں مخلص ہے تو اسے صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا نوٹس لینا ہوگا۔ اس کے بغیر محض تحمل و برداشت کی تلقین بے سود ہوگی۔

آخر میں دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ، مولانا اعظم طارق شہیدؒ کی قربانیوں کو قبول فرمائیں اور انہیں ان کے دیگر شہید ساتھیوں کو جنت الفردوس میں انبیاء کرام، صدیقین، اور شہداء و صالحین کی رفاقت نصیب فرمائیں۔ آمین!

بشکریہ!

(ماہنامہ الخیر ملتان) نومبر ۲۰۰۳ء

Scanned with CamScanner

قومی اسمبلی میں مولانا محمد اعظم طارقؒ کی شہادت پر قرارداد تعزیت اور اس کی متفقہ منظوری

(مولانا حامد الحق حقانی، ممبر قومی اسمبلی)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم. اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم. کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذو الجلال و الاکرام.

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ اس المناک سانحہ پر آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج جناب سپیکر کی سربراہی میں ان کے چیمبر میں حزب اختلاف اور حکومتی تمام جماعتوں کی اہم میٹنگ ہوئی جس میں سب نے مشترکہ طور پر ایک قرارداد پر اتفاق رائے کا اظہار کر کے مجھے پیش کرنے کا حکم دیا، جو میں ایوان کے سامنے منظور کے لیے پیش کرتا ہوں،

قومی اسمبلی کا اجلاس ملتِ اسلامیہ پارٹی کے سربراہ اور ممبر قومی اسمبلی محمد اعظم طارق شہیدؒ کے وحشیانہ، ظالمانہ و بہیمانہ قتل پر گہرے رنج، دکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اسلام آباد میں قومی رہنما اور ان کے چار ساتھیوں کا دن دہاڑے قتل قومی المیہ ہے۔ اجلاس جاں بحق ہونے والے تمام افراد کے لواحقین اور پارٹی سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے قومی اسمبلی کا اجلاس دہشت گردی، تخریب کاری کی اس شرمناک واردات کی شدید الفاظ میں مزمت کرتا ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کردار فعال اور موثر بنایا جائے۔ دہشت گرد، قاتل ایک فرد کے نہیں اسلام ملک اور قوم کے دشمن ہیں۔ انہیں بے نقاب کیا جائے اور فوری گرفتار کیا جائے، عبرت ناک سزا دی جائے۔

قومی اسمبلی کا یہ اجلاس اظہار کرتا ہے کہ فرقہ واریت، انتہا پسندی، دہشت گردی اور

Scanned with CamScanner

تخریب کاری ملک وملت سے دشمنی کے مترادف ہے۔ پاکستان میں تمام مسالک اور علاقوں کے رہنے والوں کے درمیان ملکی ہم آہنگی اور یکجہتی ہے۔ قومی اتحاد اور یکجہتی دشمن کے تمام عزائم کو ناکام بنادے گی۔ عوام صبر وتحمل سے قومی دشمنوں کے شیطانی عزائم کو ناکام بنانے کے لئے قومی کردار ادا کریں۔

قومی اسمبلی کا اجلاس اظہار کرتا ہے کہ عوام کی جان ومال کا تحفظ بنیادی حق ہے۔ عوام کے منتخب حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ملک میں فرقہ واریت، دہشت گردی اور تخریب کاری کا نیٹ ورک توڑنے کے لئے اقدامات موثر بنائے۔ اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی چالوں سے ملک وقوم کو تحفظ مہیا کرے، تمام ذمہ دار عناصر کو بے نقاب کرتے ہوئے ان کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی جائے اور اس واقعہ کی مکمل تحقیقاتی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

شکریہ!

(ماہنامہ الحق اکتوبر ۲۰۰۳)

Scanned with CamScanner

مولانا اعظم طارقؒ کی المناک شہادت

(مولانا راشد الحق سمیع حقانی)

۲ اکتوبر ۲۰۰۳ء کی خون آشام شام کو حکمرانوں کے مسکن اسلام آباد میں ملتِ اسلامیہ کے قائد، نامور، دینی رہنما اور رکن پارلیمنٹ مولانا محمد اعظم طارقؒ کو دیگر چار افراد کے ہمراہ بیدردی سے قتل کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کا قتل ایک ایسے نازک وقت میں کیا گیا ہے کہ جب پاکستانی قوم کو پہلے سے زیادہ وحدت اور اتفاق کی ضرورت ہے۔ کیونکہ پاکستان کی چاروں طرف دشمنان اسلام کی منحوس پرچھائیاں چھائی ہوئی ہیں۔ داخلی اور خارجی دونوں محاذوں پر بھی ہمیں کئی خطرات لاحق ہیں۔ ایسے ناگفتہ بہ اور مخدوش حالات میں مولاناؒ کے قتل سے کئی بھیانک متوقع واقعات و حادثات جنم لے سکتے ہیں اور فرقہ واریت کا وہ جن جو بڑی مشکلوں سے ملی یکجہتی کونسل کی کوششوں سے قابو میں آیا تھا، اب دوبارہ پورے شدومد کے ساتھ نمودار ہوگا اور اب کے اس کے سنبھالنے کا بظاہر کوئی بھی امکان نہیں۔ مولانا مرحوم کے قتل کے بارے میں طرح طرح کے قیاس آرائیاں کی جارہی ہیں۔ ایک تو سپاہ صحابہ کی دیرینہ مخالف تنظیم کا نام سرفہرست آرہا ہے تو دوسری طرف وزیر داخلہ کی طرف بھی انگلیاں اٹھائی جارہی ہیں اور اسی طرح ملکی اور غیر ملکی ایجنسیوں کے بارے میں بھی چہ میگوئیاں ہورہی ہیں۔ بہرحال جس کسی نے بھی یہ قیامت ڈھائی ہے وہ اس کے مہلک اثرات سے اپنا دامن محفوظ نہیں رکھ سکتا اور ایک نہ ایک دن ضرور خداوند جبار و قہار کے حضور انہیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔

جو چپ رہے گی زبان خنجر
لہو پکارے گا آستین کا

Scanned with CamScanner

سب سے اہم ذمہ داری موجودہ حکومت اور اس کی انتظامیہ کی ہے کیونکہ یہ قتل اسلام آباد میں ہوا ہے۔ پھر مولانا ممبر آف پارلیمنٹ تھے اور حکومت کے حلیف بھی اور اس کے باوجود حکومت مولانا مرحوم کی تحفظ نہ دے سکی اور کئی دن گزرنے کے باوجود نہ ہی قاتلوں کے بارے میں کوئی سراغ لگا سکی جو حکومتی اداروں کی کھلی نااہلی کا ثبوت ہے۔ اصولی طور پر تو وزیر داخلہ کو بھی مستعفی ہو جانا چاہیئے تھا کہ وہ دارالحکومت کے حدود کو بھی محفوظ نہ رکھ سکے۔ تو ان سے کیا باقی ملک کے حدود کی حفاظت کی توقع کی جا سکتی ہے؟

مولانا مرحوم اگرچہ سپاہ صحابہ کے نمائندہ اور مقتدر رہنما تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے تمام دینی اور ملی امور پر ہر وقت مجاہدانہ اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ آپ کی ساری زندگی انتھک جدوجہد، ظلم و جبر کے مقابلے، قید و بند کی سختیاں اور برداشت کرنے اور پے در پے کئی قاتلانہ حملوں کا سامنا کرنے میں گزری ہے۔

آپ تین مرتبہ قومی اسمبلی اور ایک مرتبہ صوبائی اسمبلی کے رکن بھی رہے اور ہر بار آپ نے پالیمنٹ میں اسلام اور اپنے نظریہ کے تحفظ کے لئے بھرپور آواز اٹھائی۔ اس بار بھی آپ نے قومی اسمبلی میں برادرم مولانا حامد الحق حقانی کے ہمراہ سینٹ آف پاکستان سے منظور شدہ شریعت بل دوبارہ پیش کیا۔ اور اس کی منظور کے لئے ان دنوں آپ کافی بے چین تھے اور اس کے منظوری کی تگ و دو میں مصروف تھے۔ بہر حال آپ کی کوششیں انشاء اللہ رائیگاں نہیں جائیں گی اور قومی اسمبلی میں شریعت بل کے منظور کے لئے جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔

مولانا مرحوم کئی صفات سے متصف شخصیت تھے آپ طبعاً منکسر المزاج شخصیت تھے۔ تقریر کا ملکہ بھی اللہ نے آپ کو خوب خوب عطا کیا تھا۔ اس کے علاوہ تحریر پر بھی آپ قدرت رکھتے تھے اور دوران اسیری آپ نے تین چار اہم کتابیں بھی تصنیف کیں۔ دوسرے دن آپ کا جنازہ

Scanned with CamScanner

پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پڑھا گیا جس میں ہزاروں علماء اور عوام نے شرکت کی اسی دن قومی اسمبلی میں برادرم مولانا حامد الحق حقانی نے پارلیمنٹ میں ایک متفقہ قرارداد اسمبلی میں پیش کی اور اسمبلی نے بھرپور انداز میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور آپ کے قتل کی سخت الفاظ میں مذمت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

بشکریہ (ماہنامہ الحق) اکتوبر ۲۰۰۳ء

Scanned with CamScanner

مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ

(مولانا سعید احمد جلال پوری)

مولانا اعظم طارق شہیدؒ حد درجہ کے جری، بے باک اور نڈر تھے۔ وہ جب بیان کرتے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ الفاظ و کلمات سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں ان کا بیان و تقریر شعلہ بار ہوتی تھی۔ جب وہ بولتے تو کارکنوں کے ٹھنڈے جذبات میں طلاطم برپا کر دیتے، ان کی اس حق گوئی وصاف گوئی کی پاداش میں ان کو متعدد بار راہ سے ہٹانے کی کوشش کی گئی۔ یوں تو نا معلوم کتنی بار خفیہ پوشیدہ طور پر ان کے قتل کے منصوبے بنائے گئے ہوں گے۔ لیکن اعلانیہ طور پر ان کو سات بار قتل کرنے کی کوشش کی گئی مگر ہر بار اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا۔ ان میں سے بڑا حملہ ان پر اس وقت کیا گیا جب وہ اپنے اسیر قائد اور امیر علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے ہمراہ پابہ جولان سیشن کورٹ لاہور میں پیشی کے لئے لائے گئے۔

مولانا نے اپنے لئے جس کٹھن راہ کو اپنا اس پر نہایت خلوص اور اخلاص اور کمال جرائت و بہادری، بلکہ جاں نثاری سے زندگی بھر کاربند رہے۔ انہوں نے ناموس صحابہؓ کے لئے اپنی جانیں نچھاور کیں، کارکن قربان کئے، جیلیں کاٹیں، ماریں کھائیں تشدد برداشت کئے، گھر بار چھوڑے، روپوشی اختیار کی، در در کی ٹھوکریں کھائیں، اپنوں کے طعنے اور غیروں کی گالیاں سنیں، مگر ان فرزانوں نے انوکھی تاریخ رقم کی ہے کہ یکے بعد دیگرے چار قائدین اور تقریباً بڑے چھوٹے پانچ صد علماء و کارکن ناموس صحابہؓ پر نچاور ہو گئے۔ بلاشبہ اس حرص و آز زر طلبی و مادی دور میں یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔

وہ اپنے موقف میں سچے اور مخلص تھے۔ دنیاوی اغراض اور حرص و لالچ ان کے پیش نظر نہیں تھی بلکہ صحابہ کرامؓ کی عزت و ناموس صحابہؓ کا تحفظ ان کا مطمح نظر تھا، اس لئے یقیناً وہ اپنے

Scanned with CamScanner

مقصد میں کامیاب ہوکر عنداللہ سرخرو اور'' ولا تقو لو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیا و لکن لا تشعرون۔'' کی بشارت سے مشرف ہوکر حیات جاودانی پر فائز ہوگئے ہیں۔

مولانا اعظم طارق شہید بڑی خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔انہوں نے اپنے پیش رو قائدین کے مشن پر چلتے ہوئے کالعدم سپاہ صحابہؓ اور موجودہ ملت اسلامیہ پاکستان کی قیادت کے منصب کو نہ صرف ہمت وجرات کے ساتھ نبھایا بلکہ زندگی بھر تحفظ ناموس صحابہؓ کے مشن پر اپنے چین وسکون، راحت واطمینان، گھربار بیوی بچوں، رفقاء کارکنوں حتیٰ کہ اپنی حیات عزیز کو نچھاور کردیا۔

مولانا کی پوری زندگی ہنگامہ خیز رہی، وہ کبھی جیل میں رہے تو کبھی روپوش، کبھی صوبائی اسمبلی کے فلور پر تھے تو کبھی قومی اسمبلی میں آواز حق بلند کرتے دکھائی دیئے۔ان کے جسم کا ایک ایک انگ زخموں سے چور چور تھا۔ان پر جہاں غیروں نے گولیاں اور بم برسائے تو ملکی پولیس اور انتظامیہ کے اپنے چلادوں نے کوڑے برسا کر ان کی ہڈی پسلی ایک کرنے کی ناپاک کوششیں کیں مگر ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی۔

مولانا اعظم طارق شہیدؒ جن جاں گداز مراحل ومشکلات سے دوچار تھے۔وہ بجائے خود ایک بہت بڑا مجاہدہ تھا، مگر بایں ہمہ وہ ذکر وشغل اذکار ومعمولات کے بے حد پابند تھے، وہ عام لیڈروں سے ہٹ کر سلوک واحسان کی راہ پر بھی بڑی پختگی سے کاربند تھے۔انہوں نے اپنی اصلاح باطن کے لئے سب سے پہلا اصلاحی تعلق مشہور نقشبندی بزرگ حضرت مولانا محمد ادریس انصاری قدس سرہ سے قائم کیا تھا، دوسرے اکابر سے بھی ان کی محبت وعقیدت کا تعلق تھا، جس زمانہ میں مرحوم طویل جیل کی زندگی گزار رہے تھے، اسی دوران آپ نے حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ قدس سرہ سے مکاتبت کا سلسلہ شروع فرمایا اور وقتاً فوقتاً اپنے متوسلین و

Scanned with CamScanner

متعلقین کے ذریعہ حضرت شہید کی خدمت میں سلام و پیام کا سلسلہ جاری رکھا، اسی دور میں حضرت شہیدؒ نے ان قربانیوں اور عزیمت کو دیکھتے ہوئے نہ صرف اپنے سلسلہ میں داخل فرمایا بلکہ اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت شہیدؒ نے مرحوم کی اجازت وخلافت کو جو مکتوب املا کرایا وہ درج ذیل ہے۔

برادر مکرم محترم جناب مولانا محمد اعظم طارق، امت برکاتکم وفرج کربکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا سلام مختلف ذرائع سے پہنچتا رہتا ہے۔ لیکن میں سوچتا ہوں کہ آپ کو کیا لکھوں ؟ صرف آپ کے لئے دعا ہی کرسکتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو آسان فرمائے اور آپ کو اپنے قرب ورضا کے مقامات عالیہ نصیب فرمائے، میں خود علیل ہوں اور آنجناب سے دعاؤں کا طالب ہوں۔

خصوصی بات یہ ہے کہ میں آنجناب کو چاروں سلسلوں میں اجازت دیتا ہوں، اگرچہ آپ کے بلند مراتب کے مقابلہ میں میری اجازت کوئی معنی نہیں رکھتی، لیکن اس جوڑ کا میں اپنے لئے فائدہ سمجھتا ہوں کہ شاید آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ہدایت عطا فرماویں اور آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔

والسلام محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۹/۹/۲۷ھ۔

بقلم محمد یحییٰ لدھیانوی غفرلہ ولوالدیہ

مولانا مرحوم کی شہادت سے ملت اسلامیہ ایک بہترین عالم، متبع سنت شیخ، بے باک

Scanned with CamScanner

عالم، جری، نڈر اور حق گو راہ نما سے محروم ہوگئی، مولانا کی شہادت سے سنی عوام کو جو نقصان پہنچا ہے، اس کی تلافی زمانہ قریب میں ہوتی نظر نہیں آتی، اللہ تعالیٰ مرحوم کی لغزشوں سے درگزر فرما کر رضا و رضوان سے سرفراز فرمائے۔

عام طور پر یہی کہا جا رہا ہے کہ مولانا کو فرقہ وارانہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے، مگر ہمارے خیال میں یہ طفل تسلی ہے کیوں کہ مولانا صرف عالم دین ہی نہ تھے بلکہ ایک بڑی دینی جماعت کے سربراہ، قومی اسمبلی کے رکن اور حکومت کے اتحادی بھی تھے، کیا یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں تھی کہ ایک رکن قومی اسمبلی اور اپنے اتحادی کو تحفظ کرتی؟ اس کو گارڈ اور اسلحہ مہیا کرتی؟ کیا یہ ممکن تھا کہ اسلام آباد جیسے حساس شہر اور دارالخلافہ میں اس قسم کی واردات ہو جائے؟ اور اس کی حکومت کو علم بھی نہ ہو، جناب صدر کی حفاظت اور اسپر ممکنہ حملہ کے نام پر "مجرموں" کو پکڑا، اسلحہ دریافت کیا اور ان پر فرد جرم عائد کر کے پس دیوار زنداں دھکیلا جا سکتا ہے؟ تو کیا ایک ایسا راہنما جس پر متعدد بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہوں اس کی حفاظت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت نہیں تھی؟

ہمارے خیال میں مولانا مرحوم کو ایک خاص منصوبے کے تحت شہید کرایا گیا ہے اور ان کے قاتلوں کو موقع سے فرار کرانے میں خصوصی مدد دی گئی ہے۔ ہم جہاں اس بدترین سفاکی اور دہشت گردی کی بھرپور مزمت کرتے ہیں وہاں ہم یہ بھی کہنا چاہیں گے کہ: "ریاست میں جس قتل کا قاتل معلوم نہ ہو اس کی قاتل حکومت ہوتی ہے" کے اصول کے پیش نظر حکومت اور اس کی ایجنسیاں اس جرم کی سب سے بڑی مجرم ہیں۔

اسی طرح ہم نہایت دل سوزی سے یہ بھی عرض کرنا چاہیں گے کہ علماء کو دہشت گرد اور فرقہ پرست کہنے والے خود ہی ارشاد فرمائیں کہ اگر علماء دہشت فرد ہوتے تو اتنی وافر مقدار میں قتل کیوں ہوتے

Scanned with CamScanner

۔اس لئے باشعور عوام اور پڑھی لکھی دنیا یہ سوچنے پر مجبور ہو رہی ہے کہ آخر آج تک پاکستان میں دہشت گردی کا نشانہ بننے والے علماء میں کسی ایک کے قاتل کو گرفتار اور کیفر کردار تک کیوں نہ پہنچایا گیا؟ کہیں یہ حکومت اور ایجنسیوں کی ملی بھگت تو نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ مولانا کے متعلقین و متوسلین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور غیب سے ان کی کفایت و کفالت کا نظام فرمائے (آمین)

Scanned with CamScanner

عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

(مولانا قاری منصور احمد)

یوں بھی کوئی کسی کے لئے روتا ہے؟ لاکھوں آنکھیں اشک بار تھیں۔ لوگ ایک دوسرے سے گلے ملتے اور بلک بلک کر رونے لگتے۔ لاکھوں کے اس ہجوم میں غریب بھی تھے اور میرا بھی، تاجر بھی تھے اور مزدور بھی، عالم بھی تھے اور جاہل بھی، کارخانے والے بھی اور مزدور بھی۔ غریبوں اور مزدوروں کا تناسب زیادہ تھا کیونکہ نہ ہوتا کہ جانے والا بھی غریب اور مزدور ہی تھا مگر یہ غریب اور مزدور لیڈر کیسے بن گیا؟ خالی جیب تو لیڈری نہیں چلتی۔ لوگ گجرات کے چودھریوں کی داد و دہش کے قصے سناتے ہیں لیکن مال ہو تو بانٹا جاتا ہے۔ اس کے پاس بنگلہ تھا نہ جائیداد، پلاٹ تھے نہ بینک بیلنس۔ ہاں بڑا دل تھا اور کھلا سینہ، مسکراہٹ تھی اور ڈھیروں محبتیں اور محبتوں کا یہ خزانہ وہ غریبوں اور مزدوروں پر بے دریغ لٹاتا تھا۔ اس کے پاس آ کر وہ اپنے غم بھول جاتے، پولیس اور جاگیداروں کے ستائے ہوئے اس کے پاس آتے تو اپنا چھلنی سینہ اور ادھڑی ہوئی ٹانگ سامنے کر دیتا۔ لوگ پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دکھاتے تو وہ اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا دیتا جہاں دو دو پتھر بندھے ہوئے ہوتے۔ لوگ مستی میں آ جاتے، اسے کاندھوں پر اٹھا کر دھمال ڈالتے اور کہتے۔

"یہ ہم میں سے ہے، یہ ہمارا ہے"

یہ اپنا پن، یہ محبت، یہ فریفتگی اور یہ والہانہ پن آج میری آنکھوں کے سامنے ہے، قافلے آ رہے ہیں، ہجوم بڑھتا جا رہا ہے۔ پراگندہ بال، کھلے گریبان، پھٹے سینے اور بہتے اشکوں والے نوجوانوں کی ٹولیاں جا بجا ہیں۔ گورنمنٹ ہائی اسکول گراؤنڈ اپنی وسعت کے باوجود تنگ دامانی کا شاکی ہے۔ سڑک ہجوم کے قدموں تلے چھپ گئی ہے۔ لوگ دیواروں، درختوں اور

Scanned with CamScanner

چھتوں پر چڑھ گئے ہیں۔ وقفے وقفے سے علماء کرام دو چار جملوں میں اپنا درد دل بیان کرتے ہیں کہ اچانک ایک نوجوان نے مائک تھاما اور بڑے وقار اور پر اعتماد لہجے میں کہا" میرے باپ کی شہادت نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا ہے، صدمہ ضرور ہے مگر یہ صدمہ ہمیں اپنے باپ کے مشن سے نہیں ہٹا سکتا"۔

نوعمر معاویہ کی باتیں سن کر پھر آنکھیں چھلک پڑیں۔ یہ کون سا مشن ہے جس کی بقاء کے لئے مسلسل لاشیں گر رہی ہیں اور لاشیں اٹھانے والے تھکتے ہیں نہ پیچھے ہٹتے ہیں۔ کوڑے کھاتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں، ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنتے ہیں اور جھومتے ہیں پس دیوار زنداں رہتے ہیں اور مایوس نہیں ہوتے، للچائے اور دھمکائے جاتے ہیں لیکن باز نہیں آتے۔ درمیان ہجوم عاشقان بڑے تابوت سے آواز آئی۔" یہ مشن ہے اسلام کی عظمت کا، دین کی سربلندی کا، مظلوموں کی حمایت اور ظالموں سے ٹکرا جانے کا، ایک وحدہ لاشریک کے سوا کسی کے آگے نہ جھکنے کا پیغمبر ﷺ کی اتباع کا، قرآن کے نفاذ کا،

لیکن دنیا والے تو کچھ اور کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ ایک فرقہ پرست متشدد تنظیم ہے اور اسی کی پاداش میں ان کے لیڈر کو یہ دن دیکھنا پڑا۔ کہنے والوں میں غیر بھی ہیں اور اپنے بھی۔ اس سے پوچھا جاتا تو مسکرا کے کہتا کہ لوگ بنجر اور چھاڑ جھنکار سے اٹی زمین میں بیج بھینک کر فصل پکنے کے منتظر ہیں، ہم چاہتے ہیں خودرو جڑی بوٹیوں، چوہوں اور سنڈیوں سے زمین صاف کر کے بیج ڈالیں۔ وہ روحانی دنیا کا راہرو بھی تھا۔ اس لئے صوفیاء کے ایک اصول کا حوالہ بھی دیتا کہ پہلے تخلیہ پھر تحلیہ۔

اسلام کی فصل اجاڑنے والی خطرناک سنڈیوں اور ضرر رساں چوہوں کا سراغ حق نواز نے لگایا تھا، وہ تاریخ کا شناور تھا، عبداللہ بن سبا۔ ابن علقمی اور میر صادق و جعفر کی شخصیتوں کا

Scanned with CamScanner

اس نے گہرا مطالعہ کیا۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ دین کی سربلند کے لئے سر مٹنے والوں کی قربانیوں کو بے ثمر کرنے والے اب بھی سرگرم عمل ہیں۔ اس کی نشاندہی اور بیخ کنی کا بیڑا اس نے اٹھایا، تنگ گلیوں والے ایک غریب محلے کی چھوٹی سی مسجد کو مرکز بنایا اور ڈٹ گیا۔ اسی محلے سے اس کی لاش اٹھی مگر سازشی ٹولہ بے نقاب ہو گیا۔ پھر لاشوں کی لائن لگ گئی۔ لیکن مسجد حق نواز سے اٹھنے والی توانا آواز نہ دب سکی۔ ایثار قاسمی کے بعد نوجوان اعظم طارق نے اس آواز کو اور توانا کر دیا۔ وہ عجب بانکپن سے اٹھا اور سب پر چھا گیا۔ اس کی قربانی اور ایثار اخلاص اور تقویٰ جرات کی اور بے مثال عزم و ہمت نے سب کو چونکا دیا۔ حق نواز نے ظالم جاگیداروں کو صرف للکارا تھا، اعظم طارقؒ نے ان کا شملہ سر بازار نیچا کر دیا۔ پس پھر کیا تھا؟ چاروں طرف سے یلغار ہو گئی۔ گولیاں اور جیل، راکٹ اور بم دھماکے اور سب کو کھٹکتا رہا۔ وہ بھی چوکنا تھا مگر دشمن تاک میں تھا۔ وہ دشمن جس کو مال و زر کی فراوانی، جاگیرداروں کی اشیر باد اور حکومت وقت کی حمایت حاصل تھی۔ اسے ان چیزوں کو پروانہ تھی۔ وہ موت کو مقدر اور شہادت کو سعادت سمجھتا تھا۔ ذہنی حقائق سے باخبر دوستوں نے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ بڑھتا رہا۔ جاگیداروں سے ٹکر، سازشی ٹولے سے دشمنی حکومت سے عدم مفاہمت۔ وہ اپنے مشن میں مخلص تھا اور اپنے ساتھیوں کا جانثار، ایک وقت آیا کہ اسے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی طرح اپنے ساتھیوں کے لئے اپنا سیاسی وقار دائر پر لگانا پڑا اور وہ یہ بھی کر گزرا مگر کسی صلے کے بغیر بینک سے قرضہ لیا نہ حکومت سے عہدہ بس اسی ڈگر پہ چلتا رہا، دین کے درد کو سینے سے لگائے عظمت صحابہ کے گن گاتا رہا۔ اسے منافقت اور جھوٹ سے نفرت تھی۔ وہ چور کو چور کہنے پر مصر تھا۔ چور اسلام آباد کے تخت پر ہوں یا جدے میں۔ اس کا نتیجہ یہی نکلتا تھا۔

"چکھ لیا نا مزا مجھے یوں لگتا ہے کل جب اس سے ملاقات ہو گی تو وہ عرش کے سایہ تلے اپنے ٹھکانے کی طرف اشارہ کر کے کہے گا۔ "ہاں چکھا"

جان ہی دے دی جگر نے آج کوئے یار پر
عمر بھی کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا۔

Scanned with CamScanner

اخر کب تک!!

(عرفان صدیقی)

خزاں کی رت کا آغاز روح کو گھائل کر دینے والی زہرناک ہواؤں سے ہوا۔ اکتوبر کے پہلے عشرے میں رکن قومی اسمبلی اور ملت اسلامیہ کے سربراہ مولانا محمد اعظم طارق کا بہیمانہ قتل اہل وطن کو لرزہ بر اندام کر گیا۔ اس سفاکانہ قتل نے عوام کو یہ پیغام دیا کہ پاکستان میں کسی کی جان محفوظ ہے نہ مال چور، ڈاکو، رہزن اور دہشت گرد آزاد ہیں اور جب چاہیں جہاں چاہیں اپنے غیر انسانی ہنر کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

مولانا اعظم طارق ایک معروف عالم دین تھے۔ دو تین مرتبہ انتخابات جیت کر اپنی عوامی مقبولیت کا لوہا بھی منوا چکے تھے۔ اس وقت ان کا شمار حکومت کے حلیف ارکان اسمبلی میں ہوتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ اپنا ووٹ وزیر اعظم کو نہ دیتے تو وہ قائد ایوان کا الیکشن ہار جاتے۔ صرف ایک ووٹ سے ان کی کامیابی مولانا ہی کی حمایت کا نتیجہ تھی۔ حکومت کو اس امر کا بھی بخوبی اندازہ تھا کہ وہ کسی بھی وقت دہشت گردی کا نشانہ بن سکتے ہیں، اس سے قبل بھی ان پر متعدد قاتلانہ حملے ہو چکے تھے۔ کوئٹہ اور کراچی میں رونما ہونے والے افسوس ناک واقعات کے بعد لازم تھا کہ ہر عقیدہ و مسلک کی نمایاں شخصیات کو خصوصی تحفظ فراہم کیا جاتا لیکن نیم فوجی اور نیم جمہوری حکومت نے ان پہلوؤں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

مولانا محمد اعظم طارق ؒ کا قتل عین اس دن ہوا۔ جس دن کرٹینا روکا رچرڈ ارمیٹج اور امریکی سنٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ابی زید پاکستان آئے ہوئے تھے۔ اسلام آباد میں سیکورٹی کی سطح ہائی الرٹ کے پوائنٹ پر تھی اور اس امر کا گمان تک محال تھا کہ مہلک آتشیں اسلحے سے لیس دہشت گرد کی چوری کی کسی گاڑی میں اسلام آباد میں داخل ہو جائیں گے اور ایسی بہیمانہ واردات

Scanned with CamScanner

کرنے میں نہ صرف کامیاب ہو جائیں گے۔ بلکہ ہوا کے کسی جھونکے کی طرح خلاؤں میں گم ہو جائیں گے۔ راولپنڈی اسلام آباد کے شہری جانتے ہیں کہ گولڑہ چوک کا ٹول پلازہ کس قدر مصروف اور اہم گزرگاہ ہے جسے اسلام آباد میں داخلے کا مرکزی دروازہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اس ٹول پلازہ پر پولیس کی ایک مستقل چوکی بھی ہے جہاں ہمہ وقت مسلح نفری موجود رہتی ہے۔ ایسے مقام پر دہشت گردوں نے پورے اطمینان سے واردات کی۔ بلا مبالغہ انہوں نے سینکڑوں گولیاں برسائیں اطمینان مزید کے لئے وہ گاڑی سے باہر آ گئے اور سڑک پر کھڑے ہو کر گاڑی اور اس میں بیٹھے پانچوں افراد کو چھلنی کر دیا۔ جرأت ہے کہ ایسے موقع پر کوئی پولیس اہلکار اپنے فرائض منصبی کے لئے سامنے نہ آیا۔ کسی نے وائرلیس کے ذریعے پولیس کو خبردار نہیں کیا۔ پولیس اور ایک پرائیوٹ نشریاتی ادارے کی گاڑیاں تقریباً ایک ہی وقت میں وہاں پہنچی جس سے پولیس کی چابک دستی اور برق رفتاری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انتظامیہ اور پولیس کے لئے سب سے شرمناک بات یہ ہی ہے کہ قاتل اسی چوری کی گاڑی اور انہی آتشیں ہتھیاروں کے ساتھ معروف شاہراہ کشمیر پر سفر کرتے ہوئے اسلام آباد شہر میں داخل ہو گئے چوری کی گاڑی ایچ ایٹ سیکٹر میں چھوڑی اور غائب ہو گئے۔ یہ سیکٹر اسلام آباد کو ایئر پورٹ سے ملانے والی شاہراہ کے پہلو میں واقع ہے اور امریکہ عہدیداروں کو بھی یہی سڑک استعمال کرنا تھی۔

اسلام آباد دن دیہاڑے اس نوع کی واردات نے بے شمار سوالات اٹھا دیئے ہیں۔ کسی کے پاس ان سوالوں کو کوئی جواب نہیں۔ وزیر داخلہ فیصل صالح حیات کا کہنا ہے کہ میں استعفیٰ نہیں دونگا کیونکہ یہ اسلام آباد کی انتظامیہ اور پولیس کی غفلت و کوتاہی کا نتیجہ ہے۔ کوئی نہیں جو وزیر موصوف سے پوچھے کہ اگر ان کے ماتحت کام کرنے والے سرکاری عمال نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی برتی ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔؟ مہذب ممالک میں اگر

Scanned with CamScanner

کا ٹائر بدلنے والے چوکیدار کی غلطی سے بھی کوئی حادثہ ہو جائے تو ریلوے کا وزیر مستعفی ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ایسی روایتیں ناپید ہیں کیونکہ ہر شخص زندگی کی آخری سانس تک اپنے عہدے، اپنی مراعت اور اپنی آسائشوں سے چمٹے رہنا چاہتا ہے۔ معاملہ صرف مولانا اعظم طارق جیسی شخصیت کے قتل کا نہیں پورے ملک کے امن و امان کا ہے جو بگاڑ کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ ڈاکے، چوریاں اور قتل و غارتگری معمول کا درجہ اختیار کر چکے ہیں۔ لیکن نہ قاتل گرفت میں آئے ہیں اور نہ قانونی حرکت میں آتا ہے۔ کیفر کردار تک پہنچانے کے امکانات اب مذاق بن چکے ہیں کیونکہ پولیس اور دیگر متعلقہ ادارے دہشت گردوں کا نیٹ ورک کا سراغ لگانے اور سدباب کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو گئے ہیں۔

مولانا کے قتل نے رنج و غم کی ایک نئی لہر اٹھا دی ہے۔ ان کے مداحوں اور عقیدت مندوں کے جذبات و احساسات قابل فہم ہیں۔ اسی نوعیت کے قتل ٹھہرے پانی میں پڑنے والے حلقوں اور دائروں کی طرح ہوتے ہیں جو بنتے ہی چلے جاتے ہیں۔ قیاس یہی ہے کہ اس قتل کا مقدر فسادات کی ایک نئی لہر اٹھانا اور شیعہ سنی تصادم کی آگ بھڑکانا ہے۔ اس قیاس کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ بھارت یا کسی اور پاکستان دشمن ملک نے اس واردات کی سازش تیار کی ہو۔ خود حکومتی عہدیداروں نے بھی ''را'' کی طرف انگلی اٹھائی ہے اور بھارت کے مکروہ عزائم کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر بھارتی ''را'' کے ہاتھ اتنے لمبے اور مضبوط ہو گئے ہیں کہ وہ اسی قدر آسانی کے ساتھ اپنے اہداف مکمل کرنے اور مطلوبہ نتائج مرتب کرنے پر قادر ہو چکی ہے تو ہماری ایجنسیاں کیا کر رہی ہیں۔؟ وہ کیوں اتنی مضمحل لاچار اور کمزور ہو گئی ہے۔ کہ را کی سازشوں اور منصوبوں کا توڑ نہیں کر پا رہیں؟ ایک زمانے میں تو ان کا طوطی پوری دنیا میں بولتا تھا اور پاکستان دشمنوں پر ان کی ہیبت طاری رہتی تھی۔ اب بے چارگی کی یہ کم نصیب رت ہمارا مقدر کیوں ہو چلی

Scanned with CamScanner

ہے؟

۔مولانا اعظم طارق" کے قتل کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہماری ایجنسیوں نے اپنے آپ کو ایک تخیلاتی القاعدہ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ دو ان جانبازوں کی کی بو سونگھتی پھر رہی ہیں جن کی ہمارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں اور دوسری طرف ملک کے اندر فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے والے بے لگام ہو گئے ہیں۔

مولانا اعظم طارق" جیسی قومی شخصیت کا قتل اور قبائلی علاقوں میں آپریشن کا بظاہر کوئی رشتہ نہیں لیکن گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ سب کچھ خزاں کی اس نامہرباں رت کا ثمر ہے جو ہمارا مقدر بنا دی گئی ہے۔ جنرل پرویز مشرف کو اقتدار سنبھالے چار سال ہو گئے ہیں لیکن ان چار سالوں نے ملک کو داخلی اور خارجی طور پر ایسے مسائل دوچار کر دیا ہے جو سرطانی پھوڑے کی طرح اپنی جڑیں پھیلاتے جا رہے ہیں۔ کاش! ٹھنڈے دل سے سوچا جائے کہ ہم کب تک دوسروں کی جنگ لڑتے اور اپنا لہو بہا کر خوش ہوتے رہیں گے۔

بشکریہ!

(ہفت روزہ ضرب مومن)

۱۷ اکتوبر ۲۰۰۳ء

Scanned with CamScanner

پُرخطر راہوں کا بے خطر راہی

(ملا معاویہ حنفی)

حق کی آواز اور حق نواز کی للکار کو ایک بار پھر سرخ سرخ لہو میں نہلا دیا گیا۔ قائد ملت اسلامیہ مولانا محمد اعظم طارق" کا سانحہ قتل الم ناک واقعہ ہے آج جبکہ اس سانحے کو کئی دن گزر چکے ہیں تو بھی دل و دماغ سکون و قرار کی گھڑیوں سے محروم ہیں، سچ یہ ہے کہ" دکھ تو ایسا ہے کہ دل آنکھ سے کٹ کٹ کے بہا ہے" اور.....

پتھر کا دل بھی جس کی تپش سے گداز ہو
وہ داغ غم نصیب دل دوستاں ہے آج

والی بات ہے۔

مولانا اعظم طارق کی مظلومانہ شہادت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ میرا آپ کا یا کسی ایک جماعت کا نہیں پوری سنی قوم کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ وہ ہمارے فخر کی علامت، دین حق کے سچے مجاہد اور صحابہؓ و امہات المومنینؓ کی عزت و ناموس کے بے لوث محافظ تھے۔ راقم ان کے مشن کا کبھی ہم سفر تو نہیں رہا مگر ہم فکر ضرور ہے۔ ہم سفری کا دور بچپن میں نصیب ہوا جب مولانا لڑکپن کے دور سے نکل کر نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے۔ مولانا اعظم طارق" صبح سویرے اپنے گاؤں چک نمبر گیارہ سیون آر سے چلتے، برادر خورد مولانا عالم طارق ان کے ہمراہ ہوتے، پہلا پڑاؤ چیچاوطنی کی غلہ منڈی میں ہوتا۔ جہاں مولانا کے تایا زاد بھائی مولوی رفیق صاحب مرحوم رہائش پذیر تھے۔ یہاں وہ گاؤں سے لایا ہوا دودھ پہنچاتے اور ناشتہ کر کے مدرسہ تجوید القرآن پہنچ جاتے۔ میرا بچپن تھا اس لئے مولوی محمد رفیق صاحب مرحوم کے کہنے پر دونوں بھائی مجھے اپنے ساتھ مدرسے لے کر جاتے تھے۔ اب بیٹھ کر ان یادوں کو اپنے دماغ میں تازہ کرتا ہوں، مولانا

Scanned with CamScanner

اعظم طارق" کی شخصیت کا ہیولا سامنے آتا ہے اور انکے بعد کی ہنگامہ خیز زندگی کے اوراق الٹ پلٹ کرتا ہوں تو واضح محسوس ہوتا ہے کہ اس وقت بھی ان میں سرمستی و بے خودی اور بے خوفی کی کیفیات بدرجہ اتم تھیں، شکل وصورت اور عادات واطوار سے دیوانہ پن جھلکتا تھا، سراپے سے وہ درویش خدامست نظر آتے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد عملی زندگی کے لئے انہوں نے اپنے لئے جو میدان چنا اس نے ان کی جنوں خیزی کو اور بھی شہہ دی۔

1985ء میں جب مولانا حق نواز جھنگویؒ نے رفض وسبائیت کے مسموم اثرات سے بھری فضا کے دوران تحفظ ناموس صحابہؓ کا علم بلند کیا اور اول اس علم کو تھامنے والوں میں نوجوان اعظم طارق بھی تھے۔ تحفظ ناموس صحابہؓ کے سلسلے میں مولانا حق نوازؒ نے جس بلند آہنگ کے ساتھ آواز اٹھائی وہ انہیں کا حصہ تھا۔ اس سے قبل اکابر علماء جن میں حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری، مولانا دوست محمد قریشی، مولانا سید عطاء المحسن بخاری، مولانا عبدالستار تونسوی، سردار احمد خان پنافی کی مساعی کچھ کم درجہ کی نہیں تھیں لیکن یہ تمام سرگرمیاں دفاع اور تبلیغ تک محدود رہیں جبکہ مولانا حق نواز جھنگویؒ شہید نے دشمنان صحابہؓ پر اقدامی وار کیا اور انہیں سیاسی طور پر بھی چیلنج کیا۔ ان کی پرجوش اور مدلل خطابت نے پوری سنی قوم کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ ان کے جوش وجنون نے نوجوانوں میں بیداری کی وہ لہر دوڑا دی جو اس سے پہلے کبھی ممکن نہیں ہوئی تھی یہ وہ دور تھا جب گستاخانِ صحابہ کی سرگرمیاں اور ایک پڑوسی ملک سے زہریلے لٹریچر کی آمد وزوں پر تھی۔ چنانچہ مولانا حق نواز شہید کی تحریک انہی سبائی سرگرمیوں پر صدائے احتجاج تھی۔ مولانا نواز نواز جھنگوی شہید کے قبیلہ کے افراد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے خالی تقریروں اور مناظروں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تحفظ ناموس صحابہؓ کے لئے اپنے لہو کو پانی کی طرح بہایا ہے۔ کیا پیر وجوان اور کیا کارکن اور قائد سب اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لئے دیوانہ وار اپنے سفر پر گامزن رہے، زندگی کا بڑے سے بڑا ہنگامہ اور بدترین عقوبت ان

Scanned with CamScanner

افراد کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہیں کر سکی۔ جس جماعت نے اپنے 500 سو کے قریب نوجوان شہید کر دیئے ہوں، جس کی پوری قیادت خون بے گناہ ہی سے نہلا دی گئی ہو، جس کے کارکنوں نے ہتھکڑیوں اور بیڑیاں پہن کر جیلوں اور عقوبت خانوں کو بھر دیا ہو۔ اس کی عظمت کردار کا اعتراف نہ کرنا بہت بڑا بخل ہے۔ کیا یہ عجیب اور حیرت انگیز بات نہیں کہ صرف کارکنوں کو نہیں "مروایا" بلکہ قیادت نے خود بھی اپنی قیمتی جانوں کی بازی لگا دی۔ مولانا حق نواز شہید، مولانا ایثار القاسمی شہید، مولانا ضیاء الرحمن فاروقی شہید، مولانا مختار احمد سیال شہید، علامہ شعیب مدنی شہید، اور اب مولانا محمد اعظم طارق بھی شہداء کی اس صف میں جا شامل ہوئے۔۔۔ مجھے یاد آیا تاریخ کے صفحات میں مرقوم ہے کہ جب ام المومنین سیدہ کائنات عائشہ صدیقہ مطالبہ قصاص عثمانؓ لے کر کوفہ کی طرف چلیں تو تاریخ کا انتہائی خوفناک معرکہ "جنگ جمل" سے پیش آیا یہ سب سبائی مفسدوں کی شرارت تھی۔ سبائیوں کی کوشش تھی کہ کسی طرح نعوذ باللہ ام المومنین کو شہید کر کے بے حرمت کریں۔ تیروں کی خوف ناک بارش ہو رہی تھی مگر امی عائشہؓ کے فدائی، سبائیوں کے تیروں کا استقلال اور پر مردی کے ساتھ جواب دے رہے تھے۔ اس دن بنو ازد، بنو عدی، بنو قیہ، بنو ناجیہ، بنو بکر ابن وائل۔۔۔ یہ سارے قبیلے میری اور آپ کی مقدس ماں کی حفاظت کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ اس وقت میدان کارزار پوری شدت کے ساتھ گرم تھا، بنو ازد کے بہادر جیالے عقیدت امیز اور درد انگیز رجز پڑھ رہے تھے وہ اجز آج بھی دل کے سکون میں ارتعاش اور جذبات کے سمندر میں تلاطم پیدا کر دیتا ہے۔۔۔ وہ کہہ رہے تھے!

ای اُمنا ایا خیر ام نعلم
اُمات ربن کم شُجاع یکلمُ
تُختلی ھا متنہ و العصمُ

Scanned with CamScanner

''اے ہماری ماں! اے بہترین ماں! جس کو ہم خوب جانتے ہیں کیا
آپ نہیں دیکھتی ہیں کہ
(آپکے ناموس کی حفاظت کے لئے) کتنے بہادر زخمی کیے جا چکے ہیں اور ان کے سر اور ہاتھ کاٹ دیئے گئے ہیں۔''

جنگ کی شدت اور بڑھی اور سبائیوں کا زور حضرت عائشہؓ کے اونٹ گرانے پر صرف ہونے لگا تو بنوضبّہ کے نوجوان آگے بڑھے اور انہوں نے اونٹ کو اپنے گھیرے میں لے لیا تاکہ کسی گستاخ اور بدبخت کا ہاتھ نہ بڑھ سکے، جوش وخروش کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک ظبی نوجوان آگے بڑھتا اور اونٹ کی نکیل پکڑ کر کھڑا ہو جاتا تھوڑی دیر میں وہ تیروں کی برسات میں شہید ہوتا دوسرا آگے بڑھتا، اس طرح تیسرا اور چوتھا، یوں بنوضبہ کے بہادر اور غیرت مند نوجوان تیروں نیزوں اور بھالوں سے چھلنی ہو ہو کر اور تلواروں سے کٹ کٹ کر گرتے رہے اور ام المومنینؓ کے محمل کے ارد گرد چند لمحوں میں ستر سے زیادہ لاشوں کا ڈھیر لگ گیا اس پر بھی وہ پامردی سے مقابلہ کر رہے تھے اور یہ جنگی رجز پڑھ رہے تھے۔۔۔

نحن بنو ضبه، لا نفرُ
حتى تجمّا جماتخرُ
يخرج منها العلقُ المُعَمرُ

''ہم لوگ قبیلہ بنوضبہ کے فرزند ہیں ہم بھاگا نہیں کرتے، جب تک کہ (دشمن کے) سروں کو کٹ کٹ کر گرتے ہوئے اور سرخ خون کو بہتے ہوئے نہ دیکھ لیں'' مجھے کہنے دیجئے کہ مولانا حق نواز جھنگوی شہید اور ان کے بعد آنے والی قیادت نے ام المومنین عائشہ الصدیقہؓ کی عفت وعصمت اور ناموس کے تحفظ کے لئے انہی عرب بہادروں کی یاد تازہ کر دی ہے۔

Scanned with CamScanner

بات بہت دور نکل گئی مولانا محمد اعظم طارق اسی جماعت کے فرد فرید تھے، انہوں نے جس انداز میں زندگی گزاری یقیناً زندگی بھی اپنے آپ پر رشک کرتی ہوگی۔ وہ تین مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، جمہوری اداروں کے رکن رہے مگر ان کا مزاج منفقانہ جمہوری رویوں سے نا آشنا رہا۔ اپنے اصولوں پر انہوں نے کبھی مفاہمت نہیں کی ان کا اجلا دامن کسی قسم کے پرمٹ سے آلودہ نہیں ہوا۔ کراچی سے جھنگ منتقل ہوئے تو وہی دو تین کمروں کا مکان ان کی رہائش گاہ رہا جو پہلے دن مل گیا، چیچا وطنی میں چک گیارہ سیون آر ہا جا کر دیکھیں وہی کچے پکے مکان ہیں جو برسوں پہلے تھے، ''شریفوں'' کے دور میں جب مولانا اعظم طارق پابند سلاسل تھے پورے خاندان کو ریاستی تشدد، ٹارچر اور گرفتاریوں کے سبب دربدری کا سامنا تھا، اس دور میں راقم ان کے بھائی مولانا عالم طارق کے سسر مولوی محمد رفیق صاحب مرحوم جو خاندان کے واحد بڑے بزرگ رہ گئے تھے۔ سے ملنے کے لئے گیا تو انہیں اپنے خاندان کی کسمپرسی کا غم نہیں تھا، فکر تھی تو صرف اسیران ناموس صحابہ کی کہ جیلوں میں ان پر بدترین تشدد ہو رہا ہے۔ راقم انہیں حیرانی سے تکتا رہ گیا کہ یہ بوڑھا آدمی جو لاٹھی کے سہارے کا محتاج ہے اور جس کا پورا خاندان افراتفری کے عالم میں گھر سے بے گھر ہے جس خاندان کے معصوم بچے مہینوں سے اپنے والدین کی شکلیں دیکھنے کو ترس رہے ہیں کس پامردی کے ساتھ حالات کے جبر کا مقابلہ کر رہا ہے۔ لیکن بات انہی پر موقوف نہیں تھی بے شمار کارکنوں کے گھروں کا یہ عالم تھا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اپنی تقاریر میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

قبائے لالہ خونی قبائیست
کہ بر بلائے نامرداں درازیست

''کہ قبائے لالہ خونی قبا ہے جو نامردوں کے مردہ جسموں پر پوری نہیں آتی، کیا خیال

Scanned with CamScanner

ہے ایک آدمی جیل سے باہر ہے گولیوں راکٹوں اور بموں کی زد پر ہے جیل میں ہے تو ہتھکڑیاں ہیں، بیڑیاں ہیں، زخموں سے چور بدن کے ساتھ کئی کئی گھنٹوں تک کھڑا ہونا ہے۔ چوہنگ سینٹر لاہور کا بدنام زمانہ عقوبت خانہ جس کا تصور ہی لرزا دینے والا ہے کئی کئی مہینے اس عقوبت خانے کی نذر ہو جائیں۔۔۔ آخر گوشت پوست کا انسان ہے، اس کی بھی اپنی خواہشات تھیں، اسے بھی بیوی بچوں کے پاس رہنا اچھا لگتا ہوگا، وہ بھی چاہتا ہوگا کہ میرے بچے اچھا کھائیں اچھا پہنیں، کیا کسی نے سوچنے کی کوشش کی کہ اس شخص کو کیا دکھ، درد اور الجھن تھی کہ ان عقوبتوں سے جب بھی رہائی ملتی تو وہی سبق دہرنا شروع کر دیتا جو پہلے چھوڑ کر جاتا تھا، تسلیم! کہ وہ جذباتی تھا، اس کے مزاج میں شدت اور حدت تھی۔ لیکن یہ بھی تو جاننے کہ آخر ایسا کیوں؟

یہ کیا بات تھی کہ کانٹوں بھرے راستے پر چلنے پر مجبور ہوا۔۔؟ یار لوگوں نے اسے متشدد، دہشت پسند، فرقہ واریت کا پرچار کرنے والا تو کہا مگر اس کی آواز پر کان نہیں دھرا، وہ تو گولی اور گالی کی بات نہیں کرتا تھا، اس کی ہر بات دلیل کے ساتھ ہوتی تھی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اسے کس جرم کی سزا دی گئی ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ارباب بست و کشاد اس خون کو بھی پی جائیں گے مگر تابہ کے؟ جان لو! دنیا کی عدالت سے بچ گئے تو آخرت کی عدالت سے تو کہیں بھاگ نہیں سکتے۔

Scanned with CamScanner

مولانا اعظم طارق کی شہادت

(صاحبزادہ طارق محمود)

معروف سابقہ تنظیم سپاہ صحابہ کے جرنیل، (موجودہ) ملت اسلامیہ کے سربراہ اور قومی اسمبلی کے رکن مولانا محمد اعظم طارق اور انکے چار محافظ ساتھی 6 اکتوبر کو دہشت گردوں کی فائرنگ کے نتیجہ میں موقع پر شہید ہو گئے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون! مولانا محمد اعظم طارق" اسلام آباد میں قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے آرہے تھے کہ گولڑہ موڑ کے قریب انہیں دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ دہشت گردوں نے سفاکی اور بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس قدر فائرنگ کی کہ مرحومین کی شناخت مشکل ہو گئی۔ مولانا محمد اعظم طارق" کے سانحہ شہادت کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ مولانا محمد اعظم طارق" اور ان کے ساتھیوں کی نماز جنازہ پہلے اسلام آباد میں ادا کی گئی۔ بعدازاں انکی نماز جنازہ جھنگ میں ادا کی گئی جس مین لاکھوں افراد نے شرکت کی۔

مولانا محمد اعظم طارق" ملک کی ایک اہم دینی سیاسی جماعت کے سربراہ تھے۔ اپنے مشن سے لگن اور شبانہ روز محنت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ مقام عطا فرمایا کہ مولانا حق نواز جھنگوی" کی قائم کردہ تنظیم کے سربراہ بنے۔ کارکنوں سے رابطہ دینی رہنماؤں سے تعلق اور جوش خطابت نے انہیں عوام الناس اور بالخصوص نوجوانوں میں بہت مقبول بنا دیا تھا۔ گزشتہ برس جب فرقہ وارانہ جماعتوں کا نام دے کر حکومت نے سپاہ صحابہ پر پابندی عائد کی تو جماعت کے سرکردہ رہنماؤں نے ملت اسلامیہ کے نام سے ایک اور جماعت کی تشکیل کا اعلان کر دیا۔ مولانا اعظم طارق" اپنی جماعت کے تعارف اور اس کے مقاصد سے روشناس کروانے کے لئے دن رات مصروف کار تھے۔ مولانا محمد اعظم طارق" کی مقبولیت کے باعث ان کا مخالف دھڑا ایک مدت

Scanned with CamScanner

سے انہیں ختم کرنے کے درپے تھا۔ لیکن جسے اللہ رکھے اس کون چکھے کے محاورہ کے تحت اللہ تعالیٰ نے اب تک ان کی حفاظت فرمائی۔ مولانا محمد اعظم طارق ؒ پر دو دفعہ قاتلانہ حملہ ہوا۔ جس میں وہ محفوظ رہے۔ لاہور سیشن کورٹ کے احاطہ میں بم دھماکہ میں مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی ؒ شہید ہوئے۔ جبکہ مولانا محمد اعظم طارق شدید زخمی ہونے کے باوجود بچ گئے۔ حالانکہ یہ قاتلانہ حملہ اور بم دھماکہ انہیں کے لئے مخصوص تھا۔

بحیثیت مسلمان ہم سب کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ موت کا وقت متعین ہے۔ مولانا اعظم طارق ؒ خود کہا کرتے تھے کہ جو رات قبر میں ہے وہ باہر نہیں ہو سکتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا میں زندہ رہوں گا۔ مومن موت سے گھبرایا نہیں کرتے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ مولانا محمد اعظم طارق ؒ کی المناک شہادت کو ایک سانحہ کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ ان کے ماننے والوں اور جماعت کے کارکنوں کو یقیناً ان کی موت سے گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ لیکن مولانا اعظم طارق ؒ کی شہادت نئی نہیں ہے۔ قبل ازیں مولانا حق نواز جھنگوی ؒ شہید مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ مولانا ایثار الحق قاسمی ؒ مولانا مختار سیال ؒ جیسے دینی رہنما راہ حق میں شہادت کا درجہ حاصل کر چکے ہیں۔ کسی کی موت سے مقدس مشن متاثر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسی شہادتیں مزید برکت پیدا کرتی ہیں۔ ایسی موت سے ولولہ تازہ ملتا ہے۔ ماضی اور تاریخ گواہ ہے۔ اسلام کی تاریخ اپنی قربانیوں اور شہادتوں سے لبریز نظر آتی ہے۔ راہ حق میں مرنے والے مرا نہیں کرتے بلکہ حیات ابدی پاتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا اعظم طارق ؒ کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ یہ خون ناحق رائیگاں نہیں جائے گا۔

بشکریہ!

(ماہنامہ لولاک ملتان) نومبر ۲۰۰۳ء

Scanned with CamScanner

قوم اخبارات کے اداریے وشذرات

Scanned with CamScanner

مولانا اعظم طارقؒ کے قاتلوں کی گرفتاری میں پس وپیش کیوں؟

ملت اسلامیہ کے سربراہ مولانا محمد اعظم طارقؒ کی شہادت کو دس دن گزر چکے ہیں مگر اب تک حکومت نے ان کے قاتلوں کی گرفتاری میں کوئی پیش رفت نہیں کی۔ حد تو یہ ہے کہ پولیس نے اب تک اس سلسلے میں کسی ایک ملزم کو بھی گرفتار نہیں کیا۔ عوام بجا طور پر شکوہ کناں ہیں کہ حکومت جانبداری سے کام لے رہی ہے۔ اور مولانا اعظم طارقؒ شہید کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی بجائے ان کی گرفتاری میں روڑے اٹکا رہی ہے..... کیا یہ تعصب کی انتہا نہیں کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے اس ملک میں کسی امریکی یا برطانوی شہری کے قتل پر پورے ملک میں کرفیو کی سی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے، اقلیتی فرقوں سے تعلق رکھنے والے کسی فرد کو ہلاک کر دیا جائے تو چھاپوں اور گرفتاریوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے مگر ایک نامور عالم دین کی مظلومانہ شہادت پر اب تک ان افراد کو بھی گرفتار نہیں کیا گیا جن کے بارے میں شکوک وشبہات کو بوجوہ تقویت ملتی ہے۔ پھر یہ بات بھی بڑی عجیب اور جذبات کو غلط رخ دینے والی ہے کہ کوئٹہ کے واقعہ میں مقتولین کو فی کس آٹھ لاکھ روپے ادا کئے جانے کا اعلان ہوا جس پر ایک بین الاقوامی خبر رساں ادارے نے ستم ظریفانہ تبصرہ کرتے ہوئے پاکستانی جانوں کی گرانی پر طنز کیا تھا لیکن حالیہ سانحہ میں شہداء کے ورثاء کے لئے فی کس ۵ لاکھ روپے کا اعلان ہوا ہے جبکہ اتنی رقم کوئٹہ کے زخمیوں کو دی گئی تھی۔ اس طرح کے امتیازی سلوک سے منفی پروپیگنڈے کی پرورش نہیں ہوگی تو اور کیا ہوگا؟ کیا ایسی باتیں ملک کے خلاف کسی بڑی سازش کا حصہ ہیں؟

اگرچہ عوام یہ جانتے ہیں کہ مولانا اعظم طارقؒ کی شہادت سے امت کو جو عظیم نقصان پہنچا ہے قاتلوں کا خون اس کی تلافی نہیں کر سکتا مگر سوال یہ ہے کہ آخر انصاف بھی کوئی شے ہے یا نہیں؟ قانون کی حکمرانی کا کوئی مطلب ہے یا نہیں؟ کیا ملک میں حکومت یا انتظامیہ نام کی کوئی

Scanned with CamScanner

چیز موجود ہے یا نہیں؟ کیا عوام یہ سمجھ لیں کہ یہاں جنگل کا قانون ہے اور ہر طاقتور کو کمزور پر ظلم و زیادتی کی کھلی چھٹی ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اب عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ ۱۴ برس پہلے مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کی شہادت کے بعد سے لے کر اب تک وہ مسلسل یہی دیکھتے آرہے ہیں کہ امت کے ان عظیم رجالِ کار کے خون کی کوئی قیمت نہیں سمجھی گئی اور ان کے قاتلوں کو دندناتے پھرنے کی پوری پوری آزادی دی جاتی رہی۔ مولانا جھنگویؒ کے بعد مولانا ایثار القاسمیؒ، مولانا مختار احمد سیال ؒ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ، مولانا مفتی عبدالسمیعؒ، مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، مولانا محمد عبداللہؒ اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ جیسے اکابر اہل سنت دن دہاڑے بھرے پڑے شہروں میں درندہ صفت قاتلوں کی سفاکی کا نشانہ بنتے گئے اور عوام کے بھرپور احتجاج، مظاہروں اور مطالبوں کے باوجود آج تک کسی قتل کے اصل ملزمان کو عدالت کے کٹہرے میں نہیں لایا گیا۔ برسہا برس سے حکومت کی یہی بے اعتنائی اور انصاف کا یہ خون دیکھ کر عوام مایوس اور بددل ہو چکے ہیں، خطرہ ہے کہ ان میں سے بہت سے انصاف کے حصول کے لئے قانون اپنے ہاتھ میں لینے پر تل سکتے ہیں۔ ۱۳ سال پہلے مولانا جھنگوی شہیدؒ کے قاتلوں کی گرفتاری میں حکومت کی جانب سے عدم دلچسپی کے ردِعمل میں بعض پرجوش نوجوانوں نے قانون اپنے ہاتھ میں لے کر از خود قاتلوں کا تعاقب کیا، ان کے اس طرزِ عمل سے امن وامان تہہ بالا ہو گیا، مگر حکمرانوں نے اس کے باوجود کبھی اس ہیجان کے اسباب پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حکومت کی جانب سے اگر یہی روش برقرار رہی تو ایسے جذبات کو مزید ہوا ملتی رہے گی اور اس طرح مزید نوجوان بغاوت کا راستہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ملت اسلامیہ کے سربراہ علی شیر حیدریؒ وضاحت کر چکے ہیں کہ مولانا اعظم طارقؒ کے قتل کا ذاتی انتقام لینا ہماری پالیسی نہیں ہے مگر اس کے باوجود پرجوش عوام کے

Scanned with CamScanner

جذبات کو قابو میں رکھنا اور انہیں کسی ردِعمل سے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ حکومت اگر ملکی امن وامان برقرار رکھنے میں نیک نیت ہے تو اسے بلا تاخیر مولانا اعظم طارق کے بہیمانہ قتل کے اصل مجرموں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر لٹکانا چاہیے بصورت دیگر ملک کے حالات مزید بگڑتے چلے جائیں گے جس کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

بشکریہ!

(اداریہ ہفت روزہ ضرب مومن کراچی)

۱۲۳ اکتوبر ۲۰۰۳ء

Scanned with CamScanner

اسلام آباد میں دہشت گردی کا لرزہ خیز واقعہ!

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں پیر کی سہ پہر رونما ہونے والا دہشت گردی کا واقعہ افسوسناک ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی تشویش انگیز ہے۔ جس میں قومی اسمبلی کے رکن مولانا اعظم طارق" جھنگ سے قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے آتے ہوئے نامعلوم دہشت گردوں کی بہیمیت کا نشانہ بن گئے۔ یعنی شاہدین کے مطابق گولڑہ موڑ کے ٹول پلازہ سے نکل کر جب ان کی کار تقریباً سوا چار بجے اسلام آباد میں داخل ہوئی تو بغیر نمبر پلیٹ والی سفید رنگ کی ایک گاری تیز رفتاری سے ٹول پلازہ پر ٹوکن فیس بھگتتے ہوئے اس سے آگے نکلی اور اس میں سوار افراد نے صرف دس میٹر آگے جا کر مولانا اعظم طارق" کی سرکاری کار پر کلاشنکوفوں سے 80 سے زیادہ گولیاں برسائیں۔ حملہ اتنا اچانک اور پھرتی سے کیا گیا تھا کہ مولانا کے محافظوں کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا اور مولانا اعظم طارق" اپنے تین محافظوں اور ڈرائیور سمیت خالق حقیقی سے جا ملے۔ جیسا کہ آئی جی پولیس اسلام آباد نے بتایا سفید گاڑی میں سوار تین دہشت گردوں اور ان کے ساتھی ڈرائیور نے فرار کے راستے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے اور وہ اپنی منصوبہ بندی کے مطابق واردات کے بعد فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ظاہر ہے اس قسم کی وارداتیں جامع منصوبہ کے بغیر نہیں ہوتیں اس واردات کی بھی یقیناً بڑی باریک بینی سے منصوبہ بندی کی گئی ہو گی جس کا اندازہ واردات کی تفصیلات سے ہوتا ہے۔ لیکن اس بات کو بہر حال نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے کہ ایک بغیر نمبر پلیٹ والی کار سڑک پر آزادانہ نقل و حرکت کرتی ہے اور ٹول پلازہ سے نہ صرف گزرتی ہے بلکہ وہاں موجود اہلکار کو بھی فائرنگ کا نشانہ بنانے کی کوشش کرتی ہے اور اس نوع کی مشکوک گاڑی کو چیک کرنے یا اس میں سوار دہشت گردوں سے نمٹنے کے لیے وہاں کوئی مناسب بندوبست موجود نہیں۔ وطن عزیز میں دو عشروں سے جاری دہشت گردی کی سرگرمیوں میں پچھلے کچھ عرصے سے جو

Scanned with CamScanner

اچانک تیزی آئی ہے اس کے پیش نظر شاہراہوں پر جگہ جگہ اس نوع کے انتظام کی ضرورت اگر پہلے محسوس کرلی جاتی تو اس نوع کے واقعات پر کسی نہ کسی حد تک قابو پانے میں یقیناً مدد مل سکتی تھی۔ اور اب جبکہ ایک اور انتہائی تشویش انگیز واقعہ رونما ہو چکا ہے، اس کی جانب فوری توجہ دینے کی ضرورت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

مولانا اعظم طارق" کے بہیمانہ قتل کی اطلاع ملتے ہی قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے۔ صدر وزیر اعظم سیاسی رہنماؤں اور تمام فقہی مسالک سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام نے دہشت گردی کی اس واردات کی مزمت کرتے ہوئے اسے بجا طور پر ملک وقوم کے خلاف کسی سوچی سمجھی گھناؤنی سازش کا حصہ قرار دیا ہے۔

مولانا اعظم طارق" نے صرف ایک تنظیم (ملت اسلامیہ) کے سربراہ تھے بلکہ ایک انتہائی فعال شخصیت اور قومی اسمبلی کے رکن تھے۔ ان سے قانون سازی کے حوالے سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں۔ ان کے قاتلوں نے ملک میں قومی اتحاد و یکجہتی کو کمزور کرنے اور قومی اتحاد کو نقصان پہنچانے کی جو کوشش کی ہے۔ اس کو حکومتی، سیاسی اور دینی حلقوں میں ایک چیلنج کے طور پر قبول کیا جانا چاہئے اور ان مختلف مسالک کے درمیان اتحاد و ہم آہنگی بڑھا کر اور مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ کر کے ہی اس سازش کو ناکام بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ تحمل اور رواداری سے تمام حالات کا جائزہ لینے اور قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں جو بھی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اس کے نتائج جلد قوم کے سامنے آنے چاہئیں۔ تاکہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو سکے۔

بشکریہ

(اداریہ روزنامہ جنگ) ۸ اکتوبر ۲۰۰۳ء

Scanned with CamScanner

میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں؟

ممتاز عالم دین، رکن قومی اسمبلی اور ملت اسلامیہ پاکستان کے قائد مولانا محمد اعظم طارق اپنے پانچ ساتھیوں سمیت وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی حدود میں نامعلوم شقی القلب درندوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے ہیں۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)، (ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شی عندہ باجل مسمی) ان کی شہادت سے پاکستان میں تحریک تحفظ ناموس صحابہؓ کی ایک مضبوط اور توانا آواز خاموش ہو گئی ہے اور ملت اسلامیہ کو اپنے ایک اور جری اور بہادر سپوت کی جدائی کا دکھ سہنا پڑا ہے۔ مولانا اعظم طارق جو ساری زندگی خطرات اور مشکلات سے کھیلتے رہے اور حالات کی ستم ظریفیوں اور زمانے کے تلخ رویوں کا مقابلہ کرتے رہے اور بالآخر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور کئی مرتبہ کے بزدلانہ قاتلانہ حملوں میں بچ جانے کے بعد آخر کار شہادت کی اپنی دیرینہ آرزو پا گئے۔ شہادت بلاشبہ ایک عظیم نعمت ہے اور علماء حق کی تاریخ شہادتوں کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔ مولانا اعظم طارق شہادت کے بلند رتبے پر فائز ہو کر اپنے مشن میں ناکام نہیں بلکہ کامیاب ہوئے ہیں اور حق گوئی و صداقت کی پاداش میں جان دے کر سرفروشی و جانثاری کی روایت زندہ کر دی ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس شعر کا مصداق بنا دیا ہے جو وہ اکثر اپنی تقریروں میں پڑھا کرتے تھے کہ:۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے۔
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کا کوئی اعتبار نہیں۔

تاہم مولانا اعظم طارق جیسی نڈر، بے باک اور کھری شخصیت کے چلے جانے سے دینی و مذہبی حلقوں میں جو خلاء پیدا ہو گیا ہے وہ ہر صاحب دل مسلمان محسوس کر سکتا ہے اور وفاقی دارالحکومت کے حساس ترین علاقے میں حکمرانوں اور قانونی نافذ کرنے والے اداروں کی ناک

Scanned with CamScanner

تھے جس بے دردی کے ساتھ مولانا کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ وہ مسلمان پاکستان کے دلوں کو مجروح کرنے اور عوامی وسیاسی حلقوں میں بہت سے سنجیدہ سوالات وخدشات کے پیدا ہونے کا باعث بن رہا ہے۔ مولانا اعظم طارق ایک ممتاز عالم دین ہونے کے ساتھ پاکستان کی قومی اسمبلی کے رکن تھے اور ان کے حلقے کے عوام نے تین مرتبہ منتخب کر کے اسمبلی بھیج کر ان پر اپنے اعتماد کا اظہار کیا تھا وہ قومی سطح کے مذہبی وسیاسی رہنما تھے اور ایک دینی سیاسی جماعت کے سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان سیاسی لیڈروں میں بھی شامل تھے جن کی حمایت کی بدولت موجودہ حکومت کو اقتدار کا تخت نصیب ہوا تھا۔ اس لحاظ سے ان کی حفاظت اور سیکورٹی کو یقینی بنانا حکومت کی اولین ذمہ داری تھی مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ حکومت نے مولانا کو تحفظ دینے میں غفلت کا مظاہرہ کیا اور یہی وجہ ہے کہ حزب اختلاف کی دینی وسیاسی جماعتوں کو یہ کہنا پڑا کہ حکومت اس واقعہ کی ذمہ دار ہے اس لئے اسے اقتدار چھوڑ دینا چاہئے۔ بعض حلقوں میں اس واقعے میں سرکاری ایجنسیوں کے ملوث ہونے کا شبہ بھی ظاہر کیا جا رہا ہے۔ جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق مولانا اعظم طارق نے چند روز قبل خود یہ شبہ ظاہر کیا تھا کہ مجھے قتل کرنے کی سازش تیار کی جا چکی ہے، مولانا کے سیکرٹری کے حوالے سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مولانا اعظم طارق کو کئی روز سے دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔

ان خبروں سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں ہے کہ مولانا کا قتل کسی منظم سازش کا حصہ ہے۔ جس میں کوئی بڑا خفیہ ہاتھ ملوث ہو سکتا ہے۔ یہ ملک میں افراتفری اور فساد پھیلانے کی کسی بین الاقوامی سازش کا حصہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس میں یہود و ہنود کے گٹھ جوڑ اور دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنے والے عالمی پہلوانوں کا کردار بھی شامل ہو سکتا ہے ہم نے ان سطور میں اپنے حکمرانوں کو توجہ بار بار اس امر کی طرف مبذول کروانے کی کوشش کی تھی کہ اپنی داخلہ پالیسی کی فکر

Scanned with CamScanner

سے بے نیاز ہو کر عالمی طاقتوں کے مفادات کیلئے کرائے کے سپاہی بن کر کام کرتے رہنے سے ملک کو شدید داخلی خطرات کا سا[illegible] سکتا ہے اور امن و امان کے پیچیدہ مسائل پیش آسکتے ہیں تازہ واقعے نے ہمارے اس خدشے کی تصدیق کی ہے اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ اپنے مفادات سے آنکھیں بند کر کے غیروں کی مرادیں پوری کرنے کے جس راستے پر ہم بگٹٹ دوڑے جا رہے ہیں وہ ہمیں مشکلات اور مسائل کی اذیت ناک گھاٹیوں میں گرانے کا سبب بن سکتا ہے۔ مولانا اعظم طارق کی شہادت سے ملک میں امن و امان کی جو صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ اور اس صورتحال سے جو نئے خطرات جنم لے رہے ہیں ان کی طرف اگر بروقت توجہ نہ دی گئی اور مولانا کی شہادت کے واقعے کی جلد سے جلد تحقیقات کر کے ان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا گیا تو حالات کیا رخ اختیار کریں گے اس کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

مولانا اعظم طارق" کی اس مظلومانہ شہادت سے عام آدمی کو جو تاثر ملا ہے اور باہر کی دنیا کو جو پیغام ملا ہے وہ یہ ہے کہ حکومت ملک میں امن و امان کے قیام میں ناکام ہو چکی ہے اور پاکستان میں قانون نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ عام آدمی یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ جو حکومت اپنے ایک خیر خواہ اور حلیف رکن قومی اسمبلی کو تحفظ نہیں دے سکی وہ عام آدمی کی جان و مال کا کیا تحفظ کرے گی۔ اس تاثر میں کمی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ حکومت اس واقعے کی جلد سے جلد درست تحقیقات کرائے اور سازش کو فوری طور پر بے نقاب کرے جو ملک کی وحدت و سیاست کے خلاف تیار کی گئی ہے اور جس کے نتیجے میں پاکستانی قوم کو مولانا اعظم طارق جیسے دینی و سیاسی رہنما سے محروم ہونا پڑا ہے، اگر خدانخواستہ اس مرتبہ بھی روایتی طفل تسلیوں اور نمائشی اقدامات سے عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی گئی اور مولانا کی شہادت کے معاملے کو بھی سرد خانے کی نذر کر دیا گیا تو ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کا مسئلہ سنگین نوعیت اختیار کر سکتا ہے اور مولانا کے

Scanned with CamScanner

جذباتی عقیدت مندوں میں انتقام کے جذبات بھڑک سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ ماحول کی خرابی کا سب سے بڑا سبب انصاف کی عدم فراہمی اور سرکاری ایجنسیوں کا گھناؤنا کردار ہے، یہ بات دعویٰ کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر حکومت مولانا حق نواز جھنگویؒ کے قتل کی سازش بے نقاب کرتی اور مجرموں کو بروقت گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جاتا تو آج ملک میں فرقہ واریت کا مسئلہ اس قدر شدت اختیار نہ کر چکا ہوتا، مولانا اعظم طارقؒ کالعدم سپاہ صحابہؓ کے چوتھے قائد ہیں جن کو شہید کیا گیا ان کے علاوہ مولانا حبیب اللہ مختار شہید، مولانا مفتی عبدالسمیع شہید، مولانا عبداللہ شہید اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید جیسے علماء دین اور اکابر ملت کو بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا، لیکن حکومت ان میں سے کسی ایک کے قاتلوں کو سزا نہ دے سکی۔ اس کا لازمی نتیجہ اس انتشار کی صورت میں نکلا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ آج بھی اگر حکومت سنجیدگی کا مظاہرہ کرے اور ملک میں فرقہ واریت کے حقیقی اسباب کا تعین کر کے ان کے خاتمے کی کوشش کرے تو یہ کوئی لاینحل مسئلہ نہیں ہے۔ خود مولانا اعظم طارق نے حالیہ دنوں حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایک پارلیمانی کمیٹی بنائے جو ملک میں فرقہ واریت کے اسباب کا تعین کر کے ان کے سدباب کیلئے سفارشات طے کرے۔ مولانا اعظم طارق کی شہادت سے یقیناً ان کوششوں کو دھچکا لگے گا جو وہ ملک میں فرقہ واریت کے خاتمے کے حوالے سے کر رہے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ مولانا اپنی ان کوششوں میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے تھے یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ مولانا نے پاکستان میں فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے ملک کے آئین وقانون کی حدود میں رہ کر جدوجہد کی، انہوں نے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا، قومی اسمبلی میں کئی بل پیش کئے اور سابق وموجودہ حکمرانوں سے ملاقاتیں کر کے انہیں قابل عمل تجاویز اور سفارشات پیش کیں۔ مولانا کا مطالبہ فقط اتنا تھا اور یہ بالکل جائز مطالبہ تھا کہ اسلام کے نام پر بننے والے

Scanned with CamScanner

ملک میں جہاں بانی پاکستان کی توہین جرم قرار دی گئی ہے وہاں پیغمبر اسلام ﷺ کے اہل بیت اطہار اور جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین کا سلسلہ بھی بند ہونا چاہئے۔ اور اقلیت کو اکثر یت کے دینی جذبات اور مذہبی معتقدات کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ بالکل ایک جمہوری مطالبہ تھا اور دنیا کا کوئی قانون اس کو غلط نہیں کہہ سکتا تھا۔ مولانا نے اپنے اس جائز اور منطقی مطالبے کیلئے پوری زندگی جدوجہد کی، جیل کی صعوبتیں برداشت کیں اور کئی مرتبہ قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنے لیکن آخری دم تک اپنے اس مشن سے دستبردار نہیں ہوئے۔ مولانا نے کبھی کسی کو آئین اور قانون سے ہٹ کر کوئی اقدام کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ مولانا ہی کی شخصیت تھی جس نے ہزاروں جذباتی نوجوانوں کو ملک کے آئین اور قانون کا پابند بنایا ہوا تھا۔ مولانا نے ہمیشہ کہا کہ ان کی جدوجہد آئین اور قانون کے اندر رہ کر ہے اور وہ گالی اور گولی کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے۔ مولانا نے کچھ جذباتی لوگوں کو اپنی جماعت سے نکلنا گوارا کیا لیکن امن پسندی کا اپنا مشن نہیں چھوڑا، افسوس کہ مولانا کے اس جذبے کی قدر نہیں کی گئی اور ان کو راستے سے ہٹا کر ملک کیلئے نئی مشکلات کو دعوت دی گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صرف ایک جماعت، ایک گروہ یا فرقے کا نقصان نہیں بلکہ ملک کا اور ملک کے عظیم تر مفاد کا نقصان ہے۔ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت ملک کو کشیدگی سے بچانے کیلئے مولانا کے قاتلوں کی جلد سے جلد گرفتاری اور ان کے قتل میں ملوث سازشی قوتوں کو بے نقاب کرنے میں دیر نہ کرے اور ملک میں امن کے قیام اور فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے، مولانا اعظم طارق کے مطالبات اور ان کی تجاویز کی روشنی میں جامع حکمت عملی تیار کرے۔

بشکریہ!

(اداریہ روزنامہ اسلام)

۸ اکتوبر ۲۰۰۳ء

Scanned with CamScanner

فرقہ وارانہ تعصبات کا فائدہ امریکہ کے ایجنٹ اٹھا رہے ہیں

(روزنامہ نوائے وقت)

اس دلخراش اور اندوہناک واقعہ سے ہماری ایجنسیوں اور امن امان قائم رکھنے کے ذمہ دار اداروں کی اہلیت صلاحیت اور کارکردگی کا پول کھل گیا ہے جو اسلام آباد جیسے شہر میں اسلحہ سے لدی گاڑی کو چیک نہ کر سکے۔ یہ وزارت داخلہ کی ناکامی ہے جو کئی بار ملک کو ہتھیاروں سے پاک کرنے کی مہم چلا چکی ہے۔ مگر غیر قانونی اسلحہ نہ صرف وافر مقدار میں موجود ہے بلکہ دہشت گرد اسے بے دردی سے استعمال کر رہے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف اور وزیر اعظم جمالی فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے کے جو دعوے کرتے ہیں ان کی قلعی بھی کھل گئی ہے مگر بدقسمتی کی بات ہے کہ حکومت اب بھی شیعہ سنی مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے حل کرنے اور دونوں کو متحارب فریقوں کو مذاکرات کی میز پر بٹھا کر مفاہمت کرانے میں سنجیدہ نظر نہیں آتی۔ ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل نے اس حوالے سے جو کوششیں کی تھیں وہ بھی بالآخر سیاست بازی کی نظر ہو گئیں۔ اور فرقہ وارانہ تعصبات و منافرت کا فائدہ ''را'' ''خاد'' اور امریکہ کے ایجنٹ اٹھا رہے ہیں۔ جو پاکستان میں عدم استحکام پیدا کر کے مخصوص مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت نے اپنے سارے ادارے اور وسائل امریکہ اور افغانستان کی کٹھ پتلی حکومت کے مخالفین کی سرکوبی کے لئے مختص کر دیئے گئے ہیں۔ القاعدہ اور طالبان کا قلع قمع کرنے کے لیے پاکستانی فوج تک کو استعمال کیا جا رہا ہے، جس کا فائدہ پاکستان اور اسلام کے دشمن اندرون ملک اٹھا رہے ہیں اور انہوں نے یہاں دہشت گردی کا بازار گرم کر دیا ہے۔ جس کا احساس نہ کیا گیا تو ملک سلامتی اور استحکام کے لئے خطرات میں مزید اضافہ ہوگا اور ملک کو ترقی و خوشحالی اور اقتصادی استحکام سے ہمکنار کرنے کی حکومتی کوششیں نقش بر آب ثابت ہوں گی۔

Scanned with CamScanner

افسوس ناک صورتحال

(روزنامہ پاکستان)

حکومت ہر نوع کی دہشت گردی کے خاتمے کی علمبردار ہے اور اس حوالے سے ملک کی مغربی سرحد کے علاوہ اندرون ملک بھی آپریشن اور کارروائیاں کئے جانے کی خبریں سرکاری ذرائع سے شائع ہوتی رہتی ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اندرون ملک دہشت گردی کو ختم کرنے میں انتظامیہ کو کسی کامیابی کا کریڈٹ نہیں دیا جاسکتا۔ گزشتہ ایک ڈیڑھ ماہ کے دوران دہشت گردی کے خصوصاً فرقہ وارانہ تشدد سے چار المناک واقعات ہو چکے ہیں لیکن پولیس تو کیا انتظامیہ کی لاتعداد خفیہ ایجنسیاں کسی بھی المیہ کا سراغ لگا سکی ہیں اور نہ ہی کسی مجرم کو گرفتار کر کے قانون کی عدالت میں پیش کر سکی ہیں۔ ہاں! بلند آہنگ بیانات سراغ ملنے کے اشارے اور دہشت گردی کو ختم کرنے کے نعرے ضرور لگائے جاتے ہیں۔ یہ بڑی افسوس ناک صورت حال ہے کہ ملک کے اندر گویا "نفرت کی ایک زنجیر" ہے جسے حکومت توڑنے میں کامیابی کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ آج مولانا اعظم طارق اس نفرت کا شکار بنائے گئے ہیں کل کسی اور کو نشانہ بنایا جائے گا۔ یہ افسوس ناک اور مذموم سلسلہ کئی سالوں سے چل رہا ہے اور اس کا اختتام نظر نہیں آرہا ہے نفرت کی اس زنجیر کو توڑنے کی ضرورت ہے لیکن ایسا کب ہوگا؟

Scanned with CamScanner

تعزیتی پیغامات

☆ میر ظفر اللہ جمالی (وزیر اعظم پاکستان)

مقتول کی ملک اور جمہوری نظام کیلئے بڑی خدمات تھیں۔

☆ امیر حسین (سپیکر قومی اسمبلی)

واقعہ انتہائی افسوس ناک ہے تمام ارکان اسمبلی کو دلی صدمہ ہوا۔ قاتل سزا سے نہیں بچ سکیں گے

☆ قاضی حسین احمد، لیاقت بلوچ (جماعت اسلامی)

ملت اسلامیہ کے کارکن صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ حکومت براہ راست ملوث ہے عہدے چھوڑ دیں۔

☆ حافظ حسین احمد، حافظ ادریس، میاں محمد اظہر

حکمران منتخب رکن اسمبلی کا تحفظ نہیں کر سکے۔ عوام کا اللہ ہی حافظ ہے۔

☆ مولانا امیر حسین گیلانی (جمعیت علما اسلام)

قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

☆ حافظ سعید احمد (جماعۃ الدعوۃ)

قتل سے ملکی قیادت میں خلاء پیدا ہو گیا۔ انکی اسلام اور ملک کیلئے خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

☆ مولانا محمد مسعود اظہر (خدام الاسلام)

مولانا اعظم طارق کی شہادت عالم اسلام کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے پاکستان ایک جید عالم دین سے محروم ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

☆ راؤ سکندر اقبال (وزیر دفاع)

مولانا اعظم طارق کا قتل افسوس ناک ہے عوام پُر امن رہیں۔

☆ چوہدری پرویز الٰہی (وزیر اعلیٰ پنجاب)

دہشت گردی اور مذہبی جنونیت کے خلاف پوری قوت سے اقدامات کریں گے ۔آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔

☆ میاں نواز شریف (سابق وزیر اعظم)

مولانا اعظم طارق کا قتل پرویز مشرف کی ناکام پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔اللہ مرحوم کو غریق رحمت اور سوگوار پسماندگان اور عقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا کرے۔

☆ بے نظیر بھٹو (سابق وزیر اعظم)

مولانا اعظم طارق کا قتل افسوس ناک ہے۔حکومتی نااہلی کے باعث پاکستان کے عوام عدم تحفظ کا شکار ہیں۔

☆ سید عطاء المہیمن بخاری (امیر مجلس احرار اسلام)

مولانا نے ختم نبوت کے لیے وہ کام کیا جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ناموس رسالت وصحابہ پر جان قربان کردی

☆ مفتی فضل اللہ الحمادی

مولانا ناموس صحابہ کے لئے جان دے کر زندہ جاوید ہو گئے ہیں۔

☆ قاری سعید الرحمٰن

علماء دیوبند نے ہر میدان میں قیادت کا کردار ادا کیا ہے شہداء کا خون رائیگاں نہیں جاتا وہ اپنا رنگ دکھاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ اعجاز الحق صدیقی (کالم نویس روزنامہ اسلام)

دشمن کی درندہ صفتی شہداء کو سرخرو کر گئی۔ چشم تصور سے دیکھنے والوں کو چاروں شہداء اور مولانا اعظم طارق شہید کے لبوں پر وہ تبسم ضرور نظر آیا ہوگا جیسے اقبال نے کہا

نشان مرد مومن با تو گویم

چو مرگ آید تبسم پر لب اوست

☆ مولانا منظور احمد چنیوٹی

مولانا اعظم طارق متاع اور آبرو ملت تھے۔

☆ مولانا زاہد الراشدی (ابن محدث اعظم مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہ)

مولانا محمد اعظم طارق شہید عزم و استقامت کے پیکر تھے۔

☆ آفتاب عباسی

مولانا نے جان دیکر بھی اپنے موقف کو ہر خاص و عام کو سمجھانے کی کوشش کی ہے

-

☆ مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سر پر عزیمت کا تاج سجائے اور جسم پر شہادت کی مقدس خلعت اوڑھے راہی جنت ہو گئے ہیں۔

☆ قاری منصور احمد (کراچی)

وہ عجب بانکپن سے اٹھا اور سب پر چھا گیا۔ اسکی قربانی اور ایثار اخلاص و تقویٰ ،جرات و بیباکی اور بے مثال عزم و ہمت نے سبکو چونکا دیا۔

Scanned with CamScanner

☆ مولانا علی شیر حیدری (سرپرست اعلیٰ ملت اسلامیہ)

اعظم طارق کامیاب ہوئے ہیں ہم بھی کامیاب ہو جائیں گے شہادت ہماری امید ہے۔شہادت ہماری عنا ہے شہدت کو ہم کامیابی سمجھتے ہیں۔

☆ مولانا شفیق الرحمان درخواستی۔

مٹانے والے خود مٹ جائیں گے۔لیکن ناموس صحابہ کا اعلان ہوتا رہے گا۔

☆ شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن درخواستی

مشن جھنگوی کو لے کر چلتے چلتے اپنی آخری منزل کی طرف پہنچ گئے ہیں۔

☆ مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی

مٹانے والے خود مٹ جائیں گے لیکن ناموس صحابہ کا اعلان ہوتا رہے گا۔

☆ شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمٰن درخواستی

مشن جھنگوی کو لیکر چلتے چلتے اپنی آخری منزل کی طرف پہنچ گئے ہیں۔

☆ مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی۔

آبروئے دیوبند، وقت کا امام ابن حنبل آج ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔

☆ مولانا محمد احمد لدھیانوی۔

مولانا کی شہادت بہت بڑا صدمہ ہے ملت اسلامیہ شہداء کی امیر اور وارث ہے

-

☆ مولانا قاری خلیل احمد

وکیل صحابہ، مجاہد اسلام آج بھی ہمیں فراق کا داغ دے کر جا رہا ہے۔

☆ مولانا محمد عالم طارق (برادر)

Scanned with CamScanner

اعظم طارق جیسا جماعت سے محبت کرنے والا قائد ملنا ناممکن ہے۔

☆ حافظ محمد معاویہ (ابن اعظم طارق)

آج میرا سر فخر سے بلند ہے کہ میرے والد ماجد نے دنیاداری کے لئے نہیں بلکہ صحابہ کی عظمت کے خاطر اپنی جان قربان کی ہے۔

Scanned with CamScanner

شعراء کا خراج تحسین

یہ انتظام تماشائے قید و بند ہے کیا؟
ہمارے حق میں صدا بھی کہیں بلند ہے کیا؟
اے آبروئے زمانہ ہوا کے رکھوالے
ہمیں پسند ہے مرنا تمہیں پسند ہے کیا

Scanned with CamScanner

مولانا اعظم طارق شہیدؒ

حضرت محمد

کے مفصل حالاتِ زندگی

پاکار اسلاف فخر دل ملت بطل حریت جرنیل ملت اسلامیہ

آبروعلمائے حق حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہیدؒ کی لازوال قابل تقلید

قربانیوں اور بے مثال جرأت و عزیمت راہ حق پر استقامت

اور مظلومانہ شہادت پر مبنی تاریخ ساز کتاب

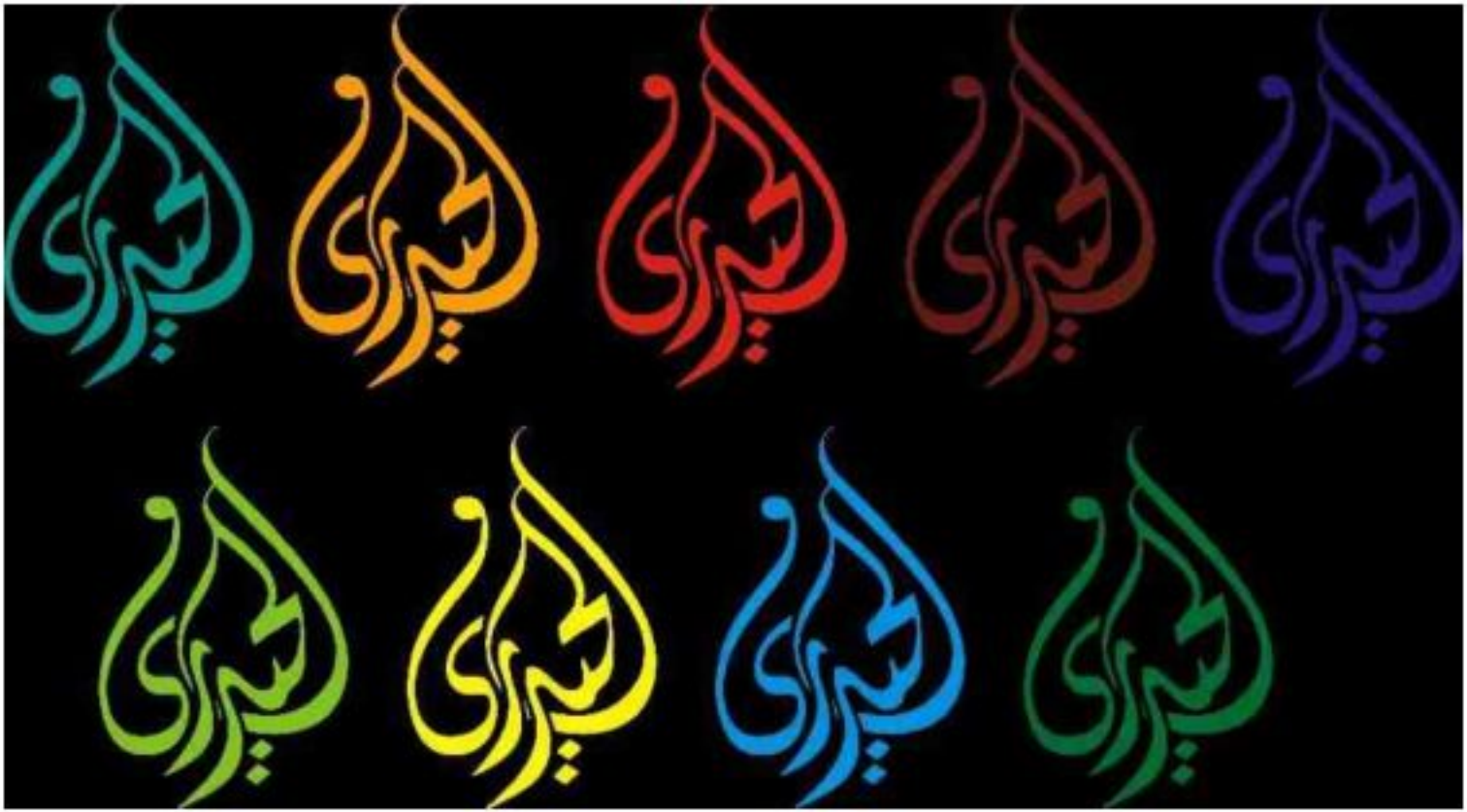
حیاتِ اعظم طارق شہیدؒ



مصنف

حافظ محمد ندیم قاسمی

Scanned with CamScanner



Scanned with CamScanner